ناصرالایمان

کتاب شیعہ مذہب والون کی واسطے چھاپی ہوتی ہی اہلسنت اسکو نہ دیکھین ۔ ✢ ✢ ✢

نصر من اللہ و فتح قریب ۵

الحمد للہ المنان کہ این نسخہ ساطع البرہان لامع التبیان صادق البیان واثق البنیان مشتمل بر اقوال اہلسنت ثابت تغلیط و تخلیط و تحریف و تصحیف و زیادت و نقصان قرآن و بر بعض مسائل مضحکہ صبیان مبتدعہ اہل عدوان موسوم بہ

ناصر الایمان

تصنیف شریف ... جناب حکیم محمد امجد علیخان ✢

لازالت شموس اجلالہ بازغہ

باتفاق الملوان بتصحیح و تنقیح فرزادان صدر اماثل و اقران مدار افاضل و اعیان مولانا السید احمد حسین صاحب شانہ عن الشین

من کل یوم ہو فی شان

در مطبع منشی گنگا پرشاد و ہمادو برادران واقع لکھنؤ طبع [illegible]

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ

الحمد للّٰه المنان کہ این نسخہ ساطع البرہان لامع التبان صادق البیان
واثق البنیان مشتمل بر اقوال اہلسنت بابت تغلیط و تخلیط و
تحریف و تصحیف و زیادت و نقصان قرآن و بر بعض مسائل
مضحکہ صبیان ملقب بہ اہل عدوان موسوم بہ

ناصر الایمان

۱۳۰۹ھ

تصنیف شریف جناب حکیم محمد امجد علیخان

لا زالت شموس اجلالہ بازغۃ ما تعاقب الملوان
بتصحیح و تنقیح فرزانِ صدر اماثل و اقرانِ بدر
افاضل و اعیان مولانا السید احمد حسین صاحب شانہ
عن الشین من کل یوم ہو فی شان

در مطبع ستارۂ ہند واقع لکھنؤ حسب فرمایش جناب ارباب الیقان مطبوع گشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفقنا لاتباع الثقلین فی الاصول والفروع
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی امرنا للتمسک بہما فی الممنوع والمشروع
وعلی وصیہ وابن عمہ الذی زین بہ مسند الخلافۃ والامارۃ فی الشروع
وعلی سائر اولادہ الامجاد الذین ہم فی حق الناس کالمیاہ للزروع
اسکے بعد یہ ایک رسالہ ہے جسکا نام ناصر الایمان ہے اور اسمین مذہب
اہلسنت کا مختصر بیان ہے اسکے کل مطالب اِن حضرات کی معتبر کتابون سے
انتخاب ہین اور اسمین دو باب ہین پہلا باب اس امر کے بیانمین کہ اہلسنت
کے ثقلین سے تمسک کرنے کی کیا کیفیت ہے اور اس باب مین ایک مقدمہ
اور دو فصلین ہین مقدمہ ذکر مین حدیث ثقلین کے۔ + ذکر حدیث ثقلین
یہ حدیث شریف تحفۂ اثنا عشریہ مطبوعہ مین اس طرح مذکور ہے ص ۱۳۹
باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت ست کہ پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود انی تارک فیکم الثقلین ما
ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من
الآخر کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی۔ +

اور اسکے بعد یہہ عبارت بہی مسطور ہے پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام
شرعی مارا پیغمبر ما حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ است
پس مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً
و عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ
و خارج از دین ۔ ٭
یعنی حدیث کا حاصل یہہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے ارشاد کیا کہ مین
بے شک ایسی دو بہاری چیزین تم مین چہوڑتا ہون کہ اگر اونسے تمسک
کروگے ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اونمین کی ایک
دوسرے سے زیادہ بڑی ہے ۔ ایک کتاب خدا
یعنی قرآن مجید دوسرے اپنی عترت اہلبیت اطہار ۔
ظاہر ہے کہ اس حدیث مین جناب رسالتمآب نے بطور وصیت کے
اصحاب سے خطاب مستطاب کیا ہے اور قرآن و اہلبیت سے
تمسک کرنے کو بعد وفات شریف سب کے گمراہ نہونے کی شرط
قرار دیا ہے تو جسطرح گمراہ نہونا ثقلین سے تمسک کرنے پر منوط
ہے اسیطرح انسے تخلف یعنی تمسک نکرنے سے گمراہی مربوط ہے ۔
جیسا کہ مقتضاے اذا فات الشرط فات المشروط ہے اور اس خطاب
مستطاب مین تمام اصحاب داخل اور شیوخ ثلثہ بہی شامل ہین اور
بدیہی ہے کہ قرآن سے تمسک کرنے کے یہی معنی ہین کہ جو کچھہ اوسمین مذکور
ہے اوسکو صدق دل سے کلام خداے عز و جل اور خلوص نیت سے

واجب الاعتقاد اور لازم العمل سمجھا جائے اور اوسکے تمام اوامر ونواہی کا اتباع کیا جائے اور اوسکی تعظیم واحترام کی رعایت کما ینبغی عمل مین آئے اسیطرح اہلبیت کے ساتھ تمسک کرنے سے بھی مراد ہے کہ بعد وفات سرورکائنات سب لوگ انذوات عترت رسول مقبول کرین اور اونکے احکام کو دل وجان سے قبول کرین اور کسی حالت مین اونکی پیروی سے نہ عدول کرین اونہین کو بعد رسولخدا اپنا مقتدی اور اونکے فرمان کو عین ارشاد رسولخدا سمجھین اونہین کو واجب الاطاعۃ اور مفترض الطاعۃ جانین اور ہر امر مین اوسکے فرمانے کو تہ دل سے مانین جملہ امور مین اونہین کی طرف رجوع کرین اونہین سے اخذ اصول وفروع کرین اونکی تعظیم واحترام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور اونکے اوامر ونواہی کی بجاآوری مین کسی امر کی نگہداشت نکرین۔ اور انحضرات کی محبت جو فریقین کے نزدیک ضروریات دین سے قرار پائی ہے اور آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ اسکی نسبت قرآن شریف مین آئی ہے اسکا بھی یہی مقتضا ہے کہ مسلمان تمام احکام اسلام مین اونکا اتباع فرض سمجھین اور اونکی اطاعت کی راہ سے قدم باہر نرکھین ورنہ محبت کے دعوی مین جھوٹے قرار پائینگے اور ایسی حالت مین خدا اور رسول کو کیا منہ دکھائینگے **پہلی فصل** اس امر کے ذکر مین کہ حضرات اہلسنت کے ثقل اکبر یعنی قرآن مجید کے ساتھ تمسک کرنے کی کیا کیفیت ہے پہلے ان حضرات کے کچھہ اقوال نسبت قرآن کی بطور مشتی نمونہ از خروارے بیان ہوتے ہین جنسے تمسک کے حالات بھی ضمنًا عیان ہوتے ہین۔ + + +

اقوال اہلسنت

اہلسنت کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا پر ایک
قرآن نازل کیا گیا تہا پھر حضرت اوسکو بھول گئے
تو اوسمین سے کچھہ باقی نرہا حقیر کہتا ہی کہ یہہ
قرآن بھی حضرت حق سبحانہ و تعالی نے ضرور
اپنے بندون کی ہدایت کیواسطے بھیجا ہوگا
اور جناب رسولخدا نے بھی اوسکے احکام و
آیات امت کو پہنچائی ہونگے تو کیا یہہ قرآن
بالکلیہ قرآن منزل اول کے مخالف تھا کہ اوسمین سے
کچھہ باقی نرہا یا حضرت رسول انام نے جنکا
منصب تبلیغ احکام خداوند علام ہے اس قرآن
کی طرف سے معاذ اللہ ایسی بے توجہی فرمائی کہ اوسکو
بالکل بھول گئے اور صحابہ کو بھی سوا اسکے کہ
رسولخدا کو ایک قرآن عطا ہوا تھا حضرت
نے اوسکو مطلقاً فراموش کردیا اوس قرآن
کی کوئی آیۃ تک یاد نرہی اور جناب باری نے
بھی اوسکی فراموشی قبول فرما کر دوسرا قرآن
بھیجدیا اور پہلے قرآن کی بھیجنے اور حضرت کے
بھولجانیکا ہمین فکر تک نہین کیا آور یہہ بھی دیکہا کی
کہ یہہ قرآن جو ما بین الدفتین ہی پورا قرآن نہین ہیں بہت سا
حصہ اوسمین سے جاتا رہا ہے۔ ✢

حوالہ کتب اہلسنت

شرح بزدوی
قال الحسن ان النبی صلی اللہ
علیہ و الہ وسلم اوتی قرانا
ثم نسیہ فلم یکن شیئا۔
فتح الباری شرح صحیح بخاری
کتاب التفسیر شرح باب
من قال لم یترک النبی
الا ما بین الدفتین۔
وقد اخرج ابن الضریس
من حدیث ابن عمر
انہ کان یکرہ ان یقول
الرجل قرات القران
کلہ و یقول منہ قران
قد رفع۔
علامہ سیوطی۔ قال ابن عمر لا
یقولن احدکم قد
اخذت القران کلہ و
ما یدریہ ما کلہ قد
ذھب منہ کثیر۔ ✢ ✢ ✢

نسیان رسول زمان یک قرآن را۔

نقصان اہلسنت از کمی قرآن۔

اہلسنت کا مقولہ ہے کہ دو سورے پورے
جنمین ایک کا نام سورہ حفد دوسری کا
سورہ خلع تھا قرآن مروج سے ساقط
کردیئے گئے وہ یہہ ہین + بسم اللہ
الرحمن الرحیم ۵ اللھم انا
نستعینک و نستغفرک ونثنی
علیک ولا نکفرک و نخلع و
نترک من یفجرک ۵ بسم اللہ الرحمن
الرحیم ۵ اللھم ایاک نعبد ولک
نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفد
ونرجو رحمتک ونخشی عذابک
ان عذابک بالکفار ملحق ۵
یہہ دونون سورتین قرآن کے آخر مین تہین
اور ابی بن کعب اور عمر بن الخطاب ان
دونون سورتون کو قنوت مین پڑھتے
تھے ظاہر ہے کہ دونون اول سے
آخر تک انکی معتبر رواتیون مین منقول
ہین مگر قرآن شریف مین کہین
پتا نہین — +

اتقان مین قرآن کی سورتون کی شمار مین لکہا ہے
وفی مصحف ابی ست عشرۃ (ای ومائۃ
وست عشرۃ) لانہ کتب فی آخرہ سورتی
الحفد والخلع اخرج ابو عبید عن ابن سیرین
قال کتب ابی بن کعب فی مصحفہ فاتحۃ الکتاب
والمعوذتین واللھم انا نستعینک واللھم
ایاک نعبد وترکھن ابن مسعود وکتب
عثمان منھن فاتحۃ الکتاب والمعوذتین و
اخرج البیھقی من طریق سفیان الثوری
عن ابن جریج عن عطا عن عبید بن عمیر ان
عمر بن الخطاب قنت بعد الرکوع فقال اللھم
انا نستعینک و نستغفرک ونثنی
علیک ولا نکفرک ونخلع ونترک
من یفجرک ۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد و
الیک نسعی ونحفد ونرجو رحمتک
ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار
ملحق ۵ قال ابن جریج کلمۃ البسملۃ انھما
سورتان فی مصحف بعض الصحابۃ و م

۱۳ اخرج محمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوۃ عن ابی بن کعب انہ کان یقنت بالسورتین فذکرھما وانہ کان یکتبھما فی مصحفہ ++
اتقان ۱۸۴ – ۱۸۵

اوریہہ بہی کہتے ہین کہ صحابہ ایک سورت پڑہا
کرتے تہے جو طول وشدت مین مثل سورہٴ
براءۃ کے تہی سو اوسکو بہول گئے صرف
اسقدر یاد رہگئی لوکان لابن ادم وادیان
من مال لابتغی وادیا ثالثا ولایملأ
جوف الا التراب اور ایک دوسری
سورۃ تلاوت کرتے تہے جو مسبحات مین
سے کسی ایک کے مشابہ تہی اوسکا شروع
یہہ تہا سبح للہ ما فی السموات سو اوسکو
فراموش کیا فقط اتنا یاد رہگیا یاایہا الذین
امنوا لا تقولوا ما لا تفعلون فتکتب
شہادۃ فی اعناقکم فتسئلون عنہا
یوم القیمۃ اوریہہ بہی نقل کرتے ہین کہ
ایک سخت سورۃ نازل ہوئی تہی جو سختی
مین مانند سورہٴ براءۃ کے تہی پہر وہ
اوٹہا لیگئی اور اوسمین سے یہہ محفوظ رہا
ان اللہ سیؤید ہذا الدین
باقوام لاخلاق لہم اور بعض کے
نزدیک محفوظ یہہ ہے لیؤیدن ہذا
الدین برجال ما لہم فی الاخرۃ من
خلاق ولو ان لابن ادم وادیین
من مال لتمنی وادیا ثالثا ولا
یملاء جوف ابن ادم الا التراب
الا من تاب فیتوب اللہ علیہ
واللہ غفور رحیم۔

تفسیر در منثور ❊ واخرج مسلم و
ابن مردویہ وابونعیم فی الحلیۃ و
البیہقی فی الدلائل عن ابی موسیٰ
الاشعری قال کنا نقرأ سورۃ تشبہہا
فی الطول والشدۃ ببراءۃ فانسیتہا
غیرانی حفظت منہا لوکان لابن
ادم وادیان من مال لابتغی وادیا
ثالثا ولایملأ جوفہ الا التراب و
کنا نقراء سورۃ نشبہہا باحدی
المسبحات اولہا سبح للہ ما فی السموات
فانسیتہا غیرانی حفظت منہا یاایہا
الذین امنوا لا تقولوا ما لا تفعلون
فتکتب شہادۃ فی اعناقکم فتسئلون
عنہا یوم القیمۃ واخرج ابوعبیدۃ
فی فضائلہ وابن الضریس عن ابی
موسی الاشعری قال نزلت سورۃ
شدیدۃ نحو براءۃ فی الشدۃ ثم
رفعت وحفظ منہا ان اللہ
سیؤید ہذا الدین باقوام لاخلاق
لہم ولفظ ابن الضریس لیؤیدن
ہذا الدین برجال ما لہم فی الاخرۃ
من خلاق ولو ان لابن ادم وادیین
من مال لتمنی وادیا ثالثا ولایملاء
جوف ابن ادم الا التراب الا من تاب
فیتوب اللہ علیہ واللہ غفور رحیم

نقصان ایک سورۃ مثل براءۃ۔
نقصان ایک سورۃ مثل مسبحات۔
نقصان ایک سورۃ مثل براءۃ۔

اور اہلسنت کی معتبر کتابوں مین لکھا ہی کہ سورۂ
احزاب سورۂ بقر کی برابر یا اوس سے ٹری تھی اور
اوسمین آیۂ رجم بھی مذکور تھی جو یہ ہے اذا زینا
الشیخ والشیخۃ فارجموھما نکالا من اللہ
واللہ عزیز حکیم اور بعض روایتون مین
یہ ہی کہ زمان نبوت مین یہ سورۃ دو سو آیتون
پر مشتمل تھی جب عثمان نے قرآن جمع کیا تو جس
قدر آیتین اب موجود ہین باہم پہنچین اور اب
اوسمین بہتر یا تہتر آیتین ہین اور بعض اصحاب سے
یہہ بھی نقل کرتے ہین کہ وہ ستر آیتین اس سورۃ
کی بھول گئے اور یہہ بھی لکھا ہی کہ سورۂ براءۃ بھی
سورۂ بقر کی برابر تھی اول سے مع بسم اللہ کی آیتین
کمی ہوگئی ہی اور بعض روایتون ہی کہ جسقدر تم
پڑھتے ہو یہہ سورہ براءۃ کی چہارم بھی نہین
اور بعض مین اسطرح ہی کہ جسکو تم سورۂ توبہ
کہتے ہو وہ سورۂ عذاب ہی بخدا اوس نے کسیکو
نہین چھوڑا اور جسقدر اسکو ہم پڑھتے تھے تم
اوسمین سے صرف چہارم پڑھتے ہو اور بعض
مین یہہ ہی کہ تم اوسکا ثلث بھی نہین پڑھتے ہو
اور بعض مین ہی کہ یہہ سورہ فاضحہ ہی ہمیشہ لوگون
کے حق مین نازل ہوتی تھی یہانتک کہ یہہ خوف ہوا
کہ یہہ سورہ کسیکو نچھوڑیگی یہانتک جو بیان ہوا
اوس سے ان حضرات کی خوش اعتقادی نسبت
کتاب رب الارباب وجناب رسالتمآب و اصحاب
انجاب کے ظاہر ہے نعوذ باللہ اول حضرت کا اس
وجہ نسیان کہ ایک قرآن تمام وکمال بھول گئے
اور ظاہر اسکی فرع ہی کہ دوسرے قرآن مین
سے بقول ابن عمر کے بہتسا جاتا رہا دوسرے
جامعین کی غفلت کہ دو سورتین پورے
باوجود یاد ہونے کے قرآن مین داخل نکین تیسرے اصحاب کا

در منثور * اخرج ابن الضریس عن عکرمہ
رضی اللہ عنہ کانت سورۃ الاحزاب مثل
سورۃ البقرا واطول وکانت فیہا آیۃ الرجم
واخرج البخاری فی تاریخہ عن حذیفۃ قال
قرات سورۃ الاحزاب علی النبی ص فنسیت
منہا سبعین آیۃ ما وجدتہا واخرج ابو
عبید فی الفضایل وابن الانباری وابن
مردویہ عن عایشۃ کانت سورۃ الاحزاب
تقرء فی زمان النبی مأیتی آیۃ فلما کتب
عثمان المصاحف لم یقدر منہا الا علی
ما ھو الان * اتقان * عن زر بن حبیش
قال قال ابی بن کعب کاین تعد سورۃ
الاحزاب قلت اثنین و سبعین آیۃ او ثلثیا
و سبعین آیۃ قال انہا کانت تعدل سورۃ
البقرۃ وانا کنا نقرا فیہا آیۃ الرجم قلت
وما آیۃ الرجم قال اذا زنیا الشیخ والشیخۃ
فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز
حکیم * اتقان * وفی المستدرک عن
ابن عباس قال سالت علی بن ابیطالب لم
لم یکتب فی براءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال لانہا نزلت بالسیف وعن مالک ان
اولہا لما سقط سقط معہ البسملۃ فقد
ثبت انہا کانت تعدل البقرۃ لطولہا۔
وفی المستدرک عن حذیفۃ قال ما
تقرؤن ربعہا یعنی براءۃ۔ در منثور *
اخرج ابن ابی شیبۃ والطبرانی فی الاوسط
وابو الشیخ والحاکم وابن مردویہ عن
حذیفۃ قال النبی تسمون سورۃ التوبۃ
ھی سورۃ العذاب واللہ ما ترکت احدا
الا نالت منہ وما تقرؤن منہا مما کنا *

حضرات اہلسنت کہتے ہین کہ ایک تو یہ آیت
ان الذین آمنوا والذین ھاجروا
وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم
وانفسھم الا ابشروا انتم المفلحون
دوسری یہ آیت والذین آووھم ونصروھم
وجادلوا عنھم القوم الذین غضب
اللہ علیھم اولئک لا تعلم نفس ما
اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا
یعملون ٥ دونون قرآن کی آیتین ہین مگر
مصحف مشہور مین مذکور و مسطور نہین -
یہ آیت بھی موافق اہلسنت کی روایات
معتبرہ کے قرآن سے کم ہوگئی ہے انا
انزلنا المال لاقام الصلوٰۃ وایتاء
الزکوٰۃ ولو کان لابن آدم وادمن
ذھب لاحب ان یکون الیہ
الثانی ولو کان لہ الثانی لاحب
انیکون الیھما الثالث ولا یملاء جوف
ابن آدم الا التراب ویتوب
اللہ علی من تاب - +

اتقان + وقال ابو عبید حدثنا ابن
ابی مریم عن ابی لھیعۃ عن یزید بن
عمرو والمغافری عن ابی سفیان الکلاعی
ان مسلمۃ بن مخلد الانصاری قال
لھم ذات یوم اخبرونی بآیتین من
القرآن لم تکتبا فی المصحف فلم
یخبروہ وعندھم ابو الکنود وسعد
بن مالک فقال لی مسلمۃ ان الذین
آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا
فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم
الا ابشروا انتم المفلحون ٥ والذین
آووھم ونصروھم وجادلوا عنھم
القوم الذین غضب اللہ علیھم
اولئک لا تعلم نفس ما اخفی لھم
من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون
ایضا قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اوحی الیہ اتیناہ
فعلمنا عما اوحی الیہ فجئت ذات
یوم فقال ان اللہ یقول انا انزلنا

المال لاقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ولو کان لابن آدم وادمن ذھب لاحب انیکون الیہ الثانی ولو کان لہ الثانی لاحب انیکون
الیھما الثالث ولا یملاء جوف ابن آدم الا التراب ٥ ویتوب اللہ علی من تاب ٥ جو شخص اس آیت کے نقصان کی زیادہ سند ین دیکھنا چاہے
تنزیہ القرآن صفحہ (۳۶۲) سے صفحہ (۳۶۴) تک ملاحظہ فرمائے - + سقوط یک آیہ از قرآن -
سقوط دو آیۃ از قرآن +

اقوال اہلسنت

اور اہلسنت کی بعض معتبر روایتوں مین
اسطرح سے ہے کہ جناب رسولخدا ؐ نے
سورہ لم یکن الذین کفروا من
اہل الکتب والمشرکین تلاوت
فرمائی اور اوسمین یہہ بہی پڑہا ان
الدین عند اللہ الحنفیۃ المسلمیۃ
لا الیہودیۃ ولا النصرانیۃ ولا
المجوسیۃ ومن یعمل خیرا فلن
یکفرہ ۵ اور اوسمین یہہ بہی پڑہا
لوان لابن آدم وادیا من مال
لابتغی الیہ ثانیا ولو ان لہ ثانیا
لابتغی ثالثا ولا یملاء جوف
ابن ادم الا التراب ویتوب
اللہ علی من تاب ۵
اس روایت سے ظاہر ہے کہ
اس سورت مین سے یہہ
دونون آیتین ساقط کردی گئین۔
حضرت رسولخدا ؐ انکو بہی
پڑہتے تہے حضرات جامعین
نے یہہ اختصار
فرمایا ہے

+ + +
+

سقط شود در آیہ از سورۂ لم یکن الذین کفروا۔

حوالۂ کتب اہلسنت

جامع الاصول + عن ابی بن کعب
ان رسول اللہ قال ان اللہ امرنی
ان اقرا علیک القرآن وقرا علیہ
لم یکن الذین کفروا وقرء فیہا ان
الدین عند اللہ الحنفیۃ المسلمیۃ
لا الیہودیۃ ولا النصرانیۃ ولا المجوسیۃ
ومن یعمل خیرا فلن یکفرہ ۵ وقرا علیہ
ولو ان لابن وادیا من مال لابتغی
الیہ ثانیا ولو ان لہ ثانیا لابتغی ثالثا
ولا یملاء جوف ابن آدم الا التراب
ویتوب اللہ علی من تاب ۵ اور اتقان
مین اسطرح ہے اخرج الحاکم فی المستدرک
عن ابی بن کعب قال قال رسول اللہ ان
اللہ امرنی ان اقرأ علیک القرآن
فقرا لم یکن الذین کفروا من اہل
الکتب والمشرکین ومن نعتہا لو ان
ابن ادم سأل وادیا من مال فاعطیہ
سأل ثانیا وان سأل ثانیا فاعطیہ
سأل ثالثا ولا یملاء جوف ابن ادم الا
التراب ۵ ویتوب اللہ علی من تاب ۵ وان
ذات الدین عند اللہ الحنیفیۃ غیر
الیہودیۃ ولا النصرانیۃ ومن یعمل
خیرا فلن یکفرہ ۵ جسکو اس مضمون کی
روایتون کی تفصیل دیکہنا منظور ہو تنزیہ
القرآن صفحہ (۳۶۲) سے ص (۳۶۸)

اور اہلسنت کی معتبر کتابوں مین منقول ہے کہ آیۂ رجم جسکا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے نازل ہوئی تہی اور خلیفہ ثانی کو بخوبی یاد تہی۔ مگر اس خیال سے کہ لوگ یہہ نہ کہین کہ عمر نے کتاب اللہ مین زیادتی کردی قرآن مین ثبت نہین کی۔ اس آیت کی عبارت کئی طرح منقول ہے بعض مین اس طور پر ہے۔

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالًا من اللہ واللہ شدید العقاب ۵

اور یہہ بہی مرقوم ہے کہ آیۂ رضاع کبیر نازل ہوتی تہی اور یہہ آیت اور آیۂ رجم ایک رقعہ مین عائشہ کے سریر کے نیچے رکہی تہین جب عائشہ جناب رسولخدا کے ماتم مین مشغول ہوئی بکری اوس رقعہ کو کہا گئی۔ اور حسب روایت عائشہ آیۂ رضاع وفات سرور کائنات تک قرآن مین موجود تہی اور پڑہی جاتی تہی۔

+

محاضرات راغب اصفہانی در ذکر ما ادعی انہ من القرآن مما لیس فی المصحف ۔ وروی ان عمر رضی قال لولا ان یقال زاد عمر فی کتاب اللہ لاثبت فی المصحف فقد نزلت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ شدید العقاب ۵ جسکو زیادہ تفصیل و توضیح مطلوب ہو تنزیہ القرآن ص ۳۶۸ سے ص ۳۷۵ تک مطالعہ کرے۔ ایضا محاضرات ۔ قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا لقد نزلت اٰیۃ الرجم ورضاع الکبیر وکانت فی رقعۃ تحت سریری وشغلنا بشکاۃ رسول اللہ فدخلت داجن للحی فاکلتہ ۔

تبیان الحقایق شرح کنز الدقایق۔ قال الشافعی لا یحرم الا بخمس رضعات یعنی مشبعات لما روی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت کان فیما نزل من القرآن عشر رضعات ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ وھی فیما یقرا من القرآن رواہ مسلم

+

اقوال اہلسنت	حوالہ کتب اہلسنت
اہلسنت کی معتبر کتابوں میں لکھا ہو کہ جس وقت قرآنمجید میں کمی کیگیئی تو آیہ ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرة قرآنمجید میں سے اوسوقت کم کردیگیئی اور نکالڈالی گیئی۔ اور اصحاب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ یہہ آیت ولا ترغبوا عن اٰبائکم فانه کفر بکم ان ترغبوا عن اٰبائکم قرآن میں نازل ہوئی تھی اور ہم پڑھا کرتے تھے۔ اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ یہہ آیت ولو حمیتم کما حموا الفسد المسجد الحرام درمیان سے اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة فانزل الله سکینته الخ کے ساقط ہوگئی۔	در منثور ✠ اخرج ابو عبید عن المیسور بن مخرمه قال قال عمر لعبد الرحمن بن عوف الم نجد فیما انزل علینا ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرة فانا لم نجدها قال اسقطت فیما اسقط من القراٰن۔ تفصیل و توضیح تنزیہ القرآن میں ص ۲۷ سے ص ۸۲۳ تک مذکور ہے۔ ایضا و اخرج عبد الرزاق واحمد وابن حبان عن عمر بن الخطاب قال ان الله بعث محمدا بالحق وانزل معه الکتب فکان فیما انزل علیه اٰیة الرجم ورجمنا بعده ثم قال قد کنا نقرأ ولا ترغبوا عن اٰبائکم فانه کفر بکم ان ترغبوا عن اٰبائکم ✠ مستدرک حاکم عن ابن ابی دریس عن ابی بن کعب انه کان یقرأ اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة ولو حمیتم کما حموا الفسد المسجد الحرام فانزل ۴
یہہ مختصر سا بیان آیتوں کی کمی کا تھا اب الفاظ کی کمی کا تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے ورنہ وہ بموجب روایات معتبرہ اہلسنت کے اس قدر ہے کہ اوسکا لکھنا متعسر بلکہ متعذر ہے۔ ✠	

۴ الله سکینته علی رسوله الخ۔ اور ان دونوں آیتوں کی نسبت کی زیادہ تشریح تنزیہ القرآن میں ص ۸۲۷ سے ص ۸۳۰ تک مندرج ہے۔ ✠

اسقاط الفاظ از قرآن +

اہلسنت کی معتبر کتابون مین منقول ہے
کہ لفظ و علی الذین یصلون الصفوف
الاول آیہ شریفہ ان اللہ و ملئکتہ
یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما سے
حذف کر دیا گیا اور پہلے اس سے کہ عثمان
قرآنون مین تغیر و تصرف کرے یہہ لفظ
قرآن مین موجود تہا اور لفظ وھو اب
لھم آیہ کریمۂ النبی اولی بالمومنین
من انفسھم وازواجہ امھاتھم
سے ساقط ہو گیا اور بعض روایتون مین
یہہ بہی لکھا ہے کہ خلیفۂ ثانی کا ایک لڑکے
پر گذر ہوا وہ لڑکا قرآن مین اس
طرح پڑھ رہا تہا النبی اولے
بالمومنین من انفسھم وازواجہ
امھاتھم وھو اب لھم تو عمر نے کہا اے
لڑکے اسے محو کردے لڑکے نے کہا کہ
یہہ ابی کا قرآن ہے یہہ سنکر عمر ابی
کے پاس گیا اور اوس سے دریافت کیا
اوسنے جواب مین کہا کہ مین بیشک و شبہ
قرآن مین مشغول رہا کرتا تہا ۔ اور تو
بازارون کے کاروبار مین مصروف
رہتا تہا ۔ +

اتقان + قال ای ابو عبید حدثنا حجاج
عن ابی جریج اخبرنی ابن ابی عبیدۃ
عن حمیدۃ بنت ابی یونس قالت قرء علے
ابی وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف
عائشۃ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ و
سلموا تسلیما و علی الذین یصلون الصفوف
الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف
تفسیر در منثور + اخرج الفریابی والحاکم
وابن مردویہ فی سننہ عن ابن عباس رض
انہ کان یقرء ھذہ الآیۃ النبی اولی
بالمومنین من انفسھم وھو اب لھم
وازواجہ امھاتھم و اخرج عبد
الرزاق و سعید بن منصور و اسحاق
بن راھویۃ و ابن المنذر والبیھقی
عن بجالۃ قال مر عمر بن الخطاب بغلام
وھو یقرء فی المصحف النبی اولی
بالمومنین من انفسھم وازواجہ
امھاتھم وھو اب لھم فقال یا غلام
حکھا فقال ھذا مصحف ابی فذھب
الیہ فسالہ فقال انہ کان یلھینی
القرآن و یلھیک الصفق
بالاسواق ۔ +

اور لفظ وصلوۃ العصر آخر سے
آیہ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ
الوسطی کے ساقط ہوگیا اہلسنت کی
معتبر کتابون مین منقول ہے کہ عائشہ
اور حفصہ نے جو قرآن لکھوانا
چاہے تو کاتبون کو حکم دیا کہ جب
اس آیت تک پہونچین حافظوا علے
الصلوات والصلوۃ الوسطی تو
انکو اطلاع دین چنانچہ کاتبون
نے ایسا ہی کیا تب دونون نے
آیت کو اس طرح لکھوایا ۔ حافظوا
علے الصلوات والصلوۃ الوسطی
وصلوۃ العصر وقوموا للہ قانتین
اور بیان کیا کہ ہمنے جناب رسولخدا
سے اسیطرح سنا ہے بلکہ بعض
روایتون مین یہہ ہے کہ حفصہ نے
اپنے ہاتھ سے اسطرح لکھدیا ۔
یہان سے عائشہ اور حفصہ کا
اہتمام لفظ وصلوۃ العصر کے قرآن
مین مندرج کرنے کی نسبت ظاہر
ہے مگر انکی سعی مشکور نہوئی ۔
اسلئے کہ یہہ لفظ قرآن متداول
مین نہین ہے ۔ +

صحیح مسلم + حدثنا یحیی التمیمی
قال قرأت علے مالک عن زید بن
اسلم عن القعقاع بن حکیم عن
ابی یونس مولی عائشۃ انہ قال
امرتنی عائشۃ ان اکتب لھا مصحفا
وقالت اذا بلغت ھذہ الآیۃ فاذنی
حافظوا علی الصلوات والصلوۃ
الوسطی قال فلما بلغتھا اذنتھا فاملت
علے حافظوا علے الصلوات والصلوۃ
الوسطی وصلوۃ العصر وقوموا للہ
قانتین قالت عائشۃ سمعتھا من رسول
اللہ ﷺ تفسیر در منثور + اخرج عبد
الرزاق والبخاری فی تاریخہ وابن
جریر وابن ابی داؤد فی المصاحف
عن ابی رافع مولی حفصۃ قال
استکتبتنی حفصۃ مصحفا فقالت
اذا اتیت علی ھذہ الآیۃ فتعال حتی
املیھا علیک کما اقرئتھا فلما اتیت علی
ھذہ الآیۃ حافظوا علے الصلوات
قالت اکتب حافظوا علے الصلوات و
الصلوۃ الوسطی وصلوۃ العصر الخ
دوسری روایت مین جو اسی کتاب مین مذکور
ہے لکھا ہے وقالت اشھد انی سمعتھا من رسول

اللہ اور اسی تفسیر کی ایک روایت مین فکتبت بیدھا بھی مسطور ہے اور ان روایتون کی تفصیل تفسیر [illegible] ص ۲۸۳ [illegible] ص ۲۸۳ [illegible] مین ہے - + +

اور لفظ الی اجل مسمّی جو حکم متعہ مین نص تہا اور بے شبہہ اوس سے متعہ ثابت ہوتا تہا آیہ شریفہ فما استمتعتم بہ منہن سے کم کر دیا۔

اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکہا ہے کہ ابن عباس نے یہہ آیت اس طرح پڑہائی۔

فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی اور جب اونسے اس باب مین کچہہ کہا گیا تو فرمایا کہ بے شک حق تعالے نے اس آیت کو اسیطرح نازل فرمایا ہے

اور لفظ و نوائب الدہر سورۂ والعصر سے ساقط ہو گیا انکی معتبر روایتون مین منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس طرح پڑہا والعصر و نوائب الدہر ان الانسان لفی خسر۔ +

مستدرک

قال سمعت ابا نضرة یقول اقرأت علی ابن عباس فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی قال ابو نضرة فقلت ما نقرأها کذلك فقال ابن عباس لانزلها الله کذلك۔

هذا حدیث صحیح الاسناد

ایضا

عن علی رضی الله تعالی عنه انه قرأ والعصر ونوائب الدهر ان الانسان لفی خسر۔ +

هذا حدیث صحیح الاسناد

+

اور لفظ صالحة یا صحیحة آیہ یاخذ کل سفینة غصبا سے کم ہوگیا اہلسنت کی معتبر روایتون مین سے ہے کہ بعض اصحاب اس آیت کو اسطرح پڑہتے تھے یاخذ کل سفینة صالحة غصبا اور بعضے اس طور پر کل سفینة صحیحة غصبا اور اسکے بعد کی آیت کو جو یہہ ہے واما الغلام فکان ابواہ مومنین بعضے اس طریق سے پڑہتے تھے واما الغلام فکان کافرا ✣ ظاہر الفظ کافرا مع واو کے کم ہوگیا اور اہلسنت کی معتبر روایتون مین وارد ہے کہ بعض صحابہ جلیل الشان آیہ یایہا الرسول بلغ ما انزل الخ کو اسطرح عہد رسولخدا مین پڑہا کرتے تھے یایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس اور آیہ وکفی الله المومنین الخ کو اس طور پر پڑہتے تھے وکفی الله المومنین القتال بعلی بن ابیطالب وکان الله قویا عزیزا ✣ بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات جامعین نے پہلی آیت مین سے لفظ ان علیا مولی المومنین اور دوسری آیت مین سے لفظ بعلی بن ابیطالب اوڑا دیا۔ ✣

✣

لہ قرآن میں اب بجاے امامہم کے لفظ وراءہم ہے یہ دوسرا تحریف ہے ۱۲ منہ

فتح الباری ✣ فی روایة النسائی و کان ابی یقرأ یاخذ کل سفینة صالحة غصبا ✣ و فی روایة ابراهیم بن بشار عن سفیان و کان ابن مسعود یقرأ کل سفینة صحیحة غصبا ✣ جامع الاصول مین بخاری اور مسلم اور ترمذی سے روایت کی ہے قال سعید بن جبیر کان یقرأ و کان امامهم ملک یاخذ کل سفینة صالحة غصبا و کان یقرأ واما الغلام فکان کافرا ۔ تفسیر سیوطی ✣ اخرج ابن مردویه عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عهد رسول الله صلے الله علیه وسلم یایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس ✣ در منثور ✣ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویه وابن عساکر عن ابن مسعود انه کان یقرأ هذا الحرف وکفی الله المومنین القتال بعلی بن ابیطالب

وَکَانَ الله قویًّا
عزیزا ✣

اور لفظ آل محمد آیہ ان اللہ اصطفی
آدم ونوحا وآل ابراھیم
وآل عمران علی العلمین میں سے
کم کر دیا اہلسنت کی معتبر کتابوں مین
مرقوم ہے کہ یہہ آیت بعض اصحاب کے
قرآن مین اسطرح تھی ان اللہ اصطفیٰ
آدم ونوحا وآل ابراھیم و
آل عمران وآل محمد علی العلمین
اور آیۂ وانذر عشیرتک
الاقربین سے لفظ ورھطک
منھم المخلصین ساقط ہوگیا جیسا
کہ روایت بخاری سے جو بحوالہ
جامع الاصول منقول ہے ظاہر
ہوتا ہے اور لفظ فی مواسم الحج
اس آیت سے لیس علیکم جناح ان
تبتغوا الخ کم ہوگیا موافق روایات
اہلسنت کے بعض اس آیت کو اسطرح
پڑھتے تھے لیس علیکم جناح ان
تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم
الحج اور بعضے اسطور پر ان تبتغوا
فی مواسم الحج فضلا من ربکم۔ +

تفسیر ثعلبی + اخبرنی ابو محمد بن
عبداللہ بن محمد عبد اللہ القائنی نا
ابوالحسین البضیبی نا ابوبکر محمد بن
الحسین بن صالح السبیعی نا احمد بن
محمد بن سعید نا احمد بن میثم بن ابی
نعیم نا ابوجنادة السلولی عن الاعمش
عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف
عبداللہ بن مسعود ان اللہ اصطفی
ادم ونوحا وال ابراھیم وال
عمران وال محمد علی العلمین ٥
جامع الاصول وفی روایة البخاری
لما نزل وانذر عشیرتک الاقربین
ورھطک منھم المخلصین خرج
رسول اللہ الحدیث + جامع الاصول
مین ابن عباس سے روایت ہے قال کانت
عکاظ ومجنہ وذوالمجاز اسواقا
فی الجاھلیة فلما کان الاسلام
فکانھم تأثموا ان یتجروا فی الموسم
فنزلت لیس علیکم جناح ان تبتغوا
فضلا من ربکم فی مواسم الحج
قراھا ابن عباس ھکذا وفی
روایة ان تبتغوا فی مواسم الحج
فضلا من ربکم اخرجہ البخاری

اور لفظ بنی ابیرق اور لفظ مما قلت
لقتادۃ اس آیت سے انا انزلنا
الیک الکتاب بالحق الخ کم ہوگئی
کہ موافق بعض روایات اہلسنت کے
اسطرح نازل ہوئی تھی انا انزلنا
الیک الکتاب بالحق لتحکم بین
الناس بما اراک اللہ ولا تکن
للخائنین خصیما بنی ابیرق واستغفر
اللہ مما قلت لقتادۃ ان اللہ
کان غفورا رحیما الخ -
قرآن مروج میں لفظ بنی ابیرق اور
مما قلت لقتادۃ نہیں ہے -
یہانتک نقصان قرآن کا مختصر بیان
تھا اب کچھ تھوڑا سا ذکر قران کی زیادتی
پر مشتمل ہونے کا کیا جاتا ہے - اکابر
علماے اہلسنت نقل کرتے ہیں کہ بعض
اصحاب کبار سورہ فاتحہ کو اور معوذتین
یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل
اعوذ برب الناس کو قرآن میں
شامل نہ جانتے تھے اور تینوں سورتوں
کو جزو قرآن نہ سمجھتے تھے اور معوذتین
کو اپنے قرآن میں نہ لکھتے تھے بلکہ اگر
قرآن میں لکھا ہوا پاتے تھے تو چھیل
ڈالتے تھے اور انکو پڑھتے بھی نہ تھے
یہ سورتیں مروج قرآن میں موجود
ہیں بنا بر اس قول کے زیادہ ہونے
کے سوا اور کیا ہے - +

جامع الاصول میں ترمذی سے ایک
بڑی روایت نقل کی ہے اوسکے اخیر
میں ہے فلم یلبث ان ینزل القرآن
انا انزلنا الیک الکتاب بالحق
لتحکم بین الناس بما اراک اللہ
ولا تکن للخائنین خصیما بنی ابیرق
واستغفر اللہ مما قلت لقتادۃ
ان اللہ کان غفورا رحیما ۵

قول امام رازی

عن ابن مسعود کان ینکر کون
سورۃ الفاتحۃ والمعوذتین
من القرآن -
اخرج احمد وابن حبان عنہ
(ای عن ابن مسعود) انہ کان
لا یکتب المعوذتین فی مصحفہ
عن ابن یزید النخعی کان عبد اللہ
بن مسعود یحک المعوذتین
من المصحف وکان عبد اللہ
لا یقرء بہما -

علامہ سیوطی نے بعد نقل ان
روایات کے کہا ہے
اسانیدہا
صحیحۃ
+

X سورۂ الحمد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس نزد اہلسنت جزو قرآن نیست +

اور اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ بعض صحابہ آیۂ وما خلق الذکر والانثیٰ مین لفظ ماخلق کو زیادہ جانتے تھے اور اس آیت کو اسطرح پڑھتے تھے والذکر والانثیٰ بموجب ان روایتون کے تین سورے پورے اور لفظ ما خلق قرآن متداول مین زائد ہے – اب کچھ تبدیل الفاظ کا بیان کیا جاتا ہے۔

اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ آیۂ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ مین لفظ فاسعوا بجاے فامضوا کے ثبت ہوگیا ہے خلیفۂ ثانی مرتے دم تک فامضوا پڑھتے رہے – اور فاسعوا کو منسوخ جانتے رہے۔ اور عبد اللہ بن مسعود بھی اسیطرح پڑھتے رہے اور کہتے رہے کہ اگر فاسعوا ہوتا تو مین اسقدر سعی کرتا یعنی دوڑتا کہ میری ردا اگر جاتی۔ یہان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون بزرگوارون کے نزدیک بجاے فاسعوا کے لفظ فامضوا صحیح ہے حالانکہ اب قرآن مین لفظ فاسعوا موجود ہے +

صحیح بخاری + حدثنا قبیصہ عن عقبۃ قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن ابراهیم عن علقمۃ قال دخلت فی نفر من اصحاب عبد اللہ الشام فسمع بنا ابو الدرداء فاتانا فقال افیکم من یقرأ فقلنا نعم قال فایکم اقرء فاشاروا الیّ فقال اقرأ فقرأت واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی فقال انت سمعت من فی صاحبك قلت نعم قال وانا سمعتہا من فی النبی وھولاء یابون علینا جسکو اس مضمون کی اور روایتین صحیحین وغیرہما کی دیکھنا مطلوب ہون تنزیہ القرآن ص ۴۱ سے صفحہ ۴۳ تک ملاحظ فرماتے در منثور اخرج عبد بن حمید عن ابراهیمؒ قال قیل لعمرؓ ان ابیا یقرأ فاسعوا الی ذکر اللہ قال عمرؓ ابی اعلمنا بالمنسوخ وکان یقرءھا فامضوا الی ذکر اللہ عن ابن عمر قال ما سمعت عمر یقرءھا قط الا فامضوا الی ذکر اللہ و اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن ابن عمرؓ قال توفی عمرؓ وما یقرء ھذہ الآیۃ التی فی سورۃ الجمعۃ الا فامضوا الی ذکر اللہ + ایضا عن ابن مسعودؓ انہ کان یقرھا فامضوا الی ذکر اللہ قال ولو کان فاسعوا لسعیت حتی یسقط ردائی – +

اقوال اہلسنت

اور بجائے انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین کے ان اللہ ھو الرزاق قرآن مین موجود ہے اور عوض لفظ فی قبل عدتھن یا لقبل عدتھن کے کلمہ لعدتھن اس کلام اللہ مین مذکور ہے - اہلسنت کی معتبر روایتون مین لکھا ہے کہ جس آیت مین یہہ لفظ ہے اوسکو حضرت رسولخدا نے اس طرح تلاوت فرمایا یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن فی قبل عدتھن - اور تلاوت کا موقع یہہ لکھا ہے کہ ابن عمر نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دیدی عمر نے حضرت رسولخدا سے اسکا ذکر کیا حضرت غیظ مین آئے اور فرمایا اوسکو چاہیئے کہ مراجعت کرے اور اپنی بی بی کو روکے رہے یہانتک کہ حیض سے پاک ہو اور پہر حائض ہوا اور پہر پاک ہو پس اگر اوس عورت کو طلاق دینا منظور ہو تو حالت طہارت مین مباشرت سے پہلے طلاق دیدے یہہ وہ عدت ہو جسکی نسبت حق تعالی نے حکم دیا ہے کہ عورتین اوسکے ساتھہ طلاق دیجائین اور حضرت نے یہہ آیت پڑہی اور بعض اکابر صحابہ لعدتھن کی جگہ جو قرآن مین موجود ہے لقبل عدتھن پڑہتے تہے - ✤

حوالہ کتب اہلسنت

صحیح ترمذی ✤ عن عبد اللہ بن مسعود قال اقرئنی رسول اللہ ص انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین هذا حدیث حسن صحیح ✤ در منثور ✤ اخرج مالك والشافعی وعبد الرزاق فی المصحف واحمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم وابی داود والترمذی والنسائی وابن ماجه وابن جریر وابن المنذر وابو یعلی وابن مردویه والبیهقی فی سننه عن ابن عمر رض انه طلق امراته وهی حائض فذکر ذلك عمر رض لرسول اللہ فتغیظ فیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم قال لیراجعها ثم یمسکها حتی تطهر ثم تحیض فتطهر فان بدا له ان یطلقها فلیطلقها طاهرا قبل ان یمسها فتلك العدۃ التی امر اللہ تعالی ان یطلق بها النساء وقرء صلی اللہ علیه وسلم یا ایها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن فی قبل عدتهن ✤ ایضا عن ابن عباس رض انه کان یقرء فطلقوهن لقبل عدتهن واخرج ابن الانباری عن ابن عمر رض انه قرء فطلقوهن لقبل عدتهن ✤ ایضا عن مجاهد انه کان یقرا فطلقوهن لقبل عدتهن دونون مطلبون کی زیادہ سند میں تنزیه القرآن

الغرض بنا بر روایات اہلسنت کے تبدیل و تغیر قرآن شریف مین اس درجہ ہے کہ اوسکا بیان حد امکان سے باہر ہے شیخ ابو القاسم عیسی بن عبد العزیز لخمی نے جو اکابر علماے اہلسنت سے ہین اپنی کتاب جامع اکبر و بحر ازخر مین جسکی مجلدات تیس کے قریب ہین اس باب مین سات ہزار روایتین نقل کی ہین اور ابو عمر بن عبد البر نے جو اہلسنت کا ایک بڑا عالم ہے اختلافات سورۂ فرقان کے جو بڑی سورتون مین نہین ہے کسی قدر بیان کئے ہین اور صاحب منح الباری نے اوسمین اضافہ کرکر چوہتر کردیتے ہین اور پھر چھپن ۵۶ اختلاف اور کتاب جامع اکبر و بحر ازخر سے لیکر اوسپر بڑہاتے ہین اور کل اختلافات سورۂ فرقان کے ایک سو تیس ۱۳۰ تک پہونچاتے ہین اور سب شرح صحیح بخاری مین ذکر فرماتے ہین بلکہ اوسکی عبارت مین نظر کرنے سے کچھہ اس مقدار سے بھی زیادہ شمار مین آتے ہین چنانچہ شرح صحیح بخاری کی کل عبارت جو اس مطلب کے متضمن ہے مع نقشہ اختلافات کے جسمین نمبر شمار بھی ہے اور اوس سے تبدیل و تغیر کا حال بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے نسخہ تنزیہ القرآن عن وساوس اتباع الشیطان مین ص ۳۹۳ سے ص ۴۴۹ تک مذکور ہے جسکے جی مین آئے اوسکو ملاحظہ فرماتے اور اوس نقشہ کے دیکھنے سے حظ اوٹھاتے۔ اور سورۂ فرقان کے کل اختلافات پر اطلاع پاتے اور اس متوسط سورۃ کے اختلافات دیکھکر قرآن مجید کی بڑی بڑی سورتون کے اختلاف کی کیفیت و کمیت خیال مین لاتے۔

مخفی نرہے کہ سورۂ فرقان مین کل چھہ رکوع اور ستتہر آیتین ہین جسکے اختلاف کی اسقدر روایتین ہین جنسے ظاہر ہے کہ اختلافات شمار مین آیات سے کہین زائد ہین اور شارح نے شروع عبارت مین لکھا ہے کہ بعضون نے گمان کیا ہے کہ سورۂ فرقان مین ایسا اختلاف جس سے خط مصحف کی مخالفت ہو سواے ایک مقام کے نہین ہے ان ہذا الشئ عجاب + کچھہ اختلافات اوسی نقشہ سے استنباط کرکے یہان بھی ذکر کئے جاتے ہین اور موافق ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے عمل مین لاتے ہین اور سبکی سند شرح صحیح بخاری ہے +

۱ وَمَا یَعْبُدُ وْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ
ہے جو قرآن مین مذکور ہے بعضون نے
اسکی جگہ وما یعبدون من دوننا
پڑہا ہے۔ ۲۔ فدمرناھم ہے جسکو
بعضون نے فدمّرانّھم اور بعضون
نے فدمراھم پڑہا ہے۔ ۳۔
امطرت جسکی جگہ بعضون نے مطرت
اور بعضون نے مطروا۔ اور
مطرنابھم پڑہا ہے ۴۔ اھذا
الذی بعث اللہ ہے اسکی جگہ
بعضون نے اختارہ اللہ من
بیننا پڑہا ہے۔ ۵۔ عن اٰلھتنا
ہے جسکی جگہ بعضون نے عن
عبادۃ الھتنا پڑہا ہے۔ ۶۔
ارایت من اتخذ الھہ ہے کہ
لفظ اِلٰھَہٗ کو بعضون نے اٰلِھَۃً
اور بعضون نے اِلٰھَۃً اور
اُلٰھَۃً پڑہا ہے ۷۔ اویعقلون
ہے کہ بعضون نے اسکی جگہ اَوْ
یبصرون پڑہا ہے ۸۔ وھو
الذی ارسل ہے کہ بعضون نے
بجاے ارسل کے جعل پڑہا ہے
۹۔ لفظ بُشْرًا ہے کہ اسکو
بعضون نے نُشُرًا اور بعضون
نے نُشْرًا اور بعضون نے
بُشْرٰی پڑہا ہے۔ ۱۰ لنحیی
بہ ہے اسکو بعضون نے
لیبشر بہ پڑہا ہے۔

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

فتح الباری ✣ قولہ وما یعبدون من دون اللہ
قرء ابن مسعود وابو نھیک وعمرو ابن ذر و
مایعبدون من دوننا قولہ فدمرناھم
قرء علی وسلمۃ بن محارب فدمرانھم بکسر
المیم وفتح الراء وکسر النون الثقیلۃ بینھما
الف تثنیہ وعن علی فدمراھم والخطاب
لموسی وھارون۔ قولہ امطرت قرء معاذ
ابو حلیمۃ وزید بن علی وابو نھیک مطرت
بضم اولہ وکسر الطاء مبنیا للمفعول و
قرء ابن مسعود مطروا وعنہ مطرنابھم
قولہ اھذا الذی بعث اللہ قرء ابن مسعود
وابی بن کعب اختارہ اللہ من بیننا قولہ
عن الھتنا قرا ابن مسعود وابی عن عبادۃ
الھتنا قولہ ارایت من اتخذ الھہ
قرء ابن مسعود بمد الھمزۃ وکسر اللام
والتنوین بصیغۃ الجمع وقرء الاعرج
بکسر اولہ وفتح اللام بعدھا الف وھاء
تانیث وھو اسم الشمس وعنہ بضم
اولہ ایضا قولہ او یعقلون قرء ابن
مسعود اویبصرون قولہ وھو الذی
ارسل قرا ابن مسعود جعل قولہ
نشرا قرء ابن عامر وقتادۃ وابو رجا
وعمرو بن میمون بسکون الشین وتابعھم
ھارون الاعور وخارجۃ بن مصعب
کلاھما عن ابی عمرو وقرا الکوفیون سوی
عاصم بموحدۃ بدل النون وتابعہ
علیہ الھمدانی وابان بن تغلب وقرء
ابی عبد الرحمن السلمی فی روایۃ وابن
السمیفع بضم الموحدۃ مقصور ابوزن
حبلی قولہ لنحیی بہ قرء ابن مسعود لیبشر بہ۔

۱۱- لما تامرنا ہے اسکی جگہ بعضوں
نے لما یامرنا اور بعضوں نے
لما تامرنا بہ پڑھا ہے - ۱۲-
یجزون الغرفۃ ہے کہ بعضوں نے
یجزون الجنۃ پڑھا ہے - ۱۳-
فقد کذبتم ہے اسکی جگہ بعضوں نے
فقد کذب الکافرون پڑھا ہے ۱۴
لفظ یمشی ہے کہ بعضوں نے
اسکو یُمشی پڑھا ہے ۱۵ فما
تستطیعون صرفا ہے کہ بعضوں
نے اسکی جگہ فما تستطیعون لکم
اور بعضوں نے فما یستطیعون
لک پڑھا ہے ۱۶ ومن یظلم
منکم ہے کہ بعضوں نے اسکو
وَمَنْ یَکْذِبْ اور بعضوں نے
ومن یُکَذِّبْ پڑھا ہے ۱۷ عذابا
کبیرًا ہے کہ بعضوں نے کثیرا پڑھا ہے
۱۸ الی ما عملوا من عمل ہے کہ بعضوں
نے من عمل صالحا پڑھا ہے ۱۹-
و یوم تشقق ہے کہ بعضوں نے وَ
یومٌ تشقق اور بعضوں نے و
یومُ تشقق اور بعضوں نے
یوم ترون السماء
تشقق پڑھا ہے -

قولہ لما تامرنا قرء الکوفیون بالتحتانیۃ
لکن اختلف عن حفص و قرا ابن مسعود
لما تامرنا بہ قولہ یجزون الغرفۃ قرا
ابن مسعود یجزون الجنۃ قولہ فقد کذبتم
قرا ابن مسعود وابن عباس وابن الزبیر
فقد کذب الکافرون قولہ یمشی قرأ العلا
بن سبابہ و موسی بن اسحاق بضم اولہ و
سکون المیم والسین المھملۃ المکسورۃ
وقالوا ھو تصحیف قولہ فما یستطیعون
صرفا قرأ ابن مسعود فما یستطیعون
لکم قرء ابی بن کعب فما یستطیعون
لک حکی ذلک احمد بن یحیی بن مالک
عن عبد الوھاب عن ھارون الاعور
وروی عن ابی الاصحابی عن ابی بکر
بن عیاش و عن یوسف بن سعید عن
خلف بن تمیم عن زائدۃ کلاھما عن
الاعمش بزیادۃ لکم قولہ ومن یظلم
منکم قرء یحیی بن واضح و من یکذب
بدل یظلم وزنھا وقرء ایضا
الھارون یکذّب بالتشدید قولہ
عذابا کبیرا قرء شعیب عن ابی حمزۃ
بالمثلثۃ بدل الموحدۃ قولہ الی
ما عملوا من عمل قراء ابو کیعی
من عمل صالحًا بزیادۃ صالح قولہ و
یوم تشقق قرأ ابو ضمام ویومٌ بالرفع
والتنوین و ابو حیوۃ بالرفع بلا تنوین
وقرأ عصمہ عن الاعمش یوم ترون السماء
تشقق بحذف الواو وزیادۃ ترون - +

۲۰ لسبأ ہے کہ بعضون نے اوسکو
سبئًا پڑہا ہے ۲۱ وھو الذی ے
جعل اللیل والنہار خلفۃ کہ بعضون
نے لفظ خِلفۃ کو بجای خُلفۃ پڑہا ہے
۲۲ لا یشھدون الزور ہے کہ
بعضون نے بجاے الزور کے النور
پڑہا ہے ۲۳ واجعلنا للمتقین
اماما ہے کہ بعضون نے واجعل
لنا من المتقین اماما پڑہا ہے۔
اب مختصر طور پر بیان ہوتا ہے کہ یہہ
قرآن غلط اور خطا پر مشتمل ہے اور بعضی
اغلاط ایسے ہین کہ اسوقت تک کسیکو
اونکے صحیح کرنے کی توفیق نہین ہوئی
اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکہا ہے
کہ عثمان نے کہا کہ حق تعالی کا یہہ قول
ان ھذان لساحران غلط ہے۔
ایک شخص نے کہا کہ اس غلط کو صحیح
کردیجئے تو جواب مین کہا کہ اسے
چہوڑ دو کہ یہہ کسی حرام کو حلال اور کسی
حلال کو حرام نہین کرتا اور بعض روایتون
مین ہے کہ عثمان نے کہا قرآن مجید مین
غلطی ہے کہ عرب اپنی زبانون سے اسکو
ٹہیک کرلینگے اور جب اوسنے کہا گیا کہ
اوس غلطی کو اصلاح کرو تو وہی جواب
دیا۔ سیکڑون برس گذر گئے اب تک وہ
اغلاط بدستور قرآن مین موجود ہین نہ عرب نے اصلاح

قوله لنجعله لسبأ قرأ الحجاج بن
یوسف سبئا بمهملة ثم موحدتین
قوله وهو الذی جعل اللیل و
النهار خِلفةً قرأ الحسن بن
محمد بن ابی سعید عن ابیه خَلفَهُ
بفتح الخاء وبالهاء ضمیر یعود
الی اللیل قوله لا یشهدون الزور
قرء ابن المظفر بالنون بدل
الزاء۔
قوله واجعلنا للمتقین اماما
قرء جعفر بن محمد واجعل لنا
من المتقین اماما۔
تفسیر ثعلبی وکتاب المشکل ابن
قتیبه ان عثمان قال فی قوله
تعالی ان هذان لساحران
ان فی القرآن لحنا فقال رجل
صحح ذلک الغلط فقال دعوه
فانه لا یحلل حراما ولا یحرم
حلالا اور بعض روایات مین
یہہ عبارت ہے قال عثمان ان
فی المصحف لحنا وستقیمه العرب
بالسنتهم فقیل له الا تغیره فقال
دعوه فلا یحلل حراما
ولا یحرم حلالا۔

اور یہہ بھی لکھا ہے کہ آیۂ لکن الراسخون
فی العلم منہم والمؤمنون یومنون
بما انزل الیک وما انزل من قبلک
والمقیمین الصلوٰۃ مین لفظ والمقیمین
الصلوٰۃ کاتب کی غلطی ہے مناسب یہہ
ہے کہ اسکی اصلاح کیجائے اور اسطرح
لکھا جائے والمقیمون الصلوٰۃ
اور اسیطرح سورۂ مائدہ مین ان
الذین امنوا والذین ھادوا
والصابئون اس قول مین لفظ والصابئون
کاتب کی خطا ہے اور صواب والصابئین
ہے۔ اور یہہ بھی لکھا ہے کہ جب قرآن
کے نسخے تیار ہوگئے تو عثمان کے روبرو
پیش کئے گئے اونسنے قرآن مین کچھ
حروف غلط پائے تو کہا انکو بدستور
رہنے دو کہ عرب اپنی زبانون سے ان
غلط حرفون کو درست کرلینگے یا کہا
کہ اعراب دے لینگے اور اگر لکھنے
والا ثقیف سے ہوتا اور املا کرنے
والا ہذیل سے ہوتا تو یہہ غلط حروف
قرآن مین نہوتے ۔ +

+ +

+

تفسیر معالم التنزیل بغوی مین تحت
آیۂ کریمہ لکن الراسخون فی العلم منہم
والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیک
وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوٰۃ
کے لکھا ہے واختلفوا فی وجہ انتصابہ
فحکی عن عائشۃ وابان بن عثمان
انہ غلط من الکاتب ینبغی ان یصلح
ویکتب والمقیمون الصلوٰۃ وکذلک
قولہ فی سورۃ المائدۃ ان الذین
امنوا والذین ھادوا والصابئون
وقولہ ان ھذان لساحران قالوا
ذلک خطاء من الکُتّاب قال عثمان
ان فی المصحف لحنا ستقیمہ العرب
بالسنتہا فقیل لہ الا تغیرہ فقال دعوہ
فانہ لا یحلل حراما ولا یحرم حلالا
اتقان + حدثنا حجاج عن ھارون
بن موسیٰ اخبرنی الزبیر بن الخریت
عن عکرمۃ قال لما کتبت المصاحف
عرضت علی عثمان فوجد فیہا حروفا
من اللحن فقال لا تغیروھا فان العرب
ستغیرھا او قال ستعربہا بالسنتہا
لو کان الکاتب من ثقیف والمملی
من ھذیل لم یوجد فیہ ھذہ الحروف
جو شخص اس مضمون کی روایتون کی زیادہ

رہی اور الی ہیئت اہلسنت کی توجیہات و تاویلات کی تشریح اور اونکے جوابات کی توضیح دیکھنا چاہے تو تنزیہ القرآن ص ۲۶۹ سے ص ۳۰۵ تک ملاحظہ فرمائے

اور اہلسنت کی معتبر روایتون مین
منقول ہے کہ آیہ کریمہ الذین
یؤتون ما اتوا جواب قرآن
شریف مین موجود ہے بنا بر قول
عایشہ اسکو حضرت رسولخدا
اس طرح تلاوت فرماتے تھے
الذین یاتون ما اتوا اور
اسیطور پر یہہ نازل ہوئی تھی
لیکن لوگون نے اسمین تحریف
کردی - اور یہہ بہی منقول ہے
کہ آیہ حتی تستانسوا وتسلموا
بنا بر قول ابن عباس جو قرآن
مجید مین اب موجود ہے اسمین
کاتب سے خطا واقع ہوئی ہے
اصل مین اس طرح ہے حتی
تستاذنوا وتسلموا - اور یہہ
بہی منقول ہے کہ افلم یائیس
الذین امنوا جو قرآن مین اب
موجود ہے اسکو لکہنے والے نے
نیند کی حالت مین لکہا ہے اور
افلم یتبین الذین امنوا اس
مقام مین صحیح ہے اور یہہ بہی
منقول ہے کہ وقضی ربک
ان لا تعبدوا الا ایاہ جو
قرآن مین اب موجود ہے یہان
خدا نے اپنے رسول پر ووصی
ربک نازل فرمایا تہا ایک واو
صاد سے ملگئی لوگ وقضی ربک
پڑہنے لگے اور اگر یہہ آیت اسطرح

درّ منثور ۔ اخرج سعید بن منصور واحمد
وعبد بن حمید والبخاری فی تاریخہ وابن
المنذر وابن ابی شیبۃ وابن الانباری
معًا فی المصاحف والدارقطنی فی الافراد
والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن عبید بن
عمیر رضی اللہ عنہ انہ سال عائشۃ رضی
اللہ عنہا کیف کان رسول اللہ یقرء ہذہ
الآیۃ والذین یؤتون ما اتوا والذین
یاتون ما اتوا فقالت ایہما احب الیک
قلت والذی نفسی بیدہ لاحدہما احب
الی من الدنیا جمیعًا قالت ایہما قلت الذین
یاتون ما اتوا فقالت اشہد ان رسول اللہ
کذلک کان یقرءہا وکذلک انزلت ولکن
الہجاء حرف ۔ اس مضمون کی ایک روایت اتقان مین
بہی لکہی ہے ایضا اخرج الفریابی وسعید بن
منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابن الانباری فی المصاحف
وابن مندہ فی غرائب شعبہ والحاکم وصححہ
وابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان و
الضیاء فی المختارۃ من طرق ابن عباس رضی
اللہ عنہما فی قولہ تعالی حتی تستانسوا وتسلموا
علی اہلہا قال الخطأ الکاتب انما ہی حتی
تستاذنوا اس مضمون کی روایت اتقان مین بہی
مرقوم ہے ایضا در منثور ۔ اخرج ابن جریر و
ابن الانباری فی المصاحف عن ابن عباس رضی
اللہ عنہما انہ قرء افلم یتبین الذین امنوا
فقیل لہ انہا فی المصحف افلم یائیس الذین
امنوا فقال اظن الکاتب کتبہا وہو ناعس
ایضا واخرج ابو عبید وابن منیع وابن المنذر
وابن مردویہ من طریق میمون بن مہران عن ابن

۳ عباس رضی اللہ
عنہ قال انزل اللہ
ہذا الحرف علی لسان
نبیکم ووصی ربک
ان لا تعبدوا الا ایاہ
فلصقت احد الواوین
بالصاد فقرء الناس
وقضی ربک ربی
نزلت علی القضاء
ما اشرک بہ احد ۳

۳ ہوتی تو کوئی مشرک نہ ہوتا اس لئے کہ قضا و قدر کے خلاف کب ہو سکتا ہے۔ +

اور یہ بھی منقول ہے کہ آیہ ولقد اتینا موسیٰ
وھارون الفرقان وضیاء میں لفظ
ضیاء سے پہلے جو واو ہے زیادہ ہے
غلط ہے یہ واو یہاں سے لیکر الذین
قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا
لکم میں اور بنابر دوسری روایت کے الذین
یحملون العرش ومن حولہ میں لفظ الذین
سے پہلے لانا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا
کہ تین آیتوں میں غلطی دو میں واو کی ضرورت
ہے وہاں واو نہیں ایک میں واو موجود ہے
وہاں غلط ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ
مثل نورہ کمشکوٰۃ جو قرآن میں موجود
ہے اسمیں کاتب سے خطا ہوئی ہے صحیح
اسطرح ہے مثل نور المومن کمشکوٰۃ
اس لئے کہ پہلی صورت میں معنی یہ ہوتے
ہیں کہ خدا کا نور مثل مشکوٰۃ کی ہے حال
آنکہ خدا کا نور اس سے زیادہ بڑا ہے
کہ مثل مشکوٰۃ کی قرار پائے اور یہ بھی
منقول ہے کہ آیہ واذ اخذ اللہ
میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب
وحکمۃ میں بھی لکھنے والوں سے خطا
واقع ہوئی صحیح اسطرح ہے میثاق
الذین اوتوا الکتاب اسواسطے کہ خدا
فرماتا ہے ثم جاءکم رسول مصدق
لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ یعنی
البتہ ایمان لاؤگے محمد پر اور انکی
نصرت کروگے جسطرح یہاں خطاب اہل
کتاب سے ہے اخذ میثاق بھی انہیں
سے ہے حال آنکہ اہلسنت کی تفسیر میں
حضرت علی سے منقول ہے کہ خدا نے
کوئی پیغمبر آدم سے تا عیسیٰ نہیں بھیجا مگر

اتقان + وما اخرجہ سعید بن منصور
وغیرہ من طریق عمرو بن دینار عن عکرمہ
عن ابن عباس انہ کان یقرء ولقد اتینا
موسیٰ وھارون الفرقان ضیاء ویقول
خذوا ھذہ الواو واجعلوھا ھھنا
والذین قال لھم الناس ان الناس قد
جمعوا لکم الآیۃ اور بعد چند سطر کے ہے
واخرجہ ابن ابی حاتم من طریق الزبیر
بن خریت عن عکرمۃ عن ابن عباس
قال انزعوا ھذہ الواو فاجعلوھا
فی الذین یحملون العرش ومن حولہ
ایضا وما اخرجہ ابن اشتہ وابن ابی
حاتم من طریق عطاء عن ابن عباس
فی قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ
قال ھی خطاء من الکاتب ھو اعظم
من ان یکون نورہ کمشکوٰۃ انما ھی
مثل نور المومن کمشکوٰۃ - + +
درمنثور + اخرج عبد بن حمید و
الفریابی وابن جریر وابن المنذر
عن مجاھد فی قولہ تعالیٰ واذ اخذ
اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من
کتاب وحکمۃ قال ھی خطاء من
الکتاب وھی فی قراءۃ ابن مسعود
میثاق الذین اوتوا الکتاب + بعد
تھوڑے فاصلہ کے لکھا ہے قال الربیع
الا ترئ انہ یقول ثم جاءکم رسول
مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و
لتنصرنہ لتؤمنن بمحمد ولتنصرنہ
قال ھم اھل الکتاب تفسیر ثعلبی
قال علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ
لم یبعث اللہ نبیا ادم ومن بعدہ

اور نہایت عجیب بات تو یہ ہے کہ حضرات اہلسنت فرماتے ہین کہ قرآن مجید کی بعضی غلطیان ایسی ہین کہ حضرت رسولخدا نے اونکو نہ سمجھا اور غلط الفاظ امت کو پہنچاتے اور جبرئیل امین اور رسول رب العالمین اور اصحاب عادلین میں کسیکو اون غلطیون سے اطلاع ہوئی — یہانتک کہ جب ایک ولی شرف دیدار حضرت پروردگار سے مشرف ہوا اور کلام اللہ کو مصحف کے سامنے پڑہا اور اصل نسخہ سے مقابلہ کیا تو حق تعالے نے خود اوس ولی کو اون غلطیون سے مطلع فرمایا اور اوس ولی نے امت مرحومہ کو تعلیم کیا۔ حضرات اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکہا ہے کہ قرآن مجید مین بہت آیتین ایسی ہین کہ عمر اور عایشہ وغیرہما نے بعض موقعون پر کچھ باتین کہین تہین پہر اونکے کلام بعینہ حق تعالی نے نازل کردئے۔ فی الحقیقت وہ آیتین ان بزرگوارون کے قول ہین اور یہہ بہی لکہا ہے کہ قرآن شریف مین بہت احکام ہی ہین کہ بعض صحابہ نے پہلے اپنی راے سے تجویز کئے تہے پہر حق سبحانہ وتعالی نے پسند فرماکر وہی حکم بہیجدئے اور یہہ بات صاف لکہی ہے کہ عمر کا کلام اور اوسکی راے قرآن مین موجود ہے اس مضمون کی روایتین ان حضرات کی معتبر کتابونمین بہت ہین بعض یہان لکہی جاتے ہین ۔ +

کتاب یواقیت وجواہر شعرانی +

کان حمزة بن الزیات یقول قرات سورة یس علی الحق تعالی حین رأیته فلما قرات تنزیل العزیز الرحیم بضم اللام فرد علی الحق تعالی تنزیل بفتح اللام وقال انی نزلته تنزیلا وقال قرات علیه جل وعلا ایضا سورة طہ قال فلما بلغت الی قوله تعالی وانا اخترتك فقال تعالی انا اخترناك فاضل شعرانی نے اس لغو اور باطل قول کو صحیح سمجھکر اسکی نسبت کہا ہے فہی قراة برزخیة — +

اتقان

النوع العاشر فیما نزل من القرآن علی لسان بعض الصحابة ہو فی الحقیقة نوع من اسباب النزول اخرج الترمذی عن عمران رسول اللہ صلعم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه قال ابن عمر ما نزل بالناس امر قط فقالوا الا نزل القرآن علی نحو ما قال عمر +

اخرج ابن مردویہ عن مجاہد کان عمر یری الرای فینزل به القرآن۔

ازالة الخفا + ان فی القرآن کلاما من کلامه ورایا من رایه۔ +

چنانچہ منقول ہے کہ ایک یہودی عمر بن
الخطاب سے ملا اوسنے کہا کہ جبرئیل فرشتہ
جو تمہارے پیغمبرؐ کے پاس وحی لاتا ہے ہمارا
دشمن ہے عمر نے کہا من کان عدوا
للہ و ملئکتہ و رسلہ وجبریل و
میکائیل فان اللہ عدو للکفرین۔
حق تعالیٰ نے بعینہ یہہ کلام قرآن میں نازل
فرمادیا۔ اور یہہ بھی منقول ہے کہ جب آیۂ کریمہ
ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من
طین الخ نازل ہوئی تو عمر نے کہا فتبارک
اللہ احسن الخالقین اسیطرح قرآن میں نازل
ہوا۔ عمر سے روایت ہے کہ تین امروں میں
میری راے خدا کی تجویز سے موافق ہوئی ایک
تو یہہ کہ مینے عرض کیا اے رسولخدا کاش ہم
مقام ابراہیم کو مصلی ٹھہراتے یعنے وہاں
نماز پڑہتے تو یہہ آیت میری تجویز کی مطابق
نازل ہوئی واتخذوا من مقام ابرٰھیم
مصلےٰ۔ دوسرا یہہ کہ مینے کہا ای رسولؐ خدا
آپکی بیبیوں کے سامنے نیک و بد کے آتے ہیں
کاش آپ اونکو پردہ کا حکم دیتے تو یہہ آیت
حجاب اوتری وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن
تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ تیسرا یہہ کہ جناب
رسولخدا کی بیبیاں حضرت کے پاس غیرت
میں آکر جمع ہوئیں مینے اون عورتوں سے
کہا عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ
ازواجا خیرا منکن مسلمات مومنات
قانتات عابدات سائحات ثیبات
وابکارا ۵ تو بعینہ میرا قول خدا نے
بہیجدیا۔ +

اتقان + اخرج عبد الرحمن بن ابی لیلی
ان یہود یا لقی عمر بن الخطاب فقال
ان جبرئیل الذی یذکر صاحبکم عدو لنا
فقال عمر من کان عدوا للہ وملائکتہ
ورسلہ وجبریل ومیکائیل فان اللہ
عدو للکفرین ۵ فنزلت علی لسان
عمر + اخرج ابن ابی حاتم عن انس
قال قال عمر وافقت او وافقنی
ربی فی اربع نزلت ھذہ الآیۃ
ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ
من طین الآیۃ فلما نزلت قلت فتبارک
اللہ احسن الخالقین۔ +

ایضا

اخرج البخاری وغیرہ عن انس
قال قال عمر وافقت ربی فی ثلث
قلت یا رسول اللہ ص لو اتخذنا
من مقام ابراھیم مصلی و قلت
یا رسول اللہ نسائک یدخل علیھن
البر والفاجر فلو امرتھن ان یحتجبن
فنزلت آیۃ الحجاب واجتمع
علی رسول اللہ ص نساءہ فی
الغیرۃ
فقلت لھن عسی ربہ ان
طلقکن ان یبدلہ ازواجا
خیرا منکن فنزلت
کذلک
+ + +
+ +
+

اور یہہ بہی لکہا ہے کہ جب سعد بن معاذ
نے وہ چرچا جو عائشہ کی نسبت
ہوا تہا سنا تو کہا سبحانک ھذا
بھتان عظیم یہی سعد کا مقولہ آیت
ہوکر نازل ہوگیا اور بعض روایتون
کی موافق یہہ آیت خود عائشہ کا
مقولہ ہے۔

اور بعض روایتون مین اور صحابیون
کا مقولہ قرار دیا ہے۔ اور یہہ بہی
منقول ہے کہ احد کی لڑائی مین مصعب
بن عمیر حضرت رسولخدا صلعم کے علمدار
تہے جب لڑائی مین اونکا داہنا ہاتہ
کٹ گیا تو علم کو بائین ہاتہ مین لیلیا
اور اوس وقت کہتے تہے ما محمد
الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل افان مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم پہر اونکا
بایان ہاتہ بہی قطع ہوگیا تو علم پر
جہک گئے اور کٹے بازوؤن
سے اوسکو سینہ سے لگا لیا اوس
حالت مین بہی کہتے تہے ما محمد
الا رسول الخ پہر شہید ہوگئے اور
علم بہی گر گیا۔ یہہ مصعب کا کلام
بعینہ قرآن مین نازل ہوا مگر اوس روز
نہین بعد کو اوترا۔ +

اتقان

اخرج سنید فی تفسیرہ عن سعید
بن جبیر ان سعد بن معاذ لما
سمع ما قیل فی امر عائشۃ قال
سبحانک ھذا بہتان عظیم
فنزلت کذلک۔

اخرج ابن اخی سمی فی فوائدہ
عن سعید بن المسیب قال کان
رجلان من اصحاب النبی صلعم اذا
سمعا شیئا من ذلک قالا سبحانک
ھذا بہتان عظیم ایضا قال
ابن سعد فی الطبقات انبانا
الواقدی حدثنا ابراھیم بن محمد
بن شرحبیل العبدری عن ابیہ قال
حمل مصعب بن عمیر اللواء یوم
احد فقطعت یدہ الیمنی فاخذ
اللواء بیدہ الیسری وھو یقول
ما محمد الا رسول قد خلت من
قبلہ الرسل افان مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم ثم قطعت
یدہ الیسری فحنا علی اللواء وضم
بعضدیہ الی صدرہ وھو یقول
ما محمد الا رسول الآیۃ ثم قتل
فسقط اللواء قال محمد بن شرحبیل
وما نزلت ھذہ یومئذ حتی
نزلت بعد ذلک۔ +

صاحبان شعور ملاحظہ کرین کہ جب قرآن مجید ان حضرات کے نزدیک قدیم ہے تو عمر وغیرہ کے کلام اور راے کا اوسمین شامل ہونا کیا معنی رکھتا ہے کیا یہہ بزرگوار خود اور انکا کلام بہی قدیم تسلیم کیا جائیگا اسکے سوا خود جناب حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنی تمام انسان وجن جمع ہوکر اور ایکدوسرے کی مدد کرکر بہی قرآن کی مثل نہین لاسکتے پہر اس صورت مین اصحاب کی راے وکلام کے شمول کا قرآن مین قایل ہونا گویا اس آیت کی تکذیب ہے اور معہذا قول بنزول قرآن حسب کلام وراے اصحاب ایسی ایک مصیبت عظمےٰ انحضرات کے لئے مہیا کرتا ہے جس سے کسیطرح نجات ممکن نہین ہر کہ جب یہود ونصاری یہہ تصریح سراسر تفضیح ملاحظہ کرینگے اونکو بڑی سند کامل اپنے اس باطل دعوے کی کہ قرآن مجید منزل من اللہ نہین بلکہ کلام بشر ہے ہاتہ آئیگی پس اگر اہلسنت یہہ جواب دینگے کہ ایسی آیات واحکام کہ موافق کلام وراے اصحاب کے ہین اقل قلیل ہین باقی کثیر کلام خاص خدا اور احکام خاصئہ خدا ہین تو وہ کفار جواب مین کہینگے کہ بحکم مشتے نمونہ از خروارے جو حال اس قلیل کا ہے وہی حال اوس کثیر کا ہوگا۔ اور یہہ جو منقول ہوا ہے موافق راے وکلام بعض اصحاب کے ہے اصحاب تو ہزارون تہے باقی کلام اور اصحاب کا اور تمہارے پیغمبر کا جو سب اصحاب سے افضل تہے ہوگا۔

بہر حال اس حالت مین حضرات اہلسنت سے یہود ونصارے کے مقابلہ مین بجز سکوت ولاجوابی کے کچہہ نہوسکیگا۔ افسوس کہ ان حضرات نے واسطے تلبیس عوام کے عمر وغیرہ کی ایسی فضیلت کہ حق تعالیٰ نے اونکے کلام کو اپنے کلام مقدس مین مندرج کیا اور اونکی تجویز کی موافق قرآن مین احکام نازل کئے شیعون کے مقابلہ مین بیان فرماتے کہ یہود ونصارے کے مقابل اپنے لاجواب ہونیکا مطلق خیال نکیا ولنعم ما قیل ؎ صد شکر کز رقیبان دامن کشان گذشتی ✦ گو مشت خاک ما ہم بربادرفتہ باشد

اقوال اہلسنت

اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکھا ہے
کہ سورتون کی ترتیب صحابہ نے
اپنے اجتہاد سے کی ہے اسی
وجہ سے ان ترتیب مسین
اونکے قرآن مختلف تھے - اور
سورتون کے شمار مین بھی باہم
اختلاف رکھتے تھے چنانچہ لکھا
ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے
قرآن کی ترتیب نزول کی موافق
تھی حضرت کے قرآن مین پہلے
سورۂ اقرأ تھی پھر مدثر پھر
نون پھر مزمل پھر تبت پھر کوثر
پھر تکویر اور اسیطرح مکی اور
مدنی آخر تک اور ابن مسعود
کے قرآن مین پہلے سورہ بقرہ
پھر نسا - پھر آل عمران تھی -
اوسمین سخت اختلاف تھا -
اور اسیطرح ابی وغیرہ کا
قرآن بھی تھا مگر اوسمین پہلے
الحمد تھی - بعضون کے نزدیک
قرآن کی سورتین ایکسو چودہ
ہین اور بعضون کے نزدیک
ایکسو تیرہ یہہ لوگ سورۃ انفال
اور سورۂ براۃ دونون کو
ایک سورۃ شمار کرتے ہین اور
بعض کے نزدیک ایکسو بارہ
اور بعض کے نزدیک ایکسو
سولہ - +

حوالہ کتب اہلسنت

اتقان + اما ترتیب السور فقیل ھو توقیفی
ایضا او باجتہاد من الصحابۃ فیہ خلاف
فجمہور العلماء علی الثانی منہم مالک
والقاضی ابو بکر فی اخر قولہ قال ابن فارس
جمع القرآن علی ضربین احدھما تالیف
السور کتقدیم السبع الطوال وتعقیبہا
بالمئین فھذا ھو الذی تولتہ الصحابۃ
اور بعد تہوڑے فاصلہ کے کہا ہے ومما
استدل بہ لذلک اختلاف مصاحف
السلف فی ترتیب السور فمنہم من رتبہا
علی النزول وھو مصحف علی کان اولہ
اقرء ثم المدثر ثم نون ثم المزمل ثم
تبت ثم الکوثر ثم التکویر الی اخر المکی
والمدنی وکان اول مصحف ابن مسعود
البقرۃ ثم النساء ثم ال عمران علی اختلاف
شدید وکذا مصحف ابی وغیرہ اور بعد
تہوڑے فاصلہ کے لکھا ہے ھذا تالیف
مصحف ابی الحمد الخ - اما سورہ فمائۃ
واربع باجماع من یعتد بہ وقیل ثلث
عشرۃ بجعل الانفال وبراءۃ سورۃ واحدۃ
اور بعد تہوڑے فاصلہ کے لکھا ہے وفی
مصحف ابن مسعود مائۃ واثنتا عشرۃ
سورۃ لانہ لم یکتب المعوذتین - +
وفی مصحف ابی ست عشرۃ لانہ کتب
فی اخرہ سورتی الحفد والخلع - جو شخص
اس مطلب کی زیادہ تفصیل چاہے تنزیہ القرآن
ص ۳۵۴ سے ص ۴۶۱ تک ملاحظہ فرمائے - +

اور اہلسنت کی معتبر روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آیتوں کی ترتیب بھی اصحاب اپنی تجویز کے مطابق کر لیتے تھے اور اپنے اجتہاد سے جو آیت جہاں چاہتے تھے وہاں درج کر لیتے تھے تو اسوجہ سے کیا بعید ہے کہ اصحاب کے قرآن جس طرح ترتیب میں سورتوں کے باہم مختلف تھے ترتیب آیات میں بھی اختلاف رکھتے ہونگے اور اس صورت میں معانی مقصود کے بدلجانے کا بھی احتمال ظاہر ہے۔ اور طعن السنانین جو اہل سنت کی معتبر کتاب ہے صاف لکھا ہے کہ کتابت قرآن کے مستحدث نہین حضرت نے لکھنے کا حکم دیا اور وہ پرچوں پرزوں مین لکھا ہوا منتشر جابجا تھا نہ اوسمین ترتیب تھی اور نہ وہ ایک مصحف مین جمع تھا اس مقام مین بعض شراح مشکوۃ لکھتے ہین کہ اونمین کچھ آیۂ منسوخ التلاوۃ اور منسوخ الحکم بھی داخل تھین اسواسطے ایک مصحف مین جمع ہوا کہ اوس زمانہ تک اوربھی احتمال لنسخ وابدال کا باقی تھا پھر جب زمانہ وحی کا منقطع ہوا تو حق تعالی نے موافق اپنے سچے وعدے انا لہ لحافظون کے خلفاے راشدین کو جمع کرنے کا الہام کیا چنانچہ آنحضرت کے بعد ابتدا اوسکی صدیق اکبر سے بمشورت حضرت عمر اور انتہا اوسکی حضرت عثمان پر بمشورت حضرت امیر علیہ السلام کے قرار پائی شیخین کے عہد مین بسبب کثرت حروب اور تجہیز جیوش اور رجوع مہمات کے اگرچہ ایک مصحف مین جمع

تخبیر فی علم التفسیر سیوطی و نحو یشکل علی ذلک ما اخرجه ابو داود فی المصاحف باسناده عن عبد الزبیر عن ابیه الی الحارث بن خزیمه بهاتین الآیتین عن آخر سورة براءة فقال اشهد انی سمعتها عن رسول الله ص ووعیتها فقال عمر وانا اشهد لقد سمعتها ثم قال لو كانت ثلث آيات لجعلتها سورة على حدة فانظروا الى آخر سورة من القرآن فاحفظوا بها في آخرها قال ابن حجر ظاهر هذا انهم كانوا يولفون آيات السور باجتهادهم

مشكوة

وعن زيد بن ثابت قال ارسل الى ابو بكر مقتل اهل يمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابو بكر عمر اتاني فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن واني اخشى ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القرآن واني ارى ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر كيف نفعل شيئا لم يفعله رسول الله فقال عمر هذا والله خير فلم يزل عمر يراجعني حتى شرح الله صدري لذلك ورايت في ذلك الذي راى عمر قال زيد قال ابو بكر انك رجل شاب عاقل لا نتهمك وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله فتتبع القرآن واجمعه - +

زید کہتا ہے کہ بخدا اگر مجھکو کسی پہاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کی تکلیف دیتے تو وہ قرآن کے جمع کرنے کے حکم سے مجھپر زیادہ گران ہوتی ۔
مینے ابوبکر کو جواب دیا کہ جو کام رسولخدا نے نہین کیا تم کیون کرتے ہو ۔ ابوبکر نے کہا کہ یہہ کام بخدا بہتر ہے پس ابوبکر مجھہ سے ہمیشہ مکرر کہتا رہا یہانتک کہ خدا یتعالے نے جس کام کے واسطے ابوبکر و عمر کے سینہ کو کشادہ کیا تھا میرے سینہ کو بہی کشادہ کیا یعنی یہہ کام مجھکو بہی پسند آیا تو مینے قرآن کو ڈہونڈا اوس حالت مین کہ شاخ خرما یا برگ خرما سے اور باریک سفید پتہرون سے اور پرچون سے اور چمڑے کے ٹکڑون سے اور شتر اور گوسفند کے شانون سے اور پسلیون سے اور مردون کے سینون سے قرآن کو جمع کرتا تھا یہانتک کہ آخر سورۂ توبہ کو ابی خزیمہ انصاری کے پاس پایا اوسکے سوا کسی اور کے پاس نہ ملا اور آخر سورۂ توبہ یہہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم تا آخر سورۂ براۃ ۔ دوسری روایت مین ہے کہ زید جامع قرآن نے ایک آیۃ سورۂ احزاب کی جسکو خود جناب رسولخدا سے سنا کرتا تہا قرآن کے لکھتے وقت نپائی اور بعد تلاش کے خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس ملی وہ آیت یہہ ہے ٭ من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه اخر آیت تک سورۂ احزاب میں داخل کر دیا ٭

فوالله لو کلفوا لی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علی مما امرنی به من جمع القرآن قال قلت لابی بکر کیف تفعلون شیأ لم یفعله رسول الله قال هو والله خیر فلم یزل یراجعنی حتی شرح الله صدری للذی شرح له صدر ابی بکر و عمر فتتبعت القرآن اجمعه من العسب واللخاف والرقاع وقطع الادیم والاکتاف والاضلاع وصدور الرجال حتے وجدت اخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الانصاری لم اجدها مع غیره لقد جاءکم رسول من انفسکم حتے خاتمة براءة ۔
ایضا مشکوة ٭ قال ابن شهاب فاخبرنی خارجة بن زید بن ثابت انه سمع زید بن ثابت قال فقدت أية من الاحزاب حین نسخنا المصحف قد کنت اسمع رسول الله صلے الله علیه وسلم یقرا بها فالتمسناها فوجدناها مع خزیمة بن ثابت الانصاری من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فالحقناها فی سورتها فی المصحف

+

پہلی روایت سے کئی امر ظاہر ہوئے ایک تو یہ کہ جنگ یمامہ مین جو لوگ بہت
قتل ہوئے تھے قرآن کے پڑھنے والے تھے نہ یہ کہ قرآن کے حافظ تھے اور اگر
عمر کے اس کلام سے کہ اگر قرآن کے قاری معرکون مین مارے جائینگے تو بہتسا
قرآن جاتا رہیگا اونکے حافظ ہونیکا توہم ہو تو دفع اوسکا ظاہر ہے اس لئے
کہ عالمون کے مرنے سے اونکی کتابین جو مجلد و محفوظ ہون ضائع ہوجاتی ہین
سودات کا تو کیا ہی ذکر ہے۔ اسیوجہ سے ہے کہ علما کی فہرست تصنیفات
مین بہت سی کتابین مندرج ہوتی ہین کہ فہرست کے سوا کہین اونکا نام و نشان
نہین اور جب معمولی موت سے یہ حال ہو تو معرکہ مین قتل ہونے سے کیا
کیفیت ہوگی خصوصًا اون سودات کی جو موافق روایت کے شاخ و برگ
خرما اور سنگ سفید اور پرچون اور چمڑے کے ٹکڑون اور شتر و گوسفند
کے شانون اور پسلیون پر متفرق طور پر تحریر ہون کہ اونکا باوجود معمولی حفاظت
کے تلف ہوجانا بعید نہین اور اسکا تو ذکر ہی کیا ہے کہ جن لوگون کے پاس
ایسے متفرق سودات قرآن کے ہون وہ معرکون مین کافرون یامرتدون
کے ہاتھ سے مارے جائین کہ اس حالت مین تو خفیف احتمال بھی اونکے
باقی رہنے کا باقی نہین رہتا اسکے علاوہ قال السیوطی اخرج احمد
و مسلم و ابن نعیم فی الدلائل عن انس بن مالك قال کان
الرجل اذا قراء البقرۃ وآل عمران جد فینا یعنی صحابہ مین جو کوئی
سورہ بقر و آل عمران پڑہتا تھا وہ اونمین بزرگ سمجھا جاتا تہا اور یہ
بات تو مشہور ہے اور در منثور اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغۃ
مین مسطور ہے کہ خلیفہ ثانی نے بارہ برس مین سورہ بقر اسیکہا
جب ختم کیا تو ایک اونٹ قربانی کیا۔
بیان سے صاف ظاہر ہے کہ ان پڑھنے والون مین سے جو جو آیتین
یا سورتین جس جس کو پڑہنا آتی ہونگی اوسکے پاس اشیاء مذکورہ
فی الروایۃ مین لکھی ہونگی اونکے مارے جانے سے بہت سے قرآن کے
کہے جاتے رہنے کا گمان درست ہے بلکہ خود خلیفہ صاحب کے قول سے

معلوم ہوتا ہے کہ اونمین پورے قرآن کا پڑہنے والا بہی کوئی نہ تہا ورنہ سارے
کلام اللہ کا جاتا رہنا بیان کرتے۔ اور نہ سارا کلام اللہ مکتوب تہا ورنہ
قاریون کے مارےجانے سے قرآن کا جاتا رہنا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے
چنانچہ اسکی تصریح عبارت طعن السنان سے جو پہلے ذکر ہوئی ظاہر ہی
اس صورت مین قاری کے لفظ سے حافظ سمجھ لینا نرے سمجھی کے سوا
اور کیا سمجھا جاسکتا ہے **دوسرا** یہہ کہ قرآن رسولخداصؐ کے زمانہ مین
مجموع نہین ہوا چنانچہ یہہ امر ابوبکر و زید کے قول سے جو روایت مین
مذکور ہے عیان ہے **تیسرا** یہہ کہ جمع کرنا قرآن کا بوجہ مخالفت فعل رسولخدا
کے ابوبکر و زید کو ابتدا مین پسند نہ آیا اور بہت سی تکرار کے بعد اتفاق
راے کی نوبت پہنچی **چوتھا** یہہ کہ ابوبکر نے زید کو حکم دیا کہ قرآن کو ڈہونڈہ
اور جمع کر **پانچوان** یہہ کہ زید نے قرآن جمع کرنے کے حکم کو تکلیف بالمحال
جانا اور اسپر حلف شرعی کیا اس لئے کہ اوسنے قرآن جمع کرنے کو پہاڑ
اوٹہا لیجانے کی برابر بلکہ زیادہ سمجہا اور پر ظاہر کہ پہاڑ کا اوٹہا کر لیجانا طاقت بشری
سے امر محال ہے **چھٹا** یہہ کہ زید نے اولوالعزمی مین کیسا بلند پایہ پایا کہ جس
امر کو پہلے خود محال ٹہرایا اوسیکو حیز امکان بلکہ معرض وقوع مین لایا اور
لباس تحقق پہنایا اور حسب امر خلیفہ صاحب قرآن کی تلاش کو حد تک پہونچایا
اور شاخ و برگ خرما اور سنگ سفید وغیرہما سے اوسکو جمع فرمایا اور با این
ہمہ تجسس و تفحص آخر سورۂ توبہ کو ایک ہی شخص کے پاس پایا اور
موافق دوسری روایت کے سورۂ احزاب کا ایک آیہ ایک ہی آدمی سے
ہاتہ آیا اور باوصف اسکے ان آیتون کو بہی انہین سورتون مین لگایا۔
چنانچہ اب موجود ہین اور قرآن متواتر مین معدود ہین اگرچہ اس روایت
مین صد ورجال بہی وسائل جمع قرآن سے شمار کیا گیا ہے مگر ذوق سلیم کی

شہادت سے سب کے بعد اوسکے مذکور ہونے سے اوسکی قلت مداخلت
اس جمع مین معلوم ہوتی ہے اور اسکی تائید خلیفہ ثانی کے بارہ برس
مین سورۂ بقر سیکھنے سے اور صحابہ کے صرف سورۂ بقر اور آل عمران
پڑھ لینے سے بزرگون مین شمار ہونے سے کما ینبغی معلوم ہوتی ہے ۔
اس صورت مین تواتر قرآن کا اعتقاد نہایت تعجب وحیرت کا مقام ہے
بلکہ محض خیال خام ہے اور انہین حضرات کا کام ہے بھلا متواتر قرآن
کے جمع کرنے کو محال ٹہرانا اور اوسکو جابجا سے تلاش کرنا اور اوسکے
بعض اجزا کو ایک شخص کے سوا کسیکے پاس نہ پانا اور با این ہمہ تواتر
مین فرق نہ آنا اسکے کیا معنی ہین ۔
اور ہر چند خلیفۂ اول نے قرآن جمع کرانے کی غرض سے زید کو جمع
کرنے سے پہلے غیر متہم ٹہرایا ہے مگر خلیفۂ ثانی نے جو بانی مبانی
تھے بعد جمع کرنے کے زید کو قرآن مین کمی بیشی کرنے کا عیب لگایا ہے
اور خطاب لیس ھو بوحی حتی تزید فیہ او تنقص سے علی مافی
کنز العمال مخاطب فرمایا ہے اور خلیفۂ اول کے حسن ظن کو خاک مین
ملایا ہے ۔
حضرات اہلسنت کو اختیار ہے چاہے خلیفہ صاحب کا کلام نسبت زید کے
راست جانین چاہے زید کے جمع کئے ہوئے قرآن کو خلیفہ صاحب
کے برخلاف متواتر اور صحیح و بے کم و کاست جانین ۔ مگر اور
معتبر روایتون سے بہی عمر کے قول کی تصدیق ہوتی ہے اور زید کے
اغوا و اضلال کی کیفیت تحقیق ہوتی ہے ۔
استیعاب مین مرقوم ہے کہ جس روز عثمان کا محاصرہ ہوا تو زید بن
ثابت نے دو مرتبہ کہا یا معشر الانصار کونوا انصار اللہ ابو الحسن

مازنی نے جو صحابہ جلیل القدر اور منجملہ مجاہدین غزوۂ بدر تھا اوسکو
جواب دیا لا واللہ لا نطیعك فنکون کما قال اللہ تعالی اطعنا
سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیل اور بعضون نے کہا ہے کہ نعمان
زرقی نے کہ وہ بہی از جملہ اصحاب کبار وسرداران انصار تھا زید کو یہہ
جواب دیا ہے۔ چونکہ یہہ آیت مقولۂ کفار کی حکایت ہے تو اس سے صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون بزرگوارون نے زید کو دعوت حضرت عثمان مین
مثل سرداران کفار کی قرار دیا جنکی اطاعت موجب ضلالت ہتی۔

اور محاضرات مین ہے کہ زید مدینہ مین عمر کا قاضی تھا فیما بین عمر و اُبی کے
کچھہ نزاع ہوا تو اوسکے پاس گئے زید باہر آیا تو کہا السلام علیك یا امیر
المؤمنین ههنا ههنا یعنی صدر مقام پر بٹھانے کی غرض سے کہا کہ یہان
تشریف رکھیئے ہر معاملہ پیش ہوا تو شرعاً قسم عمر پر لازم ہوئی زید نے اُبی سے کہا
کہ امیر المؤمنین کو قسم عفو کردی عمر نے جو یہہ حرکتین زید کی مشاہدہ کیں تو کہا
کہ تو آج سے ہمیشہ جور کرتا رہیگا اور مثل نقالون کی اوسکے مقولات کی
نقل کی۔ اور اتقان مین لکھا ہے کہ جب ابوبکر کے حکم سے زید قرآن لکھتا تھا
تو لوگ اوسکے پاس آتے تھے وہ کوئی آیت بغیر دو عادل گواہون کے نہ
لکھتا تھا اور آخر سورۂ براءۃ سوا خزیمہ بن ثابت کے کسیکے پاس نہ ملا تو زید
نے کہا لکھہ لو کہ جناب رسولخدا صلعم نے خزیمہ کی شہادت دو مردون کی گواہی
کی برابر ٹہرادی ہے۔

اور عمر جو آیۂ رجم لایا تو زید نے نہ لکہی اس لئے کہ وہ تنہا تھا۔
یہان سے جو کچھہ فاروق اعظم کا کسر شان اور قرآن کا نقصان زید
جامع القرآن سے واقع ہوا خوب ظاہر ہے اور دو گواہون سے
آیتون کا لکھا جانا عدم تواتر کی بہی دلیل باہر ہے۔

✣ ✣ ✣

✣

شبہہ مختصر حال قرآن کے جمع ہونے کا تہا اب سنیئے کہ یہہ قرآن زید کا جمع کیا ہوا اہلسنت کے نزدیک کیسا صحیح و معتبر اور معتمد تہا - اکابر اہلسنت لکہتے ہین کہ جب قرآن جمع ہو چکا تو خلیفہ ثانی نے کتنے برس اوسکے صحیح کرنے کی فکر مین صرف کئے اصحاب کے ساتہہ مباحثے اور مناظرے کرتا تہا کبہی لکہے ہوے کی موافق حق ظاہر ہوتا تہا تو اوسکو بدستور باقی رہنے دیتا تہا - اور آدمیون کو اوسکی مخالفت سے باز رکہتا تہا اور کبہی حق لکہے ہوے کے برخلاف واضح ہوتا تہا تو لکہے ہوے کو چہیل ڈالتا تہا - اور اوسکی جگہ جو کچہہ تحقیق ہوتا تہا لکہتا تہا ان دونون شقون کی مثالین بہی لکہی ہین منجملہ پہلی مثال مین یہہ روایت لکہی ہے کہ عمر کا ایک شخص پر گذر ہوا وہ یہہ آیت پڑہ رہا تہا السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الخ عمر وہان ٹہر گیا اور اوسکو پڑہنے سے روک کر دریافت کیا کہ یہہ آیت تجہکو کسنے پڑہائی ہے جواب دیا کہ ابی بن کعب نے یہہ سنکر ابی بن کعب کے پاس گیا دیکہا کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے سر مین کنگہی کر رہا ہے عمر نے پہلے اوسکو سلام کیا اوسنے جواب دیا پہر عمر نے اوس سے	از ازالۃ الخفا + بعد از انکہ قرآن عظیم در مصحف مجموع شد فاروق اعظم سالہا در فکر تصحیح او صرف نمود - مناظرہا با اصحاب میکرد گاہی حق بروفق مکتوب ظاہر میشد پس آنرا باقی میگذاشت و مردمان را از خلاف آن باز میداشت و گاہی حق برخلاف مکتوب ظاہر میشد درینصورت مکتوب را حک میفرمود و بجاے وے آنچہ محقق میشد می نوشت مثال این دو شق می نگاریم عن عمر بن الخطاب انہ مر برجل وہو یقول السابقون الاولون من المہاجرین و الانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الی آخر الآیۃ فوقف علیہ عمر فقال انصرف فلما انصرف قال لہ من اقرأک ہذہ الآیۃ قال اقرأنیہا ابی بن کعب فقال انطلقوا بنا الیہ فانطلقوا الیہ فاذا ہو متکئ علی وسادتہ یرجّل راسہ فسلم علیہ فرد السلام فقال یا ابا المنذر قال لبیک قال اخبرنی ہذا انک اقرأتہ ہذہ الآیۃ قال صدق تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عمر نے کہا کہ تو نے حضرت رسولخداؐ سے اخذ کی ہے اوسنے تین دفعہ کہا کہ ہاں مینے جناب رسولخدا سے اخذ کی ہے اور تیسری بار غصہ مین آکر یہہ بہی کہا کہ ہان بخدا بیشک یہہ آیت اسیطرح خدا تعالی نے جبرئیل پر اور جبرئیل نے محمدؐ پر نازل کی ہے اور اوسمین خطاب سے اور اوسکے بیٹے سے مشورہ نہین کیا۔ عمر یہہ سنکر ہاتھ اوٹھائے تکبیر کہتا ہوا باہر آیا۔ یہہ روایت نقل کرنے کے بعد یہہ بہی لکہا ہے کہ اس حدیث کے یہہ معنی ہین کہ عمر والذین اتبعوهم مین واو نہ پڑہتا تہا ابی بن کعب سے مناظرہ کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ واو کا ہونا صحیح ہے تو قرآن مین وہی صحیح لکہوا دیا **دوسری** مثال مین یہہ روایت لکہی ہے۔ منقول ہے کہ ابی بن کعب اسطرح پڑہا کرتا تہا اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة ولو حمیتم کما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل الله سکینته علی رسوله عمر کو اسکی خبر ہوئی تو اوسپر کڑا ہوا اور بلوایا وہ اوسوقت اپنے ناقہ کے روغن مل رہا تہا ناچار حسب طلب حاضر ہوا عمر نے کچہہ لوگ اپنے اصحاب مین سے بلوائے جنمین زید بن ثابت بہی تہا اور کہا کہ تم مین سے سورۂ فتح کون پڑہتا ہے تب زید نے موافق قرارۃ حال کے پڑہا تو عمر نے ابی کی قرأت کو غلط بتایا آوسنے اجازت چاہی کہ کچہہ کہون عمر نے کہا کہ ابی نے کہا تو خوب جانتا ہے کہ بیشک مین حضرت رسولخدا کی خدمت شریف مین حاضر ہوتا تہا اور حضرت مجھکو پڑہاتے تہے حالانکہ تم اوسوقت دروازہ پہہ ہوتے تہے۔ ++

قال عمر انت تلقیتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نعم انا تلقیتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث مرات کل ذلك یقوله قال فی الثالثة و هو غضبان نعم والله لقد انزلها الله علی جبرئیل وانزل جبرئیل علی محمد فلم یستأمر فیها الخطاب ولا ابنه فخرج عمر وهو رافع یدیه وهو یقول الله اکبر الله اکبر اخرجه الحاکم ومعنی این حدیث آنست که فاروق اعظم واو در والذین اتبعوهم نمی خواند وبعد مناظره ابی بن کعب ظاهر شد که صحیح وجود اوست پس در مصحف همان صحیح را اثبات نمود و عن ابی ادریس عن ابی بن کعب انه کان یقرأ اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة ولو حمیتم کما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل الله سکینته علی رسوله فبلغ ذلك عمر فاشتد علیه فبعث الیه وهو یهنأ ناقة له فدخل علیه فدعا ناسا من اصحابه منهم زید بن ثابت فقال من یقرء منکم سورة الفتح فقرأ زید علی قرأتنا الیوم فغلظ له عمر فقال له ابی اتکلم فقال تکلم فقال لقد علمت انی ادخل علی النبی صلی الله علیه وسلم وانتم بالباب۔ ++

پس اگر تو پسند کرے کہ مین لوگون کو اوس طریق پر پڑہاؤن جس طرح مجھکو حضرت
نے پڑہایا ہے تو مین پڑہاؤن ورنہ مین زندگی بہر ایک حرف نہ پڑہاؤنگا عمر نے
پڑہانے کی اجازت دی تہیہ روایت ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس حدیث کے یہ
معنی ہین کہ لو حمیتم کما ھو امتواتر نہین بلکہ قرأت شاذہ ہے اوسکو قرآن مین
داخل نکیا۔ اب واضح ہوا کہ زید کا جمع کیا ہوا قرآن اس درجہ غلط تہا کہ عمر نے
عمر کے کئی برس اوسکے صحیح کرنے کی فکر مین صرف فرمائے اور اصحاب کبار سے
مباحثے کر کر اوسمین محو و اثبات بہی عمل مین لائے مگر وہ اس حال ہوا کہ اونکو
آخر ایام خلافت مین ہی شائع ہو جاوے اور اونکی کوشش کا نتیجہ ظہور مین آئے
حیرت ہے کہ یہی قرآن اہلسنت کے نزدیک متواتر قرار پائے اور شاہ صاحب نے
جو پہلی مثال مین عمر کی قرأت کو شاذ اور ابی کی قرأت کو متواتر اور دوسری
مین اسکے برعکس تجویز فرمایا اوسکا سبب فہم ناقص مین نہین آیا کیونکہ دونون
روایتون مین ابی نے اپنی قرأت کو رسولخدا صلعم کی تعلیم کی موافق بتایا اور
عمر کو مورد طعن ٹہرایا اور اوسنے کان تک ہلایا۔ ظاہرا اسکی وجہ یہ ہے
کہ پہلے مناظرہ کیوقت عمر مسند خلافت پر متمکن نہ تہا اس لئے ابی کے پاس
خود گیا اور اوسکو مسند پر تکیہ لگائے کنگھی کرتے دیکھکر کچھ نکہا پہلے سلام کیا
پہر ادب سے کلام کیا جب بعد جواب کے اسکی طرف سے مکرر سوال ہوا تو
ابی غصہ کے مارے لال ہوا اور سخت وسست کلمے کہے اور عمر نے سب سنے اور
چپ ہو رہے اور کان دبائے ہاتہہ اوٹہائے اللہ اکبر کہتے ہوے جہٹ باہر
نکل آئے اور لیاقت کو خرج کیا اور واو کو قرآن مین درج کیا اور دوسرے
مباحثہ مین زینت افزاے صدر خلافت تہے اسواسطے ابی کی قرأت سنتے
ہی کان کہڑے ہوے اور اوسپر بڑے کرتے ہوے اور اپنی خدمت مین
بلوایا اور جب وہ بیچارہ آیا تو اپنے اصحاب کو بلایا اور زید سے اپنی قرأت
کی موافق پڑہوایا پہر ابی کی قرأت کو غلط بتایا وہ بہی اجازت لیکر حرف
مطلب زبان پر لایا اور اپنا جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین جانا اور حضرت کا
قرآن پڑہانا اور خلیفہ صاحب کا اوسوقت وہان بار رہنا نا اونکو سب یاد
دلایا اور اپنی قرأت کا رسولخدا صلعم کی تعلیم کی موافق ہونا بخوبی تمام جتایا نا چار
خلیفہ صاحب نے اوس قرأت کو پڑہانے کا اوسکو اذن صریح مرحمت فرمایا
مگر چونکہ اپنا پایہ اوسوقت زبردست پایا با این ہمہ اوسکی قرأت کو قرآن سے

فان احببت
ان اقرء
الناس علی
ما اقرأنی
اقرأت و
الا لم اقرء
حرفا ما
حییت قال
بل اقرء
الناس اخرج
الحاکم ؛
و معنی این
حدیث آنست
کہ لو حمیتم
کما ھو ا
متواتر نیست
بلکہ قرأت
شاذہ است
آنرا در قرآن
داخل نکردند
+ + +
+ + +
+ + +
+ + +
+ + +
+ + +
+ + +
+ + +

حضرات اہلسنت یہہ بہی کہتے ہین کہ زید نے جو قرآن ابوبکر کے زمانہ مین جمع کیا تہا کئی صحیفو نمین لکہا ہوا تہا اونکے ایک مصحف مین جمع ہونے کی نوبت نہ آئی تہی وہ صحیفے ابوبکر کے پاس پہر عمر پہر عمر کے پاس پہر حفصہ کے پاس رکہے رہے اور دیار اسلام مین شائع ہوے۔ بعضون نے قرآن شریف کی کیفیت ایک مصحف مین جمع ہونے سے پہلے اس طرح لکہی ہے کہ جیسے کوئی منشی اپنے منشآت کو یا کوئی شاعر اپنے قصائد یا مقطعات کو بیاضون مین متفرق لوگون کے پاس چہوڑکر انتقال کرے چڑیون کی طرح جو ہوا کی ذراسی جنبش سے ایک دوسرے سے جدا اور متفرق ہون اسیطرح یہہ منشآت اور قصائد بہی معرض تلف مین ہون اگر اون کاغذون کو پانی پہنچے یا آگ لگ جائے یا اونکا پاس رکہنے والا مرجائے محض نیست ونابود ہو جائین اور کوئی شاگرد رشید مستعد ہو اور اون سب کو مناسب طور پر ترتیب دے اور بہت سے نسخے تیار کرے اور صحیح کرنے مین سعی بلیغ بجالائے اور جہان مین پہیلائے تو گردن پر اون لوگون کی جو اون منشآت اور قصائد سے فائدہ پائین اوس شاگرد رشید کا احسان ثابت ہے اس بیان سے ظاہر ہے کہ اہلسنت کے نزدیک عثمان کی خلافت تک قرآن متفرق اور منتشر اور غیر مرتب اور غلط اور معرض تلف مین تہا اور چونکہ زید نے بعد جنگ یمامہ کے جسمین بہت سے قاری مارے گئے تہے جمع کیا تہا تو ضرور بہتسا قرآن جاتا رہا ہوگا اور عمر کا قول کہ اگر قاری مارے جائینگے تو بہتسا

شرح مشکوۃ ÷ وچون جمع کرد زید بن ثابت باتفاق صحابہ در صحف متعددہ مکتوب شد وہنوز جمع وی دریک مصحف اتفاق نیفتاد۔ پس بودند این صحیفہا نزد ابی بکر تا آنکہ میرانید ابوبکر را خدا تعالی پس تبر اودند آن صحیفہا نزد فاروق در حیات عمر پس تر بودند آن صحیفہا نزد ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا پس عثمان جمع کرد آنرا دریک مصحف و استکتاب فرمود در مصاحف و فرستاد آنہارا در دیار اسلام۔

ازالۃ الخفا ÷ اعظم میراثیکہ از آن حضرت صلعم بامت مرحومہ رسید قرآن عظیم ست و آن تا آخر زمان آنحضرت صلعم مجموع در مصاحف نبود مثل آنکہ امروز منشی منشآت خود را یا شاعری قصائد و مقطعات خود را در بیاضہا وسفینہا در دست جماعت متفرقہ گذاشتہ از عالم رود بمنزلہ عصافیر اگر اندک بادی بجنبد شفذر مذر از ہم متفرق شوند ہمچنین این منشآت وقصائد بر شرف تلف باشند اگر بآن کاغذہا آب برسد یا در وی آتش بگیرد یا حامل آن بمیرد مانند امس ذاہب نابود گردد و شاگرد رشید از میان یاران آن عزیز کمر ہمت بربندد و آن ہمہ را بترتیبی مناسب جمع کند و نسخہا بسیار سازد

یہانتک تو مختصر حال قرآن شروع خلافت عثمان تک بیان ہوا اب سنیئے کہ عثمان نے کیا کیا آہلسنت کی معتبر کتابون مین لکھا ہی کہ قرآن مجید اول لغت قریش پر نازل ہوا جو حضرت رسولخدا کا لغت تہا اور چونکہ تمام عرب کو اوسکا پڑہنا دشوار تہا حضرت نے جناب باری سے التجا کی کہ اسمین وسعت ہو حکم ہوا کہ ہر شخص اپنے لغت مین پڑہے اور اسیطرح عثمان کے زمانہ تک پڑہتے رہے اور جب اوسنے کئی قرآن لکہوائے اور اسلام کے شہرون مین بہیجے تو وہی لغت رہنے دیا جسپر زید بن ثابت نے شیخین کے حکم سے قرآن جمع کیا تہا اور باقی لغات کے محو کرنے کا حکم دیا اور وہ لغت قریش تہا جیساکہ مشکوۃ مین لکہا ہے فاکتبوہ بلسان قریش فانما نزل بلسانهم ففعلوا یعنی عثمان نے حکم دیا کہ قرآن کو زبان قریش کی موافق لکہو کہ اونہین کی زبان مین نازل ہوا ہے تو جامعین نے یہی کیا۔ تعجب ہی کہ حضرت رسولخدا کے التماس سے تو اجازت ملی کہ ہر شخص قرآن کو اپنے لغت کی موافق پڑہے چنانچہ عثمان کے زمانہ تک اسیطرح پڑہتے رہے مگر خلافتمآب نے خلاف حکم خدا و رسول تمامی لغات کو محو کرکے ایک لغت رہنے دیا۔ اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیخین نے ہی اسکی بنیاد ڈالی تہی لیکن چونکہ عہد نبوت قریب تہا اس فاسد ارادہ مین کامیاب ہوئے اور عثمان نے یہ موقع پاکر کیا سو کیا علاوہ یہ ہے کہ اس قرآن متداول کا صرف لغت قریش پر ہونا ہی اہلسنت کی معتبر کتابون سے ثابت نہین ہوتا چنانچہ اتقان سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن لغت قریش کے سوا چون ۵۴ لغت پر مشتمل ہے جسکو ان لغتون کے نام اور وہ الفاظ جو ان لغتون کے ہین دریافت کرنا مطلوب ہو تنزیہ القرآن مین ص ۵۴ سے ص ۵۸ تک ملاحظہ کرے کہ اوسمین بشمار لغتون کے نام اور الفاظ اکثر بقید سورۃ مذکور ہین آور بحوالہ اتقان ایکسو اکیاسی ۱۸۱ لفظ غیر لغت قریش کے تفصیلا مسطور ہین بالجملہ بیان سے صاف دریافت ہوتا ہے کہ مروج قرآن وہی ساختہ و پرداختہ زید بن ثابت کا ہے جسکے جمع ہونیکا حال بیان ہو چکا اور زید اب بہی جامعین مین شامل تہا علی باقی صحیح البخاری

اسیوجہ سے شرح مشکوۃ اور اتقان مین لکھا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ جامع قرآن عثمان ہے اور حقیقت مین الیسا نہین۔ م +

شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق + آوردہ اند کہ اول قرآن نازل شد بلغت قریش کہ لغت آنحضرت بود و چون بر سائر عرب تکلم بآن شاق آمد آنحضرت از حضرت رب العزت التماس نمود کہ درین امر توسعہ شود پس امر آمد کہ ہر کس بلغت خویش بخوانند و ہمچنین میخواندند تا زمان امیر المومنین عثمان و چون وی رضی اللہ عنہ مصاحف متعددہ نویسانید و بہ بلاد اسلام فرستاد قرار بر ہمان لغت داد کہ زید بن ثابت بامر ابی بکر و عمر

عصر استصواب عمر رضی اللہ عنہما جمع کردہ بود و امر کرد بہ محو باقی لغات الخ - م +

اور شیخ محدث نے جو مجمل فرمایا ہے (وامر کرد بمحو باقی لغات) اوسکی تفصیل اہلسنت کی معتبر کتابون مین اسطرح لکھی ہے کہ عثمان نے اپنے جمع کئے ہوے قرآن کے سوا تمام قرآنون کے پہاڑ ڈالنے کا اور بعض کے نزدیک جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ بعضون نے صاف کہہ دیا ہے کہ اوس زمانہ مین قرآن آگ سے جلائے گئے - اور اختلاف کا منشا یہ ہے کہ روایت مین لفظ یحرق ہے بعضے اوسکو حاے مہملہ سے پڑہتے ہین جس سے جلانا ثابت ہوتا ہے اور بعض خاء معجمہ سے جس سے پہاڑنا ظاہر ہے - اور بعض علماے معتبرین اہلسنت نے کہا ہے کہ روایت حاء مہملہ کی ساتھہ زیادہ صحیح ہے اور اوسوقت مین یعنی عثمان کے زمانہ مین یہی حکم جلانے کا واقع ہوا تہا - اور بعض نے لکہا ہے کہ اکثر روایتین جلانے مین صریح ہین تو جلانا ہی وقوع مین آیا - غرض عثمان نے اصحاب کبار کے قرآنون کو جو اونہون نے حضرت رسولخدا کے عہد برکت مہد مین اپنے دست حق پرست سے لکہے تہے جلوایا اور اپنے جمع کئے ہوئے قرآن کو بھی خود غلط پر مشتمل بنایا اور اکابر اصحاب نے بہی اوسکو کمی و بیشی و تبدیل و تغیر اور لحن و خطا وغیرہا کا الزام لگایا جیسا کہ حقیر پہلے معرض عرض مین لایا اور باین ہمہ وہ اہلسنت کے نزدیک جامع القرآن قرار پایا اور اوسکی بزرگی و عظمت اور قرآن کی صحت و تواتر مین بہی کسیطرح کا خلل ظہور مین نہ آیا - ان سب کے علاوہ عبد اللہ بن مسعود جو صحابی جلیل القدر رہے اور بہت سی حدیثین حضرت رسولخدا اوسکی قرات کی موافق قرآن پڑہنے کے باب مین اہلسنت کی

فتح الباری جزو بیستم صفحہ ۵ -

فتح الباری ؛ وقوله وامرہما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق فی روایۃ الاکثر ان یخرق بالخاء المعجمۃ وللمروزی بالمہملۃ ورواہ الاصیلی بالوجہین وقد وقع فی روایۃ شعیب عند ابی داؤد والطبرانی وغیرہما وامرہم ان یحرقوا لکل مصحف یخالف المصحف الذی ارسل بہ قال فذلک زمان حرقت المصاحف بالعراق بالنار - +

وفی روایۃ ابی قلابۃ فلما فرغ عثمان من المصحف کتب الی اہل الامصار انی صنعت کذا وکذا ومحوت ما عندی فامحوا ما عندکم والمحو اعم من ان یکون بالغسل او التحریق واکثر الروایات صریحۃ فی التحریق فہو الذی وقع وقال ابن عطیۃ الروایۃ بالحاء المہملۃ اصح وہذا الحکم ہو الذی وقع فی ذلک الوقت انتہی ملخصا -

+

چنانچہ بعض کا مضمون ہے یہ کہ حضرت رسولخدا
نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآنمجید
کو تازگی و رونق سے جیسا کہ نازل
ہوا ہے پڑہنا چاہے تو عبد اللہ بن
مسعود کی قرأت پر تلاوت کرے اور
اوسکے قرآن کو اور وں سے زیادہ جاننے کا
اصحاب اقرار کرتے تھے چنانچہ راوی
کہتا ہو کہ مینے سنا کہ عبداللہ بن مسعود
کہتا تہا کہ مین بیشبہ کتاب اللہ کو اور شخصون
کی نسبت زیادہ جانتا ہون اور مین
بہتر نہین اور قرآن مین کوئی سورۃ اور
کوئی آیت نہین مگر یہ کہ مین جانتا ہون
وہ کس چیز مین نازل ہوئی ہے اور کب
اوتری ہے۔ راوی کہتا ہو کہ مینے نہین
سنا کہ کسینے اس بات کا انکار کیا ہو۔
اور حذیفہ نے کہا ہے کہ اصحاب جناب
رسالتمآب جانتے تہے کہ عبداللہ کا
وسیلہ اور اصحاب کی نسبت زیادہ قریب ہے
اور وہ اونسے کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہو

استیعاب

من اراد ان یسمع القرآن
غضًا کما انزل فلیقرأ علی
قراءة ابن ام عبد۔ اس مضمون
کی اور حدیثین بہی تنزیہ القرآن مین
ص ۱۳۹ سے ص ۱۴۰ تک منقول ہین
ایضا ÷ قال الاعمش عن شقیق
ابی وائل سمعت ابن مسعود
یقول انی لاعلمہم بکتاب اللہ و
ما انا بخیرہ و ما فی کتاب اللہ سورۃ
ولا آیۃ الا وانا اعلم فی ما
نزلت و متی نزلت قال ابو وائل
فما سمعت احدا انکر
ذلک علیہ۔ وقال حذیفۃ
لقد علم المحفوظون من
اصحاب رسول اللہ ان
عبد اللہ کان اقربہم وسیلۃ
و اعلمہم بکتاب اللہ۔

اور اوسکی قرأت بنا بر معتبر روایات
اہلسنت کے اخیر قراءت ہے جو
عرضۂ اخیرہ کے مطابق ہے چنانچہ
منقول ہے کہ ابن عباس نے دریافت
کیا اخیر قراءت کونسی ہے لوگون
نے جواب دیا کہ زید بن ثابت کی
قراءت ابن عباس نے کہا نہین اس
لئے کہ حضرت رسولخدا صلعم ہر برس قرآن
کو جبرئیل پر عرض کیا کرتے تھے اور
جس برس حضرت صلعم کی وفات ہوئی
قرآن کو دو بار جبرئیل پر عرض کیا۔
اور عبداللہ بن مسعود اس عرضہ کے
وقت حاضر رہا اور جو کچھ نسخ و تبدیل
واقع ہوئے اوسکو معلوم کیا تو اوسکی
قرأت اخیر قراءت ہے بلکہ وہ پہلی
قراءت بھی کہلاتی ہے۔ سنیئے کہ
انہین عبداللہ بن مسعود کی جنکی
اعلمیت و جلالت اور اونکی قراءت
کی افضلیت اور جزالت مشتی
نمونہ از خروارے بیان ہوئی
اس قرآن کے عثمان کے زمانہ مین
جمع ہونے کے وقت کیا گفتگو تھی
اور بعد تیار ہو جانے کے اوسکی
نسبت کیا آرزو تھی۔ +

فتح الباری

و من طریق مجاهد عن ابن عباس
قال ای القراءتین تعدون کان
آخر القراءة قالوا قراءة زید
بن ثابت فقال لا ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم کان یعرض
القرآن کل سنة علی جبرئیل
فلما کان فی السنة التی
قبض فیها عرضه علیه مرتین
وکانت قراءة ابن مسعود آخرهما
واخرج النسائی من طریق
ابی ظبیان قال قال لی ابن
عباس ای القراءتین تقرأ
قلت القراءة الاولی قراءة
ابن ام عبد یعنی عبد الله بن
مسعود قال بل هی القراءة الاخیرة
ان رسول الله صلی الله علیه و
سلم کان یعرض علی جبرئیل
الحدیث وفی آخره فحضر
ذلك ابن مسعود فعلم
ما نسخ من ذلك
وما بدل
اسناده
صحیح

اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکہا ہے کہ ابن
مسعود کو زید بن ثابت کا قرآن کو لکہنا او
جمع کرنا مکروہ معلوم ہوا اوسنے کہا اے
مسلمانو مین تو قرآن کے جمع کرنے سے
معزول و برطرف کیا جاؤن اور اوسکا
سرانجام وہ شخص کرے کہ جب مین مسلمان
ہوا تو وہ ایک کافر کی پشت مین تہا یعنی
پیدا بہی نہوا تہا اس شخص سے ابن مسعود
کی مراد زید بن ثابت ہے اور اسی سبب
سے ابن مسعود نے کہا کہ اے صاحبان قرآن
قرآنون کو جو تمہارے پاس ہین چہپاؤ۔
اور پوشیدہ کرو اس لئے کہ حق تعالے
فرماتا ہے ومن یغلل یات بما غل یوم
القیمۃ یعنی جو شخص کوئی چیز چہپاوے گا
اوسیکو لیکر قیامت مین آئیگا تم قرآنون
کے ساتہہ خداوند تعالی سے ملو۔ اور بعض
روایات مین ہے کہ ابن مسعود نے برسر منبر
یہہ بات کہی اور یہہ بہی کہا کہ تم مجھکو کسطرح
حکم کرتے ہو کہ مین زید کی قرأت پر پڑہون
حالانکہ تحقیق مینے حضرت رسولخدا ص کے
دہان برکت نشان سے پڑہا ہے۔ اور
بعض مین ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ مینے
جناب رسولخدا ص کے منہ سے ستر اور بنا بر
بعض روایات کے ستر اور کئی سورتین
اخذ کین حالانکہ زید اوسوقت بچہ تہا

جامع الاصول ❊ وزاد الترمذی
قال الزهری فاخبرنی عبید الله بن
عبد الله بن مسعود انه ای ابن مسعود
کره لزید بن ثابت نسخ المصاحف و
قال یا معشر المسلمین اعزل عن
نسخ المصاحف ویتولاها رجل والله
لقد اسلمت وانه لفی صلب رجل کافر
یرید زید بن ثابت ولذلک قال عبد الله
بن مسعود یا اهل القرآن اکتموا المصاحف
التی عندکم وغلوها فان الله یقول
ومن یغلل یات بما غل یوم القیمة
فالقوا الله بالمصاحف۔
فتح الباری ❊ وفی روایة النسائی و
ابی عوانه وابن ابی داود من طریق
ابی شهاب عن الاعمش عن ابی وائل
قال خطبنا عبد الله بن مسعود علی
المنبر فقال ومن یغلل یات بما غل
یوم القیمة غلوا مصاحفکم وکیف
تامرونی ان اقرأ علی قراءة زید
بن ثابت وقد قرأت من فی رسول
الله۔ ایضا۔ واخرج ابن ابی داود
من طریق خمیر بن مالک بالخاء المعجمة
مصغرا سمعت ابن مسعود لقد اخذت
من فی رسول الله صلی الله علیه وسلم
سبعین سورة وان زید بن ثابت
لصبی من الصبیان ومن طریق ابی
وائل عن ابن مسعود بضعا وسبعین۴

۴ سورة ومن طریق زر بن حبیش مثله وزاد ان لزید بن ثابت ذو ابتین۔ ❊

اور یہہ بھی اہلسنت کی معتمد کتابون مین مرقوم ہے کہ عثمان نے ابن مسعود کے قرآن کو جلایا اور ابن مسعود کہتا تہا کہ اگر مین مالک ہو جاؤن جس طرح کہ یہہ لوگ مالک ہوے ہین تو اونکے قرآن کی ساتہہ مین بہی وہی کرون جو میرے قرآن کے ساتہہ انہون نے کیا ہے یعنی مین بہی اگر پورا قابو پاؤن تو عثمان کے جمع کیے ہوے قرآن کو جلاؤن - بر ظاہر ہے کہ جس قرآن کو ابن مسعود سا صحابی جلیل القدر کہ بنابر تصریح ردمختار کے اہلسنت کا امام اعظم ابو حنیفہ تین واسطون سے فقہ مین اوسکا شاگرد ہے اور اوسی کی فقہ کی روایت کرتا ہے جلا ڈالنے کی لائق سمجہے اور خود اوسکے جلانے کا آرزومند ہو وہ قرآن کیا صحیح و مستند اور اوسکے جامعین کیسے معتبر و معتمد ہونگے - +

کتاب محاضرات راغب اصفہانی +و قیل احراق عثمان رضی اللہ عنہ مصحف ابن مسعود وان ابن مسعود رضی اللہ عنہ کان یقول لو ملکت کما ملکوا لصنعت بمصحفہم مثل الذی صنعوا بمصحفی

یہانتک تو یہہ نسبت قرآن مبین اہلسنت کے گہر اسے مضامین تہے اب ایک تازہ مضمون لطافت مشحون سنیئے کہ مولوی رافت علی امروہوی جو مذہبی مباحثہ مین کئی رسالے تالیف کرکر چہاپہ کرا چکے ہین اپنے رسالہ اسحم مسمے جواب باصواب مین تحریر کرتے ہین -

مضمون تازہ

اعتقاد حضرات سنیہ کا اس مقدمہ مین (مقدمۂ قرآن) یہہ ہے کہ وہ مصاحف متنوعہ جو یعنی ہر ایک صحابی نے موافق اپنے علم و ادراک کی بلا مشورہ غیرہ مصاحف بنوع دیگر و طرز علحدہ جمع کیے تہے اور کلام اللہ کو کلام نبوی سے جو بطور تفسیر کے ذیل آیہ مین ارشاد ہوا اور وحی متلو کو حدیث قدسی سے اور متواتر کو آحاد و شاذ سے اور منسوخ التلاوۃ کو غیر منسوخ التلاوۃ سے تمیز و جدائی نکی تہی غرض کہ ہر ایک اونمین سے بالاجماع تنقیح یافتہ اور تصحیح شدہ نہ تہا لہذا ایسے استحصال قرآن اجماعی اور تنقیح و تصحیح اجماعی و مصاحف لائق محو تام کے اہلسنت کے نزدیک تہے - اسواسطے حضرت جامع القرآن نے اتفاق و تخلل اس نسخہ مصححہ کے سمجہکر اولاً بشست و شو ثانیاً باحراق قراطیس اونکو محو فرمایا کہ مبادا کل کو یہہ مصاحف متنوعہ قادح اس مصحف صحیحہ کے ہون اور اختلاف اہل اسلام مین اس حیثیت سے پڑے تو اس صورت مین آیۂ وانا لہ لحافظون اور و لا یاتیہ الباطل اس قرآن پر بخوبی صادق ہین اور صدق مین اونکے کچہ خلل واقع ہوا اور ہر ایک اون جامعین کہ جنہون نے فرداً فرداً مصاحف جمع کیے تہے ہرگز منافق نہ تہے اور داخل اجماع ہوا چنانچہ جناب امیر بہی یہی شان رکہتے تہے اولاً اونہون نے بہی بطور خود وقتہ آن

جمع کیا اور وقت اجماع کے داخل اجماع ہوئے او سے تفرد پر اصرار نکیا کہ منفرد جماعت
مومنین سے بموجب ارشاد خود بدولت اونکی کے لعنت شیطان کا ہوتا ہے چنانچہ
نہج البلاغۃ مین آپ فرماتے ہین الزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ
وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذۃ من الغنم
للذئب اور یہ اتفاق جناب امیر کا اس قرآن پر اور علیحدہ نکرتے رہنا اپنے عہد خلافت مین بہی
اسی پر مضمون عدم افتراق ثقلین کا اور مصداق لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کا ہوا
کہ ثقل اکبر نے ثقل اصغر کو جب آپ مرتب و منقح ہو گئے اپنی جانب کہینچ لیا اور جدا ہونے
دیا اگر آنجناب اس قرآن مجموعی سے اختلاف رکہتے اور اپنے جمع کئے ہوئے کو جاری
کرتے تو البتہ ثقلین مین افتراق پڑتا اور کذب حدیث مخبر صادق کا لازم آتا واذ
لا فلا انتہی کلامہ ولا ینتہی ملامہ ہر چند اس پوچ و واہی قول کا نقض و جرح نہایت بسط
و شرح سے کتاب مستطاب تنزیہ القرآن مین جو اس رسالہ کا جواب باصواب ہے مذکور
و مسطور ہے لیکن کسیقدر اس مقام پر بہی ذکر کرنا ضرور ہے اس کلام مورد ملام
سے صاف ظاہر ہے کہ عیاذاً باللہ حضرت رسالت پناہ علیہ و آلہ صلوات اللہ نے قرآن
کی طرف سے اس درجہ اعراض فرمایا کہ ایک نسخہ بہی تنقیح یافتہ اور تصحیح شدہ تیار
نکرایا اور کتاب اللہ سے ایسا منہ موڑا کہ ایک مصحف بہی جو لائق محو تام نہو نچہوڑا
اور اسپر طرہ یہ کیا کہ اسے لایق محو تام قرآن کے تمسک کا امت کو حکم دیا اور اپنے بعد
لوگون کی گمراہی سے بچنے کو اسی سوختنی کتاب سے تمسک کرنے پر موقوف رکہا
لے حضرات فتح الباری وغیرہ مین جو منقول ہے کہ حضرت ہر سال ایک بار قرآن کو جبرئیل
پر عرض کرتے تہے اور وفات کے سال دو بار عرض کیا وہ معروض قرآن آپکے نزدیک
ضرور یہی قرآن قابل محو تام ہو گا تو اس صورت مین نعوذ باللہ جبرئیل امین بلکہ خود رب
العلمین پر بہی یہ الزام ہو گا اور آیۂ شریفہ وانا لہ لحافظون کا جو باوجود جملۂ اسمیہ
ہونے کے دو ادات تاکید ان اور لام پر مشتمل ہے کیا انجام ہو گا۔ اور مصحف اجماعی کے
مرتب ہونے تک جو برسون ثقلین مین افتراق رہا اور بقول مولوی صاحب کذب حدیث مخبر
صادق لازم آیا اس اشکال کے جواب کا کیونکر انصرام ہو گا۔ ثانیاً تمام اصحاب جو بقول صاحب
رسالہ کثرت مین کزرع و کالنجوم تہے۔ اور جنکے فضایل سے قرآن و حدیث مملو ہے
قرآن کی طرف سے ایسے بے پروا ہوئے کہ ہر ایک نے خود رائی سے بغیر مشورہ
غیر کے حتے بغیر صلاح سراسر فلاح حضرت رسولخدا کے جدا جدا طرز پر قرآن
جمع کئے کہ اونمین ایک بہی تنقیح یافتہ اور تصحیح شدہ نہتہا۔ ہزار افسوس کہ ان بزرگوارن

نے حسب تصریح ازالۃ الخفا خلیفۂ خالفہ کو تجہیز و تکفین سید المرسلین پر مقدم
ٹہرایا اور روز وفات سرور کائنات اتفاق سراپا نفاق سے ابو بکر کو خلیفہ بنایا
اور برسون تک قرآن مجید کا ایک اجماعی نسخہ بھی جو لایق محو تام ہنو کسی نے مرتب
نہ فرمایا یہانتک کہ بہت سے صحابیون نے سیمامز مین مسند الخلافہ ابن ابی قحافہ
خلافت پناہ قائل حسبنا کتاب اللہ نے اسی قابل محو تام قرآن کا ورد رکھتے
رکھے اور اسی پر عمل کرتے کرتے اور اسی کو تراویحون مین پڑہتے پڑہتے اپنے
اپنے مستقر مین قرار پایا تب خلیفۂ ثالث نے اپنے عہد خلافت مین بقول صاحب
رسالہ قرآن کا اجماعی نسخہ تیار کرایا اور ایک امر محال کو واقعی کر دکھایا اس لئے
کہ ہر صحابی کا قرآن جو حسب تعلیم رسول کریم حضرتؐ کے عہد برکت مہد مین مجموع
ہوا تہا اور ظاہرا ہر ایک اپنے جمع کئے ہوئے کو صحیح و معتبر بھی جانتا ہوگا لائق
محو تام ٹہرا تو پہر نیا نسخہ جو سب کے برخلاف برسون کے بعد مرتب ہوا کسطرح
بالاجماع صحیح و معتبر ہو سکتا ہے کیا جامع القرآن عثمان پر جو اس اپنے جمع کئے ہوئے
کو غلط بتاتے تہے اور ان فی القرآن لحنا ستقیمہ العرب بالسنتہا فرماتے تہے
اور آیۂ ان ھذٰن الساحران وغیرہا پر جو ہنوز بدستور قرآن مین موجود ہی صاف
صاف غلطی کا حکم لگاتے تہے۔

اس قرآن کے صحیح و معتبر ہونے کے باب مین وحی نازل ہوئی یا سرور کائناتؐ
نے بعد وفات اپنے زبان ہدایت نشان کے سب قرآن غلط و نامعتبر اور لائق
محو تام بتائے اور یہہ قرآن واجب الاحترام ٹہرایا۔ اور اس قرآن کے اجماعی
ہونے کا حال عائشہ وحفصہ اور ابن عباس و ابن عمر و ابن مسعود وغیرہم کے
اقوال سے جو پہلے منقول ہوتے ظاہر و باہر ہے اعادہ کی ضرورت نہین
جب یہہ مقالات صحیفۂ خاطر پر منتقش ہوے تو اب جاننا چاہئے کہ منشا
انکا وہی بات ہے کہ بموجب حدیث ثقلین بعد وفات سرور کائنات علیہ و
آلہ افضل الصلوات واکمل التحیات ثقلین سے تمسک کرنے پر مدار نجات
ہے جن صاحبون نے ثقل اصغر یعنی اہلبیت اطہار سے تخلف کیا ثقل اکبر
یعنی قرآن مین بہی اپنی آراے ناقصہ سے بیجا تصرف کیا بلکہ جبکا ان حضرات
کی طرف سے رجوع نہین اونکے تمام اصول معقول اور سارے فروع مشروع نہین

چنانچہ ان لوگون نے جو عترت طاہرہ کی پیروی سے ہاتھ اوٹھایا ہے
دین و ایمان کو ہاتھ سے گنوایا ہے اور اصول و فروع مین اپنی تجویز
فاسد اور غرض کاسد سے جو جو کچھ چاہا گھٹایا بڑھایا ہے بہلا جو لوگ
قرآن کو زیادت و نقصان اور تبدیل و تغیر اور تحریف و تصحیف اور اغلاط و
عدم تواتر وغیرہا پر مشتمل جانینگے کسطرح اوسکو واجب التمسک اور لازم العمل
مانینگے اسی لئے ان حضرات نے لباس اسلام مین الحاد کا جلوہ دکھایا ہے اور
قرآن مجید اور فرقان حمید کو مجتہد کی کتاب ٹھرایا ہے اور معاذ اللہ خدا اور رسول صلعم کو
مجتہد بتلایا ہے جسکے اجتہاد مین خطا کا احتمال بھی ضروریات سے قرار پایا ہے
حکم خدا اور رسول صلعم سے عدول انکے نزدیک خلاف بین المجتہدین پر محمول ہے
اور اس حیلہ سے یہہ حرکت نامعقول دل و جان سے قبول ہے جن لوگون نے یہہ بیجا
جرأت کرکے دین و دیانت سے ہاتھ اوٹھایا ہے اور خلاف حکم خدا اور رسول فتوی
دیکر اپنے اور اپنے پیروؤن کے ایمان کو خاک مین ملایا ہے ان حضرات نے
اونکو اپنا خلیفہ اور امام بنایا ہے ملا احمد بن نصر اللہ تتوی سندی نے اس مضمون
کو تعریضًا کس خوبی سے ادا فرمایا ہے کہ قال الشافعی یجوز الاکل لکل
متروك التسمیة عامدًا خلافًا للہ تعالی حیث قال ولا تاکلوا مما لم
یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق وقال ابو حنیفة یجوز النکاح بغیر ولی
خلافًا للنبی حیث قال لا نکاح بغیر ولی یعنی شافعی نے کہا ہے کہ جس حیوان
کے ذبح کیوقت خدا کا نام عمدًا نہ لیا جائے اوسکا کہانا روا ہے اور اس قول
مین خدا تعالے سے خلاف کیا ہے اس لئے کہ حق تعالے نے فرمایا
ہے جس حیوان کے وقت ذبح خدا کا نام ذکر نہ کیا جاوے اوسکو
نہ کھاؤ بے شک یہہ فسق ہے اس سے آپکو بچاؤ۔ اور ابو حنیفہ
نے کہا ہے کہ نکاح بغیر ولی کے جائز و مباح ہے اور اس فتوی
مین جناب رسولخدا صلعم سے مخالفت کی ہے اسواسطے کہ آپ نے
ارشاد کیا ہے کہ بغیر ولی کے نکاح صحیح نہین جناب قاضی نور اللہ شستری
نور اللہ مرقدہ نے مجالس المومنین مین اس تعریض کے ذکر کرنے کے بعد
فرمایا ہے کہ زمخشری نے ربیع الابرار مین یوسف بن اسباط سے جو

اہلسنت کے راویوں میں سے ایک نے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا تھا رد ابو حنیفہ
علی رسول اللہ اربع مائۃ حدیث یعنی ابو حنیفہ نے حضرت رسولخدا
کی چارسو حدیثوں کو رد کرو یا قیل لہ ماذا یوسف سے پوچھا گیا کہ وہ کونسی حدیثیں
ہین قال قال رسول اللہ للفرس سہمان وللرجل سہم واحد وقال ابو حنیفہ
لا اجعل سہم بہیمۃ اکثر من سہم المومن واشعر رسول اللہ البدن وقال ابو حنیفہ
الاشعار مثلۃ وقال البیعان بالخیار مالم یفترقا وقال ابو حنیفہ اذا وجب
البیع فلا خیار وکان ص یقرع بین نسائہ اذا اراد سفرا وا قرع اصحابہ وقال
ابو حنیفۃ القرعۃ قمار الخ یعنے اوسنے جواب مین اس طرح تفصیل کی کہ
جناب رسولخدا ص نے ارشاد کیا کہ مال غنیمت سے گھوڑے کے دو حصے ہین
اور مرد کا ایک حصہ ہے ۔ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ مین چوپایہ کا حصہ
مومن کے حصہ سے زیادہ مقرر نہ کرونگا ۔
اور حضرت رسولخدا ص نے قربانی کے اونٹون کو اشعار کیا ۔ اور ابو حنیفہ
نے کہا ہے کہ اشعار مثلہ کرنا ہے ۔ اور جناب رسول خدا ص نے
ارشاد کیا کہ بائع اور مشتری جب تک کہ جدا نہون اونکو فسخ بیع مین
اختیار ہے ۔ اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ جب بیع واجب
ہوگئی تو اختیار نہین ہے اور جناب رسولخدا ص جس وقت
سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی ازواج کی نسبت
قرعہ ڈالتے تھے اور اصحاب بھی قرعہ اندازی
کرتے تھے اور ابو حنیفہ نے کہا
ہے کہ قرعہ اندازی قمار بازی
ہے الی آخرہ
ما قال ۔

مطاعن عمر سے چند امور تجرید اور شرح تجرید مین مذکور ہین اونمین بعضے ایسے ہین جو زمان نبوت مین بموجب حکم خدا و رسول ؐ کے رائج اور مشروع تھے اور بعض اسیطرح ممنوع تھے خلیفہ دوم صاحب نے جو انتظام خلافت شروع کیا تو ممنوع کو مشروع اور مشروع کو ممنوع کیا دونون متعون کو حرام ٹھرایا حی علی خیر العمل کو اذان سے گرایا خمس کو برطرف کیا حق اہلبیت ؑ کو تلف کیا ازواج پیغمبر ؐ کو مال سے مالا مال کیا بیت المال سے قرض لیا اسیطرح جو کچھ چاہا حکم دیا علامہ قوشجی جو مشاہیر علماے اہل سنت سے ہین ان مطاعن کے جواب مین اپنی علامیت جتاتے ہین اور شرط حمیت و حمایت بجالاتے ہین اور خلیفہ صاحب کو کہان سے کہان پہنچاتے ہین عیاذاً باللہ اونکا رتبہ خدا اور رسول ؐ سے بھی بڑھاتے ہین احکام خدا اور رسول ؐ کو مسائل اجتہادیہ بناتے ہین خدا اور رسول ؐ کو مجتہد ٹھراتے ہین اسوجہ سے اونکی مخالفت مسائل اجتہادیہ مین مجتہد ثانی خلیفہ ثانی کے واسطے جائز و روا فرماتے ہین اور حکم خدا و رسول ؐ کو چھوڑ کر اونکے فتوے کے موافق عمل مین لاتے ہین متعہ و خمس ۔

علامہ قوشجی نے جو اکابر علماے اہلسنت سے ہے شرح تجرید مین بطور شرح فرجی کے لکھا ہے ومنہا انہ اعطی ازواج النبی ص واقترض ومنع فاطمۃ واھل البیت من خمسھم ومنہا انہ قضی فی الحد بمائۃ قضیۃ ومنہا انہ فضل فی القسمۃ والعطاء المہاجرین علی الانصار والانصار علی غیرھم والعرب علی العجم ولم یکن ذلک فی زمن النبی ص ومنہا انہ منع المتعتین فانہ صعد المنبر وقال ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ وانا انہی عنہن واحرمہن واعاقب علیہن وھی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل واجیب عن الوجوہ الاربعۃ بان ذلک لیس مما یوجب قدحا فیہ فان مخالفۃ المجتہد لغیرہ فی المسائل الاجتہادیۃ لیس ببدع ۔

وغیرہ ایسے امور ہین جو قرآن مین مذکور ہین باقی احکام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام ہین جو عند التحقیق بموجب قرآن کے خداہی کے احکام ہین اہلسنت نے نہ آجتک متعہ کو حلال جانا نہ حی علی خیر العمل کو جزء اذان گردانا نہ خمس بندہ کر دینے پر خلیفہ صاحب کو مورد لعن کیا نہ باقی حرکات سے اونپر کچھ طعن کیا ہان خلیفہ صاحب کے فرمانے سے جماعت نماز تراویح کی بدعت کو سنت قرار دیا اور الصلوٰۃ خیر من النوم صبح کی اذان مین داخل کیا غرض ان حضرات کو مطلق نہ پاس خدا ہے نہ رعایت رسول ہے خلیفہ صاحب کا ساختہ و پرداختہ دل و جان سے منظور و قبول ہے - ظاہر ہے کہ مجتہدین کا اختلاف ایک ہی امر کی اباحت و حرمت مین ایک کے خاطی دوسرے کے مصیب ہونے سے مشہور ہے تو اس صورت مین وہ اجتہاد جسکے خلاف خلیفہ صاحب نے فتوی دیا ہے اور اونکے پیرؤون نے اوسکے موافق عمل کیا ہے یعنی خدا و رسول کا ارشاد نعوذ باللہ اوسکا فساد انکے نزدیک ظاہر و باہر ہے ہزار افسوس کہ ان صاحبون نے خلیفہ صاحب کا اسقدر درجہ بڑہایا کہ اونکے مقابلہ مین توبہ توبہ خدا و رسول ص کو خاطی ٹھرایا معاذ اللہ اگر اسیکا نام اسلام ہے تو اس اسلام کو ہمارا اسلام ہے -

اب حضرات مواد اجتہاد حضرت رب العباد تو ارشاد ہون کہ مقلدین سنکر مطمئن اور شاد ہون خداوند علّام جو اجتہاد کا کام کرتا ہے کن چیزون سے استنباط احکام کرتا ہے - ظاہر ہے کہ اگر خدا مجتہد ہوگا تو ہر کس و ناکس اوسکے احکام کے خلاف فتوی دینے پر مستعد ہوگا خلیفہ صاحب نے اگرچہ حسبنا کتاب اللہ فرمایا ہے مگر اس صورت مین قرآن مجید کو جسکی صفت مین انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ آیا ہے ایک مجتہد کی کتاب ٹھرایا ہے جسکے خلاف دوسرے مجتہدون کو فتوی دینا جائز قرار پایا ہے اسیطرح کے مفاسد رسولخدا ص کے مجتہد ہونے پر لازم آتے ہین - افسوس ہے کہ یہ لوگ مطلق اونپر لحاظ نہین فرماتے ہین - رسولخدا ص کا مجتہد ہونا قرآن سے اور سنی معتبرون کے بیان سے باطل ہے تو خدا کا مجتہد ہونا بدرجہ اولی حلیہ ثبوت سے عاطل ہے

بعض آئمہ اہلسنت نے کہا ہے کہ آیہ ان اتبع الا ما یوحی الی اسکے معنی یہہ ہین کہ مین پیروی نہین کرتا ہون مگر اوس چیز کی جو میری طرف وحی کیجاتی ہے تو یہہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت رسولخدا م نے ہمیشہ وحی سے حکم دیا ہے اور یہہ امر کی دلیل ہے کہ حضرت صلعم نے کبھی اجتہاد سے حکم نہین فرمایا۔ اور دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ آیہ ان اتبع الا ما یوحی الی کا ظاہر اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت رسولخدا م نے نہین عمل کیا مگر مطابق وحی کی آورد ہ دو حکمون پر دلالت کرتا ہے۔ پہلا حکم یہہ ہے کہ یہہ نص اوس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت صلعم اپنی طرف سے کوئی حکم احکام مین سے نفرماتے تھے اور حضرت صلعم مجتہد نہین تھے بلکہ تمام احکام وحی سے صادر ہوئے ہین اور آیہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی سے اس مدعا کی تاکید ہوتی ہے اس آیت کے معنی یہہ ہین کہ پیغمبر اپنی خواہش سے گفتگو نہین کرتا وہ گفتگو صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ اس تقریر سے رسولخدا م کا مجتہد نہونا بخوبی آشکار ہے اگر کوئی نمانے اوسکو اختیار ہے آن آیتون کو خلاف واقع مسائل اجتہادیہ سے قرار دیکر اونکے مخالف اجتہاد سراپا افساد سراسر الحاد کرے اور اپنے اور اپنے مقلدون کے دین کو ایمان کو برباد کرے خلیفہ صاحب پر اپنا ایمان قربان کرے اور

جہنم کا سامان

کرے

فخر رازی نے تفسیر سورہ یونس مین کہا ہے قولہ تعالی ان اتبع الا ما یوحی الی معناہ لا اتبع الا ما یوحی الی فھذا یدل علی انہ ما حکم الا بالوحی وھذا یدل علی انہ لم یحکم بالاجتھاد فقط اور سورۂ انعام کی تفسیر مین کہا ہے قولہ ان اتبع الا ما یوحی الی ظاھرہ یدل علی انہ لم یعمل الا بالوحی وھو یدل علی حکمین الحکم الاول ان ھذا النص یدل علی انہ لم یکن یحکم من تلقاء نفسہ فی شیء من الاحکام وانہ ما کان مجتھدا بل جمیع الاحکام صادرۃ عن الوحی ویتاکد ھذا بقولہ تعالی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

یہ حضرات قرآن وحدیث کا منسوخ کرنا بہی اپنے قیاس فاسد الاساس اور اجماع سراسر ابتداع سے تجویز کرتے ہین ظاہرا یہہ مسئلہ بہی جو خلاف عقل وشرع ہے پہلے اصل فاسد کی فرع ہے۔ ابوالعباس بن شریح جو شافعی کے اصحاب سے ہے قیاس مظنون سے قرآن کا منسوخ کرنا جائز جانتا ہے اور اوسکی دلیل یہہ بیان کرتا ہے کہ نسخ تخصیص کیطرح بیان ہے توجس چیز سے تخصیص جائز ہے اوس سے نسخ بہی جائز ہے اور یہہ دلیل اس امر کی دلیل ہے کہ ان حضرات کے نزدیک عموم قرآن کا قیاس سے خاص کردینا ایک ایسا امر ہے جو محل تامل واشتباہ نہین اور امام غزالی کے قول سے ظاہر ہے کہ شافعی کے تمام اصحاب قیاس سے قرآن کا منسوخ کرنا روا جانتے ہین اور اجماع کا قرآن وحدیث کو منسوخ کردینا اہلسنت کے بعض مشائخ کے نزدیک جائز ہے انہین مین عیسیٰ بن ابان ہے اور بعض معتزلہ کا بہی یہی مذہب ہے ان لوگون نے اس روایت سے تمسک کیا ہے کہ جب عثمان نے مان کو دو بہائیون کی وجہ سے ثلث سے طرف سدس کی محجوب کیا یعنی مان کا حصہ نصف کم کردیا تو ابن عباس نے کہا کہ تو دو بہائیون کی وجہ سے کیونکر اوسکو محجوب کرتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میت کے دو سے زیادہ بہائی ہون تو اوسکی مان کے لئے چہٹا حصہ ہے تب عثمان نے جواب مین کہا کہ تیری

٣ قوم نے اوسکو محجوب کیا ہے تو یہہ روایت اس امر کی دلیل ہے کہ اجماع سے نسخ قرآن جائز ہے اور اس سے تمسک کیا ہے کہ مؤلفة القلوب ٤

شرح بزدوی مین لکہا ہے واعلم ان القیاس المظنون لا یکون ناسخا لشئ عند الجمهور سواء کان جلیا او خفیا ونقل عن ابی العباس بن شریح من اصحاب الشافعی النسخ یجوز به لان النسخ بیان کالتخصیص به جاز النسخ به ایضا اور بعد تہوڑے فاصلہ کے لکہا ہے ذکر فی بعض الکتب ان النسخ یجوز عند ابی القاسم بالقیاس الجلی دون الخفی غزالی نے مستصفے مین لکہا ہے قال اصحاب الشافعی یجوز النسخ بالقیاس الجلی دون الخفی شرح بزدوی مین لکہا ہے فکذا الاجماع یجوز ان یکون ناسخا للکتاب والسنة والاجماع عند بعض مشائخنا منهم عیسی بن ابان والیه ذهب بعض المعتزلة تمسکوا بما روی ان عثمان لما حجب الام عن الثلث الی السدس باخوین قال ابن عباس کیف تحجبها باخوین وقد قال الله تعالی فان کان له اخوة فلامه السدس والاخوان لیس باخوة فقال حجبها قومك یا غلام فدل علی جواز النسخ بالاجماع وبان المولفة القلوب سقط نصیبهم من الصدقات بالاجماع المنعقد فی زمان ابی بکر رضی الله عنه وبان الاجماع حجة من حجج الشرع موجبة للعلم کالکتاب والسنة الخ -+-

+

کا حصہ جو قرآن مین منصوص ہے بسبب اجماع کے جو ابوبکر کے زمانہ مین منعقد ہوا تہا صدقات سے کم ہو گیا اور اس سے تمسک کیا ہے کہ اجماع شرع کی حجتون سے ایک حجت ہے جو موجب علم ہے مثل قرآن وحدیث کی الخ ظاہر ہے کہ قیاس کا بانی شیطان لعین ہے تو اوس سے قرآن وحدیث کا منسوخ کرنا کسی دیندار کا کام نہین ہے کہان ان لوگون کا قیاس فاسد الاساس سراسر التباس کہان کلام خدای پاک اور احادیث صاحب لولاک اول تو قیاس کا یہہ حال ہے کہ اوس سے کسی امر کا ثابت کرنا محال اشکال ہے دوسرے یہہ کہ جن لوگون کے نزدیک قیاس کا اعتبار ہے اونمین بہی اوسکے اقسام و شروط مین اختلاف بیشمار ہے تو اس صورت مین قیاس سے قرآن وحدیث کا منسوخ کرنا انہین حضرات کا شعار سراسر عار ہی اور اجماع انکے نزدیک یہہ ہے کہ تمام اہل حل وعقد یعنی مجتہدین اور علماے مسلمین وقت واحد مین کسی امر پر اتفاق کرین جیسا کہ منہاج قاضی بیضا اور مختصر الاصول ابن حاجب اور اوسکے شروح مین بیان ہوا ہے اور خود اسمین بہت بحث کی ہے اور وہ مفصل شرح عضدی مین جو نہایت معتبر کتاب اہلسنت کی ہے مذکور ہے اول یہہ کہ اجماع ایک امر ممکن ہے یا محال اور بر تقدیر ممکن ہونے کے آیا متحقق ہوا ہے یا نہین اور بر تقدیر متحقق ہونے کے آیا اوسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین اور بر تقدیر علم کے علم کا اثبات نقل سے ہو سکتا ہی یا نہین اور سب تقدیرون پر کسی چیز کی حجت و دلیل ہوتا ہے یا نہین اور اگر حجت ہو تو اوس تقدیر پر کہ ثبوت اوسکا تواتر کو پہنچے حجت اور دلیل ہے یا نہین اور ان سب مین درمیان انکے عالمون کے اختلاف ہے اور ایک اختلاف اوسے ہے کہ آیا اجماع کی حقیقت مین شرط ہے کہ کوئی شخص اوس جماعت سے جنہون نے اجماع کیا ہے مرے اور سب کے برطرف ہونے تک کوئی اونکے خلاف نکرے یا نہین پہر اور اختلاف ہے کہ آیا اجماع تنہا حجت ہے یا کوئی سند چاہتا ہے کہ فی الحقیقۃ وہ سند دلیل و حجت ہے پس جو شخص اجماع سے کوئی مدعا ثابت کرنا چاہے پہلے ان سب باتون کو ثابت کرلے و دوسرے شرط انعقاد اور جبکہ اوسکے امکان مین بہی اختلاف ہے تو ایسی چیز یہہ جسکا

ممکن ہونا بہی مختلف فیہ ہو قرآن وحدیث کا منسوخ کرنا دینداری سے گذرنا اور بیدینی میں قدم دہرنا ہے اور جبکہ قرآن مجید کو جو کتب سماویہ کا ناسخ ہے اور احادیث پیغمبر آخر الزمان کو جنکی شریعت سے تمام شرائع منسوخ ہوگئین قیاس واجماع سے جنکی کیفیت مختصراً بیان ہوئی منسوخ کرتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث ان حضرات کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ہابط اور درجۂ اعتماد سے ساقط ہے اور لباس اسلام مین کفر والحاد کی داد دیتے ہین اور اپنے اغراض فاسدہ اور اہوای کاسدہ پر دین کی بنیاد رکہی ہے جو کچہہ قرآن وحدیث سے اپنی غرض فاسد کے مطابق پاتے ہین اوسکو من حیث انہ مطابق لغرضہم الخبیث لا من حیث انہ قرآن او حدیث عمل مین لاتے ہین اور جو کچہہ خواہش نفسانی کے خلاف دیکہتے ہین اُسکو ساتہہ قیاس وتخمین کے اور اتفاق سے دنیا طلبان بے دین کے منسوخ کرتے ہین چنانچہ عادت انکی خلفاے خاصہ اور علماے عامہ کے خلفاً عن سلف اسیطرح جاری رہی ہے اور جسنے اونکی کتب سیر وتواریخ دیکہی ہین اوسنے نہایت تفصیل سے ان سب باتون کو ملاحظہ فرمایا ہی اور قرآن مجید جسکا بمضمون لا یمسہ الا المطہرون بدون طہارت کے چہونا تک حرام ہے اوسکا پیشاب سے اور نکسیر کے خون سے اور جلد میتہ پر لکہنا جائز ٹہرانا اور قرآن کی حرمت خاک مین ملانا انہین مسلمانون کا کام ہے شرح مختصر وقایہ مین لکہا ہے ومن لا یسکن رعافہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبہتہ شیأ من القرآن قال ابو بکر الاسکاف انہ یجوز فقیل لہ لو کتب بالبول او علی جلد المیتۃ قال لو کان فیہ شفاء فلا باس ؂

المختصر جن لوگون کا یہہ حال مالامال ضلال واضلال ہے اونکی قرآن مجید سے تمسک کرنے کا احتمال تصور باطل اور خیال محال ہے اور یہہ قیل وقال برسبیل اجمال ہے آیندہ باب دوم مین کسیقدر تفصیل اقوال واعمال ضلالت اشتمال ہے

دوسری فصل اس امر کے بیان مین کہ اہلسنت کے ثقل اصغر یعنی اہلبیت پیغمبر سے تمسک کرنے کی کیا نوعیت ہی

[illegible]

حوالہ کتب اہلسنت			اقوال اہلسنت
عقائد نسفی و افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین شرح مواقف المقصد الخامس فی افضل الناس بعد رسول اللہ صلعم وھو عندنا و اکثر قدماء المعتزلۃ ابوبکر اور بعد کچھ فاصلہ کے لکھا ہے۔ وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی			مخفی نرہے کہ حضرات اہلسنت کا اہلبیتؑ سے تمسک نکرنا اجلای بدیہیات اور اظہر ضروریات سے ہے ہم اس مقام میں واسطے تنبیہ غافلین اور ارشاد جاہلین کے چند وجوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ اولاً یہ حضرات بعد سرور کائنات اپنے خلفاے ثلثہ کو افضل البشر اور افضل الناس جانتے ہیں تو ان افاضل کی پیروی چھوڑ کر کیوں اوروں سے تمسک فرمائینگے اور کیلئے ترجیح مرجوح اور تفضیل مفضول عمل میں لائینگے ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

ثانیاً انحضرات کے نزدیک اجماع اہلبیتؑ حجت نہین
چاہے کوئی غیر اونکے اجماع کی مخالفت عمل مین
لائے یا اوس سے موافقت و مخالفت کچھہ ظہور
مین نہ آئے یعنی اورون نے مخالف ہونے کی
صورت مین بہی اجماع اہلبیتؑ کا اعتبار نہین
چہ جائیکہ اور لوگ اوسکے خلاف کہین کہ اس
حالت مین تو بدرجہ اولی قابل اعتنا ہوگا۔
بالجملہ اجماع اہلبیتؑ کا معتبر نہونا ایک اصل ہے
اصول اہلسنت سے آب اس اصل فاسد کی
ایک فرع کاسد سنیئے یہہ لوگ حضرات اہلبیتؑ
کا اتفاق جناب ابوطالبؑ کے مسلمان وفات
پانے پر اپنی معتبر کتابون مین ذکر کرتے ہین
مگر اس بات کو نہین مانتے حالانکہ انکا بہت بڑا
مورخ ابو اسحاق بہی حضرت ابوطالب کے
اسلام کا قائل ہے اور صاحب دلائل النبوۃ
جو اونکے معتبر کتاب ہے اونکے مسلمان ہونے
کی روایت کا ناقل ہے چونکہ اس قول و روایت
کے ماننے مین اجماع اہلبیتؑ کا ماننا پڑتا ہے
اوسکو بہی نہین مانتے اور مخالف اہلسنت بتاتے
ہین اور بعضے صاف یہہ کلمات زبان پر لاتے ہین
کہ رسول خدا کے چچون سے فقط حضرت حمزہ
اور عباس شرف اسلام سے مشرف ہوے اور ابولہب
اور ابوطالبؑ نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام
قبول نکیا اور اہلبیتؑ زعم (باطل گمان) کرتے
ہین کہ ابوطالبؑ نے مسلمان دنیا سے رحلت کی۔
بہلا جو لوگ حضرات اہلبیتؑ اطہار کے اجماع کو
اپنے زعم باطل سے لفظ زعم سے تعبیر کرتے ہین

مختصر الاصول اور اوسکی شرح
مین ہے لا ینعقد الاجماع
باھل البیت وحدھم
مع مخالفۃ غیرھم او
عدم الموافقۃ والمخالفۃ
خلافا للشیعۃ۔ +
معارج النبوۃ۔ + محمد بن
اسحاق کہ از کبار مورخین و
ارباب سیر حضرت سید المرسلین
است میگوید کہ اگرچہ ابوطالب
در حین عرض نما باکرد اما در
آخر آہستہ بگفت چنانچہ
عباس شنید فاما از غایت
ضعف نتوانست کہ اہل مجلس
راشنوانند و این حدیث در
دلائل النبوۃ نیز ایراد فرمودہ
نقلست از اہل البیتؑ کہ
ایشان اتفاق دارند بر آنکہ
ابوطالب بایمان رفتہ ولیکن
این روایت مخالف اہلسنت
وجماعت ست + جامع الاصول
ابن اثیر + ولم یسلم من اعمام
النبی الا حمزۃ والعباس
وادرک ابوطالب وابولھب
الاسلام ولم یسلما واھل
البیت یزعمون ان اباطالب
مات مسلما۔ +

ثالثاً حضرات اہلسنت صاف صاف کہتے ہین کہ حضرت علی کی محبت مذہب تسنن کے ساتھ جمع نہین ہوتی یعنی جو شخص سنی ہوگا وہ حضرت علی کا دوست نہوگا اور جو اون حضرت کا دوست ہوگا وہ سنی نہوگا چنانچہ ابن خلکان جو مشاہیر علماے اہلسنت سے ہے بیان مین حال علی بن الجہم شاعر کے جو ناصبی اور دشمن حضرت امیر تہا یہانتک کہ اپنے باپ کو لعنت کرتا تہا کہ میرا نام علی کیون رکہا کہتا ہے کہ وہ (علی بن الجہم) حضرت علی کے بغض مین اور اون حضرت سے انحراف کرنے مین معذور تہا اس لیے کہ اونکی محبت تسنن کے ساتھ مجتمع نہین ہوتی۔

احادیث اہلسنت سے جو صواعق وغیرہ مین مرقوم ہین ثابت ہے کہ حضرت علی کی محبت و عداوت اور جناب رسالت مآب کی دوستی و دشمنی باہم لازم و ملزوم ہین۔

اور ظاہر ہے کہ بدون خالص محبت کے سچی پیروی اور اطاعت ممکن نہین تو پہر بغض و عداوت کا کیا ذکر ہے۔ بہلا جس مذہب و ملت کے ساتھ حضرت علی کی محبت ضدین یا نقیضین کا حکم رکہتی ہو کہ جمع ہونا اونکا محال ہو بلکہ اون حضرت سے بغض رکہنا اور انحراف کرنا اوس مذہب کی ضروریات سے ہو اوس مذہب کے لوگون کا حضرت علی سے تمسک کرنا کیونکر وہم و خیال مین آسکتا ہے۔

اور واضح ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ائمہ اہلبیت کرام سے پہلے امام ہین تو جب بسم اللہ ہی غلط ہوئی تو پہر کیا رہا۔

ابن خلکان نے ذکر مین علی بن الجہم شاعر کے یہ عبارت لکہی ہے

انه کان معذورا فی بغض علی والانحراف عنه لان محبته لا یجتمع مع التسنن

رہا بغا جبکہ حضرات اہلسنت کے نزدیک مخالفت احکام قرآن وحدیث کے اونکو مسائل اجتہادیہ قرار دیکر بدعت نہین تو احکام عترت خیر الانام کے بدر جہا اولی کچھ وقعت نہین۔ چنانچہ ان حضرات کے زعم مین یہی اختلاف مجتہدین باعث اشتعال نائرہ بغض وکین اور موجب وقوع وقائع جمل وصفین ہوا جنمین علاوہ اور مسلمانون کے ہزارہا اصحاب رسول مقبول مقتول ہوے آن واقعات مین ایک طرف نفس رسول زوج بتول تہے کہ بموجب احادیث اہلسنت کے وہ حق کے ساتھ تہے اور حق اونکے ساتھ تہا اور وہ قرآن کے ساتھ تہے اور قرآن اونکے ساتھ تہا اور اونسے لڑائی رسولخدا سے لڑائی تہی اور اونکی اطاعت و فرمانبرداری عین طاعت و فرمانبرداری رسول باری تہی اور دوسری طرف عائشہ مجتہدہ اہلسنت تہی جسکو بموجب آیہ قرن فی بیوتکن کے گہر مین بیٹہنا لازم تہا اور طلحہ وزبیر منجملہ عشرہ مبشرہ تہے جو حضرت علی ؑ کی بیعت کو توڑکر مصداق آیہ من نکث فانما ینکث علی نفسہ ہوے تہے اور خلیفہ پنجم معاویہ تہا جو حسب ارشاد رسولخدا ؐ گروہ باغی سے تہا حضرات اہلسنت کے نزدیک طرفین ممدوح اور مقبول ہین اور یہہ تمام جدال وقتال اور فتنہ انگیزیان اور خونریزیان خلاف اجتہادی پر محمول ہین اور طرف ثانی کو با این ہمہ شناعت و فظاعت معذور بلکہ عند اللہ مثاب وماجور جانتے ہین یہانتک کہ عمران بن حطان بخاری سے محدث عظیم القدر کا شیخ جلیل الشان ابن ملجم لعین قاتل حضرت امیر المومنین کے مدح وثنا کرتا ہے اور اوس شقی ازلی کی جس ضربت سے فرق انور اور سر مطہر شگافتہ ہوا تہا اوسکی تعریف مین یہہ اشعار کفر شعار انشا کرتا ہے ؎

یا ضربة من تقی ما اراد بها — الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا
انی لاذکره حینا فاحسبه — اوفی البریة عند الله میزانا

اور اہلسنت کا ولی کامل محی الدین عربی حضرت امام حسین کو عیاذاً باللہ باغی اور یزید پلید کو خلیفۂ برحق بتاتا ہے اور اہلسنت کا امام غزالی اما ہین ہما ہین حضرت امام حسن اور امام حسین کی شہادت کو قتل سے تعبیر کرتا ہے اور اوسکے بیان کرنے کو واعظون پر حرام کہتا ہے۔

بیان سے ان لوگون کا تمسک اہلبیت رسالت سے عیان ہے محتاج بیان نہین — ✣

خامساً حضرات اہلسنت اپنے مذہب کو طرف اغیار اہلبیتؑ اطہار کے منسوب کرتے ہین اور کمال فخر و مباحات سے آپکو حنفی مالکی شافعی حنبلی کہتے ہین باوصف اسکے کہ انکے چارون امام ائمۂ اہلبیتؑ کے ہمعصر تھے اس صورت مین یہہ انتساب صاف صاف دلیل انحراف ہے اگر یہہ لوگ ائمۂ اہلبیتؑ کرام دوازدہ امام علیہم السلام سے تمسک کرتے تو ضرور امامیہ اثنا عشریہ کہلاتے حالانکہ یہہ حضرات اس لفظ کا اطلاق اپنی ذوات پر روا نہین رکہتے اگر عوام و جہال خیال کرین کہ اہلسنت کے ائمۂ اربعہ نے ائمۂ اہلبیتؑ سے تعلیم پائی ہوگی تو بالواسطہ ائمۂ اہلبیتؑ کی طرف نسبت ہوگئی پس اس خیال کے ابطال کے لئے اہلسنت کے امام عالی مقام ابن تیمیہ کا یہہ قول جو منہاج السنۃ مین کہا ہے کافی و وافی ہے بالجملہ فہولاء الائمۃ الاربعۃ لیس منہم من اخذ عن جعفر من قواعد الفقہ لکن رووا عنہ الاحادیث کما رووا عن غیرہ واحادیث غیرہ اضعاف احادیثہ ولیس بین حدیث الزہری وحدیثہ نسبۃ لا فی القوۃ ولا فی الکثرۃ وقد استراب البخاری فی بعض حدیثہ لما بلغہ عن یحیی بن سعید القطان فیہ کلام فلم یخرج لہ ویمتنع ان یکون حفظہ للحدیث کحفظ من یحتج بہم البخاری ٭ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اہلسنت کے چارون امامون نے امام بحق ناطق حضرت امام جعفر صادق عم سے قواعد فقہ اخذ نہین کئے لیکن اون حضرت سے کچھ حدیثین روایت کی ہین جیسے کہ اورون سے روایت کی ہین اور اورون کی حدیثین اون حضرتؑ کی حدیثون سے بدرجہا زیادہ ہین پہر ابن تیمیہ نے صاف کہدیا ہے کہ حضرت امام ہمام کی حدیث کو زہری کی حدیث سے کچھ نسبت نہین نہ قوت مین نہ کثرت مین یعنی زہری کی حدیث قوت و کثرت مین وہ درجہ رکھتی ہے کہ صادق آل محمدؐ کی حدیث اوسکے مقابلہ مین مطلق قابل اعتبار و شمار نہین پہر اسکی سند مین کہا ہے کہ بخاری نے اسوجہ سے کہ یحیی بن سعید قطان سے اون معصوم کی نسبت اوسکو کچھہ کلام پہنچا تہا اون حضرتؑ کے بعض حدیثون مین شک کیا تو اون حضرتؑ سے کوئی حدیث نقل نہین کی اور اس امر کو محالات سے قرار دیا ہے کہ اوس عالم علم لدنی کا حفظ حدیث اون لوگون کے حفظ کی مانند ہو جنکی بابت بخاری حجت ٹھراتا ہے۔
المختصر بیان سے ظاہر ہے۔ ✢

کہ آئمۂ اہلسنت کی فقہ آئمۂ اہلبیتؑ سے ماخوذ نہین اور صحیح بخاری
جسکو یہہ لوگ اصح الکتب بعد کتاب الباری کہتے ہین یہہ درجہ اوسکا
اسیوجہ سے ہے کہ اوسمین صادق آل محمد سے مطلق روایت نہین
اور یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ اہلسنت جو آئمۂ اہلبیتؑ سے تمسک نہین کرتے
اوسکا سبب یہہ ہے کہ انکے زعم مین انکی بنائے ہوئے پیشوا ایسے
افضل و اعلی ہین کہ معاذ اللہ اہلبیتؑ رسولخداؐ فضل وکمال مین اونسے
کچہہ نسبت نہین رکہتے اور آئمۂ اہلبیتؑ کا اونکی مثال ہونا محالات سے
ہے ہزار افسوس کہ یہہ لوگ قطع نظر اور دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ
کے اتنا نہین سمجہتے کہ اگر واقع مین ایسا ہوتا تو رسولؐ الثقلین حدیث
ثقلین مین اہلبیتؑ سے تمسک کرنے کو قرآن مجید کے تمسک سے
کیون مقرون فرماتے اور عترت طاہرہ کے پیروی کو اپنے بعد گمراہ
ہونے کا موقوف علیہ کس لیئے ٹہراتے بہرحال گروہ اہل سنت
کا اہلبیتؑ سے تخلف نہ کلف اظہر من الشمس اور ابین من
الامس ہے ۔+

دوسرا باب

اسمین وہ امور مذکور ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اہلسنت جناب
رسولؐ الثقلین اور ثقلین کی پیروی سے بمراحل دور ہین اور انکے
بعض عام فریب شبہات کے شافی جواب بہی مسطور ہین اور یہہ
مطالب کئی فصلون مین مزبور ہین ۔+

فصل ۔ ۱ ۔ +

ذکر مین بعض طوائف صوفیۂ اہلسنت کے جنکو یہہ لوگ اولیائے عارفین سے جانتے

ایک فرقہ صوفیہ اہلسنت سے حبیبیہ ہے
یہہ لوگ کہتے ہین کہ جس وقت خدا تعالیٰ
بندہ کو دوست رکھیگا اوس سے
خطاب یعنی امر و نہی موقوف کریگا۔
تو اوسکو ساری نعمتین حلال
ہونگی اور اوس سے تمام عبادتین
ساقط ہونگی اور اوسکے حق مین کسی
طرح کی منع اور حرمت باقی نرہیگی۔
اور یہہ لوگ نماز نہین پڑھتے اور
روزہ نہین رکھتے اور ستر عورتین
نہین کرتے یعنی ننگے رہتے ہین اور
زنا اور لواطہ اور شرابخواری اور تمام
حرام کامون سے کراہت و اجتناب
نہین کرتے اور ایک فرقہ اونمین سے
اباحیہ ہے یہہ لوگ کہتے ہین کہ تمام
مال مباح ہین اور اسیطرح سارے
فروج مباح ہین اور حلال محض اضافت اور
صرف اکتساب ہے اور مباح جانتے ہین لوگون کے
اموال کو اور لوگون کی ازواج کے فروج کو۔

فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہے —
الصوفية اكثرهم اهل السنة والجماعة
اور بعد ایک فقرہ کے کہا ہے ومنهم
الحبيبية يقولون ان الله تعالى
اذا احب عبدا يرفع عنه الخطاب
فيحل له كل النعم ويسقط عنه
كل العبادات ولا يبقى في حقه
حظر ولا يصلون ولا يصومون
ولا يسترون العورة ولا يشبعون
عن الزناء ولا عن اللواطة ولا
عن شرب الخمر ولا عن محظور
ومنهم الاباحية يقولون الاموال
كلها على الاباحة وكذا
الفروج وليس الحلال الا مجرد
الاضافة ومجرد الاكتساب
ويستبيحون اموال الناس
وفروج
نسائهم
+

فی بیان اہلسنت ترک جمیع عبادات و حل جمیع محرمات در وا میدارند +

فی اباحت اہلسنت جمیع اموال را و جمیع فروج را مباح میدانند +

اور ایک طائفہ اونمین سے حوریہ ہے کہ
یہ لوگ رقص وغنا وسرود کو مباح کہتے ہین
اور رقص مین مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ کثرت
تعب سے زمین پر گر پڑتے ہین پہر اوٹہتے
ہین اور غسل کرتے ہین ۔
اور ایک گروہ اونمین سے متجاہلہ ہے کہ مزامیر
بجاتے ہین اور شراب پیتے ہین اور کچہ اور
برے کام عمل مین لاتے ہین اور فاسقون
کا لباس پہنتے ہین اور ایک فرقہ اونمین سے
متکاسلہ ہے جو کہانے سے شکم پرکر کے پڑ رہتی
ہوئی ہین خواہ حرام ہو یا حلال اگر کہانا پاتے
ہین تو بہت کہاتے ہین ۔ اور اگر خوانندہ
یعنی گانیوالے کو پاتے ہین تو ناچتے ہین
اور کسل کو اختیار کیا ہے نہ علم
سیکہتے ہین اور نہ نکاح کرتے ہین
اور نہ کسی مذہب کا اعتقاد رکہتے ہین
اور نہ کسی سے جہگڑا
کرتے ہین ۔
+

ایضا

ومنہم الحوریۃ یقولون باستباحۃ
الرقص والغنا والمبالغۃ
فی الرقص حتی یسقطون علے
الارض من کثرۃ الاتعاب
ثم یقومون و یغتسلون و
منہم المتجاہلۃ وہم یضربون
المزامیر ویشربون الخمر ویاتون
ببعض الفواحش و یلبسون
ثیاب الفسقۃ ومنہم المتکاسلۃ
وہم قوم رضوا بملاء بطن من
الطعام حراما کان او حلالا
یاکلون کثیرا ان وجدوا و
یرقصون ان وجدوا قوالا واختاروا
الکسل لا یتعلمون شیا و
لا یتزوجون ولا یعتقدون
مذہبا ولا ینازعون احدا
انتہے ۔ + ۔ مختصرا ۔
+

کاہلان اہلسنت کہ بر خوردن طعام حلال و حرام قناعت کردہ اند ۔ +

اور اباحیہ مین ایک گروہ ہے جو اسلام کا
اقرار کرتے ہین مگر یہہ دو قسم ہین ایک وہ
جو بغیر کسی دلیل وشبہہ کے اپنے پیرون
کی پیروی کرتے ہین۔ جو کچھہ اونکے
پیر حکم کرتے ہین اور جو کچھہ پیرون کی
حالت دیکہتے ہین اوسکو عمل مین لاتے ہین
دوسرا ۲ گروہ ہے جنکو
شبہے عارض ہوے اور اونکی مطابق عمل
کیا۔ اور منشا شبہون کا یہہ ہوا کہ جب
لوگون کے مذہبون مین فکر کرنے کا
قصد کیا تو شیطان نے اونکو دہوکا
دیا اور اونکو اعتقاد کرایا کہ شبہہ
حجتون کا معارضہ کرتا ہے۔ اور
یقین دشوار ہے اور مقصود تک علم
سے پہونچنا دشوار اور ناممکن ہے
اور وہ صرف خدا کی عنایت سے
حاصل ہوتا ہے نہ طلب کرنے سے
پس شیطان نے نجات کا دروازہ
جو تحصیل علم ہے اونپر بند کردیا پس
یہہ لوگ علم کے نام کو دشمن رکہتے ہین
جیسے کہ رافضی ابوبکر وعمر کے نام کو
برا سمجہتا ہے اور کہتے ہین کہ علم حجاب ہے
اور عالم بسبب علم کے مقصود سے محجوب ہین۔

ابن جوزی تلبیس ابلیس مین اہل اباحت
کے احوال مین کہتے ہین۔ وهم
ینقسمون القسم الثانی یقرون
بالاسلام الا انهم ینقسمون
قسمین القسم الاول مقلدون
فی افعالهم لاشیاخهم من غیر
اتباع دلیل ولا شبهة یفعلون
ما یامرونهم وما راوا هم علیه
القسم الثانی قوم عرضت بهم شبهات
فعملوا بمقتضاها والاصل الذی
نشات منه شبهاتهم انهم لما
هموا النظر فی مذاهب الناس
لبس علیهم ابلیس فاراهم
ان الشبهة یعارض الحجج وان
الیقین یعسر وان المقصود اجل
من ان ینال بالعلم وانما الظفر به
نور یساق الی العبد لا بالطلب
فسد علیهم باب النجاة الذی هو طلب
العلم فصاروا یبغضون اسم
العلم کما یبغض الرافضی
اسم ابی بکر وعمر و
یقولون العلم حجاب والعلماء
محجوبون عن المقصود بالعلم۔

ایضا	
فان انکر علیهم عالم قالوا لاتباعهم هذا موافق لنا فی الباطن وانما یظهر ضد ما نحن فیه للعوام الضعاف العقول فان جد فی خلافهم قالوا هذا ابله مقید بقیود الشریعة محجوب عن المقصود ثم عملوا علی شبهات وقعت لهم ولو فطنوا لعملوا ان عملهم بمقتضی شبهاتهم علم فقد بطل انکارهم العلم - ان قوما منهم داموا علی الریاضة مدة فرأوا انهم قد تجوهروا فقالوا لانبالی الان ما عملنا وانما الاوامر والنواهی رسوم العوام قالوا وحاصل النبوة یرجع الی الحکمة والمصلحة والمراد منها ضبط العوام ولسنا من العوام فندخل فی حجر التکالیف +	پس اگر کوئی عالم اونپر انکار کرے تو اپنے مریدون سے کہتے ہین کہ یہہ باطن مین ہم سے موافق ہے - اور عوام ضعیف العقل کے دکہانے کو ہماری مخالفت ظاہر کرتا ہے - اور اگر اُنکی مخالفت مین اصرار کرے تو کہتے ہین یہہ احمق ہے شریعت کی قیدون کا مقید ہے مقصود سے محجوب ہے - پہر جو شبہے اُنکو پیدا ہوے اونپر عمل کیا - اور اگر سمجہتے اور غور کرتے تو جانتے کہ شبہات کی موافق عمل کرنا بہی تو علم سے خالی نہین پس علم کا انکار جو کرتے ہین وہ باطل ہوتا ہے - اور ایک گروہ اونمین سے وہ ہے جہنون نے ایک مدت تک ریاضت پر مداومت کی پہر گمان کیا کہ خدا تک پہونچگئے - اور کہتے ہین کہ اب ہمکو پروا نہین جو چاہین کرین اور اوامر اور نواہی رسوم عوام ہین - اور نبوت کا حاصل حکمت و مصلحت کی طرف رجوع ہوتا ہے اور اوس سے مطلب عوام کا انتظام ہے اور ہم لوگ عوام نہین ہین کہ دائرہ تکلیف مین داخل ہون - *

ف: مذہب بیدہ گمان اہلسنت اوامر و نواہی الٰہی را رسوم عوام می پندارند و پروای ہیچ حلال و حرام ندارند - *

اس لئے کہ ہم حق تک پہونچ چکے
اور ہم نے حکمت کو پہچان لیا اور یہہ
لوگ بے حمیتی اور بے غیرتی کو
اپنے اس کمال کا اثر جانتے ہین -
یہان تک کہ کہتے ہین کہ رتبۂ کمال
حاصل نہین ہوتا مگر اوس شخص کو
کہ اپنی بی بی کو اجنبی کے ساتھ
ہم آغوش دیکھے اور اوسکے بدن
پر رونگٹے کھڑے ہون - پس
اگر زوجہ کی یہہ حالت دیکھکر
اوسکو پھریری آجاوے تو وہ
ابھی اپنے حظ نفس کی طرف مائل ہی
اور ہنوز درجۂ کمال پر نہین پہونچا اسلئے
کہ اگر کامل ہوتا اوسکا نفس مرجاتا تو ان
لوگون نے غیرت کا نام نفس رکھا ہی اور
نام بیغیرتی و بیحمیتی کا جو ہیجڑون کی صفت
ہی کمال ایمان رکھا ہی اور قاضی عضد اور
محقق شریف اور افاضل اہلسنت نے اپنی
کتابون مین تصریح کی ہی کہ بعضے متصوفہ

اہلسنت اپنا [illegible] ان سے [illegible] کرتے ہین - ✢

ایضاً ؛ لانا قد تجوھرنا و عرفنا
الحکمۃ وھولاء راوان من اثر
تجوھرھم ارتفاع الحمیۃ حتے
قالوا ان رتبۃ الکمال
لا یحصل الا لمن رای
اھلہ مع اجنبی فلا
تقشعر جلدتہ فان
اقشعر فھو ملتفت
الی حظ نفسہ لم
یکمل بعد اذ لو
کمل لماتت
نفسہ فسموا
الغیرۃ نفسا
وسموا
ذھاب
الحمیۃ
الذی
ھو

وصف المخانیث کمال الایمان -

ف
کو اطمینان اہلسنت [illegible] خود [illegible]
[illegible] ✢

بالکل ساقط کی ہین اور صوم و صلوۃ اور حج و زکوۃ اور اور احکام اسلام کے مقید نہین اور زنا اور لواطہ اور شراب خواری اور چوری اور اور برے کامون کو مباح جانتے ہین سبحان اللہ یہہ حضرات کیسے دیندار ہین جنکے ایسے اطوار ہین کہ فاسق و فاجر بلکہ کافر تک جنسے بیزار ہین طرہ یہہ ہی کہ اہلسنت کے نزدیک یہی لوگ کامل عارفون مین شمار ہین بہلا اگر ترک عبادات وغیرہ ایسے امور جائز ہوتے تو جناب رسالتمآب بدرجۂ اولی اس رتبہ پر فائز ہوتے وہ جناب جو عارفون کے سرتاج اور تقرب مین صاحب معراج تہے عبادت مین کمال مبالغہ اور اہتمام عمل مین لاتے تہے یہانتک کہ کثرت قیام سے پاے مبارک سوج جاتے تہے اور باوجود اسکے ما عبدناک حق عبادتک فرماتے تہے یہہ بزرگوار ایسے چڑھ گئے کہ معاذ اللہ حضرت رسولخدا صلعم سے بہی بڑھ گئے

فصل ذکر مین اہل تصانیف حنفیہ کی اور انکی تصنیفات وقیعہ کے

حسب تصریح حنفیہ ایک طبقہ مصنفین فقہ مذہب حنفی کا ایسا ہی جو اچہا وغیرہ پر قادر نہین اور ان حضرات کی یہہ حالت ہی کہ نہایت بے تمیزی سے لاغر و فربہ مین فرق نہین کرتے اور چپ و راست مین اونکو تمیز نہین ہوتی بلکہ جو کچہہ پاتے ہین جمع کر لیتے ہین مثل اوس شخص کی جو رات کو لکڑیان جمع کرتا ہے اور خشک و تر مین امتیاز نہین کرتا اور اسکو حاطب الیل کہتے ہین۔ ظاہر ہے کہ جس مذہب کی اہل تصانیف ایسے ہونگے اوس مذہب کی کتابین کیسی ہونگی اور اونپر عمل کرنیوالے کیسے ہونگے کچہہ مختصر کیفیت کتابون کی بہی ان حضرات کے اعتراف کی موافق لکہی جاتی ہی کہتے ہین کہ متاخرین کے نزدیک تین کتابین جو متن ہین معتبر ہین۔ وقایہ اور مختصر قدوری۔ اور کنز۔ اور بعضون نے چار کتابون کو معتمد قرار دیا ہے۔ وقایہ اور کنز اور مختار اور مجمع البحرین۔ اور کہا ہے کہ جس وقت ان کتابون کے مسائل مین اور اور کتابون کے مسایل مین تعارض اور تخالف واقع ہوگا تو ان تین یا چار کتابون کے مسایل کا اعتبار کیا جائیگا اس لئے کہ انکے مصنف جلیل القدر ہین۔ اور اونہون نے مسائل ظاہر الروایۃ اور مسائل معتمدہ کے ذکر کرنے کا التزام کیا ہے۔ یہان سے ظاہر ہے کہ ان تین یا چار کتابون کی مقابلہ مین تمام باقی کتابین اس مذہب کی متاخرین حنفیہ کے نزدیک غیر معتبر ہین اور ان باقی کتابون کے مصنف بہی اون معتبر کتابون کے تصنیف کرنیوالون کے مقابل ذلیل القدر ہین۔ اور چونکہ تعیین و تعداد مین کتب معتمدہ کے متاخرین مین کچہہ اختلاف ہے کہ بعضون نے تین کتابون کو معتمد ٹہرایا ہی اور مختصر قدوری کو اونمین شمار کیا ہے

رسالہ نافع کبیر منجملہ مجموعہ رسائل عدیدہ مصنفہ مولوی عبد الحی لکہنوی مطبوعہ لکہنو۔
والسابعۃ طبقۃ المقلدین الذین لا یقدرون علی ما ذکر ولا یفرقون بین الغث والسمین و لا یمیزون الشمال عن الیمین بل یجمعون ما یجدون کحاطب اللیل انتہی قول ابن کمال باشا۔ ایضا
اعلم ان المتاخرین قد اعتمد و اعلی المتون الثلثۃ الوقایۃ ومختصر القدوری والکنز۔ ومنہم من اعتمد علی الاربعۃ الوقایۃ و الکنز والمختار ومجمع البحرین۔ وقالوا العبرۃ لما فیہا عند تعارض

ملاحظہ کرین کہ حضرات اہل سنت مین جو اعلی اور افضل مذہب ہے اور جس کے
بانی کا امام اعظم لقب ہے اور تمام جہان مین جو اس کثرت سے شائع ہوا
کہ آجتک دوسرے مذہب کو اسلام مین یہہ درجہ شیوع حاصل نہین ہوا
اور روے زمین پر جابجا کثرت سے اس مذہب کے لوگ موجود ہین
اس مذہب کے ہزارون علماے اہل تصانیف نے سیکڑون برس کی
مدت مین جو ہزارہا کتابین تصنیف فرمائین وہ اسی مذہب کے لوگون
سے دو کتابون کے سوا تمام غیر معتقد ٹھیرا ئین اور مذہب کے لوگون
کا کیا ذکر ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ جس مذہب کے علماء اور کتب درجہ
اعتماد سے ساقط ہونگے وہ مذہب کس طرح معتقد اور مستند ہو سکتا ہے۔
اور یہان سے اہلسنت کے اور فرقون کا حال بہی ظاہر ہوتا ہے حاجت بیان
نہین۔

بالجملہ دو کتابین ان حضرات کے نزدیک بالاتفاق معتبر ہین اونمین نمبر اول وقایہ
ہے جو حسب تصریح اہلسنت ہدایہ کا منتخب ہے اور ہدایہ کی نسبت کتاب
منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری مین اس طرح لکہا ہے۔
ہدایہ مین بعض اقوال مخالف ہین صحیحین کے پہر وہ تین قسم ہین ایک وہ
جنکا ماخذ اور احادیث صحیحہ ہین سوائے احادیث صحیحین کے
دوسری وہ جنکا ماخذ احادیث ضعیفہ ہین۔ تیسرے وہ جنکا ماخذ کوئی اصل
شرعی نہین فقط دلائل عقلیہ سے جو بمقابل نصوص صحیحہ کے بالاتفاق
شرعاً حجت نہین مدلل ہین اور یہہ دو قسم اخیر اونمین اکثر اور غالب ہین
اور کافی ہے واسطے ثبوت اس امر کے اقرار شیخ عبد الحق کا شرح
سفر السعادۃ مین وہ یہہ ہے جو شیخ عبد الحق نے بضمن جواب اوس
شخص کے جو حنفی مذہب کو راے پر مبنی ٹہراتا ہے کہا ہے۔
وکتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور و معتبر ترین کتابہاست نیز درین وہم انداختہ
چہ مصنف وی رح در اکثر بناے کار بر دلیل معقول نہادہ واگر حدیثی آوردہ
نزد محدثین خالی از ضعفی نہ غالبا اشتغال آن استاد در علم حدیث کمتر
بودہ است۔ اور مویّد ہے اسکے کلام اشرف بن طیب بن تقی الدین حیدر جرخی حنفی
کا بلکہ اس سے بہی بڑہ کر ہدایہ کی بے اعتباری اور اوسکی احادیث کا بے اصل ہونا ثابت کرتا ہی

فائدہ کتاب ہدایہ کہ معتبر ترین کتب حنفیہ است اکثر از مسائل آن احادیث
ضعیف است و اغلب مسائل آن از احادیث ضعیفہ [illegible]

حیث قال فی تنبیه الوسنان ان الحدیث ما لم یثبت له سند فی الاصول
لا یصلح للتمسک والقبول فان موضوعات الزنادقة واهل البدع قد
جاوزت مائة الف من الاحادیث کما صرح به النقاد ولو وجده واجد فی
بعض کتب الحنفیة فلیس به اعتداد کیف واکثر متاخری فقهائنا الحنفیة
من علماء ما وراء النهر والعراق والخراسان لم یسندوا احادیثهم التی
یذکرونها فی کتب الحنفیة الی اصل من اصول الحدیث الجلیل الشان
حتی صاحب الهدایة التی علیه مدار رحی الحنفیة یظهر ذلک لمن راجع
شرحها الموسوم بفتح القدیر للشیخ الامام حجة الحنفیة مولنا المحقق
کمال الدین بن الهمام علیه التحیة والاکرام فانه شکر الله مساعیه
قد بالغ فی حمایة مذهب الامام الاعظم ابی حنیفة الکوفی بتائیده
بالاحادیث الثابتة فی الصحاح والسنن والمسانید والمعاجم ولم
یتیسر له عند تخریج احادیث الهدایة فی اکثر المواضع الظفر بلفظ
الحدیث الذی ذکره صاحب الهدایه ولم یظفر فی بعضها بشئ اصلا
آپ نے مشہور اور معتبر کے گمنڈ پر اس عبارت کو توصیف ہدایہ سمجھ لیا
اور یہہ نہ سمجھا کہ شہرت و اعتبار اوسکا مقلدین حنفیہ مین کس کام ہے۔
جس حالت مین کہ بنا اوسکی احادیث ضعیفہ پر ہے اور اکثر جگہ مبنیٰ
اوسکا عقل اور راے ہے یہان تک کہ اوسکے سبب سے حنفیون
کا مذہب بدنام ہوا اور ضعیف مشہور ہوا اور اونکا لقب اصحاب الراے ٹہر اشل
مشہور ہے ع بدنام کنندۂ نکو نامے چند ۔ انتہی بلفظہ ۔ +

حاصل کلام اشرف بن طیب کا کتاب تنبیہ الوسنان مین جسکو منح الباری مین نقل کیا ہے یہ ہے کہ جبتک حدیث کے لئے اصول مین سند ثابت نہو تمسک اور قبول کی لائق نہین ہوتی اسواسطے کہ زندیقون اور بدعتیون نے جو حدیثین بنائی ہین لاکھ سے متجاوز ہین جیسے کہ پرکھنے والون نے تصریح کی ہے اور اگر کوئی شخص حدیث کو بعض کتب حنفیہ مین پاوے تو وہ قابل اعتبار و شمار نہین اور کس طرح لائق شمار ہو حالانکہ اکثر متاخرین فقہای حنفیہ نے جو علماے ماوراء النہر اور عراق اور خراسان سے ہین اپنی حدیثون کو جو کتب حنفیہ مین ذکر کرتے ہین طرف کسی اصل جلیل الشان کی اصول حدیث سے مسند نہین کیا تیانتک کہ صاحب ہدایہ کا بھی یہی حال ہے جسپر حنفیہ کا مدار ہے یہ امر اونپر ظاہر ہوگا جو ہدایہ کی شرح جسکا نام فتح القدیر ہے اور شیخ امام حجۃ الحنفیہ محقق کمال الدین ابن الہمام کی تصنیف ہے دیکھیگا کہ اوسنے امام اعظم کے مذہب کی حمایت مین خوب مبالغہ کیا ہے اور اون حدیثون سے جو صحاح و سنن وغیرہا مین ثابت ہین اس مذہب کی تائید کی ہے اور باین ہمہ وقت تخریج احادیث ہدایہ کے اکثر مقامون مین تو یہ کیفیت ہوئی کہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے ذکر کی ہے اوسکا لفظ اوسکو میسر نہین ہوا اور بعض مقامون مین تو اوسکو کچھ بھی بہم نہین پہنچا

[illegible] صفحہ ۱۹۰

شیخ عبدالحق کی عبارت سے تو صاحب ہدایہ اور ہدایہ کا حال بخوبی ظاہر ہوگیا کہ اوسنے مسائل کی بنا دلیل عقلی پر رکھی ہے اور اگر کوئی حدیث لایا ہے تو وہ محدثین کے نزدیک ضعف سے خالی نہین اور صاحب ہدایہ کا علم حدیث مین کمتر مشغول ہونا صاف صاف کہدیا ہے اور اشرف بن طیب کے کلام سے واضح ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ حدیثین موضوع ہین اور جو حدیثین بعض کتب حنفیہ مین کہ منجملہ اونکے ہدایہ ہے مذکور ہین قابل اعتداد نہین اور کسی معتمد اصل کی طرف اونکی اسناد نہین اسوجہ سے وہ کتابین بھی لائق اعتماد نہین۔

اور نسخہ سفیر ہند مین ص ۶۲ - پر مرقوم ہے - یہ وہی ہدایہ ہے جسمین موجود ہے کہ جو شخص مان بہن سے نکاح کرکے صحبت کرلے تو اوسپر حد شرعی نہین آتی اس لئے کہ کل بیٹیان آدم کی اسی غرض کے لئے ہین کہ اونسے بچہ پیدا ہو اور یہہ غرض محرمات مین بھی نکل سکتی ہے یا اور - اور یہہ وہی شرح وقایہ ہے جسمین مضمون متعلق سوال وہم یعنی تحدید آب کثیر جو نجاست پڑجانے سے پلید نہو دہ دردہ سے مرقوم ہے اور اسپر قیاس سے استدلال موجود جسکو بحرالرائق مین بایں الفاظ ذکر دیا ہے وما فی شرح الوقایۃ فسہو و دلیلہ اوجہ انتہی بلفظہ۔

صـ۱۴۰

ہرچند کتب فقہ حنفیہ کی بے اعتباری مجملاً بخوبی ثابت ہوئی مگر کچھ تفصیل بھی لکھی جاتی ہے -

یہہ حضرات متون کے مقابلہ میں شروح و فتاوی کو نامعتبر کہتے ہیں اور جسوقت مسائل میں متون اور شروح و فتاوی کے تعارض ہو تو متون کا اعتبار کرتے ہیں اور شروح کے مقابل فتاوی کو غیر معتمد جانتے ہیں اور کبھی اسکے برعکس بھی کرتے ہیں - یعنی شروح کو اور فتاوی کو متون پر مقدم ٹھہراتے ہیں اور یہہ بزرگوار مختصر کتابون سے جیسے نہر اور عینی کی شرح کنز اور درمختار شرح تنویر الابصار سے فتوی دینا ناجائز کہتے ہیں - اور ملا مسکین کی شرح کنز اور قہستانی کی شرح نقایہ اور زاہدی کی قنیہ اور اشباہ و نظائر سے بھی فتوی دینا حرام جانتے ہیں اور فتاوی ابن نجیم اور فتاوای طوری کو بھی غیر معتمد سمجھتے ہیں بلکہ فتاوی کا عموماً قطع نظر مقابلہ متون و شروح سے غیر معتمد ہونا صاف بیان کرتے ہیں اور اونکو جنگلون سے تشبیہ دیتے ہیں -

اور جو کچھہ اس تشبیہ سے مفہوم ہوتا ہے عاقل کو ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے - +

نافع کبیر + واعلم انہ اذا تعارض ما فی المتون وما فی غیرہا من الشروح والفتاوی فالعبرۃ لما فی المتون ثم للشروح المعتبرۃ ثم للفتاوی الا اذا وجد التصحیح فی ما فی الشروح والفتاوی ولم یوجد ذلک فی المتون فح یقدم ما فی الطبقۃ الادنی علی ما فی الطبقۃ الاعلی -

رد المختار حاشیہ در مختار + فی شرح الاشباہ لشیخنا المحقق ہبۃ اللہ البعلی قال شیخنا العلامۃ صالح الجینینی انہ لا یجوز الافتاء من الکتب المختصرۃ کالنہر و شرح الکنز للعینی والدر المختار شرح تنویر الابصار او لعدم الاطلاع علی حال مولفیہا کشرح الکنز لملا مسکین و شرح النقایۃ للقہستانی او لنقل الاقوال الضعیفۃ فیہا کالقنیۃ للزاہدی فلا یجوز الافتاء من ہذہ الا اذا علم المنقول عنہ واخذہ منہ -

اقول وینبغی الحاق الاشباہ والنظائر بہا -

ورایت فی الحاشیۃ ابی السعود الازہری علی شرح مسکین انہ لا یعتمد علی فتاوی ابن نجیم ولا علی فتاوی الطوری انتہی ملخصاً -

نافع کبیر و اعلم انہ ینبغی للمفتی ان یجتہد فی الرجوع الی الکتب المعتمدۃ ولا یعتمد علی کل کتاب لا سیما الفتاوی التی ہی کالصحاری الخ - +

کتب حنفیہ کے بعض کتب سے فتوی دادن ناجائز است - +

کتب فتاوی کی عموماً غیر معتمد ہست - +

اور کتاب کے معتبر ہونے کی کئی وجہین لکھی ہین ایک یہہ کہ بڑے بڑے عالم کسی کتاب سے اعراض کرین تو یہہ صریح علامت ہے کہ وہ کتاب اونکے نزدیک معتبر نہین۔

دوسرے یہہ کہ مصنف کے حال سے اطلاع نہو کہ آیا وہ فقیہ معتمد تہا یا ہر طرح کے بھلے برے مسئلے جمع کرتا تہا اگرچہ اوسکا نام معروف اور اوسکی رسم مشتہر ہو جیسے قہستانی کی جامع الرموز ہے کہ گو یہہ کتاب لوگون مین متداول ہے مگر چونکہ اوسکا حال دریافت نہین ہوا اس لئے یہہ کتاب کتب غیر معتمدہ مین شامل کیگئی۔ صاحب کشف الظنون کہتا ہے کہ قہستانی بخارا اور تمام ماوراء النہر مین مرجع فتوی تہا اور جامع الرموز کی نسبت لکہتا ہے کہ وہ سب شروح مین نفع کی راہ سے عظیم تر ہے اور اشارہ اور رموز کی راہ سے دقیق تر ہے کثیر المنفعت ہے عظیم الوقعۃ ہے۔ اور عصام الدین نے حق مین قہستانی کے یہہ کہا ہے کہ وہ شیخ الاسلام ہروی کے نہ اعلیٰ شاگردون مین تہا نہ ادنیٰ مین۔ بلکہ اوسکے زمانہ مین کتابون کی دلالی کیا کرتا تہا۔

اور فقہ وغیرہ کچہہ بہی نہ جانتا تہا۔ اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ وہ اپنی اس شرح مین نیک اور بد اور صحیح وضعیف بغیر تصحیح وتدقیق کے جمع کرتا ہے تو وہ مثل اوس شخص کی ہے جو رات کو لکڑیان جمع کرے اور خشک و تر کو نہ پہچانے۔

نافع کبیر +

وتفصیل ذلک ان عدم اعتبار المؤلف یکون لوجوه فمنها اعراض اجلة العلماء وائمة الفقهاء عن کتاب فانه اٰیة واضحة علی کونه غیر معتبر عندهم ومنها عدم الاطلاع علی حال مولفه هل کان فقیها معتمدا ام کان جامعا بین الغث والسمین وان عرف اسمه واشتهر رسمه کجامع الرموز للقهستانی فانه وان تداوله الناس لکنه لما لم یعرف حاله انزله من درجة الکتب المعتمدة الی حیز الکتب الغیر المعتمدة قال صاحب کشف الظنون عند ذکر شراح النقایة والمولی شمس الدین محمد الخراسانی القهستانی نزیل بخارا ومرجع الفتوی بها وجمیع ما وراء النهر المتوفی سنة اثنتین وستین وتسع مائة وهو اعظم الشروح نفعا وادقها اشارة ورمزا کثیر النفع عظیم الوقع سماه جامع الرموز فرغ من تالیفه سنة احدی واربعین وتسع مائة بخارا -

وقال المولی عصام الدین فی حق القهستانی انه لم یکن من تلامذة شیخ الاسلام الهروی لا من اعالیهم ولا ادانیهم وانما کان دلال الکتب فی زمانه ولا کان یعرف الفقه ولا غیره بین اقرانه - ویؤیده انه یجمع فی شرحه هذا بین الغث والسمین والصحیح والضعیف من غیر تصحیح ولا تدقیق فهو کحاطب اللیل جامع بین الرطب والیابس فی النیل - +

ناظرین نظر فرمائین کہ صاحب کشف الظنون تو قہستانی کو مرجع فتویٰ ورادوسکی کتاب کو تمام شروح سے بہتر بتاتا ہے اور عصام الدین اسکو فقہ وغیرہ سے جاہل اور اوسی کتاب کو اس امر کی دلیل ٹھہراتا ہے اور صاحب نامع کبیر اپنے و نو کو معرض نقل مین لاتا ہے اور کتاب کے متداول ہونے کا اعتراف فرماتا ہے اور باایں ہمہ قہستانی کو مجہول الحال ہونیکا الزام لگاتا ہو اس سے ظاہر ہوکہ یہ حضرات قوت ممیزہ سے بے بہرہ اور مثل مشہور غرض گبڑا ہوا آوے کا آوا + کے مصداق ہین تیسری وجہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب مین ضعیف روایتین اور شاذ مسئلے غیر معتبر کتابون سے جمع کئے ہون اگرچہ خود بڑا فقیہ تہا جیسے قنیہ ہے کہ اسکا مصنف مختار بن محمود بن محمد ابو الرجا نجم الدین زاہدی ہے جو کبار ائمہ اور اعیان فقہا سے تہا اور اوسکو مذہب اور کلام اور مناظرہ مین ید طولیٰ ہے اور اوسکی تصنیفات شائع اور مشہور ہین جیسے قنیہ اور شرح مختصر القدوری جسکا نام مجتبیٰ ہے اور رسالہ ناصریہ اور کتاب زاد الائمہ اور جامع اور حادی وغیرہا اور وہ باوجود اپنی جلالت کے نقل روایات مین تساہل کرتا ہے اور اور صاحب کشف الظنون نے نقل کیا ہے کہ قنیہ اگرچہ کتب غیر معتبرہ سے اوپر ہے اور بعض علماء نے اپنی کتابون مین اوس سے نقل بھی کی ہے لیکن وہ علماء کے نزدیک ساتھ ضعف روایت کے مشہور ہے اور طحطاوی نے حواشی درمختار مین کہا ہے کہ جو کچھ قنیہ مین ہے کہ روز عاشورا سرمہ کا ترک واجب ہے اوسپر اعتماد نہین اسلئے کہ قنیہ مذہب کی معتبر کتابون مین سے نہین ہے ۔ +

ق ضعیف بین - +
ا ۔ ۱۹ ۔ صحیح غیر معتبرہ

نافع کبیر

ومنها ان یکون مؤلفه قد جمع فیه الروایات الضعیفة والمسائل
الشاذة من الکتب الغیر المعتبرة وان کان فی نفسه فقیها
جلیلا کالقنیة فان مؤلفه مختار بن محمود بن محمد ابو الرجاء
نجم الدین الزاهدی الغزمینی کان من کبار الائمة واعیان
الفقهاء وله الید الباسطة فی المذهب والکلام والمناظرة
وله التصانیف التی سارت به الرکبان کالقنیة وشرح مختصر
القدوری المسمی بالمجتبی والرسالة الناصریة ومن تصانیفه
کتاب زاد الائمة والجامع فی الحیض والحاوی وغیر ذلک
وهو مع جلالته متساهل فی نقل الروایات ولذا قال المولی
البرکلی علی ما نقله صاحب کشف الظنون القنیة وان کانت
من الکتب الغیر المعتبرة وقد نقل عنها بعض العلماء فی
کتبهم لکنها مشهورة عند العلماء بضعف الروایة وقال
الطحطاوی فی حواشی الدر المختار فی باب ما یفسد الصوم
ما فی القنیة من ان الکحل وجب ترکه یوم عاشوراء
لا یعول علیه لان القنیة لیست
من کتب المذهب المعتمدة
انتهی ملخصا

اور کتاب حاوی جو اسی زاہدی صاحب قنیہ کی تصنیف ہی مشہور ہے کہ
اوسمین ضعیف روایتین منقول ہین اور اسی لئے بعضون نے کہدیا ہے
کہ جو کچھ زاہدی اورون کے خلاف کہے اوسکا کچھ اعتبار نہین۔
مؤلف کہتا ہے کہ بیان سے بے اعتباری زاہدی کی کل تصنیفات کی نہین
اکثر کے نام ابہی مذکور ہوے ظاہر ہوتی ہے۔
اور اسی قسم سے کتاب محیط برہانی ہے کہ اگرچہ اوسکا مصنف بہی بڑا فقیہ ہی
اور طبقۂ مجتہدین مین شمار کیا گیا ہے لیکن ان لوگون نے صاف کہدیا ہے کہ
اس کتاب سے فتوی دینا جائز نہین اس لئے کہ اسمین خشک و تر جمع کیا گیا
ہے۔
ابن نجیم مصری نے اپنے رسالہ مین جو بعض صورتون مین وقف کی اپنے بعض
ہمعصرون پر رد کرنے کے لئے تصنیف کیا ہے ذکر کیا ہے کہ محیط برہانی سے
فتوی دینا اور نقل کرنا جائز نہین جیسا کہ کتاب القضا مین فتح القدیر کے
اس امر کی تصریح کی ہے۔ اور اسی قسم سے سراج وہاج مختصر قدوری کی
شرح ہے جیسا کہ کشف الظنون مین ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کو برکلی نے کتب
متداولہ ضعیفہ غیر معتبرہ مین شمار کیا ہے باوجود اسکے کہ اوسکا مصنف بہی
جلیل القدر ہے اور وہ ابوبکر بن علی بن محمد حدادی ہے علی قاری نے طبقات
حنفیہ مین کہا ہے کہ وہ عالم تارک فاضل زاہد تہا ہر روز پندرہ درس دیتا تہا
اور اوسکی تصنیفات بہت ہین تفسیر کشف التنزیل اور جوہرہ نیرہ مختصر قدوری کی شرح
چار مجلد مین اور سراج وہاج مختصر قدوری کی شرح آٹھ مجلد مین اور اسکے سوا اور بہی مین

[illegible] غیر معتبر

تصنیفات [illegible] غیر معتبر [illegible]

نافع کبیر

قال ابن عابدین صاحب رد المحتار فی تنقیح الفتاوی الحامدیة فی الکتاب الاجارة الحاوی للزاهدی مشهور بنقل الروایات الضعیفة ولذا قال ابن وهبان وغیره بانه لا عبرة لما یقوله الزاهدی مخالفا لغیره

ایضًا

ومن هذا القسم المحیط البرهانی فان مؤلفه وان کان فقیها جلیلا معدودا فی طبقة المجتهدین فی المسائل لکنهم نصوا علی انهم لا یجوز الافتاء منه لکونه مجموعا للرطب والیابس قال زین العابدین بن نجیم المصری فی رسالته المصنفة فی بعض صور الوقف ردا علی بعض معاصریه لم یجز الافتاء منه ولا النقل منه کما صرح به فی فتح القدیر من کتاب القضاء انتهی ملخصًا + ایضًا + ومن هذا القسم السراج الوهاج شرح مختصر القدوری کما قال فی کشف الظنون عده المولی البرکلی من الکتب المتداولة الضعیفة الغیر المعتبرة انتهی مع ان مؤلف جلیل القدر وهو ابو بکر بن علی بن محمد الحدادی قال علی القاری فی طبقات الحنفیة کان عالمًا عاملا ناسکا فاضلا زاهدا کان یقرئ فی کل یوم خمسة عشرة درسا وله مصنفات کثیرة منها التفسیر المسمی بکشف التنزیل والجوهرة المنیرة شرح مختصر القدوری فی اربع مجلدات والسراج الوهاج شرح مختصر القدوری فی ثمانیة مجلدات وغیر ذلک وسارت بمولفاته الرکبان مات سنة ثمان مائة وله کرامات کثیرة - +

اور کتب غیر معتبرہ سے مشتمل الاحکام ہے جو فخر الدین رومی کی تصنیف ہے صاحب کشف الظنون نے کہا ہے کہ اس کتاب کو برکلی نے کتب متداولہ واہیہ میں شمار کیا ہے۔ اور اسیطرح کنز العباد ہے کہ وہ مسائل واہیہ اور احادیث موضوعہ سے پر ہے نہ فقہا کے نزدیک اوسکا اعتبار ہے نہ محدثین کے نزدیک علی قاری نے طبقات حنفیہ مین کہا ہے کہ علی بن احمد غوری کے ایک کتاب ہے جسمین مکروہات مذہب کو جمع کیا ہے اور معتمد المستفید اوسکا نام رکھا ہے اور اوسیکی تصنیف کنز العباد فی شرح الاوراد ہے۔

علامہ جلال الدین مرشدی نے کہا ہے کہ اوسمین قبیح اور موضوع حدیثین ہین جنکا سننا حلال نہین اور اسیطرح مطالب المومنین ہے جسکو ابن عابدین نے تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین طرف شیخ بدر الدین بن تاج ابن عبد الرحیم لاہوری کے منسوب کیا ہے۔ اور خزانۃ الروایات ہے جسکو صاحب کشف الظنون نے قاضی جکن حنفی ہندی کی تصنیف کہا ہے۔

اور شرعۃ الاسلام ہے جو محمد بن ابوبکر جومعی کی تصنیف ہے جسکا رکن الاسلام امام زادہ مشہور لقب ہے اس سلئے کہ یہہ سب کتابین خشک و تر سے بہری ہوئی ہین اور باوجود اسکے احادیث موضوعہ اور اخبار مختلفہ بہی اونمین موجود ہین۔

اور اسیطرح فتاوائے صوفیہ ہے جو فضل اللہ محمد بن ایوب کی تصنیف ہے صاحب کشف الظنون نے نقل کیا ہے کہ مولی برکلی نے کہا ہے کہ فتاوائے صوفیہ کتب معتبرہ سے نہین تو جو کچھہ اوسمین لکھا ہے اوسپر عمل کرنا جائز نہین مگر جبکہ اوسکی موافقت اصول سے معلوم ہو جاتے۔

نافع كبير. ومن الكتب الغير المعتبرة مشتمل الاحكام لفخر الدين الرومي الف للسلطان
محمد الفاتح قال صاحب كشف الظنون عده المولى البركلي من جملة الكتب المتداولة
الواهية انتهى - وكذا كنز العباد فانه مملو من المسائل الواهية والاحاديث الموضوعة
لا عبرة له لا عند الفقهاء ولا عند المحدثين قال علي القاري في طبقات الحنفية
علي بن احمد الغوري له كتاب جمع فيه مكروهات المذهب سماه مفيد المستفيد وله
كنز العباد في شرح الاوراد قال العلامة جمال الدين المرشدي فيه احاديث سمجة
موضوعة لا يحل سماعها انتهى - وكذا مطالب المومنين نسبه ابن عابدين في تنقيح الفتاوى
الحامدية الى الشيخ بدر الدين بن تاج بن عبد الرحيم اللاهوري -

وخزانة الروايات نسبه صاحب كشف الظنون الى القاضي جكن الحنفي
الهندي الساكن بقصبة كن من الكجرات -

وشرعة الاسلام لمحمد بن ابي بكر الجوغي نسبة الى جوغ قرية من قرى سمرقند
الشهير بركن الاسلام امام زاده المتوفى في سنة ثلث وسبعين وخمس
مائة فان هذه الكتب مملوة من الرطب واليابس مع ما فيها
من الاحاديث المخترعة والاخبار المختلقة وكذا الفتاوى الصوفية
لفضل الله محمد بن ايوب المنتسب الى ماجو تلميذ صاحب جامع المضمرات
شرح القدوري يوسف بن عمر الصوفي قال صاحب كشف الظنون قال
المولى البركلي الفتاوى الصوفيه ليست من الكتب المعتبرة
فلا يجوز العمل بما فيها الا اذا علم موافقتها
للاصول -

صاحب نافع کبیر اعتماد و اعتبار کی راہ سے کتابون کی ترتیب اور بہت سی متداول کتابون کے
لئے اعتباری بیان کرکر اس مطلب کا ایک تتمہ بیان کرتا ہے کہ جو کچھ ہمنے کتابون کی ترتیب کر کی ہی
وہ مسائل فقہیہ کے اعتبار سے ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اون کتابون مین احادیث بہو یہ مذکور ہین
تو یہہ ترتیب نہین اس لئے کہ بہت سی معتمد کتابین جنپر بڑے بڑے مجتہدون نے اعتماد کیا ہے احادیث
موضوعہ سے پر ہین اور خصوصًا فتاوی اسوجہ سے کہ توسیع نظر سے ہمپر کھل گیا کہ اون کتابون کے
مصنف اگرچہ کامل تھے لیکن حدیثون کے نقل کرنیمین متساہل تھے اور یہہ وہ امر ہے جسنے طعنہ زنون
کے منہ کو کھولا ہے کہ اونہون نے گمان کر لیا کہ حنفیہ کے مسائل طرف احادیث واہیہ موضوعہ کے
مستند ہین۔ مؤلف کہتا ہے کہ جب حنفیہ کے علمائے عاملین اور فقہائے کاملین اور مجتہدین
معتمدین اور متفقہین مستند ہین جنمین بعضے صاحب تصانیف وافرہ و کرامات کاثرہ مین اور بعضے
لقب رکن الاسلام و امامزادہ سے ملقب ہین اور بعضے اپنے زمانہ مین مرجع فتوی تھے مذہبی کتابین
ایسی تصنیف فرمائین کہ اونہین کے ہم مذہب لوگ اون کتابون کی موافق فتوی دینا اور اوسنے نقل
کرنا اور اونکے مسائل پر عمل کرنا ناجائز بتائین اور جو حدیثین کہ اونمین مذکور ہین اونکا سننا تک
حرام ٹہرائین اور با این ہمہ انہین کتابون کو متداول بنائین اور اونکی تعلیم و تعلم اور درس و تدریس
سے باز نہ آئین اور اسوجہ سے خود بہکین اور اورون کو بہکائین اور جو کتابین احادیث موضوعہ پر
مشتمل ہین بڑے بڑے فقہا کے نزدیک مسائل فقہیہ کی راہ سے معتمد قرار پائین اور باوجود اسکے
اونکو درجہ اعتماد سے نہ گرائین اور اونکے مصنف عالم عامل اور فقیہ کامل کہلائین اور صاف
صاف سچ کہنے والون کو طعنہ زنی اور ظن فاسد اور وہم کاسد کا الزام لگائین غرض ہر طرح
دین و دیانت اور فہم و فطانت سے ہاتھہ اوٹھائین اور کفار کو مذہب اسلام پر ہنسوائین
توجنکو کچھہ بہی سمجھہ ہے اسی سے مذہب حنفیہ کی حقیقت اور حقیت سمجھہ جائین اور لوگ کیا
سمجھائین اور اوسکی تشریح و تصریح کیا معرض تحریر و تقریر مین لائین۔ مولوی سید نذیر حسین
صاحب محدث کتاب معیار الحق مین وہ حدیثین جو حنفیہ نے ابو حنیفہ کی شان مین بنائی
ہین ذکر کر کر کہتے ہین یہہ سب واہیات اور مفتریات اور موضوعات ہین اور وضعین
اونکے مصداق ہین اس حدیث کے من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من
النار اور ناقلین انکے اگر باوجود علم بالوضع کے نقل کی ہین تو فاسق ہین بالاجماع
کیونکہ روایت کرنا حدیث موضوع کا حرام ہے اتفاقا اور اگر بسبب جہل کے اونکے
موضوع ہونے سے نقل کی ہین تو جاہل اور مغرور رہین۔ انتہی۔ اس عبارت سے حال
فقہائے مصنفین حنفیہ کا جنہون نے اپنی تصانیف کو احادیث موضوعہ سے پر کیا ہے
ظاہر ہوا کہ یا تو وہ حدیث مذکور کے مصداق ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا
کہ جو شخص مجھپر عمدًا جھوٹ بولیگا تو وہ اپنی جگہ دوزخ مین مقرر کرلے یا بالاجماع فاسق
ہین یا جاہل مغرور رہین اب حضرات حنفیہ کو اختیار ہے جس شق کو چاہین پسند فرمائین اور اپنے
فقہائے اہل تصانیف کو جنہون نے اپنی تصنیفات کو احادیث موضوعہ سے بہر دیا ہے خواہ

نافع کبیر

تتمة كل ما ذكرنا من ترتيب المصنفات هو بحسب المسائل
الفقهية واما بحسب ما فيها من الاحاديث النبوية
فلا نحكم من كتاب معتمد اعتمد عليه اجلة الفقهاء
مملو من الاحاديث الموضوعة ولا سيما
الفتاوى فقد وضح لنا بتوسيع النظر ان
اصحابهم وان كانوا من الكاملين لكنهم
فى نقل الاخبار من المتساهلين وهذا
هو الذى سنح سهم الطاعنين
فزعموا ان مسائل الحنفية
مستندة الى الاحاديث
الواهية الموضوعة
وهذا الظن فاسد ووهم
كاسد۔

اب مختصر حال مسائل کا جو حنفیون کی کتابون مین مذکور ہین اونہین کی زبانی بیان ہوتا ہے ۔ یہ حضرات کہتے ہین کہ ہمارے مذہب کے مسائل کے تین طبقے ہین **پہلا** طبقہ مسائل ظاہر الروایۃ ہین اور وہ محمدؒ کے مبسوط کے مسائل ہین **دوسرا** طبقہ مسائل غیر ظاہر الروایۃ ہین اور اونہین مین سے روایات متفرقہ ہین جیسے ابن سماعہ وغیرہ کی روایتین اصحاب محمد وغیرہ سے جو ایسے مسائل ہین کہ اصول کے مخالف ہین تو وہ ظاہر الروایۃ نہین ہین اور نوادر مین شمار کئے جاتے ہین **تیسرا** طبقہ فتاوی ہین اور یہ واقعات کہے جاتے ہین تبر لعبد کے مشائخ نے ان طبقات کو اپنے فتاوی مین گڈبڈ کر کے جمع کر لیا اور باہم امتیاز نہ کی چنانچہ جامع قاضی خان اور کتاب خلاصہ وغیرہما کا یہی حال ہے اور اونکے محققین فقہا کا یہ قاعدہ ہے کہ مسائل چند قسم پر ہین ایک قسم وہ ہے جو ظاہر الروایۃ ہے اور اوسکا یہ حکم ہے کہ حنفیہ اوسکو قبول کرتے ہین اصول کی موافق ہو یا مخالف دوسری قسم وہ ہے جو شاذ روایت ہے ابوحنیفہ اور اونکے صاحبین سے اوسکا حکم یہ ہے کہ حالت مین موافقت اصول کی اوسکو قبول کرتے ہین ۔

تیسرے وہ قسم ہے جو متاخرین کی تخریج ہے جسپر جمہور اصحاب نے اتفاق کیا ہے اوسکا حکم یہ ہے کہ ہر حال مین یعنی موافق اصول ہو یا مخالف ہو اوسکے ساتھ فتوی دیتے ہین ۔ چوتھی قسم اونہین کی تخریج ہے جسپر جمہور اصحاب متفق نہین ہوے اوسکا حکم یہ ہے کہ مفتی اوسکو اصول و نظائر پر جو کلام سلف مین ہین عرض کرے پس اگر اونکی موافق پائے اوسکو اخذ کرے ورنہ چھوڑ دے ۔ یہان سے دو امر ظاہر ہوے ایک تو یہ کہ ان حضرات کی کتابون مین بہت سے مسائل جو اصول یعنی قرآن و حدیث کے مخالف ہین اون مسائل کے ساتھ جو اونکے زعم مین اصول کے موافق ہین مخلوط و ممزوج ہو رہے ہین بدون تفرقہ اور امتیاز کے مذکور و مسطور ہین اور اسپر جو مفاسد مترتب ہوتے ہین کسی پر نہ مخفی ہین نہ مستور ہین ۔ دوسرا یہ کہ جو مسائل کہ ابوحنیفہ سے ظاہر الروایۃ مین یا متاخرین حنفیہ نے تخریج کئے ہین اور جمہور حنفیہ نے اوسپر اتفاق کیا ہے ہر حال مین گو مخالف قرآن و حدیث ہون دل و جان سے مقبول و منظور ہین اور اس سے ظاہر ہے کہ انحضرات کے نزدیک ابوحنیفہ اور جمہور حنفیون کے اقوال کے مقابلہ مین قرآن و حدیث کی کچھہ وقعت نہین ۔ +

نافع كبير

قال الكفوى فى اعلام الاخيار ان مسائل مذهبنا على ثلاث طبقات الطبقة الاولى - وهى مسائل ظاهر الرواية وهى مسائل مبسوط لمحمد - والطبقة الثانية هى مسائل غير ظاهر الرواية ومنها الروايات المتفرقة كروايات ابن سماعة وغيره من اصحاب محمد وغيره من مسائل مخالفة للاصول فانها غير ظاهر الرواية وتعد فى النوادر - الطبقة الثالثة الفتاوى وتسمى الواقعات شرحهم من بعدهم من المشائخ هذه الطبقات فى فنا ونهم غير ممتازة كما فى جامع قاضى خان وكتاب الخلاصة وغيرهما انتهى ملخصًا -

ايضًا اعلم ان القاعدة عند محققى الفقهاء ان المسائل على اربعة اقسام قسم تقرء فى ظاهر الرواية وحكمه انهم يقبلونه فى كل حال وافقت الاصول اوخالفت وقسم هو رواية شاذة عن ابى حنيفة وصاحبيه وحكمه ان لا يقبلونه الا اذا وافق الاصول وقسم هو تخريج المتاخرين اتفق عليه جمهور الاصحاب وحكمه ان يفتون به على كل حال -

وقسم هو تخريج منهم لم يتفق عليه جمهور الاصحاب وحكمه ان يعرض على الاصول والنظائر من كلام السلف فان وجده موافقا لها اخذ به والا تركه انتهى منقولا عن عقد الجيد لولى الله -

صاحب نافع کبیر پہلے دونون قول نقل کرکر خود فرماتے ہین کہ مسائل جو حنفیہ کی کتابون
مین مذکور ہین اونکے کئی طبقے ہین پہلا طبقہ وہ مسائل ہین جو اصول شرعیہ کی موافق ہین
جنپر آیات قرآنیہ یا احادیث نبویہ مین نص واقع ہوئی ہے یا اجماع امت کی موافق
ہین یا ائمہ دین کے قیاسات سے موافق ہین بدون اسکے کہ اونکے برخلاف کوئی نص
شرعی جلی یا خفی ظاہر ہو دوسرا طبقہ وہ مسائل ہین جو اصول شرعیہ مین داخل ہین اور
اونپر بعض آیتین یا پیغمبر کی حدیثین دلالت کرتی ہین آپکے ساتھ یہہ بھی ہے کہ بعضی آیتین
اونکے برعکس دلالت کرنیوالی اور حدیثین اونکی نقض پر نص کرنیوالی موجود ہین لیکن اونکا
اصول مین داخل ہونا صحیح تر اور قوی تر طریق سے ہے اور جو اونکے مخالف ہین وہ ضعیف تر
اور خفی تر طریق سے وارد ہین -

تیسرا طبقہ وہ مسائل ہین جو اصول شرعیہ مین داخل ہین باوجود اسکے کہ جو آیات و احادیث
اونکے مخالف ہین صحیح اور قوی طریقون سے وارد ہین -

چوتھا طبقہ وہ مسائل ہین جو صرف قیاس سے نکالے گئے ہین اور ایسی دلیل جسکو اوس سے
فوقیت ہے اور کہنہ ہونے کی قابل نہین او سکے مخالف ہے -

پانچوان طبقہ وہ مسائل ہین جنپر کوئی دلیل شرعی دلالت نہین کرتی نہ قرآن نہ حدیث -
نہ اجماع نہ کسی مجتہد کا قیاس جلی یا خفی نہ صراحت کے ساتھ نہ دلالت کے ساتھ بلکہ وہ
متاخرین کے مخترعات سے ہین جو اپنے پہلے مشائخ اور بزرگون کی تقلید کرتے ہین -

مؤلف کہتا ہے کہ ہر چند کفوی اور شاہ صاحب نے کچھہ حق کو چھپایا اور تقسیم مسائل مین
اجمال کو کام فرمایا پہلے حضرت نے تو دو قسمون کو اور دوسرے صاحب نے ایک قسم کو
اوڑایا مگر حق تعالے نے صاحب نافع کبیر کی زبان سے حق کو آشکار کیا کہ اوسنے
مسائل کی پانچ قسم پر تقسیم کی اور اونمین سے چار قسمون کے مخالف قرآن و حدیث و
دلائل شرعیہ ہونے کا اقرار کیا - بلکہ پہلی قسم مین بھی احتمال مخالفت سے اشعار کیا اور
اسوجہ سے تمام اقسام مسائل کو نے اعتبار کیا بھلا جس فرقہ کی مذہبی کتابون مین تمام
مسائل یا اکثر مسائل قرآن و حدیث و اصول شرعیہ کے برخلاف اوسی مذہب والون کے
حسب اعتراف مذکور ہونگے تو وہ کس طرح دیدہ و دانستہ قرآن و حدیث کے برعکس
عمل کرنے مین معذور ہونگے اور ایسے مسائل پر عمل کرکر کیونکر عند اللہ مثاب و
ماجور ہونگے بلکہ کس طرح زمرۂ اہل اسلام مین
مبعوث و محشور ہونگے - + + +

+

نافع کبیر* فنقول الفروع المذکورة فی الکتب علی طبقات الاولی المسائل
الموافقة للاصول الشرعیة المنصوصة فی الآیات او السنن النبویة
او الموافقة لاجماع الامة او قیاسات ائمة الملة من غیر ان یظهر
علی خلافها نص شرعی جلی او خفی *

والثانیة المسائل التی دخلت فی اصول شرعیة ودلت علیها بعض
آیات او احادیث نبویة معروة ودبعض آیات دالة علی عکسه و
احادیث ناطقة علی نقضه لکن دخولها فی الاصول من طریق اصح
واقوی وما یخالفها ورودہ من سبیل اضعف واخفی ۔

والثالثة التی دخلت فی اصول شرعیة معروره وما یخالفها بطرق
صحیحة قویة ۔

والرابعة التی لم یستخرج الا من القیاس وخالفه دلیل فوقه غیر
قابل للاندراس ۔

والخامسة التی لم یدل علیها دلیل شرعی لا کتاب ولا حدیث
ولا اجماع ولا قیاس مجتهد جلی او خفی لا بالصراحة ولا بالدلالة
بل هی من مخترعات المتاخرین الذین یقلدون طرق آبائهم و
مشائخهم المتقدمین

انتهی ملخصًا

اگر کسیکو شبہ ہو کہ یہہ متاخرین حنفیہ کی کتابون کا حال ہنا بر قول متاخرین کے ہے قدما کی کتابین قدما کے نزدیک ایسی ہنونگی تو اب خود ابو حنیفہ اور اوسکے اصحاب کے کتابون کی کیفیت امام شافعی کی زبانی بیان ہوتی ہے شافعی کہتا ہے کہ مین آیا اور میرے پاس پچاس دینار تھے اور ابو حنیفہ کا شاگرد محمد بن الحسن اوس روز رقہ مین تھا مینے وہ پچاس دینار حنفیہ کی کتابون پر خرچ کئے تو مینے اونکی اور اونکی کتابون کی مثل اوس شخص کی شکل پائی جو ہمارے پاس تھا اوسکو فرخ کہتے تھے اور ایک مشک مین روغن لئے بیچتا پھرا کرتا تہا اور اوسکا یہہ حال تہا کہ اگر کوئی اوس سے کہتا تہا تیرے پاس نرشنان ہے کہتا تہا ہان ہے اور اگر کوئی کہتا تہا تیرے پاس زنبق ہے کہتا تہا ہان۔ اور اگر کہتا تہا تیرے پاس خیری ہے کہتا تہا ہان ہے اور جسوقت اوس سے کہا جاتا تہا کہ دکہا دے تو چونکہ اوس مشک کے بہت دہانے تہے اونمین سے وہی روغن نکال دیتا تہا اور حقیقت مین ایک روغن تہا اور اسیطرح مینے ابو حنیفہ کی کتاب کو پایا یہہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صرف زبان سے کہتے ہین اور حقیقت مین اوسکے مخالف ہین۔

اور امام رازی حنفیہ کے کچہہ حالات لکہکر فرماتے ہین کہ اس سے ثابت ہوا کہ یہہ لوگ کبہی تو قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہین اور کبہی بعض صحابہ کے عمل کو قرآن پر ترجیح دیتے ہین اور کبہی اوسکے برعکس عمل مین لاتے ہین اور اس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انکے طریقہ کی بنا کسی سدید قاعدہ پر نہین ہے۔ ظاہرا امام شافعی کی غرض تشبیہ مذکور سے یہی ہے کہ جس طرح اوس روغن والے کے پاس حقیقت مین ایک روغن ہوتا تہا اور اوسی ایک روغن کو مختلف روغنون کے نام سے لوگون کو دیتا تہا اسیطرح ابو حنیفہ اور حنفیہ اور اونکی کتابون کا حال ہے کہ وہان بہی قیاس فاسد الاساس کے سوا کچہہ نہین اور قرآن و حدیث کے نام سے اوسکو رواج دیتے ہین چنانچہ امام شافعی کے اس قول کا اخیر فقرہ اس امر کی تصریح کرتا ہے۔ اور امام رازی کے قول سے عیان ہے کہ حنفیہ کا طریقہ سدید ہا نہین۔ اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ٹیڑہی راہ پر چلینگے

کس طرح منزل مقصود پر پہونچینگے۔

قول شافعی درباب ابو حنیفہ

رای امام رازی درباب ابو حنیفہ

اشاعۃ السنۃ مین لکہا ہے - امام سبکی نے طبقات کبری مین بذیل ترجمہ حسین بن علی کرابیسے کے کہا ہے -

قال الشافعی قدمت ومعی خمسون دینارا قال ومحمد بن الحسن یومئذ بالرقۃ فانفقت تلک الخمسین دینارا علی کتبهم قال فوجدت مثلهم ومثل کتبهم مثل رجل کان عندنا یقال له فروخ وکان یحمل الدهن فی زق له وکان اذا قیل له عندک فرشنان قال نعم وان قیل عندک زنبق قال نعم فان قیل عندک خیری قال نعم فاذا قیل ادنی وللزق رؤس کثیرة فیخرج له من تلک الدهن وانما هی دهن واحد وکذلک وجدت کتاب ابی حنیفة انما یقولون کتاب الله وسنة نبیه ع وانما هم مخالفون له -

ایضاً

امام رازی نے حنفیہ کے کچھ حالات لکھکر کہا ہے -

فثبت بهذا انهم تارة یقدمون القیاس علی الخبر وتارة یقدمون عمل بعض الصحابة علی الکتاب وتارة یعکسون الامر فی هذه الابواب وذلک یدل علی ان طریقتهم غیر مثبتة علی قانون مستقیم -

+ + +
+

اقوال اہلسنت

انداعت السنۃ

امام ناصر الاسلام شمس الدین ابن القیم ان حضرات کے ذکر مین اسطرح خوش
بیانی کی داد دیتے ہین کہ مفتی کو مناسب ہے کہ حتے الامکان قرآن و حدیث کے
الفاظ کو فتوے مین ذکر کرے کہ وہ باوجود کامل بیان کے حکم اور دلیل دونون
کو متضمن ہوگا اور فقیہ معین کا قول ایسا نہین اور صحابہ اور تابعین اور جو امام
انکی راہ پر چلتے تھے اس بارہ مین نہایت کوشش کرتے تھے یہانتک کہ اونکے بعد
ناخلف لوگ پیدا ہوے جنہون نے نصوص سے روگردانی کی تو نصوص اسوجہ
سے متروک ہوگئین اور یہہ بات تو معلوم ہے کہ جو حکم اور دلیل اور حسن بیان نصوص
مین ہے اور الفاظ مین نہین اور الفاظ نصوص کے ترک ہوجانے سے اور نئے
الفاظ کے اختیار کرنے اور اونسے احکام متعلق کرنے سے امت مین اس قدر
فساد پیدا ہوا جسکو خدائے تعالے کے سوا کوئی نہین جانتا اور بیشک اصحاب
رسولخدا کا یہہ حال تھا کہ جب کوئی مسئلہ اونسے پوچھا جاتا تھا تو جواب مین کہتے تھے
کہ خدا نے اس طرح فرمایا ہے اور رسولخدا ص نے اس طرح کہا ہے یا کیا ہے
اور حتے الوسع ہرگز اس سے عدول نہ کرتے تھے تو جو شخص اونکے جوابون مین تامل
کریگا اونکو مرض شبہات و شکوک کے شفا پائیگا پس جبکہ زمانہ دراز ہوا اور لوگ
نور نبوت سے دور ہوگئے تو متاخرین کے نزدیک یہہ امر عیب ٹھرا کہ اپنے اصول دین
مین خدا و رسول کا قول ذکر کرین لیکن اصول دین سو اونہون نے اپنی کتابون
مین تصریح کی ہے کہ خدا و رسول کا قول مسائل اصول دین مین یقین کا فائدہ
نہین دیتا اور اصول دین مین کلام خدا و رسول سے حشویہ اور مجسمہ حجت لاتے ہین
اور فروع دین مین تو اونہون نے اوس شخص کی تقلید پر قناعت کرلی ہے جسنے
اونکو بعض مختصر کتابین بنادی ہین جنمین نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث ہے نہ اوس
امام کا قول ہے جسکے اپنے زعم مین وہ مقلد ہین بلکہ جو فتوی اور حکم دیتے ہین او
نقل حقوق عمل مین لاتے ہین اور فروج اور خون اور مال مباح کرتے ہین ان سب
امور مین اوس مصنف کے قول پر اونکا اعتماد ہے اور اپنے نزدیک سب مین
بزرگتر اور اپنی جنس مین سبکا افسر و مہتر وہ شخص ہے جسکو اوس کتاب کی عبارت
یاد ہو تو اونکے نزدیک حلال وہ ہے جسکو اس کتاب نے حلال کیا اور حرام وہ ہے
جسکو اوسنے حرام کیا اور واجب وہ ہے جسکو اوس کتاب نے واجب قرار
دیا اور باطل وہ ہے جسکو اوس کتاب نے باطل قرار دیا۔ اور صحیح وہ ہے
جسکو اوس کتاب نے صحیح ٹھرایا۔ ✢

اشاعة السنة تتمة اخبار سفیر سند + قال الامام ناصر الاسلام شمس الدین ابن
القیم فی خاتمة الاعلام الفائدة التاسعة ینبغی للمفتی ان یفتی بلفظ النص
مهما امكنه فانه یتضمن الحكم والدلیل مع البیان التام فهو حكم مضمون له
الصواب متضمن للدلیل علیه وقول الفقیه المعین لیس كذلك وقد كان الصحابة و
التابعون والائمة الذین سلكوا على مناهجهم یتحرون ذلك غایة التحری حتی خلف
بعدهم خلف رغبوا عن النصوص فاوجب ذلك هجران النصوص و معلوم ان
تلك الالفاظ لا تفی بما تفی به النصوص من الحكم والدلیل وحسن البیان فتولد
من هجران الفاظ النصوص والاقبال على الالفاظ الحادثة و تعلیق الاحكام بها
على الامة من الفساد ما لا یعلمه الا الله وقد كان اصحاب رسول الله ص
اذا سئلوا عن مسئلة یقولون قال الله كذا قال رسول الله كذا او فعل كذا ولا
یعدلون عن ذلك ما وجدوا الیه سبیلا قط فمن تامل اجوبتهم وجدها
شفاء لما فی الصدور فلما طال العهد وبعد الناس من نور النبوة
صار هذا عیبا عند المتاخرین ان یذكروا فی اصول دینهم و فروعه قال
الله قال رسوله اما اصول دینهم فصرحوا فی كتبهم ان قول الله و رسوله
لا یفید الیقین فی مسائل اصول الدین وانما یحتج بكلام الله و رسوله
فیها الحشویة والمجسمة واما فروعهم فقنعوا بتقلید من اختصر لهم بعض
المختصرات التی لا یذكر فیها نص عن الله ولا عن رسوله ولا عن
الامام الذی زعموا انهم قلدوه بل عمدتهم فیما یفتون
ویقضون به وینقلون به الحقوق ویبیحون به الفروج
والدماء والاموال على قول ذلك المصنف واجلهم
عند نفسه وزعمهم عند بنی جنسه من
یستحضر لفظ الكتاب ویقول هكذا قال
وهذا لفظه فالحلال ما احله هذا
الكتاب والحرام ما حرمه والواجب
ما اوجبه والباطل ما
ابطله والصحیح ما
صححه هذا

امام ناصر الاسلام پہلے زمانہ کا حال لکھکر اپنے وقت کی کیفیت لکھتے ہین کہ اس زمانہ مین وہ صورت پیش آئی ہے جس سے خدا کیطرف حقوق نالہ و فریاد کرتے ہین آور اوس سے فروج اور اموال اور خون اپنے پروردگار کیطرف چلا رہے ہین آحکام الٰہی اسوقت مین بدل گئے آور حرام حلال سے منقلب ہوگیا آور اس زمانہ مین اچھا کام برے کامون کے اعلیٰ مرتبہ مین قرار دیا جاتا ہے اور برا فعل جسکو خدا و رسول نے مشروع نہین کیا افضل قربات سے شمار کیا جاتا ہے حق اسوقت مین غریب ہے اور اوس سے غریب تر وہ ہے جو حق کو پہچانتا ہے اور دونون سے زیادہ غریب وہ ہے جو حق کی طرف بلاتا ہے آور اپنے نفس کو اور اور آدمیون کو حق کی نصیحت کرتا ہے آور اٹھائیسوین قاعدہ مین ذکر کیا ہے کہ جب کسی شخص کے پاس صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون ہون یا ایک یا کوئی اور معتمد و معتبر کتاب سنن رسولخدا سے موجود ہو تو آیا اوسکو ان کتابون کی موافق فتوی دینا جائز ہے ۔ متاخرین کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اوسکو ان کتابون سے فتوی دینا جائز نہین ہے ۔ آمام ناصر الاسلام کی عبارت سے ظاہر ہے کہ ان ناخلفون نے آیات و احادیث کو ترک کر دیا جس سے امت محمدیہ مین بے انتہا فساد برپا ہوا آور متاخرین نے اصول و فروع دین مین کلام خدا اور رسول کا ذکر کرنا عیب سمجھا آور اصول مین اوسکو حشویہ اور مجسمہ کا شعار قرار دیا بھلا جس مذہب والون کے نزدیک اصول و فروع مین خدا اور رسول کا کلام ذکر کرنا معیوب ہوگا اوسکے اصول کسطرح مجہول اور فروع کیونکر نامشروع ہونگے ۔ آفسوس ہے کہ ایک آدمی کی مختصر کتاب قرآن و حدیث کے مقابلہ مین مدار دین قرار پائے آور اوس مختصر کے موافق قتل حقوق اور اباحت دماء و فروج عمل مین آئے آور صحیحین وغیرہما کتب احادیث سے فتوی دینا حرام ٹھرایا جائے تو پھر کیونکر ہر ایک حقوق وغیرہا سے طرف خدا کی نہ چلائے اور کسطرح احکام کا بدلنا حرام کا حلال ہونا معروف کا منکر اور منکر کا معروف ہونا جو امام ناصر الاسلام نے ذکر کیا ہے ظہور کا جلوہ نہ دکھلائے حق تعالی مسلمانون کو گمراہی سے بچائے اور راہ راست کی ہدایت فرمائے ۔

بعض حضرات فرماتے ہین کہ قرآن و حدیث مین بہت مسئلے بیان نہین ہوئے جو فقہ کی کتابون مین مذکور ہین اسوجہ سے مجتہدون کی کتابین اور اقوال کار آمد اور معتمد ہین اسکے دفع مین مولوی محمد حسین اشاعۃ السنۃ مین یہہ لکھتے ہین آور جواب سوال فرقہ دوم یہہ عاجز پیش کرتا ہے کہ بلا ریب جن مسائل کو آپ لوگ مسائل دینی سمجھتے ہین اور وہ آپکے معمولات روزمرہ سے ہین بدون کتب فقہ کہین پائے نہین جاتے اور قرآن و حدیث مین نظر نہین آتے ولیکن ان مسائل کو آپ لوگون کے سواے مسائل دین کون کہہ سکتا ہے بھلا مسائل ذیل جو کتب فقہ یا اقوال فقہا سے ثابت ہین اور قرآن و حدیث نبوی مین انکا وجود نہین ۔ مسائل دین ہو سکتے ہین (۱) کتے یا بھیڑیئے یا گیدڑ کا حلال ہونا ۔ (۲) کتے کے گوشت اور چمڑے کو ذبح کرکے پاک بنا لینا (۳) شراب اتفاقی حرام کا دوا کے لئے پی لینا ۔ (۴) شراب جو بہت پینے سے نشہ دے تہوڑی سی بہ نیت تقویت پی لینا ۔ (۵) شراب کو سرکہ بنا لینا

(۶) اجرت زنا کا جواجارہ مقرر کرنے
کیوجہ سے حلال ہونا (۷) قیمت شراب
یا خنزیر ہو جو کافر کی ملک ہو جاوے
مسلمان کو نفع اوٹھانا - (۸) زکوۃ
سے بھاگنے کی نیت سے مال اپنی بیوی
کی ملک کر دینا اور جب بیوی کی ملک
مین مدت وجوب ادای گذر جاویگی
تو اپنی ملک کر لینا - (۹) باپ کی موطوئہ
لونڈی کو بیٹے پر حلال کر دینا اس حیلہ
سے کہ لونڈی کے بیان کا اعتبار نہین
(۱۰) لونڈی زرخرید کے استبراء
(عدت) کو ہبہ کے حیلہ سے ساقط کرنا -
(۱۱) مان یا بہن سے نکاح کر کے زنا کرنے
پر حد شرعی نہ لگانا - (۱۲) جھوٹے گواہون
سے بیگانی جورو کو حلال طیب کر دینا وعلی
ہذا القیاس بقیہ مسائل اشتہار وغیرہ
جو صدہا کتب فقہ مین پائے جاتے ہین
ایسے مسائل کتب فقہ مین ہونے تو کونسا
موجب افتخار ہے حدیث و قرآن مین نہو
تو کیا موجب عار و شنار آس مقام کے
حاشیہ منیتہ مین لکھتے ہین مجھے یقین ہے کہ
ہمارے شفیق مخاطب ان مسائل کی کتب
فقہ یا اقوال فقہا سے ثبوت سے انکار
کرینگے ولیکن یہ یاد رکھین جسنے ایک مسئلہ کا
بھی انکار کیا اوسنے اپنی بعلمی و کوتہ نظری کا
اظہار کیا و مع ذلک اپنے اکابر مذہب کو
جنہونے یہ مسائل سرزد ہوئے ہین رسوا کیا
راقم ہر ایک مسئلہ اور اوسکے قائل کا صاف صاف

والی لنا ھی لاء فی مثل ھذہ
الازمان فقد دفعنا الی امر
تضج منہ الحقوق الی اللہ
ضجیجا و تعج منہ الفروج
والاموال والدماء الی
ربھا عجیجا تبدل فیہ
الاحکام و تقلب الحلال
بالحرام و یجعل فیہ المعروف
فی اعلی مراتب المنکرات و
المنکر الذی لم یشرعہ اللہ و
رسولہ من افضل القربات
الحق فیہ غریب واغرب منہ
من یعرفہ واغرب منھما
من یدعو الیہ و ینصح بہ نفسہ
والناس الی ان قال -
الفائدۃ الثانیہ والاربعون
اذا کان عند الرجل صحیحان
او احدھما او کتاب من سنن
رسول اللہ صلعم موثوق بما
فیہ فھل لہ ان یفتی
بما یجدہ فیہ فقالت
طائفہ من المتاخرین
لیس لہ ذلک الخ -

+ + +

+ +

+

اقوال اہلسنت	حوالہ کتب اہلسنت
امام رازی کہتے ہین کہ مینے مقلدین فقہا کے ایک گروہ کو مشاہدہ کیا اور اونکے سامنے بہت سی آیتین اون مسئلون کی نسبت پڑہین جنمین اون لوگون کا مذہب اون آیتون کے خلاف تہا تو اوہنون نے اون آیتون کو قبول نکیا اور اونکی طرف ملتفت ہوے اور میری طرف متعجبانہ نظر کرنے لگے یعنے ان آیتون کے ظاہر پر کیونکر عمل ہوسکتا ہے۔ حال آنکہ ہمارے بزرگون سے اونکے خلاف روایت موجود ہے پہر کہتے ہین کہ اگر تو اچہی تامل کریگا تو پائیگا کہ یہہ بیماری اکثر کے طریقون مین ساری ہے۔	معیار الحق ÷ قال الامام فخر الدین الرازی قد شاهدت جماعة من مقلدة الفقهاء قرأت علیهم آیات کثیرة من کتاب الله فی مسائل کانت تلك الآیات مخالفة لمذهبهم فیها فلم یقبلوا تلك الآیات ولم یلتفتوا الیها وکانوا ینظرون الی کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواهر تلك الآیة مع ان الروایة عن سلفنا بخلافها ولو تاملت حق التامل وجدت هذا الداء ساریا فی طرق الاکثرین + +

یہہ ایک شمہ رد آیات کا بیان ہوا اب رد احادیث کی کیفیت لکہی جاتی ہے۔ +

اقوال اہلسنت	حوالہ کتب اہلسنت
بعض حضرات کا مقولہ ہے کہ اگر حدیث بخاری اور مسلم مین موجود ہو اور ہمارے امام نے اوسکو اختیار نکیا ہو ہم اوسپر عمل نکرینگے ان لوگون کی نسبت امام شعرانی نے کہا ہے کہ یہہ شریعت سے اونکی جہالت کا مقتضا ہے۔ ابو حنیفہ نے اشعار کو جو رسول خدا صلعم کے فعل سے بہی ثابت ہے مثلہ بنایا تو امام ناصر الاسلام ابن حزم نے اوسکے حق مین یہہ ارشاد فرمایا کہ آفات روزگار سے یہہ آفت ہے کہ جو کام رسول خدا صلعم نے کیا وہ مثلہ ٹہرا آفت ہے ہر اوس عقل پر جو رسول خدا کے حکم پر اعتراض کرے۔ +	صفحہ الباری امام شعرانی نے میزان کبری مین ص ١٢ پر فرماتے ہین خلافاً لما علیہ بعض المقلدین حتی انہ قال لو وجدت حدیثا فی البخاری ومسلم لم یاخذ بہ امامی لا اعمل بہ وذلك جهل منہ بالشریعة الخ۔ اشاعة السنة + ص ٧ ابو حنیفہ کا اشعار کو مطلق اور عام طور پر مکروہ کہنا حافظ امام ناصر الاسلام کو برا لگتا ہے وہ فرط حمیت سنت سے جوش مین آکر امام ابو حنیفہ کے حق مین یہہ کلمات لکہ گئے ہین هذه طامة من طوام العالم ان یکون مثلة شئ فعله رسول الله صلعم آفة م

م نکل عقل بنقض احکام رسول الله صلعم + انتہی بلفظہ م

مولوی محمد حسین محدث لاہوری جواب مین مولوی محمد قاسم کے اشاعۃ السنۃ ج ۲ ص ۷ امین لکھتے ہین مولانا مذہب جناب کے کوئی کتاب معتمد اصول و فروع کی ایسی نہوگی جسمین بہتیری احادیث کو رد نکیا ہوا اور بہانۂ معارضہ و مخالفت قرآن اس جرم کا ارتکاب نکیا ہو رد احادیث بمقابلۂ قرآن تو پہر بہی محل اشتباہ سے جسمین ناواقف الشان قرآن کے قطعی ہونے کے سبب سے دہوکا کہا سکتا ہے آپ کے ہان تو حدیث آحاد کو بمقابلہ حدیث مشہور یا متواتر کے بہی رد کیا جاتا ہے۔ رد آحاد بمقابلہ متواتر بہی بے علمون کے لئے کچھہ شبہ کا محل ہے اس لئے کہ متواتر مین جو قطعیت ہے سو خبر واحد مین نہین ہے حضرت کے ہان تو رواج عام کے مقابلہ مین بہی حدیث کو رد کیا جاتا ہے عام رواج کے مقابلہ مین رد کرنا بہی جہلا کے لئے دہوکے کا محل ہے سرکار کے ہان تو بعض صحابہ کے خلاف سے بہی حدیث کو رد کیا جاتا ہے صحابہ کا کسی حدیث سے خلاف کرنا بہی کم عقلون کو شبہ ڈالتا ہے آپکی گورنمنٹ کے ہان تو حدیث صحیح کو جسکا راوی فقیہ نہو بمقابلۂ قیاس بہی رد کیا جاتا ہے۔

الحاصل حدیث نبوی کی آپکے ہان ایسی بہی وقعت و قدر نہین جیسے فہم صحابہ یا رواج عام یا قیاس مجتہد کے جہ جائے کہ اوسکو ہمسنگ قرآن سمجہین اور اوسکے معارضہ مین بمعرض قبول جگہ دین اسکی تمثیلات جزئیہ کو کتب فروع جناب سے کیونکر شمار کرون اور اس دریاے ناپیدا کنار کو کوزہ سے کیونکر ناپون اس لئے بذکر اصول جنسے صدہا احادیث مذہب جناب مین رد ہوگئے ہین اکتفا کرتا ہون اور بتصریحات اہل اصول کے اوسپر شہادت لاتا ہون فی الحسامی والمحکمہ اذا ورد غیر مخالف للکتاب والسنۃ المشہورۃ فی حادثۃ لا تعم بہ البلوی ولم یظہر من الصحابۃ الاختلاف فیہا وترك المحاجۃ بہ انہ یوجب العمل بشروط اسیطرح توضیح اور شرح معنی کی عبارتین نقل کی ہین اوسکے بعد کہا ہے ابہی تو ہمنے بعض اصول جنسے مذہب جناب مین حدیث کا رد ہوتا ہے ذکر کئے ہین اگر اسی قسم کے سبہی اصول جو علماے مذہب جناب نے رد احادیث کے لئے گہڑ کہے ہین بیان کئے جائین تو ایک دفتر طویل تیار ہوتا ہے جسکا اختتام سال دو سال مین بہی نہین ہوسکتا ازانجملہ یہہ اصل راوی کو اگر روایت کا نسیان ہوجاتے تو اوسکے شاگرد سے وہی روایت گو اوسکو خوب یاد ہو مقبول نہین ازانجملہ یہہ کہ راوی اگر اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو

اوسکی حدیث مردود ہے وَ از الجملہ یہہ کہ ترجیح جمع سے مقدم ہے یہہ تو ہمنے آپکے اصول کا ہی حال سنایا ہے اور اگر ان اصول کے فروع کو ذکر کرین اور اون احادیث کو جو حضرات نے ان اصول کے ذریعہ سے رد کی ہین شمار مین لائین تو ہماری استطاعت سے یہہ امر خارج ہے اور ہماری عمر اسکے بیان کے لیے وافی نہین ہوسکتی ہے اور اگر کوئی تمثیل کا طالب ہو تو پہلے انہین عبارات اصولیین مین دیکھہ سکتا ہے ان عبارات مین احادیث ذیل کو رد کر رکھا ہی (۱) حدیث فاطمہ بنت قیس نفقہ اور سکنی مطلقہ کے باب مین (۲) حدیث ابن عباس قضا بشاہد و یمین مین (۳) حدیث ابوہریرہ مصراۃ کے باب مین اسیطرح بارہ حدیثین جنکو حنفیہ نے رد کیا ہے ذکر کر کر کہا ہے اسکے نظائر اور ہزارون ہین پر سردست اسی پر اکتفا کرتا ہون انتہی بلفظہ۔

مولف کہتا ہے کہ مولوی محی الدین محدث نے کتاب الظفر المبین مطبوع مطبع صدیقی لاہور مین ابوحنیفہ کے سو مسئلے حنفیون کی معتبر کتابون سے نقل کئے ہین جنمین بعضے آیات کے مخالف ہین اور احادیث نبویہ کے سب مخالف ہین اور ہر مسئلہ کے ذیل مین وہ حدیثین بھی احادیث کی معتمد کتب سے ذکر کی ہین اور اون سو مسئلون مین سے اکثر کئی کئی حدیثون کے مخالف ہین یہانتک کہ بعضے اکیس حدیثون سے مخالفت رکھتے ہین ظاہر ہے کہ اس حساب سے یہی حدیثین جنکی امام اعظم نے ان سو مسئلون مین مخالفت کی ہے سیکڑون ہوگئین اور چونکہ یہہ مقدار بطور مشتے نمونہ از خروارے ہے تو اوسکے باقی ہزار در ہزار مسائل کے مخالف حدیثون کا شمار ہزار بلکہ محالات مین شمار ہے اور انہین سو مسئلون مین بہت سے ایسے بھی ہین جنمین باقی تین امام اہلسنت بھی احادیث کی مخالفت کرتے ہین ابوحنیفہ سے موافق ہین گو امام اعظم اس معاملہ مین اونکے سابق اور فائق ہین۔ پھر وہی مولوی محمد حسین صاحب صفحہ (۵۲) مین حنفیہ کے کچھہ واہی خیالات لکھکر تحریر کرتے ہین جب انکے آنکھ حق بند ہوگئی اور علم و فہم کے آگے اک آڑ کھڑی ہوگئی تو اونکو یہہ وساوس پیش آئے

(۱) اگر فلان حدیث صحیح ہوتی تو امام ابوحنیفہ ضرور اسکے قائل ہوتے۔

(۲) فلانی آیت کے معنی ظاہری مراد ہوتے تو ہمارے امام صاحب اسکا خلاف نکرتے

(۳) جسنے حدیث مخالف قول امام قبول کرلی اوسنے امام کی ننے اوبی کی۔ او

اور اپنے علم وفہم کو امام پر ترجیح دی - (۴۱)
ہم مین کہان طاقت ہے کہ امام کے سوائے حق کو
پہونچین اور اونکی خطا پکڑین ٥ خطائے
بزرگان گرفتن خطاست ✤ حافظ ابن القیم
حنفیہ کے حال سے تعجب کر کر کہتے ہین کہ عجیب
امر ہے کہ یہ حضرات ایک گواہ اور مدعی کی
قسم کو تو رد کرتے ہین حالانکہ حدیث ابن عباس
سے اسکا مقبول ہونا ظاہر ہے اور صرف نکول
سے جو سکوت ہی اور ساکت کیطرف کوئی قول
منسوب نہین ہوتا حکم دیتے ہین اور مدعی دیوار
کو جب اوسکیطرف دواخل اور خوارج ثابت
اینٹون سے ہون یا اوسکیطرف سیرون کی گرہین
ہون دعوی مین سچا سمجھتے ہین اور اس
دعوی کو قبول کرتے ہین جیسے ابو یوسف کہتا
ہے حافظ موصوف کہتے ہین کہ کجا یہ صورت
اور کجا گواہ عادل جسکی عدالت ظاہر ہو اور
قریب ہے کہ اوسکی شہادت سے علم حاصل ہو جبکہ
اوسکے ساتھ مدعی کی قسم شامل ہو جائے - اور کجا
لحوق نسب کا صرف عقد سے اگرچہ یقینا
ہمکو معلوم ہو کہ مرد عورت تک نہین پہنچا اور قطعا
نوبت مباشرت نہین آئی جسکے حنفیہ قائل ہین -
اور کجا حکم دینا ایک گواہ اور قسم سے یعنی الیمین
بہت فرق ہے اور یہی حافظ ابن قیم اسی حدیث
شاہد مع الیمین کیطرف اشارہ کر کر کہتے ہین
کہ جنہون نے اس سنت کو رد کیا ہے اونکے لیئے
کئی طریق ہین - اول یہ کہ یہ سنت خلاف
کتاب اللہ ہے تو قبول نہ ہوگی حالانکہ اماموں
نے مثل شافعی اور احمد اور ابو عبید وغیرہم کے
بیان کیا ہے کہ کتاب خدا کسیوجہ سے اوسکے
مخالف نہین اور وہ سنت کتاب اللہ سے موافق
ہے اور جو شخص احادیث رسولخدا کو اس خیال
سے کہ وہ ظاہر قرآن کے خلاف ہین رد کرے

اشاعۃ السنۃ ✤ حافظ ابن القیم طرق حکمیۃ
مین لکھتے ہین ومن العجائب رد الشاھد و
الیمین والحکم بمجرد النکول الذی ھو سکوت
ولا ینسب الی ساکت قول - مترجم کہتا ہے
حنفیہ کے نزدیک محض سکوت سے بھی نکول ثابت
ہوتا ہے جیسے صریح انکار سے چنانچہ شرح وقایہ
مین بصفحہ ۲۶۳ م فان نکل مرۃ بان ای قال
لا احلف او سکت بلا آفۃ قضی بالنکول ۱۲
حاشیہ والحکم لمدعی الحائط اذا کانت الیہ
الدواخل والخوارج وھو الصحاح من الآجر
او الیہ معاقد القمط کما یقولہ ابو یوسف فاین
ھذا من الشاھد العدل المبرز فی العدالۃ التی
یکاد یحصل العلم بشہادتہ اذا انضاف الیہا
یمین المدعی واین العلم بلحوق النسب بمجرد العقد
وان علمنا قطعا ان الرجل لم یصل الی المراۃ
من الحکم بالشاھد والیمین مترجم کہتا ہے ان
حضرات کی درمختار مطبوعہ دہلی کے ص ۲۶۵ -
مین لکھا ہے قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول
کتزوج المغربی بمشرقیۃ فیہما مسافۃ سنۃ
فولدت لستۃ اشہر منذ تزوجہا لتصورہ
کرامۃ انتہی - ایضا قال الامام ابن قیم فی
الطرق الحکمیۃ والذین ردوا ھذہ السنۃ
لہم طرق الاول انہا خلاف کتاب اللہ فلا
یقبل وقد بین الائمۃ کالشافعی واحمد
وابی عبید وغیرہم ان کتاب اللہ لا
یخالفہا بوجہ وانہا موافقۃ لکتاب اللہ
وانکر الامام احمد والشافعی علی من رد
احادیث رسول اللہ لزعمہ انہا تخالف ظاہر
القرآن وللامام احمد فی ذلک کتاب مفرد
سماہ کتاب طاعۃ الرسول - ۵

✤ ✤ ✤
✤

ج ۱ ص ۲۳۴ [illegible]

اقوال اہلسنت

فقہای مقلدین
انحضرات کے اماموں سے تو جو کچھ رد آیات واحادیث عمل مین آیا آیا انکے فقہای مقلدین نے تو یہہ قاعدہ مقرر کر لیا کہ دلیلون سے یعنے آیات واحادیث سے تمسک کرنا مجتہد کا کام ہے اور اجتہاد ایک بڑا کام ہے جسکا حاصل ہونا دشوار ہے اور اہل اجتہاد گذر چکے اور اونکا زمانہ ختم ہوگیا اور جو آیت وحدیث وخبر ہمارے اصحاب کے قول سے مخالف ہے اوسپر عمل کرنا جائز نہین اور مجتہدون کے اقوال حدیث پر مقدم ہین اس لئے کہ حدیث کی نسبت احتمال ہے کہ موضوع ہو یا منکر ہو اور اگر ثابت بھی ہو تو احتمال ہے کہ منسوخ ہو یا مخصص ہو یا مقید ہو یا مؤول ہو یا معارض ہو اور جسوقت انکے روبرو آیت یا حدیث پیش کیجاتی ہے تو اوسکی نسبت بیہودہ گوئی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس آیت وحدیث کو ہمارے مجتہد نے اعتبار نہین کیا تو اوسکے موافق عمل نہین ہوسکتا اور اسی خیال سے یہہ فقہا حسب تصریح بعض اکابر علما کتب حدیث وآثار مین نظر اور اونکے معانی مین بحث کرنے سے اور اونکے شروح لغتیہ کے مطالعہ سے محروم رہے بلکہ اپنی عمر کو اقوال فقہا کے دیکھنے مین ضائع کیا اور اپنے نبی معصوم کی نصوص کو ترک کردیا اور اصحاب کالنجوم کے آثار کو چھوڑ دیا جنھون نے وحی کا مشاہدہ کیا تھا اور رسولخدا صلعم کو دیکھا تھا اور نفائس شریعت کو سمجھا تھا اسیوجہ سے یہہ لوگ رتبۂ اجتہاد سے محروم ہوے اور مقلد ہی رہے اور اس تقلید پر ایسے جمے کہ انہین کے ہم مذہب انکے حال سے متعجب ہوکر یہہ کہنے لگے کہ عجیب عجائب سے یہہ امر ہے کہ فقہاے مقلدین اپنے امام کے ماخذ مسئلہ کو ایسا ضعیف جانتے ہین کہ اوس ضعف کے دفع کرنے کا موقع تک نہین پاتے اور باوجود اسکے اوس مسئلہ مین اوسیکی تقلید کرتے ہین اور اپنے امام کی تقلید پر جمے رہنے کی وجہ سے اوس شخص کو جسکے قرآن وحدیث اور اونکے مذہب کے صحیح قیاس شاہد ہین چھوڑ دیتے ہین اور اوسکی پیروی نہین کرتے بلکہ ظاہر قرآن وحدیث کے دفع کرنے کا خیال کرتے ہین اور بعید اور باطل تاویلون سے اونکو متاول ٹھراتے ہین ۔

عبارت ناظورۃ الحق سے ظاہر ہے کہ یہہ حضرات اون آیات واحادیث پر عمل کرنا حرام جانتے ہین جو فقہا کے اقوال سے مخالف ہین اور مجتہدون کے قولون کو احادیث پر مقدم سمجھتے ہین اور بسبب توہمات فاسدہ کے اس حرکت شنیعہ اور جرأت قطعیہ کی پروا نہین کرتے سبحان اللہ قرآن وحدیث کی اس درجہ بے اعتباری اور پھر دعوی دینداری انہین حضرات کا کام ہے اور عبارت اصول کا بھی یہی حال ہے۔ اور قول شیخ عزالدین کا بھی یہی مآل ہے ۔

اشاعۃ السنۃ + قال العلامۃ ہارون بن بہاء والدین المرجانی الحنفی فی
کتاب ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق والذی یتقوله
المخاطب و تفتری به الکذب علی الله انه یزعم ان التمسک بالادلۃ انما
هی وظیفۃ المجتهد والاجتهاد ملکۃ راسخۃ وبصیرۃ شریفۃ صعبۃ
المرتقی واهله قد انقرض وزمانه قد مضی وکل آیۃ وحدیث مخالف
لقول اصحابنا لا یجوز العمل به ویقدم اقوال الفقهاء علی الحدیث
لاحتمال ان یکون موضوعا او منکرا ولو ثبت فیحتمل ان یکون منسوخا او
مخصصا او مقیدا او مؤولا او معارضا واذا اورد علیه الحدیث
او الآیۃ یهذی به ویقول انه لم یاخذ به الفقیه والمجتهد فلا
یعمل بمقتضاه +

کتاب معیار الحق میں ہے کہ عبد الرحمن بن اسمٰعیل ابو شامہ کتاب اول میں فرماتے
ہیں وقد حرم الفقهاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والآثار والبحث
عن فقهها ومعانیها ومطالعۃ الکتب المصنفۃ فی شروحها وغریبها بل
افنوا زمانهم وعمرهم فی النظر فی اقوال من سبقهم من متاخری الفقهاء
وترکوا النظر فی نصوص نبیهم المعصوم من الخطاء صلی الله علیه وسلم
وآثار الصحابۃ الذین شهدوا الوحی وعاینوا المصطفیٰ وفهموا نفائس
الشرعیۃ فلاجرم حرم هولاء رتبۃ الاجتهاد وبقوا مقلدین علی الآباء
اسی کتاب میں عقد الجید شاہ ولی اللہ سے نقل کیا ہے۔
وهذا هو الذی اشار الیه الشیخ عز الدین بن عبد السلام حیث قال ومن
عجیب العجائب ان الفقهاء المقلدین یقف علی ضعف ماخذ امامه بحیث لا
یجد لضعفه مدفعا وهو مع ذلک یقلد فیه ویترک من یشهد له الکتاب
والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ لمذهبهم جمودا علی تقلید امامه بل
یتحیل لدفع ظاهر الکتاب والسنۃ ویتاولهما بالتاویلات
البعیدۃ الباطلۃ + اور شاہ صاحب نے رسالہ
وصیۃ ونصیحۃ میں بھی اسیطرح
لکھا ہے

لطف یہ ہے کہ یہ حضرات اس تقلید پلید پر جسکی پابندی سے قرآن و حدیث کو رد کرتے ہین ہمیشہ رہنا واجب جانتے ہین اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونا حرام کہتے ہین۔ اور جو شخص اجتہاد اور برہان سے مذہب کو بدلے اوسکو بہی گنہگار قابل تعزیر ٹہراتے ہین یہان تک کہ متاخرین نے تشدد کیا اور صاف کہہ دیا کہ حنفی اگر شافعی ہو جائے اوسکو تعزیر دیجائے اور بعضون نے نقل کیا ہے کہ اگر حنفی مذہب شافعی اختیار کرلے تو اوسکی گواہی مقبول نہوگی اگرچہ عالم ہو۔

اب اسکی شناعت سنیئے کہ بحر العلوم عبد العلی تو شرح مسلم مین اسکو تشریع ٹہراتے ہین اور ملا علی قاری سم العوارض مین مسلمان کو ایسی بات کا منہ سے نکالنا حرام بتاتے ہین اور ابن حزم فرماتے ہین کہ تقلید حرام ہے اور کسیکو حلال نہین کہ بغیر دلیل کے کسیکا قول قبول کرلے سوائے جناب رسول مقبول کے حضرت کا قول ہرطرح قابل قبول ہے اور اوسکی دلیل مین چند آیتین لکہتے ہین ایک تو اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔ دوسری آیت وان قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا —

تیسری آیت۔

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب ۵

پہلی آیت سے تو قرآن کے اتباع کا حکم اور اورون کی پیروی سے منع اور دوسری آیت سے مقلدین کی مذمت اور تیسری آیت سے غیر مقلدین کی مدح ظاہر ہے

چوتھی آیت۔

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ۵

اس آیت کو لکہکر کہتے ہین کہ بموجب اس آیت کے حق تعالیٰ نے وقت تنازع کے قرآن و حدیث کے سوا کسی اور کی طرف رجوع کرنے کو مباح نہین کیا اور اس وجہ سے کسی اور کے قول کی طرف رجوع کرنا حرام ٹہرا +

حنفی اگر بدلیل و برہان مذہب شافعی اختیار کند
قابل تعزیر و مردود الشہادۃ خواہد شد +

معیار الحق + بحر العلوم عبد العلی شرح مسلم مین فرماتے ہین فقیل نعم یجب الاستمرار ویحرم الانتقال من مذہب الی مذہب آخر حتی شدد بعض المتاخرین المتکلفین وقالوا الحنفی اذا صار شافعیا یعزر وھذا التشریع من عند انفسہم الخ۔

ایضا + ملا علی قاری سم العوارض مین کہتے ہین ۔ ثم اغرب ایضا فی نقلہ انہ لو انتقل حنفی الی الشافعی لم تقبل شہادتہ وان کان عالما کما فی آخر الجواہر وھذا کما فتوی لا یجوز لمسلم ان یتفوہ بمثلہ الخ۔

ایضا مولوی اسمعیل نے تنویر العینین مین اسکے قریب ذکر کیا ہے۔

تنویر الحق ۔ نقل کیا حموی نے بیچ شرح اشباہ والنظائر کے و فی الفتح قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب بالاجتہاد والبرہان آثم یستوجب التعزیر فبلا اجتہاد و برہان اولی ۔ انتہی بلفظہ۔

ایضا ابن حزم بند الکافیہ مین فرماتے ہین التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلعم بلا برہان لقولہ تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء +

وقولہ تعالی واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا +

وقال مادحا لمن لم یقلد فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب وقال تعالی

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر۔

فلم یبح اللہ الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنۃ

+

اور بیشک تمام صحابہ اور کل تابعین اور سارے تبع تابعین ان تینون گروہ کا اجماع اس امر کے ممنوع اور ممتنع ہونے پر صحیح ہوا ہے کہ کوئی انمین سے کسی ایک کے قول کیطرف جو انمین سے ہو یا سابقین سے متوجہ ہو اور اوسکے تمام قول اختیار کرے تو جان لینا چاہیے کہ جو شخص ابو حنیفہ یا مالک یا شافعی یا احمد کے تمام قول اختیار کریگا اور اپنے امام کے کسی قول کو نہ چھوڑے گا اور غیر کے قول کی طرف التفات نکرے گا اور جو کچھ قرآن وحدیث مین آیا ہے اوسپر انسان معین کے قول کی طرف اوسکو بغیر پھیرے اعتماد نکرے گا تو تحقیق اوسنے اول سے آخر تک تمام اُمت کے اجماع کی بالیقین مخالفت کی جسمین کسیطرح اشکال نہین اور وہ بے شبہ اپنی ذات کے لئے تعریف کئے ہوے تینون زمانون مین کوئی بزرگ وامام نپائیے گا۔ اور مومنین کے طریقہ سے باہر نکل جائیے گا۔

ابن حزم انحضرات کی کیفیت لکھکر ایسی حالت سے خدا سے پناہ مانگتے ہین۔ شاہ ولی اللہ ابن حزم کی عبارت نقل کرکر اور چند سطرین اپنی طرف سے لکھکر فرماتے ہین کہ حدیث رسولخدا کی مخالفت کا اتفاق خفی یا حمق جلی کے سوا کوئی اور سبب نہین۔

مولف کہتا ہے کہ عبارت ابن حزم سے ظاہر ہے کہ بموجب قرآن کے رسولخدا ص کے سوا کسی اور کے قول کا بغیر دلیل کے قبول کرنا کسیکو حلال نہین اور وقت تنازع کے قرآن وحدیث کے سوا کسی اور کے قول کی طرف رجوع کرنا حرام ہے تو جو لوگ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی کہلاتے ہین اور اپنے اپنے امام کی پیروی واجب سمجھکر غیر کی تقلید حرام بتاتے ہین اور آیات واحادیث کو جو اونکے امام کے اقوال سے مخالف ہین رد فرماتے ہین یا اونکے معانی اپنے امام کے قول کی موافق بناتے ہین یہہ سب ایک امر ناجائز پر مصر ہین اور حرام کام کو واجب ٹھراتے ہین اور یقیناً اجماع امت کے خلاف عمل مین لاتے ہین اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین تینون کے زمانون مین جنکی مدح حدیث مین وارد ہے ان لوگون کا کوئی امام ہے نہ پیشوا ہے اور اونکا طریقہ اہل ایمان کے طریقہ سے جدا ہے۔

اور شاہ ولی اللہ کی عبارت سے واضح ہے کہ یہہ حضرات یا تو چھپے منافق ہین یا کھلے احمق ہین۔ بالجملہ یہان سے چارون مذہب کے لوگون کا حال روشن ہوگیا جنمین تقریباً کل اہل سنت شامل ہین اور اوصاف مذکورہ مین کامل ہین۔

تتمة قول ابن حزم

وقد صح اجماع الصحابة كلهم اولهم عن اخرهم واجماع التابعين
اولهم عن اخرهم واجماع تابعي التابعين اولهم عن اخرهم
على الامتناع والمنع من ان يقصد احد منهم الى قول
انسان منهم او ممن قبلهم فياخذ كله فليعلم من اخذ
بجميع اقوال ابيحنيفة رح او جميع اقوال مالك رح او
جميع اقوال الشافعي رح او جميع اقوال احمد رح ولا
يترك شيئا من اقوال من اتبع منهم الى قول غيره
ولم يعتمد على ما جاء في القران والسنة غير
صارف لذلك الى قول انسان بعينه انه قد
خالف اجماع الامة اولها عن اخرها
بيقين لا اشكال فيه وانه لا يجد
لنفسه سلفا ولا اماما في جميع
الاعصار المحمودة الثلثة
وقد اتبع غير سبيل المومنين
نعوذ بالله من هذه
المنزلة انتهى على ما
في عقد الجيد -
فحينئذ لا سبب
لمخالفة حديث
النبي الاتفاق
خفي او حمق جلي
عقد
الجيد

جلیعقد

اور بعض اکابر اہلسنت نے کہا ہے کہ اس امر پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ جو شخص اسلام لائے اوسکو جائز ہے کہ علما مین جس شخص کے چاہے تقلید کرے۔ اور صحابہ نے اجماع کیا اسپر کہ جو شخص ابو بکر و عمر سے جو انکے نزدیک امیر المومنین تہے فتوے پوچہے اوسکو جائز ہے کہ ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہما سے بہی بلا کراہت استفتا کرے اور اونکے قول کی موافق عمل مین لائے تو جو شخص ان دونون اجماعون کے رفع ہونے کا دعوے کرے اوسکو اسکا بیان لازم ہے۔

اور بعضون نے کہا ہے کہ صحابہ مین چند معدود آدمی مجتہد تہے اور باقی سب مقلد پہر انمین سے اکثر نے کسی معین صحابی مجتہد کی تقلید کو لازم نہ کر لیا تہا پہر اگر کوئی شخص اتفاقاً ایک معین شخص کی تقلید بہی کرتا تہا تو اس خاص تقلید کو بالخصوص واجب ولازم نجانتا تہا کیونکہ اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔ بلکہ دوسرے کی تقلید بہی جائز سمجہتا تہا تو یہہ بیباک آدمی کہ باوجود بیعلمی کے آپ کو اہل علم مین شمار کرتے ہین جو کچہہ انہون نے لفظ و معنی لامذہب کے قرار دئے ہین اور جو شخص امام معین کی تقلید نکرے اور اوسکو واجب نجانے اوسکو لامذہب ٹہرایا ہے اکثر صحابہ ہین باعتبار عمل کے اور کل صحابہ ہین اوسکے جائز ہونے کے اعتقاد کے اعتبار سے یہی صورت لامذہبی متحقق تہی آن دونون قولون سے بہی مقلدین مذاہب اربعہ کی اجماع امت اور اجماع صحابہ سے مخالفت اور ان مقلدین کے قول سے صحابہ کا لامذہب ہونا ظاہر ہے اور دوسرے قول سے یہہ بہی ظاہر ہے کہ اہلسنت جو تمام اصحاب کو بموجب حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم مقتدی اور پیشوا بتاتے ہین۔ یہہ بے اصل بات ہے اور یہہ حدیث بہی موضوع ہے کیونکہ اصحاب مین گنے چنے آدمی قابل اقتدا تہے باقی سب اونکے پیرو تہے اور خود طالب اہتدا تہے اونکی اقتدا کیونکر باعث اہتدا ہو سکتی ہے ؏

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند +

اسی پر اور فضائل کو جو حضرات اہلسنت نے علے العموم تمام اصحاب کی شان مین بلا تخصیص تجویز کر رکھے ہین قیاس کر لینا چاہیئے زیادہ تفصیل کی حاجت نہین۔

العاقل تکفیہ
الاشارۃ

در صحابہ چند کس مجتہد بودند باقی ہمہ مقلد

لامذہب بودن صحابہ بموجب قول مقلدین ائمہ اربعہ

قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابة علی ان من استفتی ابابکر وعمر امیری المؤمنین فله ان یستفتی اباهریرة ومعاذ بن جبل وغیرهما ولعمل بقول لهم من غیر نکیر فمن ادعی برفع هذین الاجماعین فعلیه البیان۔

ایضاً فتویٰ مولوی حیدر علی ٹونکی سے معیار الحق میں اس طرح نقل کیا ہے۔

بر اہل علم مخفی نیست کہ از صحابۂ کرام چند صحابہ معدود مجتہد بودند و باقی ہمہ مقلد باز اکثر و بیشتر ازینہا تقلید یک کس معین از صحابی مجتہد لازم نگرفتہ بودند باز اگر کسے مقلد یک کس معین اتفاقاً می بود این تقلید خاص را بالخصوص واجب ولازم نمید النست کہ خلاف اجماع صحابہ بود بلکہ تقلید دیگرے ہم جائز سیدانست پس این مردم بے باک کہ خود ہا را باوجود بے علمی از اہل علم مے نمایند آنچہ لفظ و معنے لامذہب قرار دادہ اند در اکثر صحابہ باعتبار عمل و در جمیع صحابہ باعتبار اعتقاد جوازش متحقق بود۔

اس تقلید کی نسبت شاہ ولی اللہ کہتے ہین کہ خدا نے اپنے بندونمین سے کسیکو
یہہ تکلیف نہین دی کہ وہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو بلکہ تمام بندون پر یہہ واجب
کیا ہے کہ جس شریعت کے ساتھہ حضرت محمد مصطفی مبعوث ہوے ہین اوسپر ایمان
لائین۔ اور معیار الحق مین صیانۃ الناس سے نقل کیا ہے کہ سید شریف نے حکمۃ العین ص ۶۔
کے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ اولاد رسول اللہ ایک جسمی وہ سادات کرام ہین او پر
صدقہ زکوۃ حرام ہے دوسرے اولاد روحی وہ علماے عظام ہین او پر تقلید جو
دوسرے عالم کا صدقہ ہے حرام ہے۔ با این ہمہ تعجب ہے کہ ان لوگون نے
تقلید مین غلو کیا اور حد سے باہر نکل گئے۔

اور شخص معین کی تقلید لازم سمجھنے مین تعصب کیا یہانتک کہ اجتہاد سے منع کیا
اور اپنے امام کے غیر کی تقلید کو بھی ممنوع قرار دیا۔

ظاہر ہے کہ جب ہر فرقے نے اپنے امام کی تقلید کو واجب اور غیر کی تقلید کو ممنوع
ٹھرایا تو اس صورت مین ہر ایک فرقہ تین فرقون کے نزدیک حرام کا واجب سمجھنے
والا اور اوسپر مصر قرار پایا۔ اور بحمد اللہ اس سے چارون فرقون کا حال اونہین کے
اقوال سے بخوبی ظہور مین آیا اور جسنے ابتدا اور انتقال مین فرق کیا عقل و فہم سے
ہاتھ اوٹھایا۔ افسوس کہ ان حضرات نے کسی امر کا خیال نہ فرمایا۔ بلکہ یہہ تقلید
قائم رکھنے کی غرض سے انکے محققین نے عوام کے حق مین اکابر صحابہ کی تقلید
کے ممنوع ہونے پر اجماع کیا۔ اور یہہ عذر کہ عوام کو اصحاب کے اقوال سے
حکم نکالنے کی قدرت نہین اس امر کے لئے اختراع کیا اور اسی بنا پر چارون
امامون کے سوا اورون کی تقلید سے امتناع کیا۔

ناظرین دیکھین کہ ان حضرات نے دین کا کیا حال کیا ہے اور کسطرح سے حلال
کو حرام اور حرام کو حلال کیا ہے گویا شریعت غرا کو محض بازیچۂ اطفال خیال کیا ہے
اس سے ظاہر ہے کہ انکو کچھہ پاس دین و اسلام نہین۔ اور عوام کے فریب دینے
کے سوا انکا کچھہ اور کام نہین۔ اور لوگون کے پہانسنے کے لئے اس ظاہری
دعوے کے علاوہ کوئی دوسرا دام نہین۔ اور فی الحقیقت ورا ے کفر اور شرک کے
اسکا کچھہ اور انجام نہین۔ اور نفس الامر مین دین کا نام نہین قرآن و حدیث اس دعو
پر دو گواہ عادل ہین کسی اور کا کلام نہین۔ +

لزوم تقلید شخص معین امر حادث است۔ ++

معیار الحق

شاہ ولی اللہ نے رسالہ قول سدید مین کہا ہے۔

اعلم انه لم يكلف الله احدا من عباده بان يكون حنفيا او مالكيا او شافعيا او حنبليا بل اوجب عليهم الايمان بما بعث به سيدنا محمدا۔

اور ملا علی قاری نے بھی شرح عین العلم مین اسیطرح کہا ہے۔

ایضاً

مولوی اسمعیل تنویر العینین مین کہتے ہین۔ وقد غلا الناس في التقليد وتعصبوا الى التزام تقليد شخص معين حتے منعوا الاجتهاد ومنعوا تقليد غير امامه الخ

ایضا مسلم اور اوسکی شرح مین ہے قال الامام اجمع المحققون على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة رضوان الله تعالى عنهم عليهم فان اقوالهم قد يحتاج في استخراج الحكم منها الى تدقيق ولا يقدر العوام عليه وعليه

ابتنى ابن الصلاح منع تقليد غير الائمة الاربعة ۔+++

م ۱۱ طبع

تکفیر مقلدین ائمہ اربوجب تصریح محققین اہل سنت۔

تفسیر کبیر اور تفسیر نیشاپوری مین اس آیت کی تفسیر مین کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ جسکے معنی یہہ ہین کہ بنی اسرائیل نے اپنے عالمون اور راہبون کو بدون خدا کے مالک اور رب قرار دیا لکہا ہے کہ بالاتفاق یہان یہہ تو مراد نہین کہ اونہون نے اپنے عالمون اور راہبون کو معبود ٹہرایا تہا اور اونکی عبادت کرتے تھے اور اسمین اختلاف ہے کہ پہر کیا مراد ہے اکثر مفسرون کے نزدیک یہہ مراد ہے کہ اونہون نے اوامر و نواہی مین اپنے عالمون اور راہبون کی اطاعت اور فرمانبرداری کی۔ عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ وہ نصرانی تہا جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا تو حضرت اوسوقت سورۂ براءت تلاوت فرمارہے تہے جب اس آیت تک پہنچے عدی نے عرض کیا کہ ہمتو اونکی عبادت نہین کرتے حضرت نے فرمایا کیا تم اپنے عالمون اور راہبون کے کہنے سے خدا کے حلال کئے ہوے کو حرام اور اوسکے حرام کئے ہوے کو حلال نہین کرتے عدی نے اس بات کو تسلیم کیا تب حضرت نے فرمایا کہ یہی اونکی عبادت ہے ربیع کہتا ہے کہ مینے ابوالعالیہ سے پوچہا کہ بنی اسرائیل مین ربوبیت کی کیا کیفیت تہی اوسنے جواب دیا کہ وہ اکثر کتاب خدا مین وہ احکام پاتے تہے جو اونکے عالمون اور راہبون کے قول سے مخالف ہوتے تہے باینہمہ وہ اونکے اقوال اختیار کرتے تہے اور خدا کے حکم کو نہ مانتے تھے۔ علماء نے کہا ہے کہ فاسق کی تکفیر بسبب اطاعت شیطان کے مذہب خوارج کے برخلاف اس سبب سے لازم نہین کہ فاسق اگرچہ شیطان کا کہنا مانتا ہے لیکن اوسپر لعنت کرتا ہے اور اوسکو ذلیل سمجہتا ہے برخلاف ان تابعین معظمین کے کہ یہہ شیطان کا کہنا مانتے ہین اور اوسکو اچہا بہی جانتے ہین اسوجہ سے انکی تکفیر لازم ہے یہہ تابعین فقہاء مقلدین ہین جو اپنے اپنے امامون کی تقلید واجب جانکر اوسمین جد و کد کرتے ہین اور جو آیتین اور حدیثین اونکے امامون کے اقوال سے مخالفت رکہتے ہین اونکو تاویلات باطلہ سے مؤول یا رد کرتے ہین جیسے کہ بیان ہوا۔ اس حالت مین یہہ لوگ گو بظاہر امامون کی پیروی کا دم بہرتے ہین مگر فی الواقع شیطان کے قدم بقدم چلتے ہین اس لئے کہ اگر ان امامون نے دیدہ و دانستہ خلاف حکم خدا و رسول اجتہاد کیا اور اپنے اور اپنے پیروون کے دین و ایمان کو برباد کیا تو ظاہر ہے کہ یہہ امام مصداق وجعلناھم ائمة یدعون الی النار ہوے اور اس حالت مین کس لقب کے سزاوار ہو اور انکے پیرو کس کے پیروون مین شمار ہوے اور اگر بالفرض یہہ امام جہالت

ص ۳۴۳ تفسیر نیشاپوری میں تفسیر میں آیہ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا
من دون الله کی مرقوم ہے اختلفوا فی معنی اتخاذهم ایاهم اربابا
بعد الاتفاق علی انه لیس المراد انهم جعلوهم الهة فقال اکثر
المفسرین المراد انهم اطاعوهم فی اوامرهم ونواهیهم ونقل
عن عدی بن حاتم کان نصرانیا فانتهی الی النبی وهو یقرء
سورة براءة فلما وصل الی هذه الاية قال عدی انا لسنا
نعبدهم فقال الیس تحرمون ما احل الله وتُحِلُّوْنَ ما حرم
فقلت بلی فقال تلك عبادتهم قال الربیع قلت لابی العالیة
کیف کانت الربوبیة فی بنی اسرائیل فقال انهم ربما وجدوا فی
کتاب الله ما یخالف قول الاحبار والرهبان فکانوا یاخذون باقوالهم
وکانوا لا یقبلون حکم الله تعالی قال العلماء انما یلزم تکفیر
الفاسق بطاعة الشیطان خلاف ما علیه الکل ارجو لان الفاسق
وان کان یقبل دعوة الشیطان الا انه یلعنه ویستخف
به بخلاف اولئك الاتباع المعظمین ۔ اور
تفسیر کبیر اور عقد الجید اور حجة الله البالغة
میں شاہ ولی اللہ کے بھی
اسیطرح لکھا ہے

اور اگر زیادہ تصریح مطلوب ہو تو مولوی اسمٰعیل کا قول سنئے کہ تنویر العینین مین کہتے ہین کہ کاش مجھکو دریافت ہوتا کہ شخص معین کی تقلید کا التزام کسطرح جائز ہے باوجود اسکے کہ حدیثین جو رسولخدا م سے منقول ہین اور جس امام کی تقلید کیجاتی ہے اوسکے قول کے برخلاف صریح دلالت کرتے ہین اون حدیثون کی طرف رجوع ممکن ہے پس اگر مقلد اس صورت مین اپنے امام کے قول کو ترک نکریگا تو اوسمین شرک کا شائبہ ہے چنانچہ ترمذی کی حدیث اسپر دلالت کرتی ہے جو عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ اوسنے جناب رسولخدا م سے اس آیت کو پوچھا اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ حضرت م نے ارشاد کیا کہ جو کچھ تمھارے عالمون اور راہبون نے حلال وحرام قرار دیا تھے اوسیکو حلال وحرام ٹھرالیا۔

(مراد یہ ہے کہ ان لوگون کے قول کے مقابلہ مین حکم خدا کو قبول نکیا تو اونہون نے ان لوگون کو اپنا مالک اور رب سمجھ لیا ۔)

تھوڑے فاصلہ کے بعد کہتے ہین کہ اس سے معلوم ہوا کہ شخص معین کی اس طرح پیروی کرنا کہ اوسکے قول سے تمسک کیا جاے اور اوسکے برخلاف اگر قرآن و حدیث سے دلیلین ثابت ہون تو اونکو اوسکے قول کی موافق تاویل کیا جاے بیشک اس پیروی مین نصرانیۃ کی آمیزش اور شرک کا حصہ ہے۔ اور لوگون سے تعجب ہو کہ ایسی پیروی سے خوف نہین کرتے۔ بلکہ جو اس پیروی کو ترک کرے اوسپر جور وستم کرتے ہین۔ اوسکے جواب مین یہ آیت کیا خوب سزاوار ہے۔ وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ مالم ینزل بہ سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون یہ لکھکر مولوی صاحب نے مخاطب کو تدبر اور انصاف اور شک نکرنے کی ہدایت کی ہے اور تعصب سے خدا سے پناہ مانگی ہے۔

غرض یہ ہے کہ جو کچھ تحریر فرمایا ہے اوسمین تعصب کو دخل نہین اور ایسا نہین جسمین شک کیا جاے سوچنا اور انصاف کرنا چاہیے۔

مولوی اسمٰعیل کی تقریر سے جو قرآن و حدیث سے مدلل ہے نصرانی ہونا اور مشرک ہونا چارون فرقون حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ کا جنسے اقل قلیل اہلسنت باہر ہونگے بخوبی واضح ولائح ہے۔

اسکے علاوہ

معیار الحق مولوی اسمعیل صاحب تنویر العینین میں فرماتے ہیں۔ ولیت شعری

کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی الصحیحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ ففیہ شائبة من الشرک کما یدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انہ سئل رسول اللہ عن قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ فقال انکم حللتم ما احلوا وحرمتم ما حرموا۔

بعد کچھ فاصلے کہا ہے فعلم من ھذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبت علی خلافہ دلائل من السنة والکتاب یاول الی قولہ شوب من النصرانیة وحظ من الشرک والعجب من القوم لا یخافون من مثل ھذا الاتباع بل یخیفون تارکہ فما احق ھذہ الآیة فی جوابھم وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ہ فتدبر و انصف ولا تکن من الممترین۔

ونعوذ باللہ ان نکون من المتعصبین

اسکے علاوہ شخص معین کی تقلید کے لازم کرلینے مین اور بہی قباحت ہی جسکو صاحب معیار الحق
اصطلاح بیان کرتے ہین ۔ وہ شخص جسنے التزام کر رکہا ہو کہ مین تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی تقلید
کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہین کرونگا تو وہ کسی نہ کسی دن گناہ مین مبتلا یا کسی فرض کا
تارک بہی ہو جائیگا مثلاً ایک عورت ہو حنفیہ جوان مشتہاۃ اور اوسکا خاوند مفقود الخبر ہو
اور عرصہ چار برس کا گذر گیا ہو اور اوسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زنا کے صادر ہونے کا
خوف غالب ہو تو دیکہو اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کے مذہب مین کوئی
علاج نہین وہ تو یہی فرماتے ہین کہ نوّے برس تک خاوند کی منتظر رہے تو وہ خواہ مخواہ
زنا مین مبتلا ہو وے ہی گی اور اگر التزام نہوتا تو بیشک زنا سے بچ جاتی کہ امام مالک
کے مذہب مین اوسکی دوا یعنی تجویز نکاح کی بعد چار برس کے موجود ہے ۔ ایسا ہی
ایک شخص حنفی کو سفر مین ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر و عصر کی اپنے اپنے وقتون مین
ادا نہین کرسکتا اور اوسکو التزام تہا کہ شافعی مذہب کی تقلید کبہو نکریگا او جمع بین الظہر
والعصر ہرگز نکریگا تو وہ بیشک ایک نماز کو ان دونون مین سے قضا ہی کریگا اور
اگر اوسکو التزام حنفیہ کا نہوتا تو بے تامل دونون نمازون کو شافعی مذہب پر
جمع کر کر ادا کرتا اور ترک فرض سے محفوظ رہتا ۔ ان سب پر طرہ یہہ ہے کہ ہر چند ہر
فرقہ کو اپنے اپنے امام کی تقلید کا التزام ہے اور دوسرے امام کی تقلید حرام ہے لیکن
بمصداق یقولون مالا یفعلون یہہ التزام صرف برائے نام ہی اسپر عمل کرنے
سے انکو کیا کام ہے جسوقت کوئی دنیوی ضرورت پیش آتی ہے امام معین کی تقلید
طاق بلند پر رکہی جاتی ہے چنانچہ اہلسنت کے امام سید شریف علی سمہودی نے
نقل کیا ہے کہ امام طرطوسی نے حکایت کی ہے کہ نماز جمعہ کی اقامت ہوئی اور
قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر کا قصد کیا کہ یکا یک پرندے نے اوسپر بیٹ کر دی
قاضی صاحب نے جو دیکہا کہ اگر تطہیر کی تدبیر کی تو جمعہ کی امامت جس سے لوگون کی
نظر مین وقعت ہی جاتی رہیگی جہٹ فرمایا انا حنبلی یعنی مین حنبلی ہون یہہ فرما کر
نماز شروع کر دی حالانکہ قاضی صاحب شافعی تہے اور جانور کی بیٹ سے آلودگی
کی حالت مین نماز سے اجتناب کرتے تہے اور وہی امام سید شریف نقل فرماتے ہین
کہ قاضی ابو عاصم عامری مسجد قفال کے دروازہ پر فتوی دے رہا تہا اور موذن
مغرب کی اذان دیتا تہا قاضی اپنا کام چہوڑ کر مسجد مین آیا جب ہی قفال نے اوسکو دیکہا
تو بپاس خاطر قاضی صاحب کے اپنے مذہب کے خلاف موذن کو حکم دیا کہ موافق قاضی صاحب
کی فصول اقامت کو دو دو بار کہے اور قاضی کو امام بنایا جب یہہ امام بنے تو انہون نے
اپنے مذہب کے خلاف قفال کی خاطر سے اوسکی مذہب کی موافق بلند آواز سے

[illegible]

ف
ہر فرقہ از اہلسنت تقلید غیر امام خود
حرام میگویند و خلاف آن میکنند ۔

معیار الحق

(۶۶) امام سید شریف علی السمہودی نے نقلا عن الکتاب الخادم فرمایا ہے ان
الامام الطرطوسی رحمہ حکی انہ اقیمت صلوۃ الجمعۃ وہم القاضی
ابو الطیب الطبری بالتکبیر فاذا طائر قد ذرق علیہ فقال انا حنبلی
ثم احرم ودخل قلت ومعلوم انہ انما کان شافعیا یتجنب
الصلوۃ بذرق الطائر۔

(۶۷) ایضا سید شریف علی السمہودی کتاب خادم سے نقل کرتے ہین۔
ان القاضی اباعاصم العامری کان یفتی علی باب مسجد
القفال والمؤذن یؤذن المغرب فترک ودخل المسجد
فلما راہ القفال امر المؤذن ان یثنی الاقامۃ
وقدم القاضی فتقدم وجہر بالبسملۃ مع
القراءۃ واتی بشعار الشافعیۃ فی صلوۃ
ومعلوم ان القاضی اباعاصم انما
یصلی قبل بشعار مذہبہ فلم
یمنعہ سبق عمل بمذہبہ
فی ذلک ایضا انتہی
علے ما نقلہ
العلامۃ

الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید۔ اور طحطاوی نے بھی اس قصہ کو نقل کیا ہے ۔

اور قول سدیدہ مین لکہا ہی کہ امام ابو یوسف جب نماز جمعہ پڑہا چکے اور اونکو خبر ہوئی کہ جس حمام مین غسل جمعہ کیا تہا اوسکے پانی مین مرا ہوا چوہا تہا تو چونکہ نماز کی ظاہری رسم ادا ہو چکی تہی اور بدن اور لباس کے پاک کرنیمین اور نماز کے اعادہ مین کچہہ دقت معلوم ہوئی فرمانے لگے کہ ہم اپنے بہائیون اہل مدینہ کا قول اختیار کرتے ہین کہ جب پانی بقدر دو قلتین ہو نجس نہین ہوتا۔ محیط برہانی اور فتاوے ظہیریہ مین کہا ہے کہ امام صاحب کا مذہب یہہ نہین تہا۔ ان حکایتون سے ظاہر ہے کہ یہہ حضرات جن امور سے بموجب اپنے مذہب کے اجتناب کرتے ہین ادنی ادنی سببون سے کس طرح اونہین کا ارتکاب کرتے ہین۔

عراق اور ما وراء النہر کے حنفی عالمون نے مالک اور شافعی کے قول کی موافق تمام مسئلون مین فتوی دیا ہے ازانجملہ یہہ ہے کہ مفقود الخبر کی زوجہ کو چار برس مین جدا کر دینا۔ خوارزم کے بعض حنفی عالمون نے کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ مین خطا ہونے سے نماز فاسد نہین ہوتی اور اس بارہ مین مذہب شافعی اختیار کیا ہے۔ یہانتک تو خیر چارون اماموں کے قول سے باہر نہین گئے اب سنیئے کہ یہہ لوگ باوجود اسکے کہ چارون اماموں کے سوا اور کی تقلید منع ٹہراتے ہین خود کسطرح اوسپر عمل فرماتے ہین متاخرین حنفیہ نے موافق مذہب ابن لیلی کے گواہون کا حلف لینا اور اوسکو تزکیہ کے قائم مقام قرار دینا لازم ٹہرایا ہے اور تمام شہرون کے قاضی اسپر عمل کرتے ہین حالانکہ چارون مذہبون مین گواہون کا حلف لینا جائز نہین۔ زیادہ لطف یہہ ہے کہ انحضرات کے بعض اکابر نے بطور قاعدہ کے کہدیا ہے کہ اگر کسی اور مجتہد سے صحیح روایت پائی جاتے اوسپر عمل جائز ہی اور مسئلہ مذکورہ کو اوسکی سند مین ذکر کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ انسان کو مذہب معین کا التزام ضرور نہین اور اوسکو جائز ہے کہ اپنے امام کے غیر کی تقلید کر کر وہ عمل کرے جو مخالف ہو اوس عمل کی جسکو اپنے مذہب کے موافق کیا تہا اور اوسکو دو امرون پر جو باہم ضد ہون عمل کرنا درست ہی اور بعد عمل کے بہی دوسرے کی تقلید کا اختیار ہے یہانتک کہ اگر کوئی اپنے مذہب پر صحیح گمان کر کے نماز پڑہ لے پہر اوسکے مذہب پر اوس نماز کا باطل ہونا اور غیر کے مذہب پر اوس نماز کا صحیح ہونا ظاہر ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ غیر کی تقلید کرلے اور اوسی نماز پر اکتفا کرے اور وہی ابو یوسف کا واقعہ اسکی سند مین ذکر کیا ہے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ قاضی کو اپنے مذہب کے خلاف حکم دینا جائز ہے مثلاً اگر نکاح فاسقون کی گواہی سے ہوا ہو تو قاضی کو جائز ہے کہ پاس شافعی مذہب کے بہیجے تاکہ وہ اوس نکاح کو باطل کردے اور حنفی کو خود بہی اس نکاح کے باطل کرنے کا اختیار ہے اور یہہ مسئلہ اپنے مذہب کے برخلاف حکم دینے کا ہے اور انہین سے بعضون نے تو یہہ غضب کیا کہ تلفیق کو جو جمع

[illegible] بین المذہبین فی حادثۃ واحدۃ سے عبارت ہی صحیح ٹہرادیا چنانچہ رسائل زینیہ مین لکہا ہی۔ ممکن ہی کہ استبدال کا صحیح ہونا قول ابو یوسف سے اور بیع کا صحیح ہونا ساتہ غبن فاحش کے [illegible]

معیار الحق ۔ اور کہا مولانا المحقق ابن الملا فروخ المکی الحنفی نے قول سدید میں و
کذلک مسئلۃ الامام ابی یوسف رح لما صلی بالناس الجمعۃ واخبر بوجود فارۃ
میتۃ فی ماء الحمام الذی اغتسل منہ للجمعۃ فقال ناخذ بقول اخواننا من
اھل المدینۃ اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا قال فی المحیط البرھانی والفتاوی
الظہیریہ ولم یکن ذلک مذھبہ الخ معیار الحق + شرح اسپیجابی میں نقلا عن جامع
(٨٥٦) الفتاوی مذکور ہے افتی علماء العراق وما وراء النہر علی قول مالک والشافعی فی تسعۃ
مسائل منھا تفریق امرأۃ الغائب باربع سنین الخ اور فتاوی حسب المفتین میں لکھا
ہے کہ مسئلہ نکاح زن مفقود میں امام مالک کے قول پر حنفیوں نے عمل کر رکھا ہے چنانچہ
بعد بیان مذہب امام مالک کے درباب نکاح زوجہ مفقود کے فرمایا ہے قول مالک معمول
بہا فی ھذہ المسئلۃ وھو احد قولی الشافعی ولو افتی بہ الحنفی یجوز فتواہ ۔
ایضا + فتاوائے بزازیہ میں کہا ہے ان من علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من اختار
عدم فساد الصلوۃ بالخطاء فیہا لمذھب الشافعی نقلا لعلامۃ خاتم المتاخرین
ابن نجیم فی بعض رسائلہ فی الوقف ونقل الفہامۃ ایضا فی القول السدید ۔
ایضا فتوائے مولوی حیدر علی ٹونکی سے معیار الحق میں منقول ہے دیگر متاخرین علمائی
حنفیہ تحلیف شہود موافق مذہب ابن ابیلی قائم مقام تزکیہ لازم شہود گردانیدہ اند وقضاۃ
امصار و دیار برین عمل میکنند باآنکہ در ہر چہار مذہب تحلیف شہود نا روا است ۔
ایضا بحر العلوم شرح مسلم میں فرماتے ہیں ۔ لو وجد روایۃ صحیحۃ عن مجتھد اخر
یجوز العمل بہا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشھود اقامۃ لہ مقام
التزکیۃ علی مذھب ابن لیلی فافھم ۔ رد محتار ۔ لیس علی الانسان التزام
مذھب معین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عملہ علی مذھبہ مقلدا فیہ غیر
امامہ مستجمعا شروطہ ویعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق
لواحد منہما بالاخری وقال ایضا ان لہ التقلید بعد العمل کما اذا صلی ظانا
صحتہا علی مذھبہ ثم تبین بطلانہا فی مذھبہ وصحتہا علی مذھب غیرہ
فلہ تقلیدہ ویجتزی بتلک الصلوۃ الخ ۔ ایضا شیخ الاسلام عطا بن حمزہ نے
عدہ میں فرمایا ہے یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذھب لیبطل النکاح
اذا کان بشہادۃ الفسقۃ وللحنفی ان یفعل ذلک وھی مسئلۃ القضاء علی
خلاف مذھبہ ۔ اور مجموع النوازل میں بھی اسیطرح لکھا ہے ۔ ایضا خاتم
المتاخرین زین العابدین صاحب بحر الرائق رسائل زینیہ میں فرماتے ہیں ویمکن ان
یوخذ صحۃ الاستبدال من قول ابی یوسف وصحۃ البیع بغبن فاحش بقول
ابی حنیفۃ بناء علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین ۔ +

تلفیق کا دوسرا مسئلہ سنیئے جو شیخ عبد الحق دہلوی نقل کرتے ہین کہ جو شخص طلاق کو نکاح کے ساتھہ معلق کرے یعنی کہے کہ جسوقت نکاح کرینگا اوسکی زوجہ طلاق پائیگی آسکے اب مین ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہہ شخص جسوقت نکاح کرے اور کسی عادل مفتی سے فتوی طلب کرے اور وہ فتوی دے کہ یہہ قسم[1] باطل ہے تو اوسکو گنجایش ہے کہ اوسکے فتوی کو اختیار کرے اور بی بی کو رہنے دے پہر اگر دوسری عورت سے اوسکے بعد نکاح کرے حال آنکہ حلف کر چکا تہا کہ جس عورت سے نکاح کرے گا وہ طلاق پائیگی اور کسی اور ویسے ہی مجتہد سے استفتا کرے اور وہ قسم[2] کے صحیح ہونیکا اور نکاح سے طلاق واقع ہوجانیکا اوسکو فتوی دے تو وہ شخص پہلی زوجہ کو رہنے دے اور دوسری سے مفارقت اختیار کرے اور یہہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ ایک مجتہد سے دوسرے مجتہد کی طرف رجوع جائز ہے اور یہہ بہی جائز ہے کہ ایک شخص کسی مسئلہ مین حنفی اور کسی مسئلہ مین شافعی ہو اور امام معین کی تقلید واجب نہین - مؤلف کہتا ہے کہ صورت مذکورہ سے تو ایک ہی مسئلہ مین دو مجتہدون کی تقلید کا جواز ظاہر ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک ہی مسئلہ مین حنفی اور شافعی ہوسکتا ہے اور اگر زوجہ کے بدلنے سے مسئلہ بدل جائیگا تو تمام مسائل سابقہ کا انقلاب لازم آئیگا - اور اسکو کوئی عاقل تجویز نہ فرمائیگا - اور اس حالت مین ہر شخص ہر ایک مسئلہ مین چند مجتہدین کی تقلید کرکر جسکا فتوی اپنی خاطر خواہ پائیگا اوسکی موافق عمل مین لائیگا اور ان مجتہدون کے ذریعہ سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹہرائیگا - اور بعضون نے ہر مذہب اختیار کرلینے کو جائز کردیا اور اوسکو اتنی وسعت دی کہ اگر کوئی شخص چند مذہبون کی موافق عمل مین لائے اور مجموع عمل سب مذہبون کے خلاف ہوجاتے تب بہی مضائقہ نہین مثلاً ایک شخص ابو حنیفہ اور شافعی کی پیروی بغیر مہر کے اور مالک کے اتباع سے بدون گواہون کے اور ابو حنیفہ کی تقلید سے بغیر ولی کے نکاح کرے تو یہہ نکاح بالاتفاق باطل ہے حنفیون کے نزدیک تو اسوجہ سے کہ گواہ نہین اور اورون کے نزدیک اس سبب سے کہ اسمین ولی نہین اور اس نکاح کے صحیح ہونے کی یہہ وجہ ہے کہ یہان ایک مسئلہ نہین ہے اور تیسرا قول جب باطل ہوتا ہے کہ مسئلہ ایک ہو - اور بعضون نے مسئلہ کا ایک ہونا تسلیم کرکر کہا ہے کہ اسوجہ سے صحیح ہوگا کہ مثلاً مالک نے یہہ نہین کہا کہ جو شخص مہر ہونے کے باب مین شافعی کی تقلید کریگا تو اوسکا نکاح باطل ہوگا اور شافعی نے یہہ نہین بیان کیا کہ جو گواہ نہونے کے بارہ مین مالک کی پیروی کریگا اوسکا نکاح صحیح نہوگا - افراط و تفریط ان حضرات کی آئمہ اربعہ کی نسبت قابل ملاحظہ ہے کبہی تو ایک کی انکی تقلید سے واجب ٹہرا کر جن کی پیروی کو حرام ٹہراتے ہین اور کبہی اجتہاد کو انپر ختم کرکر انکے غیر کی تقلید ناجائز بناتے ہین اور پہر ابن لیلی کی تقلید ان چارون کے قول کی مخالف عمل مین لاتے ہین اور کبہی سب مذہبون سے اختیار کرنے کو جائز کر کر وہ صورت جو چارون کے اتفاق سے باطل ہو اوسکا صحیح ہونا تجویز فرماتے ہین - +

[1] یعنی شافعی کا مذہب ہے ۱۲ منہ
[2] یعنی ابو حنیفہ کا قول ہے ۱۲ منہ

جواز عمل بقول چند مجتہد که مجموع عمل بالاتفاق باطل باشد +

ص۹۰ معیار الحق میں شیخ عبدالحق دہلوی تحصیل التعرف میں فرماتے ہیں ونقل عن الخانیۃ
فی مسئلۃ تعلیق الطلاق بالتزوج انہ قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب
الحادثۃ اذا استفتی عدلا من اہل الفتوی فافتی ببطلان الیمین وسعہ ان
یاخذ بفتواہ ویمسک المرأۃ فان تزوج اخری بعدہا وقد حلف بطلاق
کل امرأۃ تزوجہا فاستفتی فقیہا آخر مثلہ فافتاہ بصحۃ الیمین بوقوع الطلاق
المضاف الیہ بالتزوج فانہ یمسک الاولی ویفارق الثانیۃ وھذا اکد دلیل
علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الی فقیہ وان یکون الشخص حنفی المذہب فی
مسئلۃ وشافعی المذہب فی اخری ولا یجب تقلید امام بعینہ۔ اور یہ روایت
ذخیرہ اور نوادر رستم اور قول سدید وغیرہ میں بھی موجود ہے۔
ص۲۶ ایضاً: شرح مسلم بحر العلوم میں ہے وما اوردا نہ علی تقدیر جواز الاخذ
بکل مذہب احتمال وقوع الخلاف المجمع علیہ اذ ربما یکون المجموع
الذی یعمل بہ مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعاً کمن
تزوج بلا صداق للاتباع بقول الامامین ابی حنیفۃ والشافعی رح
ولا شہود اتباعاً بقول الامام مالک ولا ولی علی قول امامنا ابی حنیفۃ
فہذا النکاح باطل اتفاقاً اما عندنا فلانتفاء الشہود اما
عند غیرنا فلانتفاء الولی فالقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ
وقدمر ان الاجماع علی بطلان القول الثالث انما یکون
اذا اتحدت المسئلۃ حقیقۃ او حکما فتدبر ولانہ لو تم لزم
استفتاء مفت بعینہ والا لاحتمل الوقوع۔
مغتنم الحصول میں بھی اسیطرح ہے۔
ص۲۹ ایضاً: اسیطور پر بعض محققین نے صورت نکاح بلا صداق وبلا ولی وبلا شہود
کو بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کے بھی درست کہا ہے چنانچہ سید بادشاہ تحریر
فرماتے ہیں۔
واعترض علیہ ان بطلان الصورۃ المذکورۃ عندھما غیر
مسلم فان مالکا مثلا لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق
ان نکاحہ باطل ولم یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم
الشہود ان نکاحہ باطل۔ +

ان حضرات نے جو اجتہاد مطلق کو ائمہ اربعہ پر اور اجتہاد فی المذہب کو نسفی صاحب کنز پر ختم کیا ہے اور کہدیا ہے کہ چارون امامون کے بعد کوئی مجتہد مطلق اور نسفی کے بعد کوئی مجتہد فی المذہب نہوانہو یہانتک کہ انہین مین سے کسی ایک کی تقلید کو امت پر واجب کردیا اسکی نسبت ملا نظام الدین شرح مسلم مین کہتے ہین کہ یہہ غلط اور رجم بالغیب ہے اگر ان لوگون سے پوچھا جائے کہ تمنے یہہ کہان سے معلوم کیا تو کوئی دلیل نہ لا سکینگے پہر یہہ کہنا غیب کی خبر دینا اور خدا کی قدرت پر تحکم ہے اور انکی بحر العلوم عبد العلی فرماتے ہین کہ یہہ ایک قسم کا جنون ہے انکی انواع جنون سے اسپر کوئی دلیل نہین لائے اور انکی بات کا کچھہ اعتبار و شمار نہین۔ اور یہہ اون لوگون مین ہین جنکے باب مین حدیث کا حکم ہے کہ انھون نے بغیر علم کے فتوی دیا تو خود گمراہ ہوئے اور اورون کو بہی گمراہ کیا اور نہ سمجھے کہ یہہ غیب سے خبر دینا ہے اون پانچ چیزون کی نسبت جنکو خدا کے سوا کوئی نہین جانتا۔

ان دونون فاضلون کی شہادت سے ثابت ہوا کہ اہلسنت کے چارون امامون کے مقلدین غلط گو اور مجانین ہین مجنونون کی طرح جو چاہتے ہین بکتے ہین۔

اور اپنے قول پر کوئی دلیل نہین لا سکتے ہین۔ اور بموجب حدیث شریف کے بغیر علم کے فتوے دے دے کر خود گمراہ ہوتے ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین اور دین و ایمان کو برباد و تباہ کرتے ہین۔ +

مِعْيَارُ الحَقّ

شرح مسلم میں مولانا نظام الدین لکھنوی نے فرمایا ہے۔

اعلم ان بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد فى المذهب اختتم على العلامة النسفى صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد فى المذهب بعده وهذا غلط و رجم بالغيب فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون على ايراد دليل اصلا ثم هو اخبار بالغيب وتحكم على قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم ان لا يوجد الى يوم القيمة لاحد يتفضل الله عليه بنيل مقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذه التعصبات۔

ایضاً بحر العلوم عبد العلی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ ثم ان من الناس من حكم بوجوب الخلو من بعد العلامة النسفى واختتم الاجتهاد به وعنوا الاجتهاد فى المذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من هؤلاء على الامة وهذا كله هوس من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولا يعبأ بكلامهم وانما هم من الذين حكم الحديث انهم افتوا بغير علم فضلوا واضلوا ولم يفهموا ان هذا اخبار بالغيب فى خمس لا يعلمهن الا الله تعالى۔ +

اب کچھہ مختصر حالات ان چارون امامون کے جنکی تقلید کو تمام امت پر واجب کیا ہے اور اونکو خاتم المجتہدین قرار دیا ہے اور احوال اور اکابر کے جنکی امامت وجلالت کا ادعا ہے انہین حضرات کے اقوال کی موافق مرقوم ہوتے ہین۔

یہہ حضرات صاف صاف کہتے ہین کہ ایسا کوئی امام نہین جسکے حق مین لوگون نے طعنہ زنی اور اوسکی امامت کی بیخکنی نکی ہو چنانچہ ثوری وغیرہ نے ابو حنیفہ کی اور ابن ابی ذئب وغیرہ نے مالک کی اور ابن معین نے شافعی کی اور نسائی نے احمد بن صالح کی اور حرث محاسبی نے احمد بن حنبل کی اسیطرح اور امامون کی اور اکابر نے اچھی طرح قلعی کہولی ہے اور ان امامون کی ضلالت وتضلیل میزان بیان مین تولی ہے۔ جب انحضرات نے یہہ حال ملاحظہ فرمایا کہ ان اکابر اہل کمال نے جوان امامون کے اقران وامثال اور بخوبی واقف احوال تہے اونکا خاکہ اوڑایا۔ اور انکی امامت کو خاک مین ملایا تو اس قاعدۂ کلیہ کی کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے تخصیص کی اور اقران کا قول بعض کا بعض کے حق مین جو اوروں کے اقوال کی نسبت زیادہ تر قابل قبول واعتبار ہے نامعتبر اور غیر مقبول ٹہرایا اور عموما بغض وحسد وغیرہا کو اس قول کا منشا ٹہرایا اور پیغمبرون اور صدیقون کے سوا کسیکو ان مذموم صفتون سے نہین بچایا اور اس بات سے اپنے مذہب کے تمام علما وصلحا وغیرہم کا حال جو ان قبیح وصفون سے واقعی موصوف تہے ظاہر کرکے اونکو درجۂ اعتبار سے گرایا۔ اور علانیہ کہدیا کہ اگر ہم یہہ طریقہ عمل مین نہ لائینگے تو تمام امامون کو ہاتہہ سے گنو لینگے اور کوئی امام جو طعن وتشنیع سے محفوظ ہو نہ پائینگے۔ ظاہر ہے کہ جس مذہب کا برائے نام کوئی پیشوا اور امام نہوگا جو اپنے ہم مذہب بزرگون کے نزدیک تیر مطاعن کا نشانہ اور ہدف سہام ملام نہوگا تو اس مذہب والون کا کیا کیا انجام نہوگا اور اس فرقۂ نافرجام سے مذہب اسلام کسطرح بدنام نہوگا لاکلام جو بد انجام پیرو اہلبیت کرام اور سالک مسلک آل پاک خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام نہوگا دونون جہان مین شادکام وفائز المرام نہوگا اور کیونکر مورد انواع الزام وافحام نہوگا اور کسطرح دار السلام اس گروہ لیام کا مقام نہوگا۔ ✢

السعی المشکور فی رد المذہب المأثور تصنیف مولوی عبدالحی لکھنوی + ابن حجر
مکی رسالہ الخیرات الحسان فی مناقب النعمان میں لکھتے ہیں قول الاقران بعضہم
فی بعض غیر مقبول و قد صرح الحافظان الذہبی و ابن حجر بذلک قال
ولاسیما اذا لاح انہ لعداوۃ او لمذہب او لحسد لا ینجو منہ الا من عصمہ
اللہ قال الذہبی و ما علمت ان عصرا سلم اہلہ من ذلک الا عصر النبیین
والصدیقین اور یہی اوسمین ہے - قال التاج السبکی الحذر کل الحذر ان
تفہم ان قاعدتہم ان الجرح مقدم علی التعدیل علی اطلاقہا بل الصواب
ان من ثبت امامتہ وعدالتہ وکثر مادحوہ وندر جارحہ وکانت
ہناک قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب مذہبی او غیرہ لم یلتفت
الی جرحہ ثم قال بعد کلام طویل قد عرفناک ان الجارح لا یقبل
منہ الجرح و فسرہ فی حق من غلبت طاعاتہ علی معاصیہ ومادحوہ
علی ذامیہ ومزکوہ علی جارحیہ اذا کانت ہناک قرینۃ یشہد
العقل بان مثلہا حاملۃ علی الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او
منافسۃ دنیویۃ کما یکون بین النظراء و غیر ذلک وح فلا یلتفت
لکلام الثوری فی ابیحنیفۃ و ابن ابی ذئب وغیرہ فی مالک و ابن
معین فی الشافعی و النسائی فی احمد بن صالح ونحو ذلک قال ولو اطلقنا
تقدیم الجرح لما سلم لنا احد من الائمۃ اذ ما من امام الا وقد
طعن فیہ طاعنون وہلک فیہ ہالکون اور سبکی نے طبقات کبری میں
کہا ہے فایاک ثم ایاک ان تصغی الی ما اتفق بین ابیحنیفۃ وسفیان
الثوری او بین مالک و ابن ابی ذئب او بین احمد بن صالح والنسائی
او بین احمد بن حنبل والحرث المحاسبی وہلم جرا الی زمان
الشیخ عزالدین بن عبدالسلام و الشیخ تقی الدین بن
الصلاح فانک ان اشتغلت بذلک خشیت علیک
الہلاک الخ -

یہ عبارت ردمحتار میں بھی منقول ہے -

فاضل ذہبی نے امام فخر الدین کے اور ابو طالب کی صاحب قوۃ القلوب کے جو امام سے بہی بزرگتر ہے اور شیخ ابو الحسن اشعری کے جو شہرۂ آفاق ہے خوب خوب برائیان بیان فرمائی ہین اور اہلسنت کے اکثر عالمون اور امامون کی جو انکے نزدیک حامل شریعت ہین اچھی طرح دہجیان اوڑائی ہین اس لئے کہ یہہ لوگ بیشتر اشعری تھے اور وہ اشاعرہ کے عیوب بیان کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا اور اوسکی کتابین میزان اور تاریخ اور سیر النبلا اس مضمون صداقت مقرون سے مشحون ہین -

علامۂ حافظ ذہبی نے جو ان لوگون کی تحریر حالات مین انصاف کو کام فرمایا - اور پوست کندہ اونکے واقعی عیوب معرض بیان مین لایا اور اور ونکی طرح اونکے رذائل کو فضائل کی صورت مین نہ دکہایا ان حضرات لئے اوس بیچارہ کو ازراہ تعصب کے متعصب ٹہرایا اور اس ذریعہ سے جاہلون کو بہکایا اور مطعون اور مجروح لوگون کی امامت کا معتقد بنایا اور ذہبی کی عظمت وجلالت اور علم و دیانت کا جسکے خود معترف ہین کچہہ دہیان نہ آیا -

بالجملہ ذہبی کی کتابون سے بہی اہلسنت کے اکثر علما اور اشاعرہ کے تمام امامون کا مجروح ومقدوح ہونا ثابت ہے اور اکثر اہلسنت اشعری ہین -

امام شافعی خود فرماتے ہین کہ مینے یہہ کتابین تصنیف کی ہین اور صواب مین کوتاہی نہین کی مگر بالضرور ان کتابون مین وہ باتین موجود ہین جو قرآن وحدیث کے خلاف ہین -

مزنی کہتا ہے کہ مینے کتاب الرسالہ کو اسّی بار شافعی سے پڑہا تو ہر دفعہ خود شافعی نئی خطا سے اوس کتاب مین واقف ہوتا تہا پہر کہنے لگا کہ خطا کا ہونا مسلم ہے خدا کو یہی منظور ہے کہ کوئی کتاب کتاب خدا کے سوا صحیح نہو -

بہلا جو شخص خود اپنے کتابون کو اون احکام پر جو قرآن وحدیث کے خلاف ہین قطعاً مشتمل بتائے - بااین ہمہ اونہین کے موافق عمل کرے اور اورون سے عمل کراتے اور اونکو شائع کرکر ایک جہان کو بہکاتے اور اسّی بار پڑہانے سے بہی جسکی کتاب خطا سے اصلاح نہ پاتے اور نعوذ باللہ خدا پر اسکا الزام لگائے افسوس کہ وہی امام صاحب ہب ٹہر جائے - خدا گمراہی سے بچاتے -

الشیعی المشکوٰۃ

جلال الدین سیوطی رسالہ قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض میں لکھتے
ہیں وان غرک دندنۃ الذہبی فقد دندن علی الامام فخر الدین
بن الخطیب فی الخطوب وعلی اکبر من الامام وھو ابو طالب المکی
صاحب قوۃ القلوب وعلی اکبر من ابی طالب وھو الشیخ ابو الحسن الاشعری
الذی ذکرہ یجول فی الآفاق ویجوب وکتبہ مشحونۃ بذلک المیزان و
التاریخ وسیر النبلاء۔ ایضاً اور محمد بن فضل اللہ محبی خلاصہ الاثر فی اعیان
القرن الحادی عشر میں لکھتے ہیں۔ قال التاج السبکی فی الطبقات الشافعیۃ
ھذا شیخنا الذہبی لہ علم ودیانۃ وعندہ علی اہل السنۃ تحمل مفرط ق
ھو شیخنا ومعلمنا غیر ان الحق احق بالاتباع وقد وصل من التعصب
المفرط الی حد یستحیی منہ وانا اخشی علیہ من غالب علماء المسلمین
وائمتہم الذین حملوا الشریعۃ النبویۃ فان غالبہم اشاعرۃ وھو اذا
وقع باشعری لا یبقی ولا یذر۔ ردالمحتار حاشیہ درمختار قال الامام العلامۃ
عبد العزیز البخاری فی شرحہ علی اصول البزدوی ما نصہ روی
البویطی عن الشافعی رضی اللہ عنہما انہ قال انی صنفت ھذہ
الکتب فلم آل فیہا الصواب، ولا بد ان یوجد فیہا ما یخالف کتاب
اللہ تعالی وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال المزنی قرأت کتاب
الرسالۃ علی الشافعی ثمانین مرۃ فما من مرۃ الا وکان یقف علی خطاء
فقال الشافعی ھبہ ابی اللہ ان یکون کتابا صحیحا غیر کتابہ ۔۔ +

اور امام شافعی نے سب سے پہلے امام محمد بن الحسن الشیبانی سے مخالفت ظاہر کی اور
اوسکا رد تیار کیا اور اس رد کا نام کتاب الرد علی محمد بن الحسن کہا اور اس کتاب
مین مسائل حنفیہ کے قرآن وحدیث سے مخالفت مفصل بیان کی جیساکہ یاقوت
حموی وغیرہ نے معجم الادباء وغیرہ مین ذکر کیا ہے حال آنکہ اوسکا شاگرد تہا اور
ایک کتاب امام مالک کے رد مین تصنیف کی باوجود اسکے کہ اوس سے بہی تلمذ
رکہتا تہا - اور امام محمد نے بہی مالک اور اہل مدینہ پر رد کا اظہار کیا اور شافعی
نے جو ابو حنیفہ اور حنفیہ اور اونکی کتابون کی تشبیہ خداع روغن فروش سے
دی ہے اور اونکی مخالفت قرآن وحدیث سے بیان کی ہے پہلے مذکور ہوئی فقد کر
ظاہر ہے کہ ان امامون کے اقوال ایسے ضعیف وسخیف ہین کہ شاگرد تک اونکو رد
کردیتے ہین - تعجب ہے کہ ایک امام کے حق مین دوسرے امام کے رد کا بہی قبول
واقرار ہے اور بااین ہمہ دونون کی امامت بخوبی قائم وبرقرار ہے بلکہ
ہر ایک کی واجب التقلید ہونے پر اصرار اور اوسکے منکر پر صریح انکار ہے - پس
معلوم ہوا کہ ان لوگون کو نہ دین ودیانت سے کچہہ کام نہ عقل وفہم سے کچہہ
سروکار ہے اور جامع ضدین جسکا بطلان ہویدا وآشکار ہے اوسی پر انکا مدار ہے -
بعض اہلسنت نے امام شافعی کی مذمت مین یہہ حدیث نقل کی ہے یکون فی امتی رجل
یقال له ابن ادریس اضر علی امتی من ابلیس یعنی رسولخدا ص نے ارشاد کیا کہ میری
امت مین ایک شخص ہوگا جسکا نام محمد بن ادریس ہے میری امت کے ضرر پہونچانے مین
شیطان سے زیادہ ہے - اگر یہہ حدیث معتبر ہے اور جناب رسالتمآب ص نے
اہل سنت کے اس امام ہمام کے حق مین بطور پیشین گوئی کے ایسا ارشاد فرمایا ہے
تو صاف بات ہے کچہہ شرح وبیان کی حاجت نہین اور اگر یہہ حدیث بقول بعضونکے
موضوع ہے تب بہی اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بنانیوالے اور روایت
کرنیوالے جو حضرات اہلسنت ہین امام شافعی کو لوگون کے بہکانے مین شیطان سے
بہی زیادہ بڑہا ہوا جانتے ہین - بہلا جس مذہب کے امام اپنے ہم مذہبون کے نزدیک
امت محمدیہ کی ضرر رسانی مین شیطان سے زیادہ ہون تو ظاہر ہے کہ وہ مذہب
اور اوس مذہب کے اور لوگ کیسے ہونگے - بالجملہ اس حدیث سے مذہب اہلسنت
کی خوبی بخوبی واضح ولائح اور ساطع ولامع ہے - +

تاریخ کبیر میں انساب سمعانی اور تہذیب الاسماء واللغات نووی سے بحوالہ تاریخ بغداد خطیب بغدادی کے محمد بن الحسن شیبانی سے روایت کرنا شافعی کا نقل کر کر کہا ہے ۔

وهو نص صريح على ان الشافعی من تلامذة محمد وقد انكر ابن تيمية الحرانی الدمشقی الحنبلی فانه لما ذكر الحسن بن يوسف الحلی الشيعی فی كتابه منهاج الكرامة ان الشافعی قرأ على محمد بن الحسن رد عليه ابن تيمية فی منهاج السنة قائلا ليس ذلك بل جالسه وعرف طريقته - واول من اظهر الخلاف لمحمد والرد عليه هو الشافعی فان محمدا اظهر الرد على مالك واهل المدينة فنظر الشافعی فی كلامه انتهى و لا يخفى ما فيه فانه ان اراد انه لم يقرأ عليه كقراءة طلبة زمانه على اساتذتهم فيمكن ان يكون مسلما لكنه لا ينفی التلمذ مطلقا وان اراد انه لم يرو عنه شيئا فكلام الخطيب ثم السمعانی والنووی يكذبه و اما كون الشافعی اول من اظهر الخلاف والرد على محمد فهو غير مناف للتلمذ فان الشافعی قد صنف فی الرد على مالك كتابا مع انه تلميذه - معيار الحق + نور الدين علی كتاب مختصر تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاخبار الشنيعة الموضوعة میں عراقی سے حديث يكون فی امتی رجل يقال له محمد بن ادريس اضر على امتی من ابليس الخ

اقوال اہلسنت

اور یہہ امام محمد بن الحسن جنکی مخالفت پر شافعی نے سب سے پہلے کمر باندہی اور اونکے اقوال کو رد کیا اہلسنت کے نزدیک ایسے بزرگ ہین کہ خود شافعی سے روایت ہے کہ اونسے ایک دفعہ اونکے پاس شب باشی کی اور صبح تک عبادت مین مصروف رہا اور امام محمد لیٹ رہے تو شافعی نے اوسکو زیادہ خیال کیا جب صبح ہوئی تو امام محمد اوٹھے اور بغیر تجدید وضو کے نماز فجر ادا کی تب شافعی نے اس باب مین کچھہ کہا جواب مین فرمایا کہ تو نے صبح تک اپنی ذات کے لئے عمل کیا اور مینے امت کے واسطے کام انجام دیا کہ اس شب مین قرآن سے ایک ہزار کئی مسئلے نکالے - اور امام احمد سے جو پوچھا گیا کہ یہہ دقیق مسائل تجھکو کہان سے حاصل ہوے جواب دیا کہ محمد کی کتابون سے دریافت ہوے - اور عیسی بن ابان سے جو سوال کیا گیا کہ ابو یوسف زیادہ فقیہ ہے یا محمد تو جواب مین کہا کہ ان دونون کی کتابون سے معلوم کرو یعنی محمد زیادہ فقیہ ہے اور لکہا ہے کہ ابو حنیفہ کے علوم محمد کی تصنیفات سے ظاہر ہوے یہانتک کہ بعضون نے کہا ہے کہ محمد نے نوسو نوے ۹۹۹ کتابین تصنیف کین اور یہہ سب علوم دین مین ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ نوسو ننانوے کتابین تصنیف کین - اور شافعی کی والدہ سے نکاح کیا اور اپنی کتابین اور مال شافعی کے سپرد کیا اس سبب سے شافعی بہی فقیہ ہو گیا اور شافعی سے منقول ہے کہ کہا کرتا تہا کہ مینے محمد سے زیادہ عاقل آدمی نہین دیکہا اور امام محمد کو بعد وفات کے کسینے خواب مین دیکہا تو پوچہا کہ حالت نزع مین تیری کیا کیفیت تہی جواب دیا کہ مکاتب کے مسئلہ مین تامل کر رہا تہا مجھہ کو روح کے نکلنے کی خبر تک نہین ہوئی اسیطرح اوسکو ایک شخص نے خواب مین دیکھکر پوچہا کہ تیرا کیا انجام ہوا تو امام محمد نے کہا کہ مجھہ سے میرے پروردگار نے ارشاد کیا کہ اگر مجھکو تیرا عذاب منظور ہوتا تو تجھکو ظرف علم کیون قرار دیتا - اس شخص نے پوچہا کہ ابو یوسف نے کیا کیا امام محمد نے کہا کہ وہ مجھہ سے اوپر ہے پہر اوسنے ابو حنیفہ کو پوچہا تو کہا کہ وہ ابو یوسف سے بہی کئی درجے اوپر ہے - جو کچھہ محمد کے حالات منقول ہوے ہرچند اکثر پوچ اور واہی اور بنائی ہوئی باتین اور عوام کے فریب دینے کی گہاتین مین لیکن عند التسلیم شافعی کی احسان فراموشی بلکہ محسن کشی مین شبہہ نہین کہ اپنے مربی اور اوستاد باب کے قائم مقام اور امام عالی مقام کی مخالفت اور رد مین مصروف ہوا اور بہت مثل ہندی کا جسکے ذکر سے ادب اجازت نہین دیتا مصداق ٹہرا اور اگر کوئی شافعی کی حمایت مین کہے کہ محمد کے اقوال سخافت و رکاکت اور ضعف و بطلان مین اس درجہ سے کہ شافعی نے حق کے مقابلہ مین حقوق کا خیال نہین کیا جیسا کہ محمد کی کثرت و سرعت استنباط سے

نافع کبیر

وذکر الکفوی فی اعلام الاخیار فی التقدمۃ شرح المقدمۃ وروی عن الشافعی بات عند محمد وقام الی الصباح واضطجع محمد فاستنکر الشافعی منہ ذلک فلما طلع الفجر قام وصلی بلا تجدید وضوء فقال الشافعی لمحمد فقال انک عملت لنفسک حتی الصباح وانا عملت للامۃ استخرجت من کتاب اللہ لینفا والف مسئلۃ۔

وقیل لاحمد بن حنبل من این لک ھذہ المسائل الدقیقۃ قال من کتب محمد وقیل لعیسی بن ابان ابو یوسف افقہ ام محمد فقال اعتبروا بکتبہما یعنی ان محمدا افقہ۔ انما ظھر علوم ابی حنیفۃ بتصانیف محمد حتی قیل انہ صنف تسع مائۃ وتسعین کتابا کلھا فی العلوم الدینیۃ وذکر النووی فی تھذیب الاسماء انہ روی الخطیب باسنادہ عن الشافعی ما رایت اعقل من محمد۔

وقیل رای محمد فی المنام بعد وفاتہ فقیل لہ کیف کنت فی حال النزع فقال کنت متاملا فی مسئلۃ من مسائل المکاتب فلم اشعر بخروج روحی وعن ابن رجاء عن محمد یہ قال رایت محمدا فی المنام فقلت یا ابا عبد اللہ الی ما صرت قال قال لی ربی انی لم اجعلک وعاء للعلم وانا ارید ان اعذ بک قلت ما فعل ابو یوسف قال فوقی قلت ما فعل ابو حنیفۃ قال فوق ابی یوسف بطبقات

رد محتار + حنے قیل انہ (محمد بن الحسن) صنف تسع مائۃ وتسعین کتابا ومن تلامذتہ الشافعی رح وتزوج بامہ وفوض کتبہ ومالہ فبسببہما صار الشافعی فقیہا۔ معجم الادباء میں مذکور ہے کہ شافعی نے محمد بن الحسن سے کہا واما کتابک الذی وضعتہ علی اھل المدینۃ فکتابک بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم خطاء الی اخرہ قلت فی شہادۃ القابلۃ کذا وکذا وھو خطاء وقلت فی مسئلۃ الحامل کذا وکذا وھو خطاء وقلت فی مسئلۃ کذا وکذا وکذا وھو خطاء فاصفر محمد بن الحسن ولم یحر جوابا۔

اور فخر رازی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے
کہ پہر شافعی نے محمد سے کہا کہ تیرا یہہ زعم ہے
کہ اگر اپنا ہاتھ وضو کے لئے کنوئین مین
ڈالے تو کل پانی نجس ہو جائیگا۔ اور
جبتک سارا پانی نہ نکالا جائیگا کنوان
پاک نہ ہوگا۔ اور اگر کنوئین مین مردار
کی نجاست گر جائیگی تو بیس یا تیس
ڈول نکالنے سے پاک ہو جائیگا۔
تو آیا یہہ بات معقول ہے کہ پاک
ہاتھ ڈالنے سے کنوان زیادہ
نجس ہو بہ نسبت اسکے کہ نجاست
گرنے سے نجس ہوتا ہے۔
پہر خود رازی نے شافعی کی تائید
مین حضرت رسولخداص کا دست حق
پرست وضو کے لئے کنوئین مین
داخل کرنا اور حنفیون کے نزدیک
سب کنوئین کا نجس ہوجانا اور بغیر
سب پانی نکالے پاک نہونا فرض
کر کر الزام کو زیادہ ظاہر اور قوی
کیا ہے۔
اور فخر رازی نے اسی رسالہ مین شافعی
کا قاضی ابو یوسف شاگرد رشید امام
اعظم کو ملزم کرنا اور آخر کو یہہ کہنا کہ
تو احمقون کو بہکاتا ہے نقل کیا ہے۔

رسالۂ فخر رازی + ثم قال
الشافعی لمحمد بن الحسن و
زعمت انك اذا ادخلت يدك فی
بئر تتوضاء فیها ان البئر تنجس
کلها و لا تطهر حتی ینزح الماء
بالکلیة و ان سقطت فیه نجاسة
میتة طهرت بعشرین او ثلاثین
دلوا فهل یعقل ان البئر تنجس
بدخول الید التی لا نجاسة علیها
اکثر مما تنجس بسبب النجاسة
الواقعة فیها قلت والالزام
اظهر فیما اذا فرضنا ان الرسول
صلی الله علیه و سلم کان محدثا
فادخل یده المبارکة فی البئر
ینجس ماءها عندهم بالکلیة ولا
یطهر الا بان ینزح الماء بالکلیة
اسی رسالہ مین ابو یوسف کے
مناظرے مین شافعی کا یہہ قول
لکھا ہے۔
فقلت له انما
تحتج علی ضعفی
الناس۔

+

اور یہہ قاضی ابو یوسف امام اعظم اہلسنت کا پہلا
صاحب نامدار ایسا دنیا دار تہا جسکو خلفاء جور کی
خوشامد اور اونکی مرضی کی موافق فتوی دینے اور اونسے
انعام لینے سے سروکار تہا - تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے کہ
ہارون رشید عباسی نے ایک رات ابو یوسف کو بلایا -
اوسنے رشید کی خاطر خواہ فتوے دیا تب رشید نے حکم
کیا کہ ابو یوسف کو ایک لاکھ درہم دیئے جائین - قاضی
صاحب نے کہا کہ صبح سے پہلے پہلے دلوا دیجئے -
ہارون نے کہا اچھا جلدی دیدو - بعض حاضرین نے
عرض کیا کہ اسوقت خزانچی اپنے گہر ہے اور دروازے
بند ہین تب ابو یوسف نے کہا کہ دروازے تو اسوقت
بہی بند تہے جب مجھے بلایا تہا آخر کہولے گئے اسیطرح
اب بہی کہل جاوینگے - اب وہ فتوی سنئے رشید نے
ابو یوسف سے پوچہا کہ مینے ایک کنیز خرید کی ہے اور
چاہتا ہون کہ ابہی استبراء (عدت) سے پہلے اوسکے
ساتہہ جماع کرون تو اس حرام کے حلال ہونیکا تیرے
پاس کوئی حیلہ ہے قاضی صاحب نے فرمایا ہان ہے
اوس کنیز کو اپنے کسی بیٹے کو بخشدے پہر اوس سے
نکاح کرلے کہ اس صورت مین وہ کنیز بغیر عدت گذرنے
کے بہی حلال ہو جائیگی - اور یہہ بات تو مشہور ہے اور
تاریخ الخلفاء مین بہی مذکور ہے کہ جب خلافت رشید کو
پہونچی تو اوسپر اپنے باپ کی ایک کنیز کا عشق غالب ہوا
اور اوس سے وصال کا طالب ہوا کنیز نے کہا کہ مین تیرے
لئے مباح نہین کیونکہ تیرے باپ نے مجھہ سے مجامعت
کی تہی تب رشید نے ابو یوسف سے پوچہا کہ تیرے پاس
باپ کی مدخولہ کے بیٹے پر حلال ہونیکا کوئی حیلہ ہے ابو یوسف
نے کہا ای امیر المومنین کوئی کنیز جو دعوی کریگی اور جو کچھہ
بات کہیگی کیا اس قابل ہوگی کہ اوسکی تصدیق کیجائے
تو اوسکو اس بات مین سچا مت جان کہ وہ لائق اعتبار
نہین - ابن مبارک یہہ حکایت نقل کرکے کہتے ہین کہ مین
نہین جانتا کہ کس سے تعجب کرون آیا رشید سے

تاریخ الخلفاء ؁ عن عبد
الله بن یوسف قال قال
الرشید لابی یوسف انی
اشتریت جاریة وارید ان
اطاءها الان قبل الاستبراء
فهل عندك حیلة قال نعم
تهبها لبعض ولدك ثم
تتزوجها واخرج عن
اسحق بن راهویه قال دعا
الرشید ابا یوسف لیلا
فافتاه فامر له بمائة الف
درهم فقال ابو یوسف رحمه
الله تعالى ان رای امیر
المومنین امر بتعجیلها قبل
الصبح فقال عجلوها فقال
بعض من عنده ان الخازن
فی بیته والابواب مغلقة
فقال ابو یوسف فقد كانت
الابواب مغلقة حین دعانی
ففتحت - ایضا ؁ تاریخ الخلفاء
اخرج السلفی فی الطیوریات
بسنده عن ابن المبارك قال
لما افضت الخلافة الی الرشید
وقعت فی نفسه جاریة من
جواری المهدی فراودها
علی نفسها فقالت لا اصلح
لك فان اباك قد اطاف
بی فشغفت بها فارسل الی
ابی یوسف فسئله اعندك
فی هذا شیء فقال یا امیر المومنین
او كلما ادعت امة شیئا

اور ابو یوسف تقرب سلاطین کا اس درجہ حریص تہا کہ ایک برس تک رشید کے دروازہ پر
حاضر رہا اور وہانتک رسائی ہوئی اتفاقاً ایک واقعہ پیش آیا کہ رشید کو زبیدہ کی ایک کنیز
کی رغبت ہوئی اور زبیدہ نے حلف کر لیا کہ اوس کنیز کو نہ تو رشید کے ہاتہہ فروخت کرے نہ
اوسکو ہبہ کرے مجتہدون کو اس صورت مین دشواری ہوئی اور رشید کی خاطر خواہ فتوے
نہ دے سکے تب ابو یوسف تک نوبت پہونچی یہہ تو مدت سے اسی گہات مین تہا رشید سے
کہنے لگا کہ مین تنہائی مین تجھکو فتوے دیدون یا اور مجتہدون کے سامنے تاکہ شک
زیادہ دور ہو اور یقین خوب دل مین بیٹہہ جاے۔ الغرض تمام مجتہد حاضر کئے گئے اور
ابو یوسف نے اونکے روبرو فتوی دیا کہ زبیدہ نصف کنیز تجھکو ہبہ کرے اور نصف تیری
ہاتہہ بیچ ڈالے۔ پس سب مجتہدون نے ابو یوسف کی تصدیق کی رشید نے کہا کہ
مین اوس کنیز سے آج مجامعت کرنا چاہتا ہون۔ ابو یوسف نے اوسیوقت کہہ دیا کہ
اوسکو آزاد کر کر نکاح کرلے۔
اس مفتی مفت خور کی اوسی روز سے وہان قدر و منزلت ہوگئی۔ اور یہہ حضرت مال کے
ایسے مرتے تہے کہ ترجمہ احیاء العلوم مین لکہا ہے کہ ابو یوسف آخر ہر برس مین اپنا مال
بی بی کو ہبہ کر دیا کرتے تہے اور اوسکا مال اپنے نام ہبہ کرا لیتے تہے
تاکہ زکوۃ ساقط ہو جاتے تہے یہہ بات کسینے امام ابو حنیفہ رض
سے نقل کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہہ امر اونکی فقہ کی
جہت سے ہے۔ اور درست فرمایا اس لئے
کہ یہہ حیلہ صرف دنیا کی فقہ کا ہوا مگر اوسکا
ضرر آخرت مین ہر گناہ سے بڑہکر ہے
اور ایسے جیسا علم ضرر
کرنے والا کہلاتا ہے۔

تاریخ الکبیر از زمخشری

بقی ابو یوسف علی باب الرشید حولا لا یصل الیہ
حتی وقعت واقعۃ وھی ان الرشید یھوی جاریۃ
زبیدۃ وحلفت ان لا تبیعھا ایاہ ولا تھبھا لہ
فاغلقت علی الفقھاء الفتوی فسال الربیع ان
یعلمہ بمکانہ ففعل فقال ابو یوسف افتیک
وحدک ام بحضرۃ الفقھاء لیکون الشک ابعد والیقین
اقعد فاحضروا فقال المخرج منھا ان
تھب لک نصفھا وتبیعک نصفھا فصدرہ فعل
ثم قال ارید ان اطأھا
الیوم فقال اعتقھا ثم
تزوجھا فبری عنہ
وعظم امرہ عندہ

اہلسنت کے اماموں مین ایک ابن تیمیہ ہے جسکو انحضرات نے شیخ الاسلام لقب دیا ہے۔
آور امام اعظم سے ملقب کیا ہے سعی مشکور مین لکھا ہے آپکو یہہ بہی معلوم ہے کہ ابن تیمیہ
نے باب احادیث زیارت مین کیا کیا لکھا ہے ابن عبد الہادی نے صارم مین ایک مقام پر
اوسے نقل کیا ہے بل الاحادیث المذکورة فی هذا الباب مثل قوله من ص ۳۹۶
زارنی وزار ابراهیم فی عام واحد ضمنت له علی الله الجنة وقوله من
زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن زارنی بعد مماتی حلت له
شفاعتی ونحو ذلك كلها احادیث ضعیفة بل موضوعة لیست فی شیء
من دواوین المسلمین التی یعتمد علیها ولا نقلها امام من ائمة المسلمین
لا الائمة الاربعة ولا نحوهم۔
اسیطرح کے کئی قول ابن تیمیہ کے اور نقل کرکے کہا ہے ان کلیات کاذبہ کو جو
عاقل فہیم منصف متوسط دیکھے گا فی الفور کہدیگا کہ یہہ تشدد اور تساہل ہے۔
اور تہوڑے فاصلہ کے بعد لکھا ہے۔ آور اگر منہاج السنۃ وغیرہ سے
جملہ مبالغات واہیہ وکلیات کاذبہ نقل کئے جاوین تو دفاتر کثیرہ سیاہ ہوجاوین
آور بعد چند ورق کے لکھا ہے اسکے عوض مین اگر ہم عبارت یافعی اور ابن ص ۴۰۳
حجر مکی و دیگر فقہاء ومحدثین ومورخین جو تنقیص وتقبیح وفساد رائے وضلالت
شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر دال ہین بمقتضاے کما تدین تدان لکھدین تو کچھہ حرج نہین
ہوگا الخ۔
یہان سے ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ متشدد اور متساہل تھا اور اوسکی کتابین خصوصًا
منہاج السنۃ جسکو اوسنے اور اوسکے تابعین نے کتاب مستطاب منہاج الکرامۃ
تصنیف جناب علامہ حلی علیہ الرحمۃ کا جواب ٹہرایا ہے اسقدر مبالغات
واہیہ اور کلیات کاذبہ پر مشتمل ہین کہ اگر سب نقل کئے جائین تو بہت سے
دفتر سیاہ ہوجائین اور یافعی اور ابن حجر مکی اور اور مجتہدین اور اہل حدیث
اور ارباب تواریخ اہلسنت نے ابن تیمیہ کے مناقص
اور قبائح بیان کئے ہین اور اوسکو
فاسد العقیدہ اور گمراہ قرار
دیا ہے۔

۱۲۵

باایں ہمہ حضرات اہلسنت اس مادہ مین ابن تیمیہ کے باب مین دو فریق ہو رہے ہین بعضے اوسکے تمام اقوال کو مثل وحی کی سمجھتے ہین اگرچہ جمہور کے مخالف اور اوس سے اعلیٰ درجہ کے لوگون کے منافی ہین اور بعضون نے اوسکو ایسے اقوال کی وجہ سے جو جمہور کے خلاف کیے ہین زمرۂ اہلسنت سے خارج کردیا ہے۔ الحمد للہ کہ یہہ متعصب متشدد بوجہ عناد و عداوت اہل حق کے ہندی مثل مشہور کا جو ذکر کے قابل نہین مصداق ٹہرا و بمجوائے لاالی ھؤلاء ولا الی ھولاء نہ ادہر کا ہوا نہ اودہر کا ہوا۔ حیرت ہے کہ جو شخص اہلسنت کے ایک فریق کے نزدیک گروہ اہلسنت سے باہر ہے وہی انکا امام اور شیخ الاسلام ہے۔

+

مولوی عبدالحی نافع کبیر کے حاشیہ مین بعد نقل قول ذہبی کے جس کا حاصل یہہ ہے کہ مین ابن تیمیہ کے تمام اقوال کا معتقد نہین ہون بلکہ مسائل اصولیہ اور فروعیہ مین اوس سے مخالف ہون الخ۔

کہا ہے اقول ما احسن کلام الذھبی وانقد و قد تفرق الناس فی عصرنا فی شان ابن تیمیۃ فرقتین ففرقۃ ظنت جملۃ اقوالہ کالوحی من السماء فبالغت فی الاخذ بما ذھب الیہ والکان مخالفا للجمھور او کان مخالفا لتصریحات من ھو اعلیٰ من ابن تیمیۃ وطائفۃ اخرجتہ من اھل السنۃ بسبب مانقل عنہ من المتفردات المخالفۃ للجمھور۔

+

اور یہہ ابن تیمیہ رسولخدا صلعم کی زیارت کو نامشروع کہتا ہی اور اوسکے لئے سفر کرنے کو حرام جانتا ہی اور اس سفر مین قصر نماز جائز نہین رکہتا اور اس مدعا پر ایسی دلیلین بیان کرتا ہی جنسے کانون کو کراہت اور طبیعتون کو نفرت ہے آور اس باب مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین سب کو موضوع ٹہراتا ہے ۔ ایسے ہی امور کے لحاظ سے ابن حجر مکی نے اسکے حق مین کہا ہی کہ وہ کسی امر مین امور دین سے قابل التفات و اعتماد نہین بلکہ وہ حسب ارشاد ائمۂ امجاد کے جنہون نے اوسکے لغویات و خرافات کو رد کیا ہے ایک شخص ہے جسکو خدا نے گمراہ کیا اور بہکایا ہے آور لباس رسوائی کا پہنایا اور ہلاک فرمایا ہے ۔ آور شیخ الاسلام اور عالم انام تقی سبکی نے جنکے اجتہاد و جلالت اور صلاح و امامت پر اجماع ہے ایک مستقل کتاب اوسکے رد مین تصنیف کی ہے آور اوسمین افادہ اور اجادہ کی داد دی ہے غرض ابن تیمیہ تو زیارت رسولخدا صلعم کی نسبت وہ کلمات کہتا ہے حال آنکہ بعض فضلائے اہلسنت زیارت کا قربت اور عبادت ہونا ضروریات دین سے شمار کرتے ہین اور اوسکے منکر کو کافر کہتے ہین تعجب ہی کہ شاہ ولی اللہ بہی زیارت قبر وغیرہ کو ممنوع ٹہراتے ہین ۔ بالجملہ یہان سے گمراہی اور رسوائی اور کفر ابن تیمیہ کا بلکہ شاہ ولی اللہ کا ظاہر و باہر ہے ۔ سعی مشکور مین مرقوم ہے کہ قطع نظر اسکے کہ زیارت قبر نبوی مستحب ہو یا سنت یا واجب ترک اوسکا محدثین اور نقاد و مورخین اور فقہائے دین کے نزدیک باعث طعن ہے بلکہ علامات خیبت و خسران سے معدود ہے آور نہ میسر ہونا اس سعادت عظمی کا امارات شقاوت سے شمار کیا گیا ہے ۔ پہر نقل کیا ہے کہ ابن سبعین کو دنیا مین عذاب ہوا اور آخرت مین اوسکا عذاب دوچند ہی دنیا مین تو اوسکا یہہ حال ہوا کہ اوسنے زیارت رسولخدا صلعم کا ارادہ کیا جب مسجد نبوی کے دروازہ تک پہونچا تو اوسکو حیض کیطرح بہتسا خون آیا پہر گیا اور دہویا اور واپس آیا تو پہر اوسیطرح خون جاری ہوا آور اوسکی یہی حالت رہی یہانتک کہ حضرت صلعم کی زیارت سے محروم رہا ۔ آور یہہ بہی نقل کیا ہے کہ ہمنے بہت لوگون کو دیکہا جنہون نے باوجود قدرت کے زیارت کو ترک کیا تہا کہ خدا نے اونکے منہ کالے کر دئے اور نیکیون سے اونکو سست کر دیا کہ عبادت سے باز رہے اور دنیا مین مشغول ہو گئے یہانتک کہ مر گئے اور بہت لوگون پر آدمیون کے مظلمے غالب ہوے یہانتک کہ تہرا اوس سے ممنوع ہوے ۔ ظاہر ہے کہ بعض اکابر اہلسنت جو بحجاز زیارت جناب رسولخدا صلعم مین حائض ہوے اس بے ادبی کی سزا مین عورتون کی طرح حائض ہوے آور بہت سے زیارت کے ترک کرنیوالے دنیا مین روسیاہ ہوے اس سے بہی ابن تیمیہ اور شاہ صاحب کا مآل ظاہر ہے آور یہہ بہی لکہا ہے کہ نفس اعتماد علی الحفظ امر مقدوح نہین ہے بلکہ اوسپرا اعتماد کرکے عمد

سی مشکور ÷ ابن حجر مکی جوہر منظم میں لکھتے ہیں فانقلت کیف تحکی الاجماع (۶۵
علی مشروعیۃ الزیارۃ وابن تیمیۃ من متاخری الحنابلۃ منکر لمشروعیۃ
ذلک کل کما راٰہ السبکی بخطہ واطال اعنی ابن تیمیۃ فی الاستدلال
لذلک بما تمجہ الاسماع وتنفر عنہ الطباع بل زعم حرمۃ السفر لہا اجماعا
وانہ لا تقصر فیہ الصلوۃ وان جمیع الاحادیث الواردۃ فیہا موضوعۃ و
تبعہ بعض من تاخر عنہ من اہل مذہبہ قلت من ہو ابن تیمیہ حتی ینظر
الیہ ویعول فی شئ من امور الدین علیہ وہل ہو الا کما قال جماعۃ من الائمۃ
الذین تعقبوا کلماتہ الفاسدۃ وحججہ الکاسدۃ حتی اظہروا عوار سقطاتہ
وقبائح اوہامہ وغلطاتہ کالعز بن جماعۃ عبد اضلہ اللہ واغواہ والبسہ
رداء الخزی وارداہ ولقد تصدی شیخ الاسلام وعالم الانام المجمع علی
جلالتہ واجتہادہ وصلاحہ وامامتہ التقی السبکی للرد علیہ فی تصنیف
مستقل افاد فیہ واجاد الخ ایضاً ملا علی قاری رسالہ الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ
المصطفویہ میں لکھتے ہیں وقد فرط ابن تیمیۃ من الحنابلۃ حیث حرم السفر
لزیارۃ النبی کما افرط بعض الفضلاء حیث قال کون الزیارۃ قربۃ معلومۃ
من الدین بالضرورۃ وجاحدہ محکوم علیہ بالکفر - ایضاً حجۃ اللہ البالغہ
میں مرقوم ہے والحق عندی ان القبر ومحل عبادۃ ولی من اولیاء اللہ
والطور کل ذلک سواء فی النہی - ایضاً تقی الدین فاسی مکی عقد ثمین فی تاریخ
البلد الامین میں ترجمہ عبد الحق بن ابراہیم الشہیر بابن سبعین الصوفی میں لکھتے ہیں
ولقی ابن سبعین فی الدنیا عذابا وعذابہ فی الاخرۃ مضاعف فمما
لقی فی الدنیا علی ما ذکرہ بعض المغاربۃ انہ قصد زیارۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فلما وصل الی باب المسجد النبوی اہراق دما کثیرا
کدماء الحیض فذہب وغسلہ ثم عاد لیدخل فاہراق الدم کذلک و
صار دابہ ذلک حتی امتنع من زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم - ایضاً ابن حجر
مکی ہیتمی جوہر منظم فی زیارۃ القبر النبوی المکرم میں لکھتے ہیں ولقد شاہدنا
کثیرین ترکوا الزیارۃ مع القدرۃ علیہا فاورثہم اللہ بذلک ظلمۃ
محسوسۃ ظہرت علی وجوہہم وفترۃ عن الخیرات قطعتہم عن عبادۃ
وشغلتہم بالدنیا الی ان ماتوا علی ذلک وکثیرین غلبت علیہم
مظالم الناس الی ان منعوا منہا قہرا - ÷

بے اعتباری ابن تیمیہ وابن جوزی وغیرہما بتصریح اہل سنت +

اور ابن حجر نے ابن تیمیہ کا احادیث موجودہ کو جناب علامہ کے جواب مین رد کرنا
درر کامنہ مین بہی لکہا ہے اور اہلسنت کے بحر العلوم لکہتے ہین کہ تعصب سے یہ
مراد ہے کہ جرح مین تشدد کیا جائے کہ تہوڑی جرح کو زیادہ بیان کیا جائے اور
جسمین جرح نہو اوسمین جرح مقرر کیجائے اور حکم نفس کی پابندی عمل مین آئے
جسطرح کہ امثال ابن جوزی کہ غیر مجروح کو مجروح کرتے ہین اور امثال ابن تیمیہ کہ
اپنے نفس کے حکم مین غرق ہین یہانتک کہ ابن تیمیہ اولیاء اللہ پر طعن کرتا ہے اور یہہ بات
صحیح ہے کہ ایسے متعصب کا قول معتبر نہین۔ صاحب سعی مشکور بحر العلوم کی عبارت
نقل کرکر لکہتے ہین کہ جس طرح سے کہ ابن جوزی وحاکم کے اقوال بدون موافقت
محدثین غیر متساہلین مقبول نہین اور صرف اونکے اقوال پر اعتماد نہین اوسیطرح سے
ابن تیمیہ کے احکام پر اعتماد نہین ہوسکتا ہے جبتک کہ شرکت نقادین کی نہووے بلکہ
ابن تیمیہ کا مبالغہ ومساہلہ ابن الجوزی کے مساہلہ سے زائد ہے کہ ابن جوزی احادیث
غیر موضوعہ پر صرف بوجہ جرح رواۃ حکم وضع کا دیتے ہین اور ابن تیمیہ اوسپر
دعوی اجماع واتفاق واظہر وغیرہ کا کردیتے ہین۔ پہر لکہتے ہین بڑا گناہ ہوا۔
اسوجہ سے کہ نقاد فن حدیث صلوۃ التسبیح کے صحت وحسن وضعف مین مختلف
ہین اور قول کذب کو محض مردود سمجھتے ہین ابن تیمیہ نے اوسی قول مردود کو
اظہر لکہدیا اسکے بعد سیوطی سے نقل کیا ہے کہ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن جوزی نے جو
حدیث صلوۃ التسبیح کو موضوعات مین ذکر کیا برا کیا حال آنکہ اس حدیث کو بہت سے
عالموں نے جنہین سے اکثر کے نام بہی لکہدیے ہین صحیح یا حسن کہا ہے پہر لکہا ہے کہ اگر
صرف مجتہد ومعتبر ہونا مانع تشدد ہو تو لازم آتا ہے کہ ابن معین ویحیی بن سعید
القطان وابو حاتم وابو الحسن بن القطان وابن جوزی وحاکم وغیرہ بہی متشددو
متساہل نہون کیونکہ خطا فی الاجتہاد باعث تشدد نہین ہوسکتی۔ حال آنکہ یہہ خلاف
تصریحات آئمہ فن ہے جسوجہ سے کہ ائمہ فن نے اون لوگون کو متعنتین متشددین
ومتساہلین سے معدود کیا ہے وہی وجہ ابن تیمیہ مین موجود ہے بلکہ مع شئی زائد الخ
بالجملہ بحر العلوم کے قول سے ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ اپنے نفس کے حکم مین ڈوبا ہوا ہے۔ اور
اولیاء اللہ پر طعنہ زنی کرتا ہے اور ایسے متعصب کے قول کا اعتبار نہین اور ابن جوزی
کا بہی یہی حال ہے اور اونکی امثال کا بہی یہی مآل ہے اور ما بعد کی عبارتون سے تو
تعنت اور تشدد اور تساہل اور بے اعتباری بہت سے اکابر علماے اہلسنت کے
کہ ابن تیمیہ بہی اونہین شامل بلکہ اونکی فرد کامل ہے بخوبی عیان ہے پہلا جس مذہب کے
اکابر علماے اعلام جو امام اور شیخ الاسلام کہلاتے ہین اونہین کے ہم مذہب
لوگ اونکو ان اوصاف ذمیمہ سے موصوف بتاتے ہین اور پہر اونکے اتباع سے ف

اور حنفی المقال سے ظاہر ہے کہ اوس نے خلفائے راشدین اہلسنت کو بہی مورد اعتراضات کیا۔ م

سنی مشکور ÷ ابن حجر نے درر کامنہ فی اعیان المائۃ الثامنۃ مین بھی مبالغہ طرف ابن تیمیہ
کی منسوب کیا ہے - عبارت اوسکی یہہ ہے لہ ای للحلی کتاب فی الامامۃ رد علیہ
ابن تیمیہ الا انہ تحامل فی مواضع عدیدۃ ورد احادیث موجودۃ انتہی
ملخصًا - ایضًا سنی مشکور ÷ بحر العلوم نے تنویر المنار مین لکھا ہے ظاہر آنست کہ مراد
از تعصب کردن نشد در بیان جرح کہ آنچہ کی ازان باشد در مجروح و مقرر کردن جرح
در آنکہ جرح نیست و خالی نشدن از حکم نفس ست چنانکہ امثال ابن جوزی کہ غیر مجروح
را مجروح میکنند و امثال ابن تیمیہ کہ غرق در حکم نفس خود است تا اینکہ طعن بر اولیاء اللہ
میکنند و این قول صحیح است کہ قول ہیچو متعصب اعتبار ندارد - ایضًا سنی مشکور ÷ سیوطی
وجیز مین لکھتے ہین قال الحافظ ابن حجر فی الخصال المکفرۃ للذنوب المقدمۃ
والموخرۃ اساء ابن الجوزی بذکرہ (حدیث صلوۃ التسبیح) فی الموضوعات
وممن صحح ہذا الحدیث او حسنہ ابن مندہ و الآجری والخطیب وابو سعد
السمعانی و ابو موسی المدینی وابو الحسن بن المفضل والمنذری و ابن
الصلاح والنووی و آخرون - حل المعاقد - حاشیہ شرح عقائد تصنیف
مولوی عبد الحلیم لکھنوی کان تقی الدین ابن تیمیۃ حنبلیا لکنہ تجاوز عن
الحد وحاول اثبات ما ینافی عظمۃ الحق تعالی وجلالہ فاثبت لہ
الجہۃ والجسم ولہ ہفوات اخر کما یقول ان امیر المؤمنین سیدنا
عثمان رضی اللہ عنہ کان یحب المال وان امیر المؤمنین سیدنا علی
رضی اللہ عنہ ما صح ایمانہ فانہ آمن فی حال صباہ و تفوہ فی حق
اہلبیت النبی صلی اللہ علیہ وعلیہم ما لا یتفوہ بہ المؤمن المحق وقد
رد الاحادیث الصحاح فی مناقبہم فی الصحاح وحکم قاضی القضاۃ
بحبسہ ثم نودی بدمشق وغیرہ من کان علی عقیدۃ ابن تیمیہ حل
مالہ ودمہ کذا فی مرآۃ الجنان للامام ابی محمد عبد اللہ الشافعی -
والمرام ان ابن تیمیۃ لما کان قائلا بکونہ تعالی جسما قال بانہ ذو مکان
فان کل جسم لا بد لہ من مکان علی ما ثبت ولما ورد فی القرآن الحمید
الرحمن علی العرش استوی قال ان العرش مکانہ ولما کان الواجب ازلیا
عندہ واجزاء العالم حوادث عندہ فاضطر الی القول بازلیۃ جنس
العرش وقدمہ انتہی ملخصًا اور یہہ مضمون درر کامنہ ابن حجر اور شرح عقائد
دوانی اور منتہی المقال وغیرہا مین بھی مرقوم ہے بلکہ منتہی المقال مین یہہ بھی لکھا ہے
کہ ابن تیمیہ نے خلفاء راشدین پر بھی اعتراضات کئے ہین - +

اور ابن جوزی اور حاکم جنکا ذکر پچھلی عبارتون مین گذرا انکے مبالغات
ومساہلات کی یہہ کیفیت ہے کہ محدثین اہلسنت انکو تساہل کرنیوالونمین
جانتے ہین اور انکے حکم کو نہین مانتے سیوطی نے نقل کیا ہے کہ ابن جوزی
کی کتاب مین یہہ ضرر ہے کہ حدیث غیر موضوع کے موضوع ہونے کا
گمان ہوتا ہے آور حاکم کی کتاب مستدرک کا ضرر اسکے برعکس ہے
کہ اوس سے حدیث غیر صحیح کے صحیح ہونے کا گمان ہوتا ہے آور
یہہ دو کتابین ضرور قابل انتقاد ہین نہ لائق اعتماد۔ آور اونکے
تساہل نے ان کتابون کے نفع کو کہو دیا اس لئے کہ انمین ایسی
کوئی حدیث نہین جسمین وقوع تساہل ممکن نہ ہو آور یہہ بہی کہا ہے
کہ کتاب موضوعات جو ابن جوزی نے جمع کی ہے اگلے اور پچھلے
محدثین نے تنبیہ کردی ہے کہ اوسمین تساہل ہے۔ آور بہتسی
حدیثین ہین جو موضوع نہین بلکہ بہت سے حسن اور صحیح
حدیثین اوسمین موضوع ٹہرادی ہین اور اوسمین صحیح مسلم اور
صحیح بخاری کی حدیث بہی موضوعات مین مذکور ہے۔ بالجملہ
بیان سے اہلسنت کے محدثین اور اونکی کتابون کا حال آشکار ہی
کہ خود الحضرات کو بجاے نفع کے اون کتابون کے ضرر کا اقرار ہے
آور اونکی صحیح وحسن حدیثون کا بلکہ بخاری ومسلم کی حدیثون کا انہین
کے اہل حدیث کے نزدیک موضوعات مین شمار ہے اور پہر اونکی
صحت واعتبار پر اصرار ہے۔ +

سعی مشکور ÷ کیا ابن جوزی کے مبالغات اور حاکم کے مساہلات اعتماداً علی الحفظ
نہین کیا وہ حفاظ حدیث سے نہین ہا این ہمہ محدثین انکو مساہلین سے شمار
کرتے ہین اور اونکے حکم کو تسلیم نہین کرتے ہین ۔ سیوطی تدریب مین تحریر کرتے ہین

قال ابن حجر فیہ ای فی کتاب ابن الجوزی من الضرر ان یظن
مالیس بموضوع موضوعا عکس الضرر بمستدرک الحاکم فانہ
یظن مالیس بصحیح صحیحا قال ویتعین الاعتناء بانتقاد
الکتابین فان الکتابین بتساھلھما اعدم الانتفاع بھما
الا للعالم بالفن لانہ ما من حدیث الا ویمکن ان یکون قد وقع
فیہ التساھل اور دیباجۂ وجیز مین کہتے ہین وبعد فان کتاب
الموضوعات جمع العلامۃ ابن الجوزی قد نبہ الحفاظ قدیما
حدیثا علی ان فیہ تساھلا کثیرا واحادیث لیست بموضوعۃ
بل وفیہ احادیث حسان واخرے صحاح بل وفیہ حدیث
من صحیح مسلم نبہ علیہ الحافظ ابن حجر ووجدت فیہ حدیثا
من صحیح البخاری من روایۃ صحابی غیر الذی اوردہ عنہ
وقد قال شیخ الاسلام ابن حجر ان تساھل وتساھل
الحاکم فی المستدرک اعدم النفع بکتابیھما اذ ما من
حدیث الا ویمکن انہ مما وقع فیہ التساھل فلذلک
وجب علی الناقد الاعتناء بما ینقلہ منھما من غیر
تقلید لھما ۔ +

اور ابن تیمیہ کس شمار مین ہے اہلسنت کے تمام محدثین مجسمہ اور مشبہہ
ہین کہ خدائے عز وجل کے واسطے جسم وغیرہ ثابت کرتے ہین یہانتک کہ
مضر اور احمد اور کہمس نے جو بخاری اور مسلم کا شیخ ہے تجویز کیا ہے
کہ اونکا پروردگار مصافحہ کرتا ہے آور دنیا و آخرت مین خالص مسلمانون
سے معانقہ کرتا ہے آور بعضون نے خدا کا دیدار دنیا مین اور لوگون
کا اوسکی زیارت کرنا اور خدا کا بہی اورون کی زیارت کرنا تجویز کیا ہے
آور داود جواز بی نے کہا ہے کہ داڑہی اور فرج سے تو مجھے
معاف رکھو اور اسکے سوا جس چیز کو چاہو مجھ سے پوچھو۔
آور صاف بیان کیا ہے کہ اوسکا معبود جسم اور گوشت اور خون سے
مرکب ہے۔ اوسکے ہاتھ پاؤن سر زبان دو آنکھین دو کان ہین۔
اور وہ اوپر سے سینہ تک اجوف ہے یعنے اندر سے خالی ہے
اور اوسکے سوا مصمت ہے یعنے ٹھوس ہے۔ اور اوسکے سر پر
سیاہ بالون کا جوڑا ہے۔ آور تمام حنابلہ بہی مشبہہ ہین۔
اور اشاعرہ اونکے تکفیر کرتے ہین۔ اور حنبلی بہی اونکو کافر
سمجھتے ہین۔ آور مقاتل بن سلیمان جو بنابر تصریح ابن خلکان کے
بقول امام شافعی کے اتنے بڑے صاحب کمال ہین کہ لوگ علم
تفسیر مین اونکے عیال ہین خدا کو بصورت انسان جانتے ہین
اور اوسکے لئے اعضا اور جوارح سب ثابت کرتے ہین۔
اور گوشت واستخوان اور خون اور بال
قرار دیتے ہین۔

تلبیس ابلیس ابن جوزی ÷ واعلم ان عموم المحدثین حملوا ظاہر ما نقلوا من صفات الباری سبحانہ و تعالیٰ علی مقتضی الحس فشبہوا لانہم لم یخالطوا الفقہاء فیعرفوا حمل المتشابہ علی مقتضی الحکم۔

شرح عقائد دوانی ÷ واکثر المجسمۃ ہم الظاہریون المتبعون بظواہر الکتاب والسنۃ واکثرہم المحدثون۔

ملل ونحل شہرستانی ÷ فقد حکی الاشعری عن محمد بن عیسی انہ حکی عن مضر وکہمس واحمد الہجیمی انہم اجازوا علی ربہم الملامسۃ والمصافحۃ وان المخلصین من المسلمین یعانقونہ فی الدنیا والآخرۃ اذا بلغوا فی الریاضۃ والاجتہاد الی حد الاخلاص والاتحاد المحض وحکی الکعبی عن بعضہم انہ کان یجوز الرویۃ فی الدنیا وان یزوروہ ویزورہم وحکی عن داؤد الجوازبی انہ قال اعفونی عن اللحیۃ والفرج وسلونی عما وراء ذلک و قال ان معبودہ جسم ولحم ودم ولہ جوارح واعضاء من ید ورجل وراس ولسان وعینین واذنین وحکی انہ قال هو اجوف من اعلاہ الی صدرہ ومصمت ما سوی ذلک وان لہ وفرۃ سوداء الخ مواہب علیہ محسن کشمیری ÷ کل فرقۃ تکفر مخالفہا بنسبتہا الی تکذیب الرسول فالحنبلی یکفر الاشعری زاعما انہ کذب الرسول فی اثبات الفوق للہ تعالی وفی الاستواء علی العرش والاشعری یکفر الحنبلی زاعما انہ شبہ وکذب الرسول فی انہ لیس کمثلہ شیء ÷ منہاج ابن تیمیہ قال الاشعری فی المقالات وقال داؤد الجوازبی ومقاتل ابن سلیمان ان اللہ جسم وانہ جثۃ وعلی صورۃ الانسان لحم ودم وشعر وعظم الخ۔

اور مواقف میں بھی اسیطرح ہے۔ ÷

اب کچھہ مختصر کیفیت اہلسنت کے امام اعظم کی جنکے مسائل فقہیہ بھی بطور مشتے نمونہ از خروارے مرقوم ہونگے لکھی جاتی ہے امام غزالی نے منخول مین لکھا ہے کہ ابوحنیفہ مجتہد نہین تہا اس لئے کہ وہ لغت نہ جانتا تہا اور ابوحنیفہ کا یہہ قول و لو رماہ بابو قبیس اوسکے لغت نجاننے کی کافی دلیل ہے اور وہ حدیثون کو بہی نہ پہچانتا تہا۔ اور اسیوجہ سے لوگون نے اوسکی نسبت کہا ہے کہ وہ ضعیف حدیثون کو قبول کرتا تہا اور صحیح حدیثون کو رد کرتا تہا۔

مؤلف کہتا ہی کہ ابوحنیفہ کا زبان عربی کو کم جاننا جو رتبہ اجتہاد کے منافی ہی ابن خلکان نے بہی تسلیم کیا ہے۔ اور امام غزالی نے اوسی کتاب مین قاضی ابوبکر سے نقل کیا ہی کہ ابوحنیفہ کی مخالفت قابل التفات نہین کہ مین یقینا جانتا ہون کہ ابوحنیفہ نے اپنے مذہب کے نو حصون مین منجملہ دس حصون کے قطعًا خطا کی ہے جن مسائل کثیرہ مین اپنی طرف مقابل لوگون کے خلاف اپنا مذہب ٹہرایا ہے۔ اور قواعد اصولیہ مین اوس سے بیشبہ لغزشین واقع ہوئی ہین کہین قیاس کو حدیث پر مقدم کیا ہی کبہی استحسان کی طرف رجوع ہوا ہے جسکی کوئی سند شرع مین نہین ہے۔ اور نص پر زیادتی کو نسخ زعم کرلیا ہے۔ کہین شاذ مسئلون سے قواعد کلیہ کے نقص مین تمسک عمل مین لایا ہے تو ان مسائل مین ابوحنیفہ اس قابل نہین کہ اوسے گفتگو کیجائے۔ اور دسوان حصہ اوسکے مذہب کا جو باقی رہا اوسمین اوسکا اور اوسکے لوگون کا قدم برابر ہے۔ اور شاید کہ اونکو ابوحنیفہ پر ترجیح ہو اور قاضی نے جو ابوحنیفہ کا استحسان کی طرف رجوع ہونا بیان کیا ہے حقیقت مین اوسکی تکفیر کی ہے اس لئے کہ شافعی نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ جس شخص نے استحسان کیا تو بیشبہ اوسنے تشریع کی۔ اور اصحاب ابوحنیفہ نے بہی کہا ہے کہ استحسان وہ مذہب ہی جسپر کوئی دلیل نہین اور اوسکا قائل کافر ہے اور جو شخص بغیر حاجت کے طرف دلیل کی اوس سے تمسک جائز جانے وہ بہی کافر ہے۔ تبیان سے اور مناقب جلیلہ اور مراتب جزیلہ کے علاوہ کہ اپنے مذہب کے نو حصون مین یقینًا خطاکار ہوے اور دسوین حصہ مین بہی اورون سے مرجوح رہے حضرت امام اعظم کا کفر تک بہی عیان ہے۔

✤ ✤ ✤

منخول غزالی

واما ابو حنیفة فلم یکن مجتهدا لانه کان لا یعرف اللغة وعلیه
یدل قوله لو رماه بابو قبیس وکان لا یعرف الاحادیث ولهذا
غری بقبول الاحادیث الضعیفة ورد الصحیح منها - وفیات
الاعیان ابن خلکان + ولم یکن یعاب بشئ الا قلة العربیة
ایضا منخول + ولا اکتراث بمخالفة ابی حنیفة فانی اقطع بخطائه
فی تسعة اعشار مذاهبه التی خالف فیها خصومه فانه اتی
فیها بالزلل فی قواعد اصولیة فی القول فیها عن مظان
الظنون کتقدیمه القیاس علی الخبر ورجوعه الی الاستحسان
الذی لا مستند له وزعمه ان الزیادة علی النص نسخ فی مسائل
ذکرناها وتمسکه بمسائل شاذة فی خرم القواعد فلیس لکلام مع
فیها مظنة النظر فی المظنونات والعشر الباقی یستوی فیه
قدمه وقدم خصومه ولعلهم یرجعون علیه -

ایضا قال الشافعی من استحسن فقد شرع ولا بد اولا من
بیان حقیقة الاستحسان وقد قال قائلون من اصحاب
ابی حنیفة الاستحسان مذهب لا دلیل علیه وهذا
کفر من قائله وممن یجوز التمسك بلا حاجة فیه
الی دلیل -

اور اسی کتاب مین لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے پہلے خود کہا ہی کہ حدود اور کفارات اور مقدرات اور رخص مین قیاس جاری نہین ہوتا پھر آپ ہی حدود کے ٹالنے مین اور ثابت کرنے مین نسبت چوری اور قصاص کے قیاس فاحش کیا یہانتک کہ شرع کے قاعدہ کو باطل کردیا اور شہود زوایا مین حد کو واجب کیا اور ایسے دو گواہون کی گواہی سے جنہین سے ایک بیان کرے کہ سفید گائے چرائی ہے اور دوسرا گواہی دے کہ سیاہ گائے چرائی ہے ملزم کے ہاتھ کاٹنے کو واجب قرار دیا اس احتمال سے کہ گائے ملمع ہوگی اور روزہ مین کفارہ واجب کرنے کی غرض سے غیر جماع کو جماع پر قیاس کرلیا۔ اور جزا واجب کرنے مین خطا سے شکار مارنے کو عمد پر قیاس کیا حالانکہ نص عمد کے ساتھ مخصوص ہے اور کنوئین کا پانی نکالنے کی مقدار نجس ہونے کی حالت مین تیس ڈول سے مقرر کی۔ اور حنفیون کا یہہ کہنا کہ ہمنے اوزاعی کی تقلید کی ہے اونکے حق مین نافع نہین اسلیئے کہ اونکو صحابہ کی تقلید سے بہت سے مسائل مین انکار ہے تو اوزاعی کی تقلید کس طرح کی۔ اور نجاست کے عفو کو چہارم کپڑے کے ساتھ مقدر اور مقرر کیا اور مسح کے واسطے چہارم سر کی مقدار معین کی۔ اور رخصتون مین تمام نجاستون کو اوس نجاست کی مقدار پر جو براز کے مقام پر بطور رخصت کے عفو کیگئی ہے قیاس کیا تو اس صورت مین ابوحنیفہ اور اوسکے تابعین نے بیشبہ ان اصول کو خبط کردیا۔ اس عبارت سے عیان ہے کہ جن چیزونمین حضرت امام اعظم نے قیاس کو منع فرمایا تھا خود بدولت اونہین مین قیاس فاحش کیا اور اپنے اصول مقررہ کو خبط کردیا۔ اور حد و دین تو قاعدۂ شریعت ہی کو باطل کردیا۔

منخول

قال ابو حنيفة لا يجرى القياس فى الحدود والكفارات والمقدرات
والرخص ثم افحش القياس فى درء الحدود فى السرقة
والقصاص حتى ابطل قاعدة الشرع وفى اثباتها
حتى اوجب الحد فى شهود الزوايا واوجب قطع
السرقة بشهادة شاهدين يشهد احدهما على
انه سرق بقرة بيضاء ويشهد الآخر على بقرة
سوداء لاحتمال ان البقرة كانت ملمعة وقاس
غير الجماع على الجماع فى الصوم فى ايجاب الكفارة
والخطاء فى قتل الصيد على العمد فى ايجاب الجزاء مع
اختصاص النص بالعمد وقدر نزح ماء البئر
عند نجاسته بثلاثين دلوا قياسا ولا ينفعهم قولهم
انا قلدنا الاوزاعى فانهم ابوا عن تقليد الصحابة
فى مسائل فكيف قلدوه وقدروا العفو عن النجاسة
بربع الثوب والمسح على الراس بربعه وقاسوا
فى الرخص سائر النجاسات على مقدار
ما عفى عنه على محل النجو رخصة
فقد خبطوا هذه
الاصول

اور اسی کتاب مین ہے کہ ابو حنیفہ جو تصویر مسائل اور تقریر مذاہب اپنے ذہن سے عمل مین لایا تو اوسکا بہت خبط اس وجہ سے ظہور مین آیا اور اسی سبب سے ابو یوسف اور محمد نے ابو حنیفہ کی پیروی اوسکے دو ثنائی مذہب مین عار سمجھی کیونکہ اوسمین خبط و خلط کی کثرت اور امام صاحب کا ورطۂ تناقضات مین گرنا ملاحظہ کیا۔

اور صاحبین کی مخالفت امام صاحب سے ایک ثلث مذہب مین ردمختار سے بہی ظاہر ہے۔

اور نافع کبیر مین لکھا ہے کہ اگر ابو حنیفہ کے شاگرد اپنی رائین مخلوق مین منتشر کرنے پر حریص ہوتے تو ان لوگون مین باہم اور امام صاحب کے ساتھہ اس درجہ مخالفت تہی کہ ہر ایک کا مذہب جداگانہ مذہب امام سے بیگانہ ہوتا۔

اور اسی کتاب مین مرقوم ہے کہ خصاف اور طحطاوی اور کرخی جو علماے حنفیہ سے ہین انہون نے بیشمار مسئلون مین ابو حنیفہ سے مخالفت کی ہے اور اصول و فروع مین انکے جدا اختیارات ہین یہانتک کہ امام غزالی نے منخول مین فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ نے تو شریعت کو اولٹ پلٹ کر دیا اور اوسنے شرع کے طریقہ کو مشوش اور اوسکے انتظام کو درہم و برہم کیا۔ اور اوسکے مذہب کا فساد نماز کی تفصیلون مین پوشیدہ نہین اور اوسکی تفصیل بیان کرنے مین طول ہوتا ہے۔ اور نماز کی قدر ضروری جو ابو حنیفہ نے تجویز کی ہے اوسی مین اوسکے خبط کا ثمرہ ظاہر ہے۔

اور یہہ ایسی نماز ہے کہ جسوقت کسی جاہل فرومایہ سست آدمی کے سامنے بہی پیش کیجاوے تو اوسکے اتباع سے باز رہے گا اس لئے کہ جو شخص جہان نبیذ جمع ہو اوسمین غوطہ مارے اور دباغت کی ہوئی کُتّے کی کہال پہنکر نکلے — +

ف: قدر ضروری نماز نزد ابو حنیفہ چنانست کہ ہر جاہل در اتباع آن بگریزد۔

منخول

ان اباحنیفة نزق حمام ذهنه فی تصویر المسائل وتقریر المذهب فکثر خبطه لذلك ولهذا استنکف ابو یوسف ومحمد عن اتباعه فی ثلثی مذهبه لما رایا فیه من کثرة الخبط والخلط والتورط فی المناقضات رد محتار فحصل المخالفة من الصاحبین فی ثلث المذهب۔

نافع کبیر: ولو انهما لعوا بنشرا ائهم بین الخلق لکان کل ذلك مذهبا منفردا عن مذهب ابیحنیفة۔

ایضاً ثم ان قوله فی الخصاف والطحاوی والکرخی انهم لا یقدرون علی مخالفة ابیحنیفة لا فی الاصول ولا فی الفروع لیس بشئ فان ما خالفوا من المسائل لا تعد ولا تحصی ولهم اختیارات فی الاصول والفروع واقوال مستنبط بالقیاس والمسموع۔

منخول: اما ابوحنیفة فقد قلبها الشریعة ظهرا لبطن وشوش مسلکها وغیر نظامها۔

ولا یخفی فساد مذهبه فی تفاصیل الصلوة والقول فی تفاصیل یطول وثمرة خبطه بین فیما عاد الیه اقل الصلوة عنده واذا عرض اقل صلوة علی کل عامی جلف کاع امتنع عن اتباعه فان من انغمس فی مستنقع نبیذ وخرج فی جلد کلب مدبوغ و —

اور نیت نکرے اور تکبیر احرام کو اوسکی ترکی یا ہندی ترجمہ سے بدلے ۔ اور قرائت مین مُدْ ھَامَّتٰنِ کے ترجمہ پر اکتفا کرے اور رکوع چھوڑ کر دو تنکرین بیفاصلہ لگاتے اور تشہد نہ پڑھے پھر آخر نماز مین بجاے سلام کے عمدًا حدث صادر کرے اور اگر بغیر قصد نماز سے نکلنے کے عمدًا ناگہان حدث صادر ہو جائے یا بدون قصد کے ایسا کچھ ظہور مین آئے تو اثناے نماز مین وضو کرے اور اوسکے بعد عمدا حدث صادر کرے کیونکہ پہلے حدث مین قصد نہین کیا تھا تو ان صورتون مین اوسکی نماز صحیح ہوگی۔ پس اور جس چیز کا ہر دیندار کو یقین لائق ہے یہ ہے کہ خدا ایتعالے نے کسی پیمبر کو ایسی نماز کا حکم نہین بہیجا اور نہ جناب محمد بن عبد اللہ علیہ صلوۃ اللہ کو ایسی نماز کی طرف دعوت کرنے کے لئے مبعوث فرمایا حال آنکہ نماز اسلام کا قطب اور دین کا رکن ہے ۔ اور ابو حنیفہ نے زعم کرلیا کہ اقل واجب اسیقدر ہے تو یہہ وہی نماز ہے جسکے ساتھہ رسولخدا ص مبعوث ہوئے ہین اور اسکے سوا سب آداب اور سنتین ہین اور ابو حنیفہ نے روزہ کے رکن کا استیصال کیا اور اوسکو ڈھا رہنے دیا اس لئے کہ تقدیم نیت کی اوسمین شرط نہین کی اور زکوۃ مین یہہ حکم دیا کہ اوسکے ادا کرنے مین تاخیر جائز ہے اگرچہ حاجت ہو اور مسکینون کی آنکھین اوسکی طرف لگی ہوئی ہون پہر یہہ زعم کیا کہ صاحب نصاب اگر زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مرجاتے تو زکوۃ ساقط ہے ۔ پس اس صورت مین ابو حنیفہ نے شارع کی غرض کو جو حق مساکین کی رعایت ہے بالکل باطل کردیا اس لئے کہ موافق اس قول کی اختیار ہے کہ زندگی بہر زکوۃ مین تاخیر کرے اور مرنے کے بعد تو ساقط ہی ہو جائیگی پس زکوۃ کو نیست و نابود کردیا اور بہ نسبت حج کی جس سے کسی مسلمان کی حاجت متعلق نہین اسکے برعکس تجویز کی کہ اوسکو فورًا ادا کرنا لازم ٹھرایا۔ یہہ تو عبادات مین ابو حنیفہ کی کاریگری ہے اور لیکن عقوبات پس اونکے تو مقاصد ہی کو ابو حنیفہ نے باطل کردیا اور اونکے اصول و قواعد کو قطع کیا اسواسطے کہ شرع کا مقصد تو یہہ ہے کہ جان و مال و فروج محفوظ رہین اور ابو حنیفہ نے قصاص کے قاعدہ کو تو اس طرح منہدم کیا کہ گلا گھونٹ کے مار ڈالنے کو عمد

ولم ينو واحرم للصلوة مبدلا صيغة التكبير بترجمته تركيا كان او هنديا ويقتصر فى قراءة القرآن على ترجمة مدهامتان ثم يترك الركوع وينقر نقرتين لا قعود بينهما ولا يقرء التشهد ثم يحدث عمدا فى آخر صلوته بدلا عن التسليم ولو انفلتت منه او سبقه الحدث يعيد الوضوء فى اثناء صلوته ويحدث بعده عمدا فانه لم يكن قاصدا فى حدثه الاول تحلل عن صلوته على الصحة والذى ينبغى ان يقطع به كل ذى دين ان مثل هذه الصلوة لا يبعث الله بها نبيا وما بعث محمد بن عبد الله صلوة الله عليه بدعاء الناس اليه - وهى قطب الاسلام وعماد الدين وقد زعم ان هذا القدر اقل الواجب فهى الصلوة التى بعث بها النبى وما عداها اداب وسنن -

واما الصوم فقد استاصل ركنه ورده الى نصفه حيث لم يشترط تقديم النية واما الزكوة فقد قضى انها على التراخى فيجوز تاخيرها وان كانت الحاجة ماسة واعين المساكين اليها ممتدة ثم زعم انها تسقط بموته قبل ادائها وكان قد اجاز له التاخير وهل هذا الا ابطال غرض الشارع من مراعاة حق المساكين -

ثم عكس هذا فى الحج الذى لا يرتبط به حاجة مسلم وزعم انه على الفور فهذا صنعه فى العبادات واما العقوبات فقد ابطل مقاصدها وخرم اصولها وقواعدها فان مما رام الشرع عصمة الدماء والفروج والاموال وقد هدم قاعدة القصاص بالقتل بالمثقل فمهد التخنيق والتغريق والقتل بانواع المثقلات ذريعة الى درء القصاص ثم زاد عليه حتى ناكر الحس والبديهة وقال لم يقصد قتله وهو شبه عمد - ✣

اور کاش مین جانتا کہ اگر فرط غباوت اور شدت خذلان نہوتی تو عاقل کا نفس کس
طرح گوارا کرتا کہ ایسی بات کا بطور تقلید کے اعتقاد کر لیتا اور ابو حنیفہ نے حد زنا
ساقط کرنے کے ذریعے تیار کئے اور زعم کر لیا کہ کسی عورت کو نوکر رکھکر زنا کرنا
اور اپنی مان دادی نانی وغیرہا حرام عورتون سے نکاح کر کر زنا کرنا حد زنا کا
موجب نہین بہلا جو شخص کسی منہ سے زنا کا قصد کریگا وہ اوسکے نوکر رکھنے سے
کس طرح عاجز ہوگا ۔ اور اس سے ہمارا عذر خواہ کون ہے ۔ اور اوسکے برعکس
مسئلہ شہود زوایا مین حد واجب کرنے کے لئے دقّت کو کام فرمایا اور ایک دقیقہ
کے سمجھنے کا زعم کر لیا کہ ایک بار کا زنا کئی گوشون مین مکان کے واقع ہوا ہو پھر
کہدیا کہ اگر چار عادل کسیکے زنا پر گواہی دین اور وہ ایک بار اقرار کر لے تو حد
ساقط ہو جائیگی ۔ پھر وطی بالشبہہ مین حد کو واجب ٹھرایا جبکہ کوئی شخص اپنے
بستر خواب پر کسی اجنبی عورت کو پائے اور اوسکو اپنی زوجۂ قدیمہ گمان کرے
یعنی اس شخص پر حد زنا واجب قرار دے حال آنکہ موجبات عقوبت مین کمتر
وہ ہے کہ محض حرام ہو اور غافل خاطی کا فعل تحریم سے موصوف نہین ہوتا ۔
اور اموال کے باب مین ابو حنیفہ کا یہ زعم ہے کہ اگر کوئی کسیکا مال غصب
کرے اور اوسکو اوسنے تغیر دے مثلاً گیہون کا آٹا کر لے یا بکری کو ذبح
کرکے بھون لے تو ملکیت سے اصل مالک کی وہ مال خارج ہو جاتا ہے ۔
پھر شریعت کے تمام قواعد کے ساتھ ایک ایسا قاعدہ بیان کیا جس سے شرع
محمدی کو یقیناً منہدم کر دیا یعنے بیان کیا کہ فریبی گواہ جبکہ جھوٹی گواہی دین
کہ ایک شخص کی زوجہ کا نکاح فلان شخص کے ساتھ ہوا ہے اور قاضی
خطا کر کر اون گواہون کے بیان کی موافق حکم دیدے تو وہ غیر
کی زوجہ اوس جھوٹے مدعی کو حلال ہو جائیگی اگرچہ اپنے فریب
کو قطعاً جانتا ہے اور اپنے شوہر پر بلینہ وہین
اللہ حرام ہو جائی گی ۔

ولیت شعری کیف یجد العاقل من نفسہ ان یعتقد مثل ذلک تقلیدا
لولا فرط الغباوۃ وشدۃ الخذلان۔
واما الفروج فانہ مہّد ذرائع اسقط الحد بہا مثل الاجارۃ
ونکاح الامہات وزعم انہا دارئۃ للحد ومن یبغ البغاء بمؤمنۃ کیف
یعجز عن استیجارہا ومن عذیرنا من ذلک ثم دقق نظرہ منعکسا
فی ایجاب الحد فی مسئلۃ شہود الزوایا زاعما انی تفطنت لدقیقۃ و
ھی ازحافہم فی زنیۃ واحدۃ علی الزوایا۔
ثم قال لو شہد علیہ اربعۃ عدول بالزنا فاقر مرۃ واحدۃ سقط الحد
عنہ ثم اوجب الحد فی الوطی بالشبہۃ اذا صادف اجنبیۃ علی فراشہ
فظن انہا حلیلتہ القدیمۃ۔
واقل موجبات العقوبۃ ما تمحض تحریمہ والذاہل المخطی لا یوصف
فعلہ بالتحریم۔ واما الاموال فانہ زعم ان الغصب فیہا مع ادنی
تغییر یزیل ملک المالک کطحن الحنطۃ وشیّ الشاۃ ثم ارادف
جمیع قواعد الشریعۃ باصل ھدم بہ شرع محمد صلی اللہ علیہ
قطعا حیث قال شہود الزور اشہد واکاذبین علی نکاح زوجۃ
الغیر وقضی بہ القاضی بخطاء حلت الزوجۃ للمشہود لہ وان
کان عالما بالتزویر وحرمت علی الاول
بینہ وبین اللہ تعالیٰ +

یہانتک کہ امام غزالی نے کہدیا ہی کہ اگر شدت غباوت اور قلت درایت نہ ہوتی۔ اور قلوب اتباع تقلید و مالوف کے عادی نہ ہوتے تو کوئی صحیح الحواس ایسی شرع مین تصرف کرنیوالکا اتباع نکرتا چہ جائیکہ شدید النظر اور قوی الفکر اوسکی پیروی کرتا اور اسیوجہ سے طعن و لعن ابو حنیفہ کے حق مین آئمہ سلف سے شدت کے ساتھہ واقع ہوئی یہانتک کہ کہدیا کہ ابو حنیفہ نے شریعت کی قطع و برید کا قصد کیا تہا اور یہہ وہ بات ہی جسکا قاضی ابو بکر نے یقین کیا ہے اور امام غزالی جنہون نے ابو حنیفہ کے لعن ائمہ سلف سے اپنے مطلب کی تائید مین نہایت رغبت و بشاشت سے بیان کی ہے ایسے بزرگ ہین جو کسی مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہین جانتے اور مسلمان کے لعنت کرنیوالیکو ملعون سمجھتے ہین۔ بلکہ بہائم پر لعنت کرنے کو بہی ناجائز کہتے ہین اور لعن یزید پلید سے منع کرتے ہین تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ائمہ سلف اور امام غزالی ابو حنیفہ کو دائرہ اسلام بلکہ زمرۂ بہائم سے خارج سمجھتے ہین اور یزید پلید سے بدتر جانتے ہین۔

اور صاحب منتہی الکلام نے جو کہا ہے کہ کتاب منخول امام غزالی کی تصنیفات سے نہین ہے بلکہ محمود غزالی معتزلی کی تصنیف ہی اسکا جواب باصواب نہایت شرح و بسط سے کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین مرقوم ہے قطع نظر اس سے کہ اس صورت مین بہی ہمارا مدعا حاصل ہے۔

اور کتاب مختار مختصر تاریخ بغداد خطیب مین لکہا ہے کہ آئمہ ناقلین حدیث کو ابو حنیفہ کے مذمت مین بہت کچہ کلام ہے بسبب امور شنیعہ کے جو اوس سے سرزد ہوئے ہین انمین سے بعضے اصول دیانات سے تعلق رکہتے ہین اور بعضے فروع سے متعلق ہین۔ +

منقول + ولولا اشتداد الغباوة وقلة الدراية وتدرب القلوب على اتباع التقليد والمألوف لما اتبع مثل هذا المتصرف فی الشرع من سلم حسه فضلا عمن يشتد نظره ولهذا اشتد المطعن والملعن من سلف الائمة فيه الى ان نموه بروم مخرم الشرع وهو الذی قطع به القاضی ابو بكر الخ -

تاریخ ابن خلکان وغیرہ مین یہہ قول امام غزالی کا منقول ہے - لا يجوز لعن المسلم اصلا ومن لعن مسلما فهو الملعون وقد قال رسول الله صلی الله عليه وسلم المسلم ليس بلعان وكيف يجوز لعن المسلم ولا يجوز لعن البهائم وقد ورد النهی عن ذلك وحرمة المسلم اعظم من حرمة الكعبة بنص النبی صلی الله عليه وسلم ويزيد صح اسلامه الخ -

مختار مختصر تاريخ بغداد خطيب + والمحفوظ عند نقلة الحديث من الائمة المتقدمين وهولاء المذكورين منهم فی ابی حنيفة خلاف ذلك وكلامهم فيه كثير لامور شنيعة حفظت عليه يتعلق بعضها باصول الديانات وبعضها بالفروع -

اور جس شخص کو تاریخ بغداد اور اوسکے مصنف ابو بکر خطیب کے اعتبار واعتماد کا دریافت کرنا منظور ہو کتاب لاجواب استقصار الافحام کو ملاحظہ کرے -

مختصر یہہ ہے کہ شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین مین نقل کیا ہے کہ خود جناب رسولخدا اس کتاب کے سننے کو مجلس خطیب مین تشریف لائے -

اقوال اہلسنت

پہر اون امور شنیعہ کی تفصیل کی ہے اور لکہا ہے کہ ابو حنیفہ سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص یہہ کہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ بیشبہ کعبہ حق ہے لیکن مین یہہ نہین جانتا کہ آیا کعبہ وہی ہے جو مکہ مین ہے یا وہ نہین ہے تو ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ وہ شخص سچا مومن ہے اور ابو حنیفہ سے کسینے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ مین شہادت دیتا ہون کہ محمد بن عبد اللہ پیمبر ہین لیکن مین نہین جانتا کہ آیا وہ وہی ہین جنکی قبر مدینہ مین ہے یا وہ نہین تو ابو حنیفہ نے جواب مین کہا کہ وہ شخص واقعی مومن ہے اور حمیدی نے جو بخاری کا شیخ و اُستاد ہے کہا ہی کہ جو شخص یہہ کہے وہ کافر ہے۔ پہر خطیب نے قیامت برپا کی ہے کہ اسناد کے ساتہہ نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص جوتے کی پرستش قربۃً الی اللہ کرے مین اسمین کوئی برائی نہین دیکہتا اور سعید سے منقول ہے کہ وہ اسکو کفر کہتا ہے بہلا کسطرح کفر ہو اس مقولہ مین اور مشرکون کے مقولہ مین جو قرآن شریف مین مذکور ہے ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ظاہراً کوئی فرق نہین۔ بالجملہ یہان سے اہلسنت کے امام اعظم کا کفر شہادت سے حمیدی اور سعید کے بخوبی ثابت ہے اور ابو حنیفہ نے یہہ بہی کہا ہے کہ ابوبکر کا ایمان اور شیطان کا ایمان ایک ہی۔ یہہ سچی بات جو حق سبحانہ تعالی نے امام اعظم کی زبان پر جاری کر دی ہے اہلسنت کے نزدیک جو ابوبکر کو خلیفہ اول اور تمام اصحاب سے افضل و اکمل جانتے ہین بیشبہ ابو حنیفہ کے لئے موجب قدح ہے اب حضرات اہلسنت کو اختیار ہی خواہ امام اعظم کی امامت سے ہاتہہ اوٹہائین یا امام کو سچا جانکر خلیفہ صاحب کو شیطان بنائین اور اونکی خلافت کو خاک مین ملائین۔ +

قول ابو حنیفہ کہ ایمان ابوبکر و ایمان شیطان یکسان است

مختار مختصر تاریخ بغداد

ان ابا حنیفۃ سئل عن رجل قال اشہد ان الکعبۃ حق ولکن لا ادری اهذہ هی التی بمکۃ ام لا فقال مؤمن حقا وسئل عن رجل قال اشهد ان محمد بن عبد اللہ نبی ولکن لا ادری اهو الذی قبرہ فی المدینۃ ام لا فقال مؤمن حقا وقال الحمیدی من قال هذا فقد کفر

ایضاً

ثم اتبع الخطیب ذلک بالطامۃ الکبری یروی باسناد ان ابا حنیفۃ قال لو ان رجلا عبد هذہ النعل یتقرب بہ الی اللہ تعالیٰ لم ار بذلک باسا وحکی عن سعید انہ قال هذا هو الکفر۔

ایضاً

منها ان ایمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وایمان ابلیس واحد۔

اور یہ سب باتیں مع شئے زائد توضیح الفرقین بھی کتاب منتظم سے ابن جوزی کے نقل کی ہیں۔

***

ابو حنیفہ برخلاف قرآن وحدیث واقوال اعاظم اہلسنت کے اس امر کا قائل تہا کہ ایمان زیادہ اور کم نہین ہوتا اور اہل زمین وآسمان کا ایمان یکسان ہے -
حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا۔ یعنے جسوقت اونپر اوسکی آیتین پڑہی جائینگی اونکے ایمان کو بڑہائینگے -
صحیح بخاری مین ایک باب ہے جسکی عنوان یہہ ہے باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس وھو قول وفعل ویزید وینقص
اس باب مین آیہ آیتین جنسے ایمان کی کمی اور بیشی ظاہر ہے مرقوم ہین -
پانچ اونمین سے یہہ ہین -
لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم + زدناھم ھدی :. - و یزداد الذین امنوا ایمانا + فاخشوھم فزادھم ایمانا + وما زادھم الا ایمانا وتسلیما ۵
شرح سفر السعادۃ مین تنزیہ الشریعۃ سے یہہ حدیث نقل کی ہے -
الایمان قول وعمل یزید وینقص +
اور مسند احمد حنبل مین معاذ بن جبل سے منقول ہے - الایمان یزید وینقص - شرح سفر السعادۃ مین لکہا ہے کہ یہہ بات یعنی ایمان کا زیادہ اور کم ہونا جماعت صحابہ وتابعین سے منقول ہے - اور امام شافعی اور احمد حنبل وغیرہما بہی اسکے قائل ہین اور بخاری نے کہا ہے کہ مینے ہزار سے زیادہ مختلف شہرون کے عالمون سے ملاقات کی مگر کسیکو نہ دیکہا کہ اوسنے اس بات مین اختلاف کیا ہو - اور اہلسنت کے غوث اعظم کا بہی یہی قول ہے مختصر یہہ ہے کہ مجمع البحار مین جو معتمد کتاب اہلسنت کی ہے لکہدیا ہے کہ اہلسنت کے سلف وخلف کا یہی قول ہے -
پس ظاہر ہوا کہ اہلسنت کے امام اعظم نے اس قول مین خدا اور رسول وصحابہ وتابعین کی مخالفت کے علاوہ سلف وخلف اہلسنت کے بہی مخالفت کی ہے - +

فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے۔ +

الایمان هو الاقرار والتصدیق وایمان
اهل السماء والارض لا یزید ولا ینقص

غنیۃ الطالبین عبد القادر جیلانی۔

ویعتقد ان الایمان قول باللسان و
معرفة بالجنان وعمل بالارکان
یزید بالطاعة وینقص بالعصیان
الخ۔ +

مجمع البحار

الایمان یزید و
ینقص علی قول
اهل السنة
من السلف
والخلف

+ + +
+ + +
+ +
+ +
+

توبہ کردن ابوحنیفہ دوبار از زندقہ وچند بار از کفر وگفتن ابوحنیفہ این کہ
اگر رسولخدا مرامی یافتند در اکثر اقوال تقلید من مینمودند

آور ابوحنیفہ قرآن کے مخلوق ہونیکا بھی قائل تہا اور حضرات اہلسنت ایسے شخص کو کافر جانتے ہین اور اگر توبہ نکرے تو واجب القتل سمجھتے ہین اسیوجہ سے جب ابوحنیفہ نے عیسی بن موسی کی مجلس مین خلق قرآن کا بیان کیا تو اوسنے حکم دیا کہ اسکو نکالدو اگر توبہ کرے فبہا ورنہ گردن مارو چنانچہ امام صاحب سے توبہ کرائی گئی آور یہہ کس شمار مین ہے امام صاحب سے تو دوبار زندقہ سے اور بارہا کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔ آور ابوحنیفہ کے ایسے عقائد فاسدہ کے سبب سے یہہ نوبت پہونچی کہ جب قاضی القضاۃ ابو یوسف سے جو ابوحنیفہ کا شاگرد رشید تہا ایک شخص نے کہا کہ ہمنے سنا ہے اہل خراسان ابوحنیفہ کو ایسا ایسا کہتے ہین تو ابو یوسف نے اوسکی تصدیق کی اور ایک فاسد عقیدہ ابوحنیفہ کا خود بیان کیا۔ آور جب اوس شخص نے ایسے بد عقیدہ کی شاگردی پر اعتراض کیا تو قاضی صاحب نے صاف کہدیا کہ ہم ابوحنیفہ کے پاس فقہ پڑہنے جایا کرتے تہے آور دین مین اوسکی تقلید نکرتے تہے آور امام صاحب احمقون پر اپنی عظمت جتاتے تہے اور عوام کو دام فریب مین لاتے تہے آور کہتے تہے کہ اگر جناب رسولخدا صمجہکو پاتے تو میرے بہت سے قول حضرت اختیار فرماتے۔ دیکہئے امام اہلسنت پر اس درجہ مرض مالیخولیا غالب ہوا کہ عیاذاباللہ حضرت رسولخدا سے اپنی تقلید کا طالب ہوا۔ ظاہرا امام صاحب کے مقلدین نے جو بڑے بڑے قصے اونکی شان مین گہڑے ہین خود بدولت ہی کے خیالات سے ماخوذ ہین چنانچہ معیار الحق مین لکہا ہے نقہائے مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کیا کچہہ نہین لکہتے چنانچہ صاحب الدر نے درمختار مین امام اعظم کی مدح مین کیا کچہہ غلو کیا ہے اور کہا ہے کہ عیسی علیہ الصلوۃ والسلام بہی آخر زمانہ مین امام ہی کے مذہب پر عمل کرینگے حیث قال الی ان یحکم بمذہبہ عیسی علیہ الصلوۃ والسلام انتہی۔ اور اگرچہ اس قول کے جلبی نے تاویل کردی لاکن وہ تاویل توجیہ القول بما لایرضی بہ قائلہ ہے اسیواسطے طحطاوی نے بعد نقل کرنے تاویل جلبی کے کہا ہے والذی ینبغی للطائفۃ الحنفیۃ ان لا یتکلموا بہذہ الالفاظ الموہمۃ فانہا موجبۃ للتکلم فیہم بل ان بعض الحمقی یسبون الامام ویفنون عند الاجتہاد فالاولی تجنبہ انتہی۔ +

مختار مختصر تاریخ بغداد

واما القول بخلق القرآن فقد قیل ان اباحنیفۃ لم یکن یذهب الیہ والمشهور انہ کان یقولہ ۔

ایض

فاول ما بدء بعد ما تقدم ذکرہ ان قال ذکر الروایات فی من حکے عن ابی حنیفۃ القول بخلق القرآن و اطال و انہ کان فی مجلس عیسے بن موسی فقال القرآن مخلوق فقال اخرجوہ فان تاب والا فاضربوا عنقہ ۔ ایض

وهذا الخبر مع بطلانہ وضعفہ یناسب ما رواہ الخطیب ایضاً واقدم علی حکایتہ فی هذا الباب ان اباحنیفۃ استتیب من الزندقۃ مرتین وذلک کذب وفی روایۃ من الکفر مرارا ۔

ایض

واعجب ما مر بی فی هذا الباب ما ختمہ بہ باسنادہ عن سعید بن سالم قال قلت لقاضی القضاۃ ابی یوسف سمعت اهل خراسان یقولون ان اباحنیفۃ جهمی مرجی فقال لی صدقوا و یری السیف ایضاً قلت لہ فاین انت منہ فقال انا کنا ناتیہ یدرسنا الفقہ ولم نکن نقلدہ دیننا۔ توضیح انورین کتاب منتظم سے ابن جوزی کی نقل کیا ہے وعن حبوب بن موسیٰ قال سمعت یوسف بن اسباط یقول قال ابوحنیفۃ لو ادرکنی رسول اللہ وادرکتہ لاخذ بکثیر من قولی ۔

اور بعض حنفیون نے یہہ کہا ہے کہ امام صاحب خضر علیہ السلام کے اوستاد تھے
خضر نے اونسے تیس برس علم حاصل کیا تھا پانچ برس حین حیات مین اور پانچ
برس قبر پر سے چنانچہ طحطاوی نے نقل کیا ہے اعلم ان اللہ تعالی خص
ابا حنیفة بالشریعة والکرامة ومن کراماته ان الخضر علیہ السّلام کان
یجیئی الیه کل یوم وقت الصبح ویتعلم منه احکام الشرع بعد الی خمس سنین
فلما توفی ابو حنیفة ناجی الخضر ربه الھی الکان لی عندک مرتبة فاذن
لابی حنیفة حتی یعلمنی عن القبر علی حسب عادته حتی اعلم شرع
محمد صلی اللہ علیه وسلم علی الکمال لیتحصل لی الطریقة والحقیقة فنودی
ان اذھب الی قبره وتعلم منه ماشئت فجاء الخضر علیه السلام و
تعلم منه ما شاء کذلک الی خمس وعشرین سنة حتی اتم الدلائل
والاقاویل انتہی ما نقل الطحطاوی۔
آور اس سے بڑھ کر قصہ ہے قصہ قشیری کا جسمین خوب تفصیل سے خضر
علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہے چنانچہ وہ بھی طحطاوی میں
منقول ہے آور سوا اسکے اور بہت سی باتین فقہاے مقلدین
مادحین نے اپنے اپنے ائمہ کی تعریف مین نقل کی ہین تو اگر مجرد قول
مادحین کالوحی من السماء ہوتا اور ایسے امور اہم مین حاجت دلیل و
روایت کی ائمہ نقل سے نہوتی تو پھر قصۂ قشیری اور قصۂ خضر اشالہا
کو علماے حنفیہ نے کیون رد کر دیا ہے۔
دیکھو کہ طحطاوی مین اون قصون پر کیا کچھہ لے دے ہوئی ہے انتہی بلفظہ

اور بعض حنفیون نے یہہ بھی کہاہی کہ حضرت امام
مہدی عجل اللہ ظہورہ بھی ابو حنیفہ کی تقلید
کرینگے اس خرافات کو ملا علی قاری نے اپنے
رسالہ المشرب الوردی فی مذہب الامام المہدی
مین رد کیا ہے ۔ اور اس رسالہ مین قشیری
کے قصہ کو جو بقول صاحب رد مختار کے کذابون
نے وضع کیا ہے رد کر دیا ہے ۔ آور اس
قصہ کا حاصل یہہ لکہا ہے کہ خضر نے ابو حنیفہ
سے احکام شرعیہ سیکھے پہر ابو القاسم قشیری
کو تعلیم کیے آور قشیری نے اون احکام مین
کتابین تصنیف کین ۔ اور ایک صندوق مین
رکھین ۔ آور اپنے بعض مریدون کو اوسکے
جیحون مین اوس صندوق کے ڈالدینے کا
حکم دیا ۔ آور حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے
اوس صندوق کو نکالینگے اور اون کتابون کی
موافق حکم کرینگے ۔ صاحب رد مختار یہہ حاصل
بیان کرکر کہتے ہین کہ یہہ کلام محض بے اصل
ہے آور اسکی نقل و حکایت تک جائز نہین ۔
مگر رد کرنے کی غرض سے مضائقہ نہین ۔
اور سیوطی نے بھی اس حکایت کی نسبت کہا ہے
کہ اسکی کچھہ اصل نہین آور کیونکر گمان ہو سکتا ہے
کہ ایک نبی مجتہد کی تقلید کرے باوجود اسکے کہ
ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید جائز نہین
الخ ۔ الغرض جب ابو حنیفہ وہ کلمہ مصداق کبرت
کلمۃ تخرج من افواھہم جناب سید المرسلین خاتم النبیین

رد مختار :- وما یقال ان
الامام المہدی یقلد ابا
حنیفۃ ردہ ملا علی القاری
فی رسالتہ المشرب الوردی
فی مذہب الامام المہدی
وقرر فیہا انہ مجتہد مطلق
ورد فیہا ما وضعہ بعض
الکذابین من قصۃ طویلۃ
حاصلہا ان الخضر علیہ السلام
تعلم من ابی حنیفۃ الاحکام
الشرعیۃ ثم علمہا للامام ابی
القاسم القشیری وان القشیری
صنف فیہا کتبا و وضعہا فی
صندوق وامر بعض مریدیہ
بالقائہ فی جیحون وان عیسیٰ
علیہ السلام بعد نزولہ یخرج
من جیحون ویحکم بما فیہ وہذا
کلام باطل لا اصل لہ ولا یجوز
حکایتہ الا لردہ کما وضحہ
واطال فی ردہ وابطالہ فراجعہ
ایضا قال الحافظ السیوطی فی
رسالۃ سماہا الاعلام ما حاصلہ
ان ما یقال انہ یحکم بمذہب من
المذاہب الاربعۃ باطل لا اصل لہ
وکیف یظن بنبی انہ یقلد مجتہدا
مع ان المجتہد من احادہ لا

کی نسبت زبان پر لایا تب اوسنے مقلدین کذابین نے حضرت خضرؑ کو اوسکا شاگرد اور حضرت عیسیٰؑ اور جناب امام مہدیؑ کو اوسکا مقلد بنایا ۔ آور جو لوگ اینز سے
کچھہ عقل و انصاف رکھتے تھے اونہون نے ایسے خرافات کی نقل و حکایت کو بھی نا جائز ٹھرایا ۔ ++

++ الامۃ لا یجوز لہ التقلید ۱۲ - ++

اور اسی خیال سراسر اختلال سے کہ اپنے اقوال پر ضلال کو رسول ذو الجلال کے عمل کرنے کی لائق زعم کرتا تھا اہلسنت کے امام اعظم کا یہہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص اونکے فتوے کی مقابل حدیث کا ذکر کرتا تھا تو فرماتے تہے کہ اس سے ہمکو معاف رکھو اور کبھی اپنی عظمت پر نظر فرما کر کہدیتے تہے کہ اسکو (یعنے حدیث کو) سور کی دم سے چھیلڈالو اور کبھی فرماتے تہے کہ یہہ ہذیان ہے۔ آور لطف کی بات تو یہہ ہے کہ اونکے آگے عمر کے قول کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ یہہ شیطان کا قول ہے۔ یہہ تو اور ون کے حدیث پیش کرنے کے وقت کیفیت تہی اور جو امام صاحب نے خود حدیثین نقل کی ہین باوجود اسکے کہ مجموع حسب بتصریح اکابر اہلسنت سترہ ہین اوسکی نسبت اکابر اہلسنت نے لکھا ہے کہ کل غلط اور تصحیف اور زیادات ہین۔ آور اسکا سبب جو خود ہی بیان کیا ہے یہہ ہی کہ خود بدولت علم قرآن و حدیث کو چھوڑ کر طمع مین ریاست اور منصب قضا کے فقیہ بنے تہے۔ فرماتے ہین کہ جب مینے علم سیکھنے کا ارادہ کیا تو علوم اختیار کرنے لگا اور لوگون سے علوم کا انجام پوچھنا شروع کیا۔ کسینے کہا کہ قرآن سیکھو۔ مینے کہا کہ جب مین قرآن سیکھ لونگا اور حفظ کر لونگا تو اوسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ جواب دیا کہ تو مسجد مین بیٹھے گا۔ آور اطفال خرد سال تجھہ سے پڑھا کرینگے۔ پہر زیادہ زمانہ نگذریگا کہ تیرے شاگردون مین بعض تجھہ سے زیادہ یا تیری برابر حافظ ہو جائینگے تو تیری ریاست جاتی رہیگی۔ مینے کہا کہ اگر مین حدیث سنون اور لکھون یہانتک کہ دنیا مین مجھہ سے زیادہ کوئی حدیث کا حافظ نہو تو کیا ہوگا۔ جواب مین مین کہا کہ جب تو بڑا ہوگا اور ضعیف ہو جائیگا تو حدیثین بیان کیا کریگا۔ آور لڑکے تیرے پاس جمع ہوا کرینگے پہر اسمین غلطی کا بہی ڈر ہے تو تجھکو جہوٹا کہینگے اور تیرے لئے موجب عار ہوگا تب مینے کہا کہ مجھکو اسکی حاجت نہین اسیطرح علم نحو اور شعر اور علم کلام کا انجام دریافت کر کر کہتے ہین کہ مینے کہا اگر مین علم فقہ سیکھونگا تو کیا ثمرہ ہوگا لوگون نے کہا کہ تجھہ سے آدمی سوال کیا کرینگے اور تو انکو فتوے دیا کریگا اور عہدۂ قضا کے لئے بلایا جائیگا اگرچہ جوان ہوگا۔ تب مینے کہا کہ علوم مین کوئی شے اس سے زیادہ فائدہ مند نہین۔ تو مینے فقہ کو سیکھا۔ اس سے اوس عذر بارد کا بطلان بہی ظاہر ہوا جو امام صاحب کے مقلدین نے جنکو اونکے عیب بہی ہنر معلوم ہوتے ہین پیش کیا ہے کہ امام کو اجتہاد و استنباط کا شغل رہا اسوجہ سے اوسکی حدیث ظاہر نہوئی جسطرح کہ ابو بکر و عمر امور خلافت مین مشغول ہوگئے۔ تو اونسے بہی احادیث کی روایت جو ادنی ادنی صحابہ سے ظاہر ہوئی ظہور مین نہ آئی آور مالک اور شافعی کا بہی یہی حال تہا جب

جو حضرات اہلسنت نے شیخین اور ابو حنیفہ اور امام مالک و شافعی کا بہ نسبت حدیث کے یہہ حال پایا تو کثرت روایت حدیث کو موجب مذمت ٹھرایا۔ اور ابن عبد البر نے اس مطلب کے لئے اپنی کتاب مین ایک باب منعقد فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ احادیث سے غافل ہونگے اور اشغال دنیویہ مین دین کے حیلہ سے غافل ہونگے کسطرح خلافت اور امامت کے قابل ہونگے۔ ۲ +

ناصر را قول شیطان قرار دادن ابو حنیفه۔

مختار مختصر تاریخ بغداد + ومن طریف ما سطرہ ای الخطیب فی ھذا الباب انہ
اسند الی ابی اسحاق الفزاری انہ قال کنت اتی ابا حنیفۃ واسئلہ عن الشئی
من امر الغزو فسئلتہ عن مسئلۃ فاجاب فیھا فقلت لہ انہ یروی عن النبی
کذا وکذا قال دعنا من ھذا وقال وسالتہ یوما اخر عن مسئلۃ
فاجاب فیھا فقیل لہ انہ یروی عن النبی فیہ کذا وکذا فقال حک
ھذا بذنب خنزیر۔ توضیح النور میں ابن جوزی کی کتاب منتظم فی تاریخ الملوک
والامم سے نقل کیا ہے وعن بشر بن مفضل قال قلت لابی حنیفۃ عن
قتادۃ عن انس ان یہودیا رضخ راس جاریۃ بین حجرین فرضخ النبی
راسہ بین حجرین فقال ھذا ہذیان وعن عبد الصمد عن ابیہ قال ذکر لابی
حنیفۃ قول قالہ عمر فقال قول شیطان۔ فیض القدیر شرح جامع صغیر۔
والنعمان بن ثابت اوردہ الذھبی فی الضعفاء وقال قال ابن عدی عامۃ
مایرویہ غلط وتصحیف وزیادات + عبر دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب
والعجم والبربر + اعلم ان الائمۃ المجتھدین تفاوتوا فی الاکثار من ھذہ
الصناعۃ والاقلال فابوحنیفۃ بلغت روایتہ الی سبعۃ عشر حدیثا ونحوھا
ومالک انما صح عندہ ما فی کتاب الموطا وغایتھا ثلث مائۃ حدیث ونحوھا
الخ۔ مختار مختصر تاریخ بغداد ٭ قال ابوحنیفۃ لما اردت طلب العلم جعلت
اتخیر العلوم واسئل عن عواقبھا فقیل لی تعلم القران فقلت اذا تعلمت
القران وحفظتہ فما یکون اخرہ قالوا تجلس فی المجلس بالمسجد ویقراء
علیک الصبیان والاحداث ثم لا تلبث ان یخرج فیھم من ھو احفظ منک
اویساویک فی الحفظ فیذھب ریاستک قلت فان سمعت الحدیث و
کتبتہ حتی لم یکن فی الدنیا احفظ منی قالوا اذا کبرت وضعفت حدثت
واجتمع علیک الاحداث والصبیان ثم لا یامن ان تغلط فیرموک
بالکذب فیصیر عارا علیک فی عقبک فقلت لا حاجۃ لی فی ھذا۔ اور
بعد فاصلہ چند سطر کے ہے۔ قلت فان تعلمت الفقہ قالوا تسئل وتفتی
الناس وتطلب للقضاء وان کنت شابا قلت لیس فی العلوم شئی انفع
من ھذا فلزمت الفقہ وتعلمتہ۔
ردمختار + ولاجل اشتغالہ بھذا الاھم لم یظھر حدیثہ فی الخارج
کما ان ابابکر وعمر لما اشتغلا بمصالح المسلمین العامۃ لم یظھر عنھما من

روایۃ الاحادیث مثل ما ظھر عن صغار الصحابۃ وکذلک مالک والشافعی لم یظھر عنھما مثل ما ظھر عمن تفرغ للروایۃ کابی زرعۃ وابن
معین لاشتغالھما بذلک الاستنباط علی ان کثرۃ الروایۃ بدون درایۃ لیس فیہ کثیر مدح بل عقد لہ ابن عبد البر بابا فی ذمہ ٭

قصد ابو حنیفہ الزام حضرت امام صادق و ناکام بودن درین خیال خام و آموختن
اوسہ سنت از حجام و شکر بعض اکابر اہلسنت بمرگ ابو حنیفہ و دجال قرار دادن او

غرض حب ریاست نے اہلسنت کے امام اعظم کو ایسا گھیرا کہ خدا اور رسول سے منہ پھیرا اور اس دنیا طلبی کا یہہ انجام ہوا کہ اونکو حضرت امام ہمام جناب جعفر صادق علیہ الصلوۃ والسلام کے الزام کا خیال خام ہوا اور حضرت کے حق اوستادی سے جسکو اہلسنت کبھی از راہ فخر و مباہات ذکر کیا کرتے ہین چشم پوشی کی اور امام علیہ السلام کے استخفاف مین ناحق کوشش کی اور اپنے زعم مین چالیس مشکل مسئلے چھانٹے اور منصور معہود کے مجلس مین حضرت صادق علیہ السلام سے دریافت کئے اور حضرت نے سب مسئلون کے بخوبی جواب دئے۔ اور ہر مسئلہ مین حق کو ثابت کیا اور ابو حنیفہ کو حجت و دلیل سے ساکت و صامت کیا۔ آور بمقتضاے علو حق باوجود تعصب کے بہی انصاف کیا۔ آور امام علیہ السلام کے سب آدمیون سے زیادہ فقیہ اور عالم ہونے کا صاف صاف اعتراف کیا اور اس بے اندامی مین ناکامی ہوئی آور جو کچھہ مطلوب تہا اوسکے برعکس ظاہر ہوا اور بجاے نیکنامی کے بدنامی ہوئی۔ آور کیونکر ایسا نہو تا حال آنکہ اپنی مسئلہ دانی کی نسبت خود کہتا ہے کہ جب مین مکہ مین گیا تو تین سنتین حجام سے سیکھین۔ بھلا جو شخص اسدرجہ نالائق ہو کہ سنت شناسی مین ادنی حجام بہی اوس سے فائق ہو کب ہوسکتا ہے کہ اسطرحکا خیال محال اوسکو لاحق ہو اور وقوع بہی اوسکے زعم ناقص کے موافق ومطابق ہو۔

اور چونکہ ابو حنیفہ کی مسئلہ شناسی کی یہہ کیفیت تہی تو حمیدی بخاری کا اُستاد کہتا ہے کہ جس شخص کے پاس جناب رسالتمآب اور اصحاب کے سنتین مناسک وغیرہ مین نہون اوسکی تقلید احکام خدا مین جو میراث اور فرائض اور زکوۃ اور نماز اور امور اسلام سے متعلق ہین کیونکر ہوسکتی ہے۔

مختصر یہہ ہے کہ اس حرکات و خرافات سے یہہ نوبت پہونچی کہ جب بعض اکابر اہلسنت نے ابو حنیفہ کے مرنے کی خبر سنی تو شکر خدا ادا کیا اور کہا کہ وہ اسلام کا بند بند جدا کرتا تہا اور اوس سے زیادہ شوم کوئی اسلام مین پیدا نہین ہوا۔

اور بعضون نے ابو حنیفہ کو کہدیا کہ وہ دجال ہے اور اسلام مین کوئی زیادہ ضرر پہونچانے والا اوس سے پیدا نہین ہوا۔ ✢

✢ ✢

مسند ابو حنیفہ تالیف خوارزمی

ابو حنیفة قال جعفر بن محمد افقہ من رایت و قد بعث الی ابو جعفر المنصور ان الناس قد فتنوا بجعفر بن محمد فھیئ لہ مسائل شداد افلخصت اربعین مسئلة و بعثت بھا الی المنصور بالحیرة ثم ابروالی فوافیتہ علی سریرہ وجعفر بن محمد عن یمینہ فوجدت من جعفر ھیبة لم اجدھا من المنصور فاجلسنی ثم التفت الی جعفر قائلا یا ابا عبد اللہ ھذا ابو حنیفة فقال نعم اعرفہ ثم قال سلہ ما بدالک یا ابا حنیفة فجعلت اسئلہ ویجیب الاجابة الحسنة ویفحم حتی اجاب عن اربعین مسئلة فرایتہ اعلم الناس باختلاف الفقہاء فلذلک احکم انہ افقہ من رایت + تاریخ صغیر بخاری +

قال ابو حنیفة قدمت مکة فاخذت من الحجام ثلث سنن لما قعدت بین یدیہ قال لی استقبل الکعبة فبدء بشق راسی الایمن وبلغ الی العظمین قال الحمیدی فرجل لیس عندہ سنن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فی المناسک وغیرھا کیف یقلد فی احکام اللہ فی المواریث والفرائض والزکوة والصلوة وامور الاسلام ایضا حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا الفزاری قال کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروة عروة ما ولد فی الاسلام اشأم منہ + مختار مختصر تاریخ بغداد + واورد السباعی وانہ (ابا حنیفة) دجال وانہ ما ولد فی الاسلام مولود اضر منہ +

اور اور اکابر اہلسنت مثل ابن جوزی اور دار قطنی اور ابو نعیم و محدث فیروز آبادی
صاحب قاموس وغیرہم امام اعظم اہلسنت کے طعن و تشنیع سے باز نرہ سکے
اور حق کو چھپا نہ سکے بلکہ صاحب قاموس نے تو اوسکی تکفیر کی پہر حنفیہ کے خوف
سے انکار کیا اور تزویر کی چنانچہ ملا علی قاری رسالۂ رد امام الحرمین مین کہتے ہین
کہ صاحب قاموس نے مروت اور ناموس کو ترک کیا اور وصف مین ابن عربی کی
اسقدر طول دیا کہ جاہل اعتقاد کرلے کہ وہ افضل خلائق ہے اور ابو حنیفہ کے
حق مین طعنہ زنی کی بلکہ بعضون نے کہا ہے کہ اوسکو کافر ٹہرادیا لیکن اس سے
انکار کیا اور ابن عربی کے کفریات پر نظر نہ کی کہ وہ جنب و حائض کا مسجد
مین ٹہرنا مباح کرتا ہے حالانکہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مسجد جنب و حائض
کے واسطے حلال نہین اور وہ کہتا ہے کہ ریاضت جسوقت کامل ہوجائیگی
تو صاحب ریاضت کا ناسوت لاہوت سے مخلوط ہوجائیگا باوجود اسکے
کہ یہ عین مذہب نصاری ہے اور وہ اوسکا بہی قائل ہے کہ فرعون پاک و
پاکیزہ مرا با وصف اسکے کہ یہ صریح آیات و احادیث کے خلاف ہے جیساکہ مینے
جدا رسالہ مین بیان کیا ہے اور بیشک رسولخدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو
شخص تین دن عمداً نماز نہ پڑھے ہمیشہ کے لئے جہنم مین داخل ہوگا۔ اور فرعون
و ہامان و قارون و ابی خلف کے ساتھ محشور ہوگا چنانچہ اس حدیث کو امام احمد
وغیرہ نے روایت کیا ہے اور جزری اور ابن عبد السلام اور سبکی نے ابن
عربی سے نقل کیا ہے کہ وہ عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہے اور بنی آدم کے
تمام فروج کو حلال قرار دیتا ہے اور اسیطرح اوسکے اور بہت سے قول ہین
جو کفر صریح ہین اور اونکی کوئی تاویل صحیح نہین بالجملہ یہان سے اہلسنت کے
امام اعظم ابو حنیفہ کا اور امام الموحدین ابن عربی کا کفر واضح و لائح ہے
کہ خود اکابر اہلسنت نے ثابت کیا ہے اور اہل حق کو اسکے ذکر و تعرض کا محتاج
نہین رکہا۔ + تعجب ہے عقلا و علماے حنفیہ سے کہ ایسے شخص کے قول سے
کے موافق فتوی دینا واجب قرار دیتے ہین اگرچہ معلوم نہو کہ اوسکے
قول کا ماخذ کیا ہے اور کہان سے کہا ہے۔

+ + + + +

واما ابن الجوزی فانه تابع الخطیب وقد عجب سبطه منه حیث قال فی مرآة الزمان ولیس العجب من الخطیب فانه طعن فی جماعة من العلماء وانما العجب من الجد کیف سلک اسلوبه وجاء بما هو اعظم۔

ایضاً + ومن المتعصبین علی ابی حنیفة الدارقطنی وابو نعیم فانه لم یذکره فی الحلیة وذکر من دونه فی العلم والزهد۔

رسالہ ملا علی قاری دررد امام الحرمین۔ وقد ابدع صاحب القاموس حیث ترک المروة والناموس واطنب فی وصف ابن عربی الی حد یعتقد الجاهل انه افضل الخلائق وطعن فی امام الائمة ومقتدی الامة مولنا ابی حنیفة بل قیل وکفره لکنه انکره ولم ینکر علی ابن عربی فی انه یبیح المکث للجنب والحائض فی المسجد مصادمة لقوله علیه السلام لا احل المسجد لجنب ولا حائض۔

وفی قوله الریاضة اذا کملت اختلط ناسوت صاحبها باللاهوت مع انه عین مذهب النصاری۔

وفی قوله مات فرعون طاهراً مطهراً مع کونه معارضاً للآیات والاحادیث الواضحات کما بینته فی رسالة مستقلة وقد قال من ترک الصلوة ثلثة ایام عامداً متعمداً دخل النار خالداً مخلداً وحشر مع فرعون وهامان وقارون وابی خلف علی ما رواه الامام احمد وغیره ونقل الجزری وابن عبد السلام والسبکی عنه انه یقول بقدم العالم وبتحلیل کل فرج من بنی آدم وامثال ذلک مما هو کفر صریح ولیس له تاویل صحیح۔ +

ردمحتار + وفیه (بحر) من کتاب القضاء یحل الافتاء بقول الامام بل یجب انلم یعلم من این قال اهـ۔ +

غیر مجتہد ہرچہ باشد کسے نقض آن نتواند کرد۔ +

فصل سیوم

حضرات حنفیہ ضعیف روایتون پر بغیر ضرورت کے عمل کرنے کے لئے اوسکو اجازت دیتے ہین جو صاحب رائے ہو اور عالم ہو کر نصوص و اخبار کے معنی جانتا ہو اگرچہ اوسکے مذہب کے مخالف ہون اور بیچارے جاہل کو اس امر کی اجازت نہین دیتے مگر ہان ضرورت کی حالت مین اقوال ضعیفہ کی موافق فتوی دینا بھی اچھا جانتے ہین چنانچہ ابو یوسف کے اس قول کو کہ اگر منی بعد فتور شہوت کے نکلے تو غسل واجب نہین ہوتا ضعیف کہتے ہین اور مسافر اور مہمان کو جسے تہمت کا خوف ہو اسی ضعیف قول پر عمل کرنے کی اجازت دیتے ہین۔

سبحان اللہ کیا اچھا طریقہ ہے کہ عالم لوگ تو جو ضعیف روایت اور قول گو اونکے مذہب کے خلاف ہو اپنے مطلب کی موافق اور خواہش نفس کی مطابق پائین۔ بلا ضرورت اوسپر عمل فرمائین اور جاہل اس وسعت سے محروم کئے جائین اور ضرورت کے وقت دونو فریق یہی طریق عمل مین لائین اور حضرات شافعیہ بھی قول مرجوح پر خود عمل کرنے کی اجازت دیتے ہین اور اوسکے موافق حکم اور فتوے دینے کو منع کرتے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان لوگون کا مذہب برائے نام ہے اور حقیقت مین اپنے مطلب سے کام ہے۔ اور خود امام اعظم صاحب سے صحیح تر روایت کرتے ہین کہ اگر قاضی اپنے اجتہاد کے خلاف عمدًا حکم دے تو وہ نافذ ہے حال آنکہ یہ اجماع کے مخالف ہے کہ سب کے نزدیک مجتہد کو اپنے ظن کے مطابق عمل لازم ہے اور اصولیون کے قول کے بھی خلاف ہے کہ وہ کہتے ہین کہ جب مجتہد کسی واقعہ مین کوئی حکم اجتہاد سے نکالے تو اوسپر غیر کی تقلید اوسمین اتفاقًا ممنوع ہے اور اسمین اختلاف ہے کہ مجتہد قبل اجتہاد کے بھی تقلید کر سکتا ہے یا نہین اور اکثر اسکو بھی منع کرتے ہین۔ اور اس سے زیادہ کیا قباحت ہوگی کہ صاحبین نے اس مسئلہ مین ابو حنیفہ سے اختلاف کیا ہے اور کہدیا ہے کہ ایسا حکم عمدًا ہو یا نسیانًا نافذ نہ ہوگا۔ اور سنئے کہ یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر قاضی مجتہد نہ ہو اور وہ اپنے مذہب کے مخالف یا ضعیف روایت یا ضعیف قول کی موافق حکم دے تو وہ نافذ ہوگا اور کسی غیر کو اوسکے ایسے حکم کے نقض کرنے کا اختیار نہین ہان خود اوسکو اختیار ہے۔ اور ابو یوسف کے نزدیک اوسکو بھی اختیار نہین۔ +

رد محتار + وقيده البيرى بالعامى اى الذى لا راى له يعرف به معنى
النصوص حيث قال هل يجوز للانسان العمل بالضعيف من الرواية
فى حق نفسه نعم اذا كان له راى اما اذا كان عاميا فلم اره لكن
مقتضى تقييده بذى الراى انه لا يجوز للعامى ذلك قال فى خزانة
الروايات العالم الذى يعرف معنى النصوص والاخبار وهو من اهل
الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه اه قلت هذا
فى غير موضع الضرورة فقد ذكر فى حيض البحر فى بحث الوان الدماء
الاضعيفة ثم قال فى المعراج عن فخر الائمة لو افتى مفت
بشئ من هذه الاقوال فى مواضع الضرورة طلبا للتيسير كان
حسنا اه وكذا قول ابى يوسف والمنى اذا اخرج بعد فتور الشهوة
لا يجب به الغسل ضعيف واجاز العمل به للمسافر او الضيف
الذى خاف الريبة كما سياتى فى محله - ايضا قال العلامة الشرنبلالى
فى رسالته العقد الفريد فى جواز التقليد مقتضى مذهب الشافعى كما
قال السبكى منع العمل بالقول المرجوح فى القضاء والافتاء دون العمل
لنفسه - در مختار + وان الخلاف خاص بالقاضى المجتهد - رد محتار
قوله وان الخلاف اى بين الامام وصاحبيه فيما اذا قضى بغير رأيه عمدا
هل ينفذ فعنده نعم فى اصح الروايتين عنه وعندهما لا كما فى التحرير
قال شارحه قد نص فى الهداية والمحيط على ان الفتوى على قولهما
بعدم النفاذ فى العمد والنسيان وهو مقدم على ما فى الفتاوى الصغرى
والخانية من ان الفتوى على قوله لان المجتهد مامور بالعمل بمقتضى
ظنه اجماعا وهذا خلاف مقتضى ظنه اه وقد استشكل بعضهم هذه
المسئلة على قول الاصوليين ان المجتهد اذا اجتهد فى واقعة بحكم امتنع
عليه تقليد غيره فيها اتفاقا والخلاف فى تقليده قبل اجتهاده فيها
والاكثر على المنع - رد محتار + وادعى فى البحر ان المقلد اذا قضى
بمذهب غيره او برواية ضعيفة او بقول ضعيف نفذ واقوى ما
تمسك به ما فى البزازية عن شرح الطحاوى اذا لم يكن القاضى

مجتهدا وقضى بالفتوى ثم تبين انه خلاف مذهبه نفذ وليس لغيره نقضه وله ان ينقضه كذا عن محمد وقال الثانى (٥)
ليس له ان ينقضه - ص +

فصل چہارم

یہ حضرات کہتے ہین کہ جس شخص پر عموم وہموم کا ہجوم ہو یا اوس سے نیت کے لئے حضور قلب نہ ہو سکے یا نیت مین شک کرے اوسکو زبان سے نیت کر لینا کافی ہی حالانکہ اسپر اجماع نقل کرتے ہین کہ نیت قلب ہی سے ہوا کرتی ہی تو فی الواقع اوس شخص سے نیت کو ساقط قرار دیتے ہین اور حدیث شریف انما الاعمال بالنیات سے چشم پوشی کرتے ہین۔ اور سنئے کہ انحضرات مین بعضے زبان سے نیت کر لینے کو مستحب اور بعضے مسنون اور بعضے مکروہ کہتے ہین باوجود اسکے کہ خود ذکر کرتے ہین کہ حضرت رسالتمآب اور اصحاب سے زبان سے نیت کرنا منقول نہین نہ صحیح حدیث مین نہ ضعیف مین اور ائمہ اربعہ سے بھی منقول نہین بھلا جو چیز رسولخدا صلعم اور اصحاب اور چارون امامون سے منقول نہو اوسکا مستحب یا مسنون ہونا کیا معنی۔ جو شخص بغیر طہارت کے نماز پڑھے۔ اوسکے تکفیر کو کبھی مختار کہتے ہین اور جو نجس لباس سے یا غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھے اوسکو کافر نہین کہتے اور انہین اس طرح فرق کرتے ہین کہ اخیر کے دونون صورتین حالت عذر مین جائز ہین اور پہلی کسی حال مین جائز نہین اور کبھی پہلی صورت مین بھی عدم کفر کو معتمد ٹہراتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر بیشتر روایتین مومن کی تکفیر پر متفق ہون اور ایک روایت اگرچہ ضعیف ہو عدم تکفیر پر دلالت کرتی ہو تو قاضی اور مفتی اسی ایک روایت کو اختیار کرے نہ غیر کو۔

ظاہر ہے کہ طہارت اور استقبال قبلہ نماز کے لئے ضروریات اسلام سے ہین پھر جو شخص دیدہ و دانستہ بغیر عذر شرعی کے اونکو بجا نہ لائیگا منکر ضروریات اسلام ہوگا اس حالت مین اوسکے کفر مین کیا کلام ہوگا۔

انحضرات کے نزدیک سبب طہارت مین خواہ حدث سے ہو یا خبث سے اختلاف ہی بعضے نماز وغیرہ کو سبب طہارت قرار دیتے ہین اور بعضے حدث و خبث کو اوسکا سبب ٹہراتے ہین۔

سراج شرح قدوری مین جو حدادی صاحب جوہرہ کی تصنیف ہے لکھا ہے کہ کرخی اور تمام عراقیون کے نزدیک غسل حیض و نفاس انقطاع سے واجب ہوتا ہے اور بخاریون کے نزدیک نماز کے لئے واجب ہوتا ہے پھر لکھا ہے کہ خلاف کا فائدہ اس صورت مین ظاہر ہوگا کہ خون حیض مثلاً بعد طلوع آفتاب کے منقطع ہو اور ظہر کے وقت تک غسل مین تاخیر کرے تو بنا بر قول اول کے وہ عورت گنہگار ہوگی نہ بنا بر دوسرے قول کے۔ +

دُرِّ مختار

اما النیۃ فعنی القنیۃ وغیرھا من تو الت علیہ الھموم تکفیہ النیۃ ص ۵۸
بلسانہ - +

ردمحتار + قولہ تکفیہ النیۃ اطلاق النیۃ علی اللفظ مجاز اھ -
ح ای لان النیۃ عمل القلب وانما الذکر باللسان کلام و من
ثم حکی الاجماع علی کونھا بالقلب فقد سقطت النیۃ ھٰھنا للعذر
فسقط القول بعدم سقوطھا - ایضا + قولہ محل ھو القلب فلا یکفی
التلفظ باللسان دونہ الا ان لا یقدر ان یحضر قلبہ لینوی بہ او
یشک فی النیۃ فیکفیہ اللسان وھل یستحب التلفظ بھا او یسن او یکرہ
قوال اختار فی الھدایۃ الاول لمن لا یجتمع عزیمتہ وفی الفتح لم
ینقل عن النبی و اصحابہ التلفظ بھا لا فی حدیث صحیح ولا ضعیف
دزاد ابن امیر الحاج ولا عن الائمۃ الاربعۃ -

ایضا ردمحتار + المختار انہ یکفر بالصلوٰۃ بغیر طھارۃ لا بالصلوٰۃ بالثوب
النجس والی غیر القبلۃ لجواز الاخیرتین حالۃ العذر بخلاف الاولی فانہ
لا یؤتی بھا فی حال فیکفر قال الصدر الشھید وبہ ناخذ ذکرہ فی الخلاصۃ
والذخیرہ - درمختار + وفی کفر من صلی بغیر طھارۃ مع العمد خلف فی
الروایات + ردمحتار + قولہ خلف ای اختلاف بین اھل المذھب والمعتمد
عدم التکفیر کما ھو ظاھر المذھب بل قالوا لو وجد سبعون روایۃ
متفقۃ علی تکفیر المؤمن وروایۃ ولو ضعیفۃ بعدمہ یاخذ المفتی
والقاضی بھا دون غیرھا - ÷ تنویر الابصار + وسببھا (طھارۃ)
ما لا یحل الا بھا وقیل الحدث والخبث ÷ ردمحتار + ھو (سراج)
شرح مختصر القدوری للحدادی صاحب الجوھرۃ وذلک حیث ذکر ان
وجوب الغسل من الحیض والنفاس بالانقطاع عند الکرخی وعامۃ
العراقیین ولوجوب الصلوٰۃ عند البخاریین وھو المختار ثم قال فائدۃ
الخلاف فیما اذا انقطع الدم بعد طلوع الشمس اخرت الغسل الی وقت الظھر

[illegible] جلد اول ص ۵۵ و ۵۸ - +

اور اسیطرح وضو مین بہی اختلاف ہے کہ عراقی مجتہدین اوسکو حدث کے سبب سے
اور بخاری فقہا نماز کے لئے واجب کہتے ہین۔ ثمرۂ خلاف سے ظاہر ہے کہ جو
اہلسنت عورتین یا مرد بعد حدث کے وضو اور غسل مین یا بعد تنجس کے ازالۂ
نجاست مین نماز کے وقت تک تاخیر کرتے ہین کرخی اور عراقیون کے نزدیک گنہگار
ہوتے ہین اور ظاہرا بجز شاذ و نادر کے سب ہی اس مصیبت مین شبانہ روز مبتلا
رہتے ہین۔ یہہ حضرات آیۂ وضو و غسل کے اوترنے کا فائدہ اختلاف مجتہدین
کو بہی ٹہراتے ہین۔ اور اس اختلاف کو رحمت بتاتے ہین۔ اور اوسکی سند مین
ایک اپنی حدیث لاتے ہین۔ اور آیت کا نکتر سے کچہہ زیادہ حکمون پر مشتمل
ہونا بیان فرماتے ہین تو انکے نزدیک حق سبحانہ تعالٰے نے یہہ آیت اس لئے
نازل فرمائی ہے کہ انکے مجتہد اوسکے معنی مین اختلاف کرین کوئی کچہہ معنی
قرار دے دوسرا اوسکے خلاف کہے اسیطرح جو کچہہ جسکی سمجہہ مین آئے اُسکا
مطلب ٹہرائے۔

جب نزول آیت کا یہہ فائدہ قرار پایا تو اِن حضرات کو خوب موقع ہاتہہ آیا اور
اچہے اچہے حکمون کو اوس سے استنباط فرمایا۔ اسی آیت سے نیت اور ترتیب
اور موالات وغیرہا کو وضو و غسل مین اوڑایا۔ اور مسح خفین کو جائز بتایا اور
بول و براز سے استنجا کرنا غیر مفروض ٹہرایا اور مضمضہ اور استنشاق کو
غسل مین واجب قرار دیا اور نبیذ سے وضو کو جائز کیا۔

اہلسنت کا امام ابو یوسف وضو کے لئے منہ وغیرہ دہونے مین اعضا کی
بہگونے کو کافی سمجہتا ہے خواہ پانی بہے یا نہ بہے۔ اور باقی حضرات ایک
قطرہ یا دو قطرے ٹپکنے کو ضروری جانتے ہین۔

ابو یوسف کے قول پر تو غسل و مسح مین کچہہ فرق نہین حق تعالٰے نے
تو بعض اعضا کے غسل کا اور بعض کے مسح کا حکم فرمایا۔ اور اوسنے برخلاف
حکم خدا تمام اعضا کو ممسوح ٹہرایا چنانچہ خود اہلسنت نے بہی اس قول
پر یہہ اعتراض وارد کیا ہے۔

آور اورون کا قول بہی اسی کے قریب ہے
چنانچہ عنقریب ظاہر ہوگا۔

درمختار

وعلی ھذا الخلاف وجوب الوضوء فعند العراقیین یجب الوضوء للحدث وعند البخاریین للصلوۃ ۔ درمختار

ص ۲۲۰ ففائدۃ نزول الاٰیۃ تقریر الحکم الثابت و تاتی اختلاف العلماء الذی ھو رحمۃ کیف وقد اشتملت علی نیف وسبعین حکماً ۔

ردمحتار ۔ قولہ علی نیف وسبعین حکماً منھا ان المراد بالقیام ارادتہ او اقتضاء اللفظ ایجاب الغسل عقبہ لانہ محکم و ان الواجب الاسالۃ دون المسح بلا اشتراط الدلک ولا النیۃ ولا الترتیب ولا الولاء وجواز مسح الراس من ای جانب کان ودلالتھا علی بطلان الجمع بین الغسل والمسح وعلی جواز مسح الخفین وعلی ان الاستنجاء لیس بفرض وعلی تعمیم البدن فی الغسل وعلی وجوب المضمضۃ والاستنشاق فیہ ۔

بعد فاصلہ دو سطر کے لکھا ہے ۔ وعلی جواز الوضوء بنبیذ التمر ۔

درمختار

ص ۲۲ ارکانہ اربعۃ غسل الوجہ ای اسالۃ الماء مع التقاطر ولو قطرۃ وفی الفیض اقلہ قطرتان فی الاصح ۔

ردمحتار + وعن ابی یوسف ھو مجرد بل المحل بالماء سال او لم یسل اور دعلی ھذہ الروایۃ من ان البل بلا تقاطر مسح فیلزم ان یکون الاعضاء کلھا ممسوحۃ مع انہ تعالٰی امر بالغسل والمسح ۔ +

یہ حضرات وضو کے واسطے منہ دہونے کے وقت ہونٹون اور آنکھون کا شدت سے بند کر لینا جائز جانتے ہین حال آنکہ ظاہر ہے کہ اس صورت مین منہ کے بعض اجزاد ہلنے سے رہجائینگے پہر وضو کیونکر صحیح ہوگا -

اگر کوئی شخص مس سر لگائے انحضرات کے نزدیک اوسکا دہونا واجب نہین ہے - امام زفر اور اوسکے تابعین اہل ظاہر کہنیون کا دہونا وضو مین واجب نہین کہتے - اور امام مالک سے بہی یہہ روایت ہے - انکے نزدیک مسح اسطرح بہی ہوجاتا ہے کہ سر پر مینہ برس جاتے اور اگر سر کو پانی کے برتن مین داخل کردے یا موزہ یا جبیرہ کو ظرف مین ڈالے تو یہہ بہی مسح کے لئے کافی ہے - اور طرہ یہہ ہے کہ اس صورت مین ظرف کا پانی بہی مستعمل نہوگا - اور اسپر یہہ قوی دلیل قائم کی ہے کہ پانی عضو سے جُدا ہونے کے بعد مستعمل قرار دیا جاتا ہے تو جس قدر پانی سر اور موزہ اور جبیرہ سے ملا وہ اونمین لگا رہگیا اور باقی اون سے ملا ہی نہین تو وہ مستعمل نہوگا -

اور امام محمد فرماتے ہین کہ اگر بغیر نیت کے ایسا کریگا تو کافی ہوگا ورنہ نہین - خوبی ان مسئلون کی اور دلیل کی عیان ہے محتاج بیان نہین -

اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ ان صورتون مین غسل ہے نہ مسح -

امام اعظم اور قاضی القضاۃ ابو یوسف کا قول ہے کہ مسح آب جدید سے لازم ہے اس لئے کہ ہاتھون کے دہونے کی جو تری باقی ہے وہ آب مستعمل ہے اوس سے ایک دفعہ طہارت ہوچکی اب اوس سے مسح کرنے مین آب مستعمل کا استعمال لازم ہوگا اور وہ جائز نہین کیونکہ وہ نجس ہے جیسا کہ بیان ہوا اور ہوگا - +

در مختار: فيجب غسل المياقى وما يظهر من الشفة عند انضمامها - رد محتار:
قوله عند انضمامها اشار بصيغة الانفعال الى ان المراد ما يظهر عند انضمامها الطبعى
لا عند انضمامها شدة وتكلفا اهـ وكذا لو غمض عينيه شديدا لا يجوز بحر لكن نقل
العلامة المقدسى فى شرحه على نظم الكنز ان ظاهر الرواية الجواز واقره
فى الشرنبلالية تامل -

ايضا: لو اكتحل بكحل نجس لا يجب غسله كذا فى مختارات النوازل -

ايضا: عدل من التعبير بالى المحتملة لدخول المرفقين والكعبين وعدمه الى التعبير
بمع الصريحة بالدخول للاحتراز عن القول بعدمه المشار اليه بقول الشارح
على المذهب اى خلافا لزفر ومن قال بقوله من اهل الظاهر وهو رواية
عن مالك - در مختار - ومسح ربع الراس فوق الاذنين ولو باصابة مطر الخ -

ايضا: ولو ادخل راسه الاناء او خفه او جبيرته وهو محدث اجزاه و
لم يصر الماء مستعملا وان نوى اتفاقا على الصحيح كما فى البحر عن البدائع
رد محتار: قوله لم يصر الماء مستعملا) لان الماء لا يعطى له الاستعمال
الا بعد الانفصال والذى لاقى الراس واخويه اى الخف والجبيرة لصق
به وغيره لم يلاقه فلا يستعمل وفيه نظر كذا فى الفتح - قوله على الصحيح)
قيد للاتفاق ومقابله ما قيل انه لو نوى لا يجزى عند محمد -

رد محتار: وانتصر له ابن الكمال وقال الصحيح ما قاله الحاكم فقد
نص الكرخى فى جامعه الكبير على الرواية عن ابى حنيفة وابى يوسف انه
اذا مسح ثلاثا باصابع غسل ذراعيه لم يجز الا بماء جديد لانه قد تطهر به مرة اهـ واقره فى النهر

وضو مین داڑہی کی نسبت بہت سی روایتین ہین مسح کل کا یا ثلث کا یا ربع کا - یا
اوسقدر کا جو بشرہ سے ملی ہوئی ہے یا دہونا ربع کا یا ثلث کا یا نہ دہونا نہ مسح
کرنا اکثر ان روایتون مین سے قابل ملاحظہ ہین - علی الخصوص روایت اخیرہ گو بعض حضرات
کل داڑہی کے دہونے کو فرض کہتے ہین اور ان سب روایتون کو اب متروک العمل بیان
کرتے ہین اسپر بہی اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ انکے اکابر نے پہلے اسپر بہی عمل کیا ہے -
یہ بزرگوار وضو کو بغیر نیت کے صحیح جانتے ہین اور اس وضو سے نماز پڑہنا
جائز سمجھتے ہین - اور آیۂ وضو کو اوسکی دلیل ٹہراتے ہین - اور فرماتے ہین
کہ اگر ایک شخص کو کوئی پانی مین دہکیل دے یا وہ شخص اپنے اختیار سے
خنکی کے لئے یا میل چہٹانے کے واسطے پانی مین گہسے تب بہی وضو ہو جائیگا
اور طرہ یہ ہے کہ ایسے وضو کو موجب اجر و ثواب بہی کہتے ہین -
ہان بعضے صاحب وضو کے عبادت ہونے مین نیت کی شرط لگاتے ہین -
اور اسیطرح اگر نبیذ سے یا گدہے کے جہوٹے پانی سے وضو کیا جائے
تو اوسمین بہی نیت کو شرط ٹہراتے ہین -
ارباب فہم خیال کرین کہ وضو کا جو امر شرعی ہے بغیر نیت کے صحیح ہونا
کیا معنی - خصوصًا دہکیلنے کی صورت مین کہ مکلف نے کچہہ فعل بہی نہین کیا
اس کے علاوہ اس حالت مین اور اسیطرح اختیار سے خنکی یا میل چہڑانے
کی غرض سے پانی مین گہسنے کے وقت تمام اعضا مغسول ہونگے -
اور کوئی ممسوح نہ ہوگا -
اور چونکہ خدا یتعالے نے بعض اعضا کے غسل کا اور بعض کے
مسح کا حکم فرمایا ہے - تو ان سب صورتون مین ممسوح کے بہی مغسول
ہونے سے وضو کی صورت بہی متحقق نہ ہوگی پہر اوس سے نماز کسطرح
صحیح ہوگی -
یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر کوئی وضو مین نیت کرے تو استنجا
کرنے سے پہلے کرے کہ وہی اوسکا وقت ہے -

دُرِّ مختار

وغسل جميع اللحية فرض عمليا ايضا على المذهب الصحيح المفتى به المرجوع اليه وما عدا هذه الرواية مرجوع عنه كما فى البدائع۔

ردمحتار :: قوله وما عدا هذه الرواية) اى من رواية مسح الكل او الربع او الثلث او ما يلاقى البشرة او غسل الربع او الثلث او عدم الغسل والمسح فالمجموع ثمانية۔ ايضا :: اى الوضوء بدون النية ليس عبادة وذلك بان دخل الماء مدفوعا او مختارا القصد التبرد او مجرد ازالة الوسخ كما فى الفتح۔

بعد تھوڑے فاصلہ کے ہے۔ وقال الدبوسى فى اسراره وكثير من مشائخنا يظنون ان المامور به من الوضوء يتادى من غير نية وهذا غلط فان المامور به عبادة والوضوء بغير نية ليس بعبادة وفى مبسوط شيخ الاسلام لا كلام فى ان الوضوء المامور به لا يحصل بدون النية لكن صحة الصلوة لا تتوقف عليه لان الوضوء المامور به غير مقصود وانما المقصود الطهارة وهى تحصل بالمامور به وغيره لان الماء مطهر بالطبع اه ويؤيده ان اية الوضوء لا دلالة لها على اشتراط النية كما حققه العلامة ابن كمال فى شرحه على الهداية ونقله عنه الحموى فى حاشية الاشباه۔ وفى البحر وليست النية بشرط فى كون الوضوء مفتاحا للصلوة انما هى شرط فى كونه سببا للثواب على الاصح وقيل يثاب بغير نية اھ ردمحتار :: بیان ان چیزوں کے جنمیں نیت شرط ثواب ہے۔

ع وفى الوضوء بنبيذ التمر وسور الحمار۔ ايضا :: قال فى امداد الفتاح واما وقتها (ای النیة) فعند ابتداء الوضوء حتى قبل الاستنجاء اھ۔

جسکے اعضاے وضو مین شقاق ہو یعنی پہٹ گئے ہون اور اوس مقام کو دہو نہ سکے اور مسح بہی نکرسکے یہہ حضرات کہتے ہین کہ اوس مقام کو وضو مین چہوڑ دے حالانکہ ظاہر ہی کہ جبتک عضو تمام مغسول یا ممسوح نہو گا وضو کیونکر درست ہو گا۔ اگر کسیکے ہاتہہ پہٹ گئے ہون اور پانی کا استعمال نکرسکے تو اوسکو تیمم کا حکم ہے مگر صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور محمد اس تیمم سے نماز جائز نہین سمجہتے۔ پہلی صورت مین محل شگاف کے غسل و مسح کی ترک کا جواز اور تیمم کا عدم جواز اور دوسری صورت مین تیمم سے نماز کا عدم جواز قابل ملاحظہ ہے۔

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنا ہاتہہ پانی مین وضو کیواسطے دہونے کے ارادہ سے ڈالے تو پانی مستعمل ہوجائیگا اور اگر چلو بہرنے کے لئے ڈالے تو مستعمل نہو گا۔

وضو مین ہاتہون کے پہنچون تک دہونیمین الحضرات کے کئی قول ہین۔ بعضے کہتے ہین کہ یہہ فرض ہی مگر اسکا پہلے ادا کرنا سنت ہی۔ اور اسی قول کو مذہب ٹہراتے ہین ظاہر ہی کہ اس صورت مین اس فرض کے دو حصے ہوگئے۔ کچہہ ابتدا مین ادا ہو گا کچہہ منہ دہونے کے بعد یعنی شروع مین پہنچون سے پورون تک آور پہر کہنیون سے پہنچون تک۔ اور بعضے فرماتے ہین کہ وہ سنت ہے کہ فرض کے قائم مقام ہوجاتی ہے یعنی منہہ دہونے کے بعد اتنے ہاتہون کا دہونا بہی فرض تہا جو پہلے مسنون دہونے سے ادا ہو گیا اب اوسکی بجا آوری فضول ہے۔ اور بعضون کا قول ہی کہ وہ سنت ہے جو فرض کے قائم مقام نہو گی۔ بلکہ تمام ہاتہون کو کہنیون سے پورون تک پہر دہونا چاہیئے۔ ہرچند یہہ قول ٹہیک ہی مگر یہان ٹہیک کا کہان ٹہکانا ہے اسپر اعتراض کیا ہے کہ غرض تطہیر تہی اور وہ حاصل ہو گئی۔ +

دُرِّ مختار

فی اعضائه شقاق غسله ان قدر والا مسحه والا ترکه ۔ ولو
بیده ولا یقدر علی الماء تیمم ۔ رد محتار + قوله تیمم زاد فی الخزائن ص ۶۹
وصلوته جائزة عنده خلافالهما ۔
درمختار + ولو ادخل الکف ان اراد الغسل صار الماء مستعملا وان
اراد الاغتراف لا ۔
رد محتار + واعلم ان ماذکره هنا من انه ۔ (غسل الیدین الی الرسغ) ص ۷۶
سنة تنوب عن الفرض هو مااختاره فی الکافی وتبعه فی الدرر
وهو احد اقوال ثلثة لکنه مخالف لما اشار الیه صدر کلامه
حیث عبر بالبداءة بغسل یدیه فانه ظاهر فی اختیار القول
بانه فرض وتقدیمه سنة کما قدمناه عن ابن کمال
وهذا مااختاره فی الفتح والمعراج والجنازیة والسراج
لقول محمد فی الاصل بعد غسل الوجه ثم یغسل
ذراعیه ولم یقل یدیه فلا یجب غسلهما ثانیا قال فی
البحر وظاهر کلام المشائخ انه المذهب ۔
وقال السرخسی الاصح عندی انه سنة لا تنوب عن
الفرض فیعید غسلهما واستشکله فی
الذخیرة بان المقصود التطهیر وقد حصل ۔

+ + + +

مذہب محدثین اہلسنت کہ آب ...
دیگر کہ آب قلیل بلاقات نجاست نجس نمی شود +

اصحاب ظواہر یعنی وہ محدثین اہل سنت وظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اونکا یہ مذہب ہی کہ پانی کسی چیز سے اور کسی حال مین ناپاک نہین ہوتا روان ہو یا استادہ کم ہو یا زیادہ اوسکا رنگ اور بو اور مزہ متغیر ہو یا نہو۔ اور اہلسنت مین سے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے، کہ پانی کم ہو یا زیادہ تغیر سے نجس ہوتا ہی اگر نجاست سے متغیر ہوگا تو قلیل وکثیر دونو نجس ہو جاینگے ورنہ نہین اور یہہ قول ابن عباس اور حذیفہ اور ابوہریرہ اور حسن بصری اور ابن مسیب اور عکرمہ اور ابن لیلی اور جابر بن زید سے منقول ہے۔ اور مالک اور اوزاعی اور ثوری اور داؤد کا بھی یہی مذہب ہے اور ابن منذر نے بھی اسکو اختیار کیا ہے۔

اور زہری کا اور ایک جماعت کا علما سے بھی یہی مشرب ہے۔

+

شیخ عبد الحق مشکوۃ کے ترجمہ مین کہتے ہین۔ مذہب اصحاب ظواہر آنست کہ آب پلید نمیگردد بہیچ چیز وبہیچ حال خواہ روان باشد یا استادہ کم باشد یا بسیار باشد وخواہ تغیر یابد برنگ وبوی ومزہ و یا نیابد۔ مسند شافعی وذہب طائفۃ الی ان القلیل والکثیر سواء لا ینجس الا بالتغیر وروی ذلک عن ابن عباس وحذیفۃ وابی ہریرۃ والحسن البصری وابن المسیب وعکرمۃ وابن لیلی وجابر بن زید والیہ ذہب مالک والاوزاعی والثوری وداؤد واختارہ ابن المنذر۔

فتح الباری + مذہب الزہری فی الماء الذی یخالطہ شئ نجس الاعتبار بتغیرہ بذلک من غیر فرق بین القلیل والکثیر وہو مذہب جماعۃ من العلماء۔ اور زہری کا قول صحیح بخاری مین بھی لکھا ہی۔

اور احمد بھی بنابر ایک روایت کے اسی امر کا قائل ہے اور اکثر صحابہ اور تابعین کا بھی قول ہے اور مالک نے اس قول پر آیہ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا سے استدلال کیا ہے اور حدیث خلق الماء طہورا لاینجسہ شئ الا ما غیر طعمہ او لونہ اور یحہ سے اوسکی تائید کی ہے ۔ +

کتاب رحمۃ للامۃ فی اختلاف الائمۃ + اذا کان الماء الراکد دون قلتین یتنجس بمجرد ملاقاۃ النجاسۃ وان لم یتغیر عند الشافعی واحمد فی احدی روایتیہ وقال مالک واحمد فی روایۃ انہ طاہر مالم یتغیر - تفسیر کبیر مین آیہ

فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا کی تفسیر مین لکھا ہے قال مالک الماء اذا وقعت فیہ نجاسۃ ولم یتغیر بذلک النجاسۃ بقی طاہرا طہورا سواء کان قلیلا او کثیرا وھو قول اکثر الصحابۃ والتابعین اور بعد ایک سطر کے لکھا ہے حجۃ مالک ان اللہ جعل فی ھذہ الایۃ عدم الماء شرطا لجواز التیمم وواجد ھذا الماء الذی وقع فیہ النزاع واجد للماء فوجب ان لایجوز لہ التیمم اور بعد تھوڑے فاصلہ کے لکھا ہے وایضا قولہ تعم فاغسلوا امر بمطلق الغسل ترک العمل بہ فی سائر المائعات وفی الماء القلیل المتغیر یعنی بالنجاسۃ فیبقی حجۃ فی الباقی قال مالک ثم تایید التمسک بھذہ الایۃ بقولہ علیہ السلام خلق الماء طہورا لاینجسہ شئ الا ما غیر طعمہ او لونہ او ریحہ ھذا لایعارض بقولہ اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا لان القران اولی من خبر الواحد والمنطوق اولی من المفہوم - اور شرح منظومہ مین بھی مالک کا یہی قول مرقوم ہے - +

غزالی جو ائمہ شافعیہ سے ہے اوسکا مختار
بھی یہی ہے بلکہ شافعی کی طرف بھی اونکو
اس قول کو منسوب کیا ہے اور دلیل مین
کہا ہے کہ اسکی حاجت اور ضرورت ہے
اور قلتین کی شرط لگانے سے وسواس
پیدا ہوا اور اوسکے سبب سے لوگون
کو مشقت اور تکلیف پہنچی اور اگر یہہ
شرط ہوتی تو جہان سب سے زیادہ
طہارت مین دشواری ہوتی مکہ
معظمہ اور مدینہ منورہ ہوتے اس لئے کہ
ان دونون مقامون مین زمان پیغمبرؐ
کے شروع سے صحابہ کے آخر عہد
تک آب جاری اور استادہ کثرت
سے نہین تھا۔ اور کوئی واقعہ
طہارت مین اور پانی کی نجاست
سے حفاظت مین منقول نہین اور اونکے
ظروف آب کو بچے اور کنیزین سب ہاتھ
لگاتے تھے اور ظرف نصرانیہ سے
خلیفۂ دوم کا وضو کرنا بھی ذکر کیا ہے
اور اوسکو اپنے مذہب کی تائید ٹھہرایا ہے
اور یہہ بھی لکھا ہے کہ پہلے لوگ دلون
کے پاک کرنے مین توجہ کرتے تھے
اور امر ظاہر مین تساہل کرتے تھے
+

محقق شریف شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین
قال ابو المحامد فی الاحیاء وددت ان مذهب
الشافعی کمالک فی الماء القلیل انه لا
باس الا بالتغیر اذ الحاجة ماسة الیه
ومثار الوسواس من اشتراط القلتین ولاجله
شق علی الناس ذلك ولعمری ان الحال
علی ما قاله ولو کان ما ذکر شرطا لکان
اعسر البقاع فی الطهارة مکة والمدینة
اذ لا یکثر فیهما المیاه الجاریة والراکدة
الکثیرة من اول عصر النبی صلی الله
علیه وسلم الی آخر عصر الصحابة
ولم ینقل واقعة فی الطهارة و
کیفیة حفظ الماء من النجاسات
وکانت اوانی میاههم یتعاطاها
الصبیان والاماء وتوضی عمر
رضی الله عنه بماء فی جرة نصرانیة
کالصریح فی انه لم
یعول الا علی تغیر الماء وکان
استغراقهم فی تطهیر
القلوب وتساهلهم
فی امر الظاهر ۔ +

اور مذہب بخاری کا بہی یہی ہی جیسا کہ اوسکے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہی اور شارحین نے اوسکی تصریح کی ہے - اس مذہب کی موافق اگر آدمی کا بول وبراز یا کوئی اور نجاست تہوڑسیی پانی مین گرجاے اور پانی کا رنگ اور بو اور مزہ تغیر نپاے بیشبہ وہ پانی طاہر ومطہر یعنی پاک اور پاک کرنیوالا ہوگا اور بے تکلف اوس سے غسل ورضو روا ہوگا اور اوسکا استعمال کہانے پینے مین بہی جائز ہوگا اور یہہ ایسا امر ہے کہ بعض علماے اہلسنت نے بہی اسکی برائی سمجہکر خود اسکو برا جانا ہے اور اس مذہب والون کو جو اکابر وائمہ اہلسنت مین ہین مورد تشنیع گردانا ہے حنفیہ اور شافعیہ کے قواعد فقہ کا یہہ مقتضا ہے کہ آب استنجا باوجود اسکے کہ نجاست کے ملنے سے اوسکا وزن زیادہ ہوجاے نجس نہین ہوتا - حنفیہ کہتے ہین کہ بہنے کی حالت مین پانی نجاست کے ملنے سے نجس نہین ہوتا - اور بے شبہ حالت استنجا مین پانی بہتا ہوا نجاست سے ملتا ہے تو بیشک پاک ہوگا -

حنفیہ کا مسئلہ ہے اگر دو برتن ہون ایک پاک دوسرا ناپاک اور دونون کا پانی گرایا جاے اور ہوا مین یعنی زمین پر گرنے سے پہلے یا زمین پر باہم ملجاتے تو وہ پانی پاک ہے - یا کوئی شخص کسی ظرف سے اپنے ہاتہہ پر پانی ڈالے اور پانی ہاتہہ تک پہونچنے سے پہلے پیشاب مین ملجاتے تو وہ بہی پاک ہی اس لئے کہ بہنے کی حالت مین نجاست سے ملا ہے - واضح ہو کہ ان دونون صورتون مین پانی کا پاک رہنا طہارت آب استنجا سے افحش ہی اس لئے کہ یہان احتمال ہی کہ نجس پانی پاک پانی سے زیادہ ہو یا اوسکی برابر ہو اور اسیطرح بول جو ہاتہہ پر پانی ڈالنے ہ

ابن حجر نے صحیح بخاری کی شرح مین کہا ہے مقصود المصنف بایرادہ تاکید مذہبہ فی ان الماء لا ینجس بمجرد الملاقاۃ مالم یتغیر - ایضا فتح الباری مین بعد ذکر مذہب زہری وغیرہ کے کہ پانی تہوڑا ہو یا بہت ہو بغیر تغیر کے کسی نجاست سے نجس نہین ہوتا لکہا ہے و شنع ابو عبیدۃ فی کتاب الطہور علی من ذہب الی ہذا بانہ یلزم منہ ان من بال فی ابریق ولم یغیر للماء وصفا انہ یجوز لہ التطہر وہو مستبشع فتاوی بزازیہ تصنیف محمد بن محمد کردری اناء ان طاہر ونجس صبا وامتزجا فی الہواء او علی الارض او صب علی یدہ ماء تمتمۃ فامتزج بالبول قبل وصولہ الی الید فہو طاہر مطلقا فانہ حال الجری

ہ کے وقت پانی ملا ہے محتمل ہے کہ پانی کی مساوی ہو یا زیادہ ہو اور آب استنجا مین ظاہرا یہہ دونون احتمال نہین - ++ م

اور اس مسئلہ کو دلوالجی نے بھی اپنے فتاوے مین لکھا ہے اور یہہ بھی کہا ہے کہ یہہ مسئلہ آب استنجا کی طہارت کو مقتضی ہے - شافعیہ کے نزدیک نجاست پر وارد ہونے سے پانی نجس نہین ہوتا - شافعی نے کہا ہے کہ جسوقت پانی نجاست پر وارد ہوا اس طرح کہ اوسپر ڈالا جاوے تو نجس نہین ہوتا اس لئے کہ وہ بمنزلہ آب جاری کے ہے اور اسپر دلیل یہہ بھی ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد مین پیشاب کردیا تو جناب رسولخدا نے حکم دیا کہ ایک ڈول پانی اوس مقام پر ڈالدیا گیا - پس اگر پانی نجس ہوتا تو یہہ پانی ڈالنا بیشک نجاست کا بڑھانا ہوتا اور اعرابی کی روایت یہہ ہے کہ ایک اعرابی مسجد مین داخل ہوا اور پیشاب کرنے کے لئے اوسنے کشف عورت کیا لوگون نے اوسکو ڈپٹا یہانتک کہ آواز بلند ہوئی جناب رسولخدا نے فرمایا اسکو چھوڑ دو تو اوسکو چھوڑ دیا اوسنے پیشاب کیا پھر جناب رسولخدا نے ارشاد فرمایا تو ایک ڈول پانی اوسجگہ ڈالدیا گیا - یہان سے آب استنجا کی طہارت صاف ہو جو نجاست پر ڈالا جاتا ہے ان حضرات کے نزدیک بخوبی عیان ہے - ۳ - ۴ +

فتاوای دلوالجی

رجل استنجی من قمقمة فلما صب الماء علی یده لا فی الماء الذی یسیل من القمقمة البول قبل ان تقع علی یده بعد ما خرج من القمقمة فهو طاهر وفیه نظر لان هذا یقتضی انه اذا استنجی لا یصیر الماء نجسا +

شرح جامع صغیر +

قال الفقیه فی اذا ورد الماء علی النجاسة بان صب علیها لا تنجس لانه یکون بمنزلة الماء الجاری ویدل علیه انه علیه السلام حین بال الاعرابی فی المسجد امر بذنوب من ماء فصب علی ذلک الموضع فلو صار الماء نجسا لکان هذا تکثیرا للنجاسة +

مسوی تصنیف شاه ولی الله +

مالک عن یحیی بن سعید انه قال دخل اعرابی المسجد فکشف عن فرجه لیبول فصاح الناس به حتی علا الصوت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اترکوه فترکوه فبال ثم امر رسول الله صلعم بذنوب من ماء فصب علی ذلک المکان - +

طہارت غسالہ علی العموم نزد شافعیہ وخفت نجاست غسالہ وآب استنجا نزد حنفیہ کہ اگر چہارم بدن یا لباس بآن آلودہ باشد نماز صحیحست وعدم وجوب استنجا از بول وبراز +

شافعی نے یہہ بہی کہاہے کہ اگر زمین پر پیشاب یاکوئی اور بہتی ہوئی نجاست ہو اور اوسپر اتنا پانی ڈالدیا جاتے کہ نجاست پر غالب آوے تو زمین پاک ہوجائیگی۔
اور غسالہ بہی پاک ہوگا جبکہ اوسمین تغیر نہ ہو لیکن مطہرہ ہوگا۔
اور نجاست کے پانی پر گرنے مین اور پانی کے نجاست پر گرنے مین فرق بہی نہین اول موجب نجاست ہی نہ دوسرا۔

مسوی مین تصریح کی ہے کہ شافعیہ کے نزدیک نجاستون کا غسالہ مطلقًا پاک ہے۔

اکثر فقہائے حنفیہ کے نزدیک آب استنجا اور آب غسالہ کا ایک حکم ہے کہ دونون مین خفیف نجاست ہے اور خفیف نجاست مین حنفیہ کے نزدیک بہت آسانی ہے یہانتک کہ اگر چہارم لباس یا چہارم عضو خفیف نجاست سے نجس ہوا ونکے نزدیک نماز صحیح ہے۔ طرفہ یہہ ہے کہ رئیس الفقہا ابو حنیفہ استنجے کو واجب نہین کہتے سنت یا مستحب جانتے ہین۔ +

مسوّی

قال الشافعی اذا اصاب الارض بول اوغیرہ من النجاسۃ المائعۃ فصبّ علیها الماء حتی غلبها طهرت والغسالۃ طاهرۃ اذا لم یکن فیها تغیر ولکنها لا تطهر وفرق بین ورود النجاسۃ علی الماء وورود الماء علی النجاسۃ۔

فتاوای حمادیه

المستعمل علی ثلثۃ اوجه مستعمل وهو نجس نجاسۃ خفیفۃ بالاتفاق کماء الاستنجاء وغسالۃ النجسۃ۔

فتاوای برهنه

خفیف آنست کہ اگر زیادہ از ربع بجامہ یاموزہ یا عضو برسد نماز بآن روانبود کم از ان عفوست۔

هدایه

الاستنجاء سنۃ لان النبی صلی الله علیه وسلم واظب علیه۔ +

اقوال اہلسنت	حوالہ کتب اہلسنت
اور آیہ او جاء احد منکم من الغائط الآیۃ سے استنجے کے واجب ہونے پر دلیل لاتے ہین اور اسطرح اوسکی تقریر فرماتے ہین کہ حق تعالی نے پاخانہ سے آنے کے وقت غسل یا تیمم کو واجب کیا ہے اور مقام نجاست کے دہونے کو نہین کہا تو اوسکے دہونے کی ضرورت نہ ہوئی ۔ اور حضرات حنفیہ قلیل نجاست کو عفو جانتے ہین ابو حنیفہ اور بنابر ایک روایت کے امام مالک بہی بدون استنجا کے نماز کو صحیح و درست سمجھتے ہین	تفسیر کبیر + الاستنجاء واجب اما بالماء او بالحجارۃ وقال ابو حنیفۃ غیر واجب ۔ حجۃ الشافعی قولہ فلیستنج بثلثۃ احجار وحجۃ ابی حنیفۃ انہ تعالی قال او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا اوجب عند المجئ من الغائط اما الغسل او التیمم ولم یوجب غسل موضع الحدث ۔ مختار الفتاوی + الاستنجاء فی اللغۃ وھو طلب النجا من النجاسۃ وفی الشرع عبارۃ عن ازالۃ النجاسۃ عن موضع مخصوص بالماء او بالتراب او ما یقوم مقامھما او ھو سنۃ عندنا وعند الشافعی فرض بناء علی ان النجاسۃ القلیلۃ عفو عندنا وعندہ لیس بعفو ۔ کتاب رحمۃ للامۃ فی اختلاف الائمۃ + الاستنجاء واجب عند مالک والشافعی واحمد لکن عند مالک روایۃ انہ ان صلی ولم یستنج صحت صلوتہ وقال ابو حنیفۃ ھو مستحب ولیس بواجب و ھی روایۃ عن مالک قال ابو حنیفہ فان صلی ولم یستنج صحت صلوتہ

ابو حنیفہ اور اوسکا صاحب ابو یوسف موضع
استنجا کی نجاست کو ساقط الاعتبار سمجھتے
ہین اور اوسکا مطلق اعتبار نہین کرتے اور
حکم معدوم مین جانتے ہین اور اسپر یہہ
دلیل لاتے ہین کہ اس نجاست کا چہوڑ دینا
اور آلودہ رکہنا مکروہ نہین جس طرح کہ
اور مقام کی نجاست کا چہوڑ دینا مکروہ ہے
حقیر کہتا ہے کہ نجاست موضع براز کی کراہت
بالبداہۃ مقتضاے طبیعت انسانی ہے پہر
اس کراہت کا نفی کرنا دائرہ انسانیت
سے قدم باہر دہرنا ہے۔ اور یہہ دو نو بزرگوار
یہہ بہی فرماتے ہین کہ اگر حوالی مقعد نجاست
سے آلودہ ہو اور وہ نجاست بدون موضع
استنجا کی نجاست کے ایک درہم سے زیادہ
ہو اگرچہ مع نجاست موضع استنجا کے درہم سے
بڑہ جاتے تو دہونے کی ضرورت نہین بلکہ
استنجا سنگ و کلوخ سے کافی ہے اور وہی
دلیل بیان کرتے ہین کہ شرعًا موضع استنجا
کی نجاست کا کچہہ اعتبار نہین وہ عفو ہی اور
باقی ایک درم یا اوس سے کم ہے۔ عنقریب
آتا ہے کہ یہہ مقدار نجاست بہی یعنی ایک درم
کی برابر بدن اور لباس مین انحضرات کے
نزدیک معاف ہے اور اتنی نجاست سے
نماز جائز ہے تو اس صورت مین سنگ وم

فتاوای ولوالجی

وهما يقولان ان النجاسة فی
موضع الاستنجاء ساقط العبرة
شرعا فصار كان لا نجاست بدليل
انه لا يكره تركها ولو كان لها
عبرة تكره كما اذا كانت فی
غير هذا الموضع۔

فتح الباری

ولا يشكل قوله تعالى وثيابك
فطهر لعدم الفارق بين القليل
والكثير لان القليل غير مراد
منه بالاجماع بدليل عفو
موضع الاستنجاء فتعين الكثير
وقد قدر الكثير بالاثار۔
شرح منظومه ✣ قال ابو حنيفه
وابو يوسف لو لطخت النجاسة
ما حول الشرج وهو بدون
موضع الاستنجاء ليس باكثر
من الدرهم يكفيه الاستنجاء
بالحجر والمدر وقال محمد لا يكفيه
ولهما ان الشرع اسقط اعتبار
ما على موضع الاستنجاء الا ترى
انه لا يكره تركها ولولاه لكره
كالقليل من غير موضع الاستنجاء۔

م کلوخ سے بہی استنجا کرنا لازم و ضروری نہین۔ افسوس کہ امام اعظم اور اونکے بڑے صاحب کی اس آسانی کو چہوٹے صاحب نے خاک مین ملایا اور سنگ و کلوخ کو یہان کافی نہین ٹہرایا۔

اور اگر اسی حالت مین کہ حوالی موضع استنجا نجاست سے آلودہ ہو اور نجاست کو سنگ و کلوخ سے پونچھ ڈالا ہو عرق آئے اور اوس سے بدن اور لباس تر ہو جائے تو نماز جائز ہے ظاہر ہے کہ موضع استنجا کے سوا اور جگہ کی نجاست سنگ و کلوخ سے پاک نہین ہوتی چنانچہ اسیوجہ سے امام محمد نے اس صورت مین سنگ و کلوخ کو کافی نہین سمجھا تو حوالی مقعد باوصف پونچھنے کے پاک نہو گا اور جب اس مقام پہ عرق آئیگا بوجہ نجاست محل کے ضرور نجس ہو جائیگا - اور جسوقت عرق کثرت مین اسقدر ہو گا کہ جس سے بدن اور لباس تر بتر ہو گا تو ظاہر ہے کہ اوس مقدار سے جو معاف ہے بدرجہا زیادہ تر ہو گا پس کثرت نجاست یہان بخوبی آشکار ہے اور اس صورت مین نماز کا صحیح جاننا انہین حضرات کا شعار ہے -

حنفیہ کے نزدیک اگر کسیکے بدن یا لباس کو بقدر ایک درہم کے نجاست غلیظہ جیسے بول و براز آدمی کا یا کتے کا یا سور کا یا شراب یا منی وغیرہا لگی ہو تو نماز جائز ہے اور درہم کی مقدار بعضون نے بقدر کفدست کے لکھی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر نجاست جرمدار ہو تو وہان وزن درہم کا اعتبار ہو گا اور جس نجاست کی جرم نہو گا اوسمین مساحت درہم کا اعتبار کیا جائیگا - پس بنابر اعتبار وزن کے

ایضاً شرح منظومہ

ولو اصابہ العرق فابتل بہ البدن والثوب فانہ لا یمنع جواز الصلوٰۃ -

کتاب فقہ نافع + ومن اصابہ من النجاسۃ المغلظۃ کالدم والبول والغائط والخمر مقدار الدرہم وما دونہ جازت الصلوٰۃ معہ وان زاد لم یجز لان قدر الدرہم عفو کن اقدر محل الاستنجاء لان القلیل لا یمکن التحرز عنہ والدرہم قدر الدرہم الشہلیلی مثل الکف وفی بعض الروایات قدر الدرہم السود الزبر قانیہ وفی بعضہا مثل الدرہم الکبیر المثقالی قال الفقیہ ابو جعفر النجاسۃ التی لہا جرم معتبر معہا وزن الدرہم والتی لا جرم لہا یعتبر قدر المساحۃ - +

معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک درہم بہر کی
نجاست غیر موضع استنجا کی عفو ہے۔ اور
نجاست موضع استنجا کی عدم حکم مین ہے
پس حوالی موضع استنجا کی نجاست موضع
استنجا کی نجاست کے ساتہہ ملکر اگر ایک
درہم سے زیادہ ہو جاتے تب بہی نماز
صحیح ہوگی۔ یہہ مسئلہ انکی معتبر کتابون مین
لکہا ہے بلکہ اس صورت مین بغیر استنجے
کے اور بغیر اس نجاست کے پانی یا غیر
پانی سے دور کرنیکے نماز کا جائز ہونا
اجماعیات فرقہ سے تحریر کیا ہے۔ یہہ حضرات
سرگین کو نجس اور مانع نماز جانتے ہین اور
انکے امام اعظم اوسکی نجاست کو غلیظہ کہتے ہین
مگر انکے امام محمد جو رَی مین گئے تو دیکہا لوگون
کو سرگین سے زیادہ کام پڑتا ہے پس فتوی
دیدیا کہ سرگین کثیر فاحش مانع نماز نہین۔
بعض علمائے اہلسنت کا قول ہے کہ اگر کوئی
شخص آب استادہ مین خواہ تہوڑا ہو یا بہت ہو
پیشاب کرے تو اوس پانی سے اوسکو وضو
جائز نہین اور غیر کو جائز ہے اور اگر آب
استادہ مین پاخانہ پہرے تو خود اوسکو اور
غیر کو اوس پانی سے وضو جائز ہے اور
اگر برتن مین پیشاب کرکے پانی مین ڈالدے
یا پانی کے نزدیک پیشاب کرے پہر پیشاب
بہہ کر پانی مین چلا جائے تو ان دونون ۴
صورتون مین خود پیشاب کرنیوالے کو بہی اوس پانی سے وضو جائز ہے ع م

هدایه

عن محمد أنه لما دخل الری
و رای البلوی فی الارواث
افتی بان الکثیر الفاحش
لا یمنع الصلوة الخ
صاحب جامع الاصول نے شرح
مسند شافعی مین کہا ہے و قد
ذهب داود الی انه اذا بال
فی الماء الراکد و لم یتغیر
انه لا ینجس لکن لا یجوز لان
یتوضاء منه و یجوز لغیره
و انه اذا تغوط فیه و لم یتغیر
لم ینجس و جاز له و لغیره
الوضوء عملا بظاهر الحدیث
فتح الباری + و قد اخذ
داود الظاهری بظاهر
الحدیث و قال النهی مختص
بالبول و مختص ببول نفسه
و جاز لغیر البائل ان
یتوضاء بما بال فیه غیره
و جاز ایضا للبائل اذا بال
فی اناء ثم صبه فی الماء
او بال بقرب الماء ثم
جری الیه - +
+

ابوداود

بعض علمائے اہلسنت شراب کو پاک جانتے ہین۔ شافعی امام اہلسنت تمام حیوانون کی منی کو سگ کے اور سور کی منی کے سوا پاک جانتا ہی اور احمد انسان کی منی کو پاک کہتا ہی۔ اور فتح الباری سے مفہوم ہوتا ہے کہ احمد کا مذہب طہارت منی مین مثل مذہب شافعی کے ہی اور اونکے نزدیک اگر منی پانی مین گر جائے تو پانی نجس نہو گا شاہ عبد العزیز دہلوی جنکو اپنے اامون کی مذہب کی خبر نہین مذی کو بہی ناپاک بتاتے ہین جو حقیقت مین منی نہین ہے۔ مالک سنیون کا امام کتے کو پاک جانتا ہی اور اوسکی جہوٹے کو بہی پاک کہتا ہی اور انکا امام زہری کتے کے جہوٹے پانی سے وضو صحیح سمجہتا ہی۔ اور بخاری کا مذہب بہی یہی ہی۔

کتاب رحمۃ للامۃ فی اختلاف الائمۃ ؛ اجمع الائمۃ علی نجاسۃ الخمر الا ما حکی عن داود انہ قال بطہارتہا۔ کتاب رحمۃ للامۃ ؛ الاصح من مذہب الشافعی ان المنی طاہر الا من الکلب والخنزیر والاصح من مذہب احمد انہ طاہر فی الآدمی۔

فتح الباری ؛ ثم قال فذہب ذاہبون الی ان المنی طاہر وانہ لا یفسد الماء ان وقع فیہ واحتجوا فی ذلک بہذہ الآثار واراد بقولہ الذاہبون الشافعی واحمد واسحاق وداود۔

اور شافعی کا منی کو پاک کہنا محقق شریف نے شرح مشکوۃ مین بہی لکہا ہے اور احمد کا منی اور مذی کو اور شافعی کا منی کو پاک جاننا کتاب افصاح مین بہی مذکور ہے۔

کتاب رحمۃ للامۃ مین احکام کلب مین لکہا ہے۔

قال مالک وہو طاہر لا ینجس ما ولغ فیہ

صحیح بخاری ؛ قال الزہری اذا ولغ الکلب فی اناء ولیس لہ وضوء غیرہ یتوضاء بہ وقال سفیان ہذا الفقہ بعینہ لقولہ تعالیٰ اذا لم تجدوا ماء فتیمموا وہذا ماء وفی النفس عنہ شئ یتوضاء بہ ویتیمم۔

شارحین نے لکہا ہے کہ اس باب مین بخاری کی غرض مذہب مالک کی تائید ہے کہ کتا نجس نہین ہے۔

سعید بن مسیّب جو کبار تابعین اور فقہاے محدثین اہلسنت سے ہے ایک شخص سے اوس سے کہا کہ مین نماز پڑھتے مین رطوبت پاتا ہون تو نماز کو قطع کرتا ہون سعید نے جواب دیا کہ اگر میری ران تک رطوبت بہہ کر آجاتی تو مین قطع نہ کرتا یہانتک کہ اپنی نماز کو ادا کرتا۔

اہل سنت نقل کرتے ہین کہ ایک شخص نے جناب رسولخدا سے عرض کیا کہ مین جب وضو کرتا ہون رطوبت جاری ہوتی ہے ارشاد فرمایا کہ جسوقت تو وضو کرلے پھر قرن سے قدم تک رطوبت جاری ہو تو تجہیز وضو نہین ہے شاہ عبدالعزیز صاحب وذی کو بول کہتے ہین تو اس صورت مین یہ تمام رخصت و وسعت کہ بعد وضو اگر رطوبت ران تک یا قرن سے قدم تک بہنے لگے تب بھی نماز اور وضو مین مطلق خلل نہ آئے نسبت پیشاب کے ہوگی کیونکہ وہ رطوبت سائلہ حقیقت مین یا تو پیشاب ہے یا وذی ہے اور جب وذی بھی پیشاب ٹھہری تو پھر اوس رطوبت کے پیشاب ہونے مین کیا شبہ ہے۔
سبحان اللہ یہ مذہب کیسا پاک ہے

مسوی + باب ما روی من الرخصۃ فی ترک الوضوء من الوذی - مالک عن یحیی بن سعید عن سعید بن مسیّب انہ سمعہ ورجل یسالہ فقال انی لاجد البلل وانا اصلے فانصرف فقال لہ سعید لو سال الی فخذی ما انصرفت حتے اقضے صلوتی - ایضاً مسوی - قال سالت سلیمان بن یسار عن البلل اجدہ فقال انضح ما تحت ثوبک والہ عنہ - بعض کتب اہلسنت مین ابن عباس سے منقول ہے۔ ان رجلا قال یا رسول اللہ ص انی کلما توضأت سال فقال اذا توضأت فسال من قرنک الی قدمک فلا وضوء علیک فتح الباری مین حدیث انی رسول اللہ صلعم بصبی فبال علی ثوبہ الحدیث کی شرح مین ہے ویستفاد من الحدیث احکام منہا ان الشافعیۃ احتجوا بہذا علی ان بول الصبی یکتفی فیہ بانباع الماء ولا یحتاج الی الغسل وعن ہذا قال بعضہم بطہارۃ بولہ وقال النووی الخلاف فی کیفیۃ تطہیر الشئی الذی بال علیہ الصبی ولا خلاف فی نجاستہ وقد نقل بعض اصحابنا اجماع العلماء علے نجاسۃ بول الصبی وانہ لم یخالف فیہ الا داؤد واما ما حکاہ ابو الحسین بن بطال ثم نقل القاضی عیاض عن الشافعی وغیرہ انہم قالوا بول الصبی طاہر وینضح فحکایۃ باطلۃ قطعاً قال العینی ہذا انکار من غیر برہان ولم ینقل ہذا عن الشافعی وحدہ بل نقل عن مالک +

معاف ہے جسمین اتنا پیشاب حالت نماز مین معاف ہے۔ بہت سے علماے اہلسنت کے نزدیک بول صبی یعنی لڑکے کا پیشاب پاک ہے بلکہ شافعی اور مالک
اہلسنت کے امام بھی اسی قول کے قائل ہین۔ م +
ایضاً ان بول الصبی الذی لا یطعم طاہر وکذا نقل عن الاوزاعی - ع - ف +

عدم نقض وضو بخروج منی و استحاضه و خروج خون از دبر و صحت نماز بحالت نجاست ثوب و بدن و عدم وجوب ازالهٔ نجاست

شافعی کے نزدیک منی کا نکلنا اور ابوحنیفہ کے نزدیک قبل سے ریح کا نکلنا اور مالک کے نزدیک استحاضہ اور سلس البول اور مذی اور سنگریزہ کا اور دبر سے کرم اور خون کا نکلنا ناقض وضو نہین شاہ صاحب جو اپنے اماموں کے مذاہب سے واقف نہین جو چیز سبیلین سے نکلے اوسکو ناقض کہتے ہین ۔

بعض فقہاے اہلسنت کہتے ہین کہ جو چیز ابتداً انعقاد نماز کی مانع ہو اگر حالت نماز مین وہ چیز حادث ہو تو اوس نماز باطل نہین ہوتی اور اس اصل کی موافق تصریح کرتے ہین کہ اگر حالت نماز مین نماز پڑہنے والے پر نجاست جیسے بول و براز وغیرہ ڈالدیا جاوے تو اوسکی نماز فاسد ہوگی اگرچہ اوسکو نجاست کا علم بہی ہوجاے بخاری کا بہی یہی مذہب ہے بلکہ اوسنے اس مضمون کے لیئے ایک باب لکہا ہو اور اوسکی عنوان یہ ہے باب اذا القی علی ظہر المصلی قذر او جیفة لم یفسد صلوته اور بعض حضرات کے نزدیک حالت نماز مین نجاست سے اجتناب کرنا فرض نہین اور انکے نزدیک نجاست کا دور کرنا واجب نہین ۔ +

کتاب رحمة للامة + الخارج المعتاد من السبیلین وهو البول و الغائط ینقض الوضوء بالاجماع و اما النادر کالدود و الحصاة و الریح من القبل و سلس البول و الاستحاضة و المذی فینقض ایضا الا عند مالک و استثنی ابو حنیفة الریح من القبل فقال لا ینقض و المنی ناقض عند الثلثة و الاصح من مذهب الشافعی انه لا ینقض و ان اوجب الغسل + فتح الباری اختلفوا فی الدود و الذی یخرج من الدبر و قال قتادة و مالک لا وضوء فیه و روی ذلک عن النخعی و قال مالک لا وضوء فی الدم یخرج من الدبر فتح الباری مین باب اذا القی علی ظهر المصلی قذر او جیفة لم یفسد صلوته کی شرح مین لکہا ہے وجه المناسبة بین البابین من حیث ان الباب الاول یشتمل علی حکم وصول النجاسة الماء و هذا الباب یشتمل علی حکم وصولها المصلی و هو فی الصلوة و هذا المقدار یکتفی به فی وجه الترتیب و ان کان حکمهما مختلفا فان الباب الاول وصول البول الی الماء الراکد ینجسه کما ذکرناه فیه مستقصی بما قالت العلماء فیه و فی هذا الباب وصول النجاسة الی المصلی لا یفسد صلوته علی ما زعم البخاری فانه وضع هذا الباب بهذا المعنی و هذا صرح بقوله لم یفسد صلوته و هذا یمشی علی مذهب من یقول ان من حدث له فی صلوته ما یمنع انعقادها ابتداء لا یبطل صلوته ـ و قال الحافظ ابن حجر قوله لا یفسد صلوته محله ما اذا لم یعلم بذلک و تمادی و یحتمل الصحة مطلقا علی قول من یذهب الی ان اجتناب النجاسة فی الصلوة م

م لیس بفرض قلت هذا کما هو من نقل الرافعی عن اصحابه ان ازالة النجاسة عنده لا یجب و علی قول من ذهب الی منع ذلک فی الابتداء دون ما یطرء

دانیه میل المصنف - ۴۰

خفاش کا موت اور بیٹ حنفیہ کے نزدیک پاک ہے اگر پانی مین گرجائے تو پانی پاک رہتا ہے۔ جن پرندون کا کہانا حرام ہے جیسے شکرہ اور بازاور عقاب اور گرگس اونکے بیخال کی نجاست روایت ہندوانیمین ابو حنیفہ کے نزدیک خفیفہ ہے یعنی اگر چہارم لباس رد اور دستار وغیرہ اوس سے آلودہ ہو نماز اوسمین صحیح ہے اور صاحبین کے نزدیک غلیظہ ہے۔ اور شیخ کرخی کی روایت مین ان پرندون کی بیخال ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک پاک ہے اور محمد کے نزدیک اوسکی نجاست غلیظہ ہے نجاست کی یہہ دلیل ہے کہ بیخال فاسد اور متعفن ہے اور اوس سے عام زحمت نہین اسلئے کہ یہہ جانور آدمیون سے مخالطت نہین رکہتے اور خفت نجاست کی یہہ دلیل بیان کرتے ہین کہ یہہ جانور ہوا سے بیٹ کردیتے ہین تو اوس سے بچنا غیر ممکن ہے بوجہ ضرورت کے تخفیف کیگئی اور طہارت پر یہہ دلیل لاتے ہین کہ ظروف کی حفاظت اوس سے متعذر ہے پس حرج دور کرنے کے لئے اوسکی نجاست کا اسقاط کرنا واجب ہوا ہے ان دلیلون سے ظاہر ہے کہ یہہ لوگ احکام شرع کو اپنی اغراض کی موافق ٹہراتے ہین۔ +

فتاوای عالمگیری

بول الخفاش وخرءه لا یفسد الماء شرح منظومة واما خرء الطیور المحرم اکلها کالصقر والبازی والعقاب والنسر ونحوها ففیه الخلاف علی عکس الخلاف فی الآثار اذ ای نجاسة خفیفة عند ابی حنیفة غلیظة عندهما فی روایة الهندوانی۔ وفی روایة الشیخ الکرخی انه طاهر عند ابی حنیفة و عند ابی یوسف نجس نجاسة غلیظة عند محمد۔ دلیل النجاسة انه مستحیل غیره طبع الحیوان الی نتن وفساد ولا یعم به البلوی لانتفاء المخالطة و دلیل خفة النجاسة انها تذرق من الهواء فالاحتراز غیر ممکن فخففت للضرورة ودلیل الطهارة ان صیانة الاوانی عنه متعذرة فوجب اسقاط نجاسته دفعا للحرج

حنفیہ کے نزدیک مومن کے پیشاب مین
بہی جو سخت بدبو اور پلید ہے تخفیف
واقع ہوئی ہے - لباس مین اوسکو
کسیقدر رہو معاف کہتے ہین اور دلیل
اوسکی یہی بیان کرتے ہین کہ وہ کپڑے
کی تہہ مین داخل ہوتا ہے -

احمد اور مالک کے نزدیک خوک آبی او
سگ آبی اور انسان آبی کا فضلہ پاک
ہے اس لئے کہ یہہ حیوان انکے مذہب مین
حلال ہین اور ماکول اللحم کا فضلہ پاک ہی
بلکہ مالکیہ کے نزدیک آدمی کے جس
شیرخوار بچہ نے ہنوز کہانا نہ کہایا ہو
اوسکا بول و براز بہی پاک ہے -

مالک سنیون کا امام سور کے جہوٹہے
پانی کو پاک اور پاک کرنیوالا جانتا ہی
اور اوسکی دلیل یہہ بیان کرتا ہے کہ
سور کے لعاب سے پانی کا کوئی وصف
نہین متغیر ہوتا - اور کتے کے جہوٹہے کو
بہی اسی دلیل سے طاہر اور مطہر کہتا ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ کتے کا جہوٹہا
اس سبب سے پاک اور پاک کرنیوالا ہے کہ
وہ اون حیوانون مین سے ہے جو ہمارے
پاس آتے رہا کرتے ہین جیسے بلی تو
اوس سے بچنا ممکن نہین اور بعضون
نے کہا ہے اسوجہ سے کہ مالک کے
نزدیک کتا ماکول اللحم ہے - +

فتاوای بزازیہ + قال الامام
الهند وانی بولها یعفی فی الثیاب
لدخولها تحت طیه ÷ کتاب رحمة
للامة + قال مالك یوکل
السمك وغیرہ حتی السرطان
والضفدع وکلب الماء وخنزیرہ
لکنه کرہ الخنزیر -

وقال احمد یوکل ما فی البحر الا
التمساح والضفدع والکوسج
ویفتقر عندہ غیر السمك الی
الذکوۃ کخنزیر البحر وکلبه و
انسانه - فتح الباری ÷ وفی
الجواهر المالکیه ان البول والعذرۃ
من بنی ادم الاکلین للطعام
نجسان طاهران من کل حیوان
مباح الاکل ومکروهان من
المکروہ اکله وقیل بل نجسان
مقدمه عزیه فی فقه المالکیه ÷
لبن مباح الاکل طاهر وکذا
بوله - شرح منظومه سور الخنزیر
طاهر وطهور عند مالك لانه
لم یتغیر بلعابه احد اوصاف الماء
وفی سور الکلب قال ایضا هذا او
قیل لانه من الطوافین علینا
کالهرۃ وقیل لان لحمه ماکول
عندہ اور مالک اور احمد کا فضلہ ماکول اللحم کو م

م پاک کہنا اور ابو حنیفہ کا شکاری پرندون کے فضلہ کو پاک کہنا کتاب افصاح مین بہی مرقوم ہے - + م

اقوال اہل سنت	حوالۂ کتب اہلسنت
بعض علماے اہلسنت کہتے ہین کہ وضو مین تمام چہرہ کا دہونا واجب ولازم نہین ہے ۔ اور ابو یوسف ریشدار کے لئے بہی تمام چہرہ کا دہونا واجب نہین کہتا اور عذارین کا دہونا واجب نہین جانتا۔ اور مالک سنیون کا امام عذار کا دہونا مطلقًا وضو مین واجب نہین قرار دیتا۔ نہ داڑہی نکلنے سے پہلے نہ بعد کو۔ تو اس صورت مین تشنیع صاحب تحفہ کی امامیہ پر تحدید وجہ مین بیوجہ ہے اور اوسکا منشا یہی ہے کہ شاہ صاحب کو اپنے علما اور ائمہ کے اقوال سے آگاہی نہین۔	فتح الباری ٭ فحدہ طولا من منابت الشعر المعتاد الی الذقن وقولہ المعتاد احترازعن الاغم والانزغ واختلف المذاہب فی عرض الوجہ علی اربعۃ اقوال فقیل من الاذن الی الاذن وقیل من العذار الی العذار وقیل من العذار الی العذار فی حق الملتحی ومن الاذن الی الاذن فی حق الامرد القول الرابع ان غسل البیاض الذی بین الصدغ والاذن سنۃ۔ شرح وقایہ ٭ ففرض الوضوء غسل الوجہ من الشعر ای من قصاص شعر الراس وہو منتہی منبت شعر الراس الی الاذن فیکون مابین العذار والاذن داخلا فی الوجہ کما ہو مذہب ابی حنیفۃ ومحمد فیفرض غسلہ وعلیہ اکثر مشائخنا ٭ چلپی نے اس مقام کے حاشیہ مین لکہا ہے ومعہما الشافعی و احمد بن حنبل دلیل الکل انہ داخل تحت النص الآتی ان غسلہ کان واجبا قبل نبات العذار وہو انما یسقط ماتحتہ فبقی الباقی علی ماکان وعند ابی یوسف لیس بفرض لعدم دخولہ عندہ لان البشرۃ التی تحت الشعر فی العذار اذا لم یجب غسلہا دیکہا فما وراءہا وہو البیاض اولی ان لایجب ٭ حاشیہ چلپی وہذا الخلاف اذا استرسل اللحیۃ وحالت واما فی الامرد م

م والکل بحم فیجب اتفاقا سوی مالک فان عندہ لا یجب غسل قبل النبات ایضا لانہ حد الوجہ بالعذار غالبا - ۱۲

جس شخص پر غسل جنابت ہو اور اوسکو بہول جاوے اور غسل جمعہ بجالاوے تو انحضرات کے نزدیک ضمناً غسل جنابت بہی ادا ہو جائیگا مگر ہان یہہ شخص فرض کا ثواب نپائیگا۔

یہہ حضرات ترتیب کو جو آیۂ وضو مین مذکور ہے فرض یا واجب نہین کہتے بلکہ سنت ٹہراتے ہین تو انکے نزدیک مکلف مختار ہے افعال وضو مین جسکو چاہے مقدم کرے جسکو چاہے موخر کرے ہر طرح وضو صحیح ہوگا اسیطرح موالاۃ کو سنت قرار دیتے ہین۔ اور اسمین یہانتک گنجایش ہے کہ اگر اثناے وضو مین پانی ہیچ چکے اور اوسکے ڈہونڈہنے کو جاوے اور جب ہاتہہ آوے باقی وضو کو بجالاوے تو انکے نزدیک کچہہ قباحت نہین۔ اور غسل وتیمم کا بہی یہی حال ہے۔ اور اسکی برائی مین بہی اسیقدر کافی ہے کہ امام شافعی ترتیب کو اور امام مالک موالاۃ کو فرض جانتے ہین۔

یہہ حضرات آب مستعمل کو یعنے جس پانی سے وضو کیا جاوے اوسکو بالاتفاق پلید جانتے ہین۔ اور اکثر اوسکو نجس اور ناپاک کہتے ہین۔

منشا اوسکا یہہ ہے کہ ابو حنیفہ اور اوسکے اصحاب اعضاے محدث کو نجس کہتے ہین چنانچہ امام شافعی اور امام محمد کے مناظرہ مین پہلے بیان ہو چکا کہ اگر وضو کے لئے کنوئین مین ہاتہہ ڈالے گا تو کنوان ناپاک ہو جائیگا اسی لئے آداب وضو مین لکہا ہے کہ بلند مقام پر بیٹہہ کر وضو کرے تو آب مستعمل سے بچا رہے اور جو جو قباحتین اس مین ہین ظاہر ہین کہ اس صورت مین دیدہ و دانستہ بدن اور لباس اور مسجد اور ظروف وغیرہا کا بیشتر نجاست سے آلودہ کرنا اور پہر اوسی نجس بدن اور لباس سے ہمیشہ نماز پڑہ لینا اور اسی ناپاک برتن کا استعمال اور مسجد اور جاے نماز کا ہر وقت وہی حال جیسا کہ مشاہدہ اور معائنہ سے لازم آتا ہے۔

ردمختار + والفرض انما یثاب علیه اذا اتی به علی قصد
الفرضیة کمن علیه جنابة قد نسیها واغتسل للجمعة مثلا
فانه یرتفع حدثه ضمنا ولا یثاب ثواب الفرض وهو غسل الجنابة
اذ لا ثواب الا بالنیة ـ درمختار مین منجملہ سنن وضو کے لکھا ہے
والترتیب المذکور فی النص وعند الشافعی رضی الله عنه
فرض وهو مطالب بالدلیل والولاء بکسر الواو غسل
المتاخر او مسحه قبل جفاف الاول بلا عذر
حتی لو فنی ماءه فمضی لطلبه لا باس به و
مثله الغسل والتیمم وعند مالک
فرض ـ ایضا درمختار + آداب وضو
مین لکھا ہے والجلوس فی مکان
مرتفع تحرزا عن الماء المستعمل ـ
ردمختار + قوله تحرزا لوقوع
الخلاف فی نجاسته ولانه
مستقذر ولذا کره
شربه والعجن به
علی القول
الصحیح

بطهارته

اقوال اہلسنت

جاننا چاہیئے کہ جو پانی وضو اور غسل جنابت مین استعمال کیا جاتا ہے اور اوسکے قطرات گرتے ہین اوسکی نسبت ابو یوسف نے تو ابو حنیفہ سے یہہ روایت کی ہے کہ وہ نجس ہے مگر اوسکی نجاست خفیفہ ہے اور حسن بن زیاد نے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک آب مستعمل کی نجاست غلیظہ ہے۔ اولاً تو یہہ قول اہلسنت کی احادیث مشہورہ سے مخالف ہے جنکا مضمون یہہ ہے کہ صحابہ کبار آب وضوے رسول مختار کو تبرک سمجھتے تھے اور اوس پانی پر باہم اونمین نوبت لڑائی کی پہونچتی تھی صحیحین مین سائب بن زید سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ مجھہ کو میری خالہ جناب رسولخدا صلعم کی خدمت شریف لیگئی عرض کیا کہ ای رسولخدا صلعم یہہ میرا بھانجا بیمار ہے۔ حضرت صلعم نے میرے سر پر ہاتھہ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ پہر حضرت نے وضو کیا تو مینے حضرت صلعم کے وضو کا پانی پیا۔

عینی شارح بخاری نے اسکے جواب مین کہا ہے کہ ان روایتون مین وہ چیز نہین جو صریحاً اس امر پر دلالت کرے کہ یہان آب وضو سے وہی پانی مراد ہے جو اعضائے شریفہ سے ٹپکتا تھا جسکو حنفیہ نجس جانتے ہین بلکہ وہ پانی مراد ہو جو ظرف مین بچ رہتا تھا اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ مین کہا ہے کہ سائب کا آب وضوء رسولخدا کو پینا بطور دوا کے تھا یعنی دوا مین طہارت شرط نہین۔ دونون جوابون سے مفہوم ہوتا ہے کہ جو پانی حالت وضو مین رسولخدا صلعم کے اعضائے مبارک سے ٹپکتا تھا ان مسلمانون کے نزدیک نجس تھا کیونکہ علمائے متقدمین سے کسینے رسولخدا صلعم کے آب مستعمل کی طہارت کو خصائص مین نہین لکھا۔

ثانیاً امام فخر الاشاعرہ نے تفسیر کبیر مین ابو حنیفہ کا یہہ قول کہ محدث اور جنب کے اعضا نجاست حکمیہ سے نجس ہین اور آب مستعمل نجس ہے نقل کر کر کہا ہے کہ یہہ آیت انما المشرکون نجس ۵ اس قول کے فساد پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اسکے معنی یہہ ہین کہ مشرکون کے سوا کوئی نجس نہین پہر محدث کے اعضا کو نجس کہنا اس آیت کے خلاف ہے اور عجب ہے کہ یہہ آیۂ کریمہ اس مطلب مین صریح ہے کہ مشرک نجس ہین اور مومن نجس نہین پہر ایک قوم نے قضیہ برعکس کر دیا اور اسکے قائل ہوے کہ مشرک تو پاک و طاہر ہے اور مومن جنب یا محدث ہونے کے وقت نجس ہے اور زعم کر لیا کہ جو پانی کہ مشرکین اپنے اعضا مین استعمال

ہدایہ میں آب مستعمل کی نسبت لکھا ہے

ثم فی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ نجاسۃ غلیظۃ وفی روایۃ ابی یوسف عنہ وھو قولہ نجاسۃ خفیفۃ ۔

تفسیر کبیر

قال ابو حنیفۃ و اصحابہ اعضاء المحدث نجسۃ حکما وبنوا علیہ ان الماء المستعمل فی الوضوء والجنابۃ نجس ثم روی ابو یوسف عنہ انہ نجس نجاسۃ خفیفۃ وروی الحسن بن زیاد انہ نجس نجاسۃ غلیظۃ واعلم ان قولہ تعالی انما المشرکون نجس یدل علی فساد ھذا القول لان کلمۃ انما للحصر وھذا یقتضی ان لا نجس الا المشرک فالقول بان اعضاء المحدث نجسۃ مخالف النص والعجب ان ھذا النص صریح فی ان المشرکین نجس وفی ان المومن لیس بنجس ثم ان قوما قلبوا القضیۃ وقالوا المشرک طاھر والمومن حال کونہ محدثا او جنبا نجس فزعموا ان المیاہ التی یستعملھا المشرکون فی اعضائھم بقیت طاھرۃ مطھرۃ والمیاہ التی یستعملھا المسلمون فی اعضائھم نجسۃ نجاسۃ غلیظۃ وھذا من العجائب ۔ ۔ +

+ + + +

+ +

ان حضرات کے نزدیک اوس پانی سے جو عورت کے وضو سے بچا ہو مرد کو وضو کرنا ممنوع ہے حال آنکہ صحیح مسلم مین روایت ہے کہ میمونہ کہتی ہین کہ مینے ایک ظرف سے غسل کیا تہا اور کچھہ پانی اوسمین بچ رہا تہا جناب رسولخدا اوس سے غسل فرمانے لگے مینے عرض کیا کہ اس سے مین غسل کر چکی ہون ارشاد فرمایا کہ پانی پر جنابت نہین - اور نجس مقام مین اور اوس جگہ جو نجاست کے لئے تیار ہوئی ہو وضو کرنے کو منع کرتے ہین اور آب وضو کے واسطے احترام قرار دیتے ہین باوجود اسکے کہ خود اوسکو نجس ٹھراتے ہین بلکہ مردار کی نجاست سے آب وضو کی نجاست کو زیادہ بتاتے ہین -

یہ حضرات کہتے ہین کہ جو نجس چیز بدن سے نکلے خواہ مخرج بول و براز سے یا اور مقام سے وضو اوس سے ٹوٹ جاتا ہے - پہر فرماتے ہین کہ اگر خون زخم پر بہنے لگے اور اوس سے تجاوز نکرے وہ پاک ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص اوس زخم والے آدمی کی برابر نماز پڑہتا ہو اور ایک درم سے زیادہ خون اوس شخص کے لگ جائے اوسکی نماز بہی صحیح ہوگی اس سے ثابت ہے کہ اس خون کے نکلنے سے اوس زخم والے آدمی کا وضو شکست نہوگا سبحان اللہ کیا کہنا زخم پر خون کا بہنا اور اوسکا پاک ہونا بلکہ دوسرے تک پہنچکر پاک رہنا اسیوجہ سے انکے امام محمد نے اس خون کو نجس کیا ہے -

بعض حضرات کا قول ہے کہ ریح جو مخرج براز سے خارج ہوا کرتی ہے نجس العین ہے اور انکے امام حلوانی سے منقول ہے کہ وہ بغیر پاجامہ کے اسیوجہ سے نماز پڑہا کرتا تہا - افراط و تفریط ان حضرات کی قابل ملاحظہ ہے کہ تطہیر مخرج بول و براز کی تو غیر ضروری ٹھرائی اور ریح نجس العین قرار پائی -- +

درمختار :- ومن منهياته التوضي بفضل ماء المرأة او في موضع نجس لان الماء الوضوء حرمة او في موضع اعد لذلك -

ردالمحتار :- ولنا ما روى مسلم ان ميمونة قالت اغتسلت من جفنة ففضلت فيها فضلة فجاء النبي صلى الله عليه وسلم يغتسل فقلت اني اغتسلت منه فقال الماء ليس عليه جنابة -

درمختار

وينقضه خروج كل خارج نجس بالفتح ويكسر منه اى من المتوضى الحى معتادا او لا من السبيلين او لا الى ما يطهر الخ

ردالمحتار

اقول وفي السراج عن الينابيع الدم السائل على الجراحة اذا لم يتجاوز قال بعضهم هو طاهر حتى لو صلى رجل بجنبه واصابه منه اكثر من قدر الدرهم جازت صلوته وبهذا اخذ الكرخي وهو الاظهر وقال بعضهم نجس وهو قول محمد ومقتضاه انه غير ناقض -

ايضاً :- قوله مثل ريح) فانها تنقض لانها منبعثة عن محل النجاسة لالان عينها نجسة لان عينها طاهرة -

بعد تھوڑے فاصلہ کے ہے :-

وهو قول العامة وما نقل عن الحلوانى من انه كان لا يصلى بسراويله

نورہ۶ منہ مجر :-

جس عورت کا مخرج بول و براز ایک ہو گیا ہو تو مخرج بول سے ریح نکلنے پر اوسکے لئے وضو فرض و واجب نہین کہتے بلکہ مندوب ٹھراتے ہین۔ اور دونون مخرجون کے ایک ہو جانے پر نظر نہین فرماتے ہین۔ انہین سے بعضون نے جو اس امر کا لحاظ کیا ہے اس عورت پر وضو کو واجب قرار دیا ہے لیکن بعضون نے ریح کی بد بو ہونے کی شرط لگائی ہے۔ یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر ریح دبر سے نکلے اور گمان ہو کہ یہ اوپر سے نہین آئی تو اس سے وضو شکست نہو گا۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ وضو کے ٹوٹنے کا مدار اسپر ہے کہ ریح کے اوپر سے نکلنے کا علم ہو تو حالت اشتباہ مین کہ ریح اوپر سے آئی ہے یا نہین وضو نہین ٹوٹنے کا۔ اور اسیکو فقہ اور حدیث صحیح کے موافق بتاتے ہین کہ حدیث مین ریح کی آواز سننے اور بو سونگھنے کی قید ہے۔ اور اسی سے ریح کا اوپر سے آنا معلوم ہوتا ہے۔ صاحب ہدایہ اور اوسکے بعضے شارحین اور صاحب درر اور صاحب ملتقی وغیرہم کا قول ہے کہ جو چیز دباکر نکالیجائیگی اوس سے وضو نہین ٹوٹتا. مثلاً اگر زخم کو دباکر خون نکالا جائے اور اگر نہ دباتے تو خون نہ نکلتا پس اس خون کے نکلنے سے وضو نہ ٹوٹیگا اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ریح اور براز دباکر دبر سے نکالیجائینگی تو انکے نکلنے سے ہی وضو نہ ٹوٹیگا چنانچہ فاضل قہستانی نے اسیوجہ سے اس قول کو فاسد کہا ہے پس جبکہ مقلدین فساد کے قائل ہوے اورون کو اوسکی شرح وبیان کی حاجت نہ رہی۔ +

دُرِّ مختار

ولا خروج ریح من قبل غیر مفضاۃ اما ھی فیندب لہا الوضوء وقیل یجب وقیل لو منتنۃ وذکر لانہ اختلاج حتی لو خرج ریح من دبر وھو یعلم انہ لم یکن من الاعلی فھو اختلاج فلا ینقض۔

رَدُّ مختار

قولہ وھو یعلم) ای یظن لان الظن کاف فی ھذا الباب۔
بعد کچھ فاصلے کے ہے۔
وفی المنح عن الخلاصۃ مناط النقض العلم بکونہ من الاعلی فلا نقض مع الاشتباہ وھو موافق للفقہ والحدیث حتی یسمع صوتا او یشم ریحا وبہ یعلم انہ من الاعلی۔

رَدُّ مختار

قولہ والمخرج بعصر) ای ما اخرج من القرحۃ بعصرھا ان کان لو لم یعصر لا یخرج شئ مساوٍ للخارج خلافا لصاحب الھدایۃ وبعض شراحہا وغیرھم کصاحب الدرر والمنتقی۔
حیث جعل (قہستانی) القول بعدم النقض فاسدا لانہ یلزم منہ انہ اذا اخرج الریح او الغائط او غیرھا من السبیلین لکان غیر ناقض۔ +

+ + +

نجاسیت قی و آب منی و دیگر مسائل لطیفہ مثل پاک
بودن قی بول و شراب وغیرہا و نجاست آب دہن کہ بحالت خواب برآید +

یہہ حضرات قی کو خواہ صفراوی ہو یا سوداوی یا آب و طعام سے ہو نجس مغلظ بتاتے ہین اور اوسکو ناقض وضو ٹھراتے ہین مگر اسمین قی کے بقدر بھری دہن ہونے کے شرط لگاتے ہین - اور اس سے کم کو پاک اور غیر ناقض فرماتے ہین اور کیڑون کی قی کو پاک کہتے ہین اگرچہ بہت ہو اور شراب و پیشاب کی قی کو بھی اگر قلیل ہو ناقض نہین قرار دیتے - اور بلغم کی قی کو ناقض نہین کہتے ہین - مگر ابو یوسف کہتا ہے - قاضی القضاۃ امام ابو یوسف اوس پانی کو جو سوتے مین کسیکے منہہ مین آجاتا ہے نجس جانتا ہے - اور ابو نصر اوسکی نجاست مین زرداو بدبو ہونے کی قید لگاتا ہے - اور خون و پیپ کو خواہ شکم سے آئین یا منہہ سے جب ناقض ٹھراتے ہین کہ تھوک پر غالب ہون یا اوسکی برابر ہون ورنہ نہین - اگر بڑی جونک اور چیچڑی خون چوسین تو وضو شکست ہوگا اور اگر چھوٹی ہونگی تو نہین - امام ابو یوسف آب منی یعنی رینٹھ کو نجس کہتا ہی اور بعضے حضرات جبر کپڑے سے ناک پونچھی جائے اوسپر نماز کو مکروہ جانتے ہین کہتے ہین اگر کرتہ باربار زخم کو لگ کر خون مین بھیگ جائے تب بھی نجس نہ ہوگا اگرچہ فاحش ہو کیونکہ یہہ خون حدث نہین تو نجس بھی نہین اگر خون نکلے اور ورم سے تجاوز نہ کرے تو اوس سے وضو نہین ٹوٹتا اور اگر زخم کو باندھا جائے اور خون اوپر کی تہہ مین نفوذ کرے تب ناقض ہوگا بشرطیکہ ایسا ہو کہ نہ باندھا جاتا تو بہتا ورنہ نفوذ کرنے سے بھی وضو شکست نہوگا - اگر زخم سے صاف پانی نکلے اوسکو بھی مثل خون کی نجس اور ناقض کہتے ہین - حال آنکہ اسکی نجاست کی کوئی وجہ نہین اسی لئے بعض اکابر اسکی طہارت کے قائل ہوتے ہین - ابو یوسف کا قول ہے کہ جو چیز حدث نہین وہ نجس بھی نہین جیسے تھوڑی سی قی اور تھوڑا سا خون کہ اسلئے چونکہ وضو نہین ٹوٹتا تو یہہ نجس بھی نہین ہین - اور امام محمد اوسکو نجس کہتا ہی - انحضرات کا قول ہی کہ تھوڑا خون وغیرہ اگر بہتی چیز مین مثل پانی کی گر جائے تو محمد کے قول پر فتوے دیا جائیگا اور اگر بدن اور کپڑے مین لگ جائے تو ابو یوسف کے قول کی موافق فتوی ہوگا - بالجملہ ابو یوسف کے قول پر کہ جو حدث نہین وہ نجس نہین لازم آتا ہے کہ پیشاب اور شراب کی قلیل قی جسکا ذکر ہو چکا نجس نہو اور اسیطرح اگر قلیل براز منہ سے آئے جیسا کہ مرض ایلاوس مین اتفاق ہوتا ہے اور شاہ عبد العزیز دہلوی اور فضل بن روزبہان

در مختار + وینقضه قی ملأ فاه) بأن یضبط بتکلف من مرة بالکسر ای صفراء
او علق ای سوداء او طعام او ماء اذا وصل الی معدته وان لم یستقر وهو نجس
مغلظ ولو من صبی ساعة ارتضاعه وهو الصحیح لمخالطة النجاسة ذکره الحلبی
ولو هو فی المری فلا نقض اتفاقا کقئ حیة او دود کثیر لطهارته فی نفسه کماء
فم النائم فانه طاهر مطلقا به یفتی بخلاف ماء فم المیت فانه نجس کقئ عین خمر او
بول وان لم ینقض لقلته لنجاسته بالاصالة لا بالمجاورة + رد محتار + قوله به
یفتی کذا فی البحر عن التجنیس خلافا لما اختاره ابو نصر من انه لو صعد من الجوف
اصفر منتنا کان القئ ولقول ابی یوسف انه نجس + در مختار + لا ینقضه قئ
من بلغم علی المعتمد اصلا الا المخلوط بطعام فیعتبر الغالب ولو استویا فکل علی حدة
وینقضه دم مائع من جوف او فم اغلب علی البزاق حکما للغالب او ساواه
احتیاطا والقیح کالدم والاختلاط بالمخاط کالبزاق وکذا ینقضه علقة مصت عضوا
وامتلأت من الدم ومثلها القراد ان کان کبیرا لانه حینئذ یخرج منه دم مسفوح
سائل والا تکن العلقة والقراد کذلک لا ینقض + رد محتار + قوله اصلا ای سواء
کان صاعدا من الجوف او نازلا من الرأس ح خلافا لابی یوسف فی الصاعد
من الجوف + ایضا قوله والاختلاط بالمخاط) وما نقل عن الثانی من نجاسة
المخاط ضعیف نعم حکی فی البزازیة کراهة الصلوة علی خرقته عندهما
للاخلال بالتعظیم + در مختار + وفی القهستانی لا نقض ما لم یتجاوز
الورم ولو شد بالرباط ان نفذ البلل الخارج نقض + رد محتار + قال
فی الفتح ویجب ان یکون معناه اذا کان بحیث لولا الربط لسال لان القمیص
لو تردد علی الجرح فابتل لا ینجس ما لم یکن کذلک لانه لیس بحدث
اه ای وان فحش کما فی المنیة - ثم ان کان الخارج ماء صافیا فهو کالدم
وعن الحسن انه لا ینقض والصحیح الاول کما ذکره قاضی خان لکن
فی الثانی توسعة لمن به جدری او جرب کما قاله الامام الحلوانی ولا
باس بالعمل به + در مختار + وکل ما لیس بحدث اصلا بقرینة زیادة الباء
کقئ قلیل ودم قلیل لیس بنجس عند الثانی وهو الصحیح رفقا باصحاب القروح خلافا
لمحمد وفی الجوهرة یفتی بقول محمد لو المصاب مائعا + رد محتار + قوله مائعا کالماء
ونحوه اما فی الثیاب فیفتی بقول ابی یوسف - +

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر نیند سے قوت ماسکہ جاتی رہیگی تو اوس سے وضو شکست ہوگا اور اگر قوت ماسکہ باقی رہیگی تو وضو نہ ٹوٹیگا اگرچہ عمداً نماز مین یا غیر نماز مین سو رہے - اسی بنا پر کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے سو جاے اگرچہ کسی چیز پر ڈہکا ہوا سطرح کہ اگر وہ چیز ہٹا لیجاے تو وہ شخص گر پڑے یا جو ہیئت سجدہ نماز کی مسنون ہے اوس طریق پر سو رہے گو حالت نماز مین نہ سہی یا اور طرح یا محمل اور زین وغیرہ پر سو جاتے ان سب صورتون مین اوسکا وضو باقی رہیگا - اور اگر محمل وغیرہ سے اوترنے مین سو جائیگا تو وضو شکست ہوگا اور اگر کوئی بیٹھے بیٹھے جہکا ہوا سو رہے پہر گر پڑے تو اگر گرتے ہی چونک پڑیگا اوسکا وضو بہی نہین ٹوٹیگا - اور پیغمبرون کے سو رہنے کو ناقض وضو نہین ٹہراتے اور اونکی بیہوشی اور غشی کو ناقض کہتے ہین - جس نشے سے وضو ٹوٹتا ہے ابو حنیفہ نے اوسکی تعریف یہہ بیان کی ہے کہ وہ سرور ہے جو عقل کو کہو دے اور اس سبب آسمان و زمین اور طول و عرض مین تمیز نہو سکے - اور صاحبین نے کہا ہے کہ اوسکی اکثر کلام مین ہذیان ہو - یہان سے ظاہر ہے کہ جبتک مست کو زمین و آسمان کی شناخت باقی رہیگی یا اوسکا نصف کلام ہذیان سے خالی ہوگا اوسکا وضو نہ ٹوٹے گا - یہہ حضرات قہقہہ کو حالت نماز مین ناقض وضو کہتے ہین اور اگر کوئی نماز مین سو جائے اور سوتے مین قہقہہ لگاتے تو ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اوسکا وضو فاسد ہوگا وضو کرے اور جسقدر نماز باقی رہی ہے اوسکو پورا کر دے - اور بعضے کہتے ہین کہ اوسکا وضو باقی رہیگا مگر نماز فاسد ہوگی - اور اگر آخر نماز مین بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد قہقہہ مارے گو تشہد ادا نکیا ہو تو یہہ نماز صحیح ہو جائیگی اور نماز کے لئے دوسرا وضو کرے - اور اگر امام آخر نماز مین اسیطور سے قہقہہ مارے اور اوسکے پیچھے وہ لوگ ہون جو پہلی رکعت مین شریک نہین ہوے تہے تو امام کی نماز صحیح ہوگی اور اونکی نماز فاسد ہوگی - اور بعض کا قول ہے کہ اگر ماموم بعد سلام امام کے قہقہہ مارے اوسکا وضو باطل ہو جائیگا اور قہقہہ وہ ہے جسکی آواز ہمسایہ لوگ سنین -+

در مختار

وينقضه حكماً نوم يزيل مسكته اى قوته الماسكة بحيث تزول مقعدته
من الارض وهو النوم على احد جنبيه او وركيه او قفاه او وجهه
والا يزل مسكته لا ينقض وان تعمده فى الصلوٰة وغيرها على المختار كالنوم
قاعدا ولو مستندا الى ما لو ازيل لسقط على المذهب وساجدا على الهيئة
المسنونة ولو فى غير الصلوٰة على المعتمد ذكره الحلبى او متوركا او محتبيا و
راسه على ركبتيه او شبه المنكب او فى محمل او سرج او اكاف ولو الدابة عريانا
فان حال الهبوط نقض والا لا ولو نام قاعدا يتمايل فسقط ان انتبه حين
سقط فلا نقض به يفتى كناعس يفهم اكثر ما قيل عنده والعته لا ينقض كنوم
الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام وهل ينقض اغماءهم وغشيهم ظاهر كلام المبسوط
نعم فقال الامام انه (سكر) سرور يزيل العقل فلا يعرف به السماء من
الارض والطول من العرض وخوطب زجرا له وقالا بل يغلب عليه فيهذى
فى اكثر كلامه ولا شك انه اذا وصل الى هذه الحالة فقد دخل فى مشيه اختلال
والتقييد بالاكثر يفيد ان النصف من كلامه لو استقام لا يكون سكران -
سہسہہ بنقض الوضوء بالقهقهه + اعلم ان الذى اتفق عليه اصحابنا
هو ان قهقهة البالغ او البالغة اليقظان العامد فى جزء من اجزاء الصلوٰة
تنقض الوضوء المستقل وما يقوم مقامه + وقولنا اليقظان احتراز عن
النائم فانه لو نام فى الصلوٰة فى الركوع او السجود وقهقه اختلفوا فى انتقاض
وضوئه قال ابن الهمام فى التحرير عن ابى حنيفة تفسد الوضوء لا الصلوٰة
فيتوضا ويبنى وقيل عكسه - وقولنا فى جزء بالتنكير اشارة الى انها
تنقض الوضوء والصلوٰة وان صدرت فى جزء قليل من الصلوٰة حتى لو قعد
قدر التشهد ثم قهقه عمدا يعيد الوضوء لصلوٰة اخرى عند علمائنا الثلثة
خلافا لزفر رحمه كما فى جامع المضمرات ولو قهقه الامام بعد ما قعد قدر
التشهد عمدا وخلفه مسبوق فون تمت صلوٰته لوجود الخروج بصنعه فسدت

مصلى لظهر كما فى الكنز - وقيل اذا قهقه بعد سلامه بطل وضوءه + در مختار + وقهقهة هى ما يسمع جيرانه - ۲+۴

اگر کان یا آنکھ وغیرہ سے پانی یا پیپ یا اور رطوبت درد کے ساتھہ نکلے تو یہہ حضرات کہتے ہین کہ اوس سے وضو شکست ہو جائیگا اس لئے کہ درد سے معلوم ہوتا ہے کہ زخم ہے تو جسکو رمد یا عمش کی بیماری ہو اور اوسکی آنکھون سے پانی جاری ہو اوسکا وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر بغیر درد کے پیپ یا اور رطوبت خون مین ملی ہوئی نکلیگی تو اوس سے وضو نہ ٹوٹیگا ۔ حال آنکہ بغیر زخم کے انکا نکلنا کیونکر ممکن ہے اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی دبر مین اونگلی داخل کرے پس اگر غائب نکرے تو وضو باقی رہیگا اور اگر غائب کردے یا استنجا کے وقت داخل کرے تو وضو اور روزہ دونون باطل ہو جائینگے ۔

کہتے ہین کہ روزہ کسی چیز کی دبر مین داخل ہونے سے اور وضو خارج ہونے سے باطل ہوتا ہے اگر خشک لکڑی دبر مین داخل کرے اور غائب نہ کرے تو روزہ فاسد نہوگا ۔ اور اسیطرح اونگلی ۔ اور اگر غائب کردے تو روزہ جاتا رہیگا اور اگر لکڑی اور اونگلی بہیگی ہوئی ہون تب بہی روزہ جاتا رہیگا گو غائب نہوئی ہون اس لئے کہ نمی کو جوف مین قرار ہو گیا ۔

اور جب لکڑی غائب ہونے کے بعد نکالیجائیگی ہر صورت وضو فاسد ہو جائیگا ۔ بالجملہ اگر کسی سنی صاحب کو وضو کی حفاظت منظور ہو تو لکڑی اور اونگلی کو دبر مین رہنے دین اور مشروط بالطہارت کو عمل مین لائین ورنہ اونکے نکالتے ہی وضو ٹوٹ جائیگا ۔ یہہ بزرگوار کہتے ہین کہ اگر کسیکو بواسیر کا مرض ہو اور اوسکی دبر باہر نکل آئے پس اگر اوسکو ہاتہہ سے داخل کریگا تو وضو ٹوٹ جائیگا ۔ اور اگر دبر خود اندر کو چلی جائیگی تو وضو باقی رہیگا ۔ اسیطرح اگر کیڑا دبر سے کچھہ نکل کر خود اندر گھس جائے ۔

حال آنکہ نجاست کا باطن سے طرف ظاہر کی نکلنا ہر صورت مین آشکار ہے پہر داخل کرنے اور داخل ہونے مین فرق کرنا بیکار ہے ۔

اسیوجہ سے امام حلوانی نے کہدیا ہے کہ اگر دبر کے نکلنے کا یقین ہوگا وضو ٹوٹ جائیگا ۔ +

در مختار

كما لا ينقض لو خرج من اذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع وان خرج به اى بوجع نقض لانه دليل الجرح فدمع من بعينه رمد او عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر، والناس عنه غافلون ۔ +

وكذا لو ادخل اصبعه فى دبره ولم يغيبها فان غيبها او ادخلها عند الاستنجاء بطل وضوءه وصومه ۔

ردالمحتار

والحاصل ان الصوم يبطل بالدخول والوضوء بالخروج فاذا ادخل عودا جافا ولم يغيبه لا يفسد الصوم لانه ليس بداخل من كل وجه ومثل الاصبع وان غيبه لعود فسد لتحقق الدخول وكذا لو كان هو والاصبع مبتلا لاستقرار البلة فى الجوف واذا اخرج العود بعد ما غاب فسد وضوءه مطلقا ۔ +

در مختار

بالسوى خرج دبره ان ادخله بيده انتقض وضوءه وان دخل بنفسه لا

ردالمحتار

قوله لا اى لا ينتقض لعدم تحقق الخروج لكن ذكر بعده فى البحر عن الحلى انه ان يتقن خروج الدبس ينتقض طهارته لخروج النجاسة من الباطن الى الظاهر اه وبه جزم فى الامداد ۔

ردالمحتار + وكذا لو خرج بعض الدودة فدخلت ۔ +

جو شخص نماز کے لئے وضو کا انکار کرے یہہ حضرات اوسکی تکفیر کرتے ہین اور اگر غیر نماز کے واسطے جسمین وضو لازم ہو وضو کا منکر ہو اوسکو کافر نہین کہتے ۔ اگر کسیکو علم ہو کہ وضو مین ایک عضو کو نہین دہویا اور اسمین شک ہو کہ وہ کونسا عضو ہے تو یہہ حضرات فرماتی ہین کہ یہہ شخص بائین پانون کو دہولے وضو صحیح ہو جائیگا ۔ بعض صاحبون نے کہا ہی کہ یہان یہہ مراد ہے کہ اگر بعد فراغ کے ایسا اتفاق ہو تو بائین پانون کا دہونا کافی ہی پہر اسپر قیاس کرکر ایک قاعدہ ٹہرادیا ہے کہ اگر اثناے وضو مین کسیکو اس قسم کا اتفاق ہو تو وہ اخیر کو عمل مین لائے مثلاً اگر کسیکو علم ہے کہ ابہی پانون نہین دہوئی اور یہہ بہی علم ہے کہ ایک پہلا فرض رہگیا ہے اور اسمین شک ہے کہ وہ فرض کونسا ہے تو وہ سر کا مسح کرلے ۔ وضو درست ہوگا فساد اسکا ظاہر ہے محتاج بیان نہین ۔

انحضرات کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو حدث اور طہارت دونون کا یقین ہو اور اس مین شک ہو کہ سابق ان دونون مین کونسا ہے تو وہ با طہارت ہے اوسکو طہارت کی حاجت نہین ۔ یہہ مسئلہ ہی ظاہر الفساد ہے ۔ امام محمد سے منقول ہے کہ اگر متوضی کو پائخانہ جانے کا علم ہو اور نکلنے سے پہلے پائخانہ پہرنے مین شک ہو تو اوسپر وضو ہے اور اگر وضو کیواسطے برتن لیکر بیٹہنے کا علم ہو اور اوٹہنے سے پہلے وضو کرنے مین شک واقع ہو اوسکے ذمہ وضو نہین ۔ غسل مین دہن کا دہونا ان حضرات کے نزدیک فرض ہے اور پانی کا پی لینا اس فرض کے ادا کرنے کو کافی سمجہتے ہین اور اس پانی کے اس صورت مین مستعمل اور نجس ہونے پر نظر نہین کرتے اور اوسکو وضو مین فرض نہین کہتے ۔ اور یہہ ترجیح بلا مرجح ہے ۔

غلاف سر ذکر یعنی جو جلد ختنہ مین کاٹی جاتی ہے صرف اوسمین پیشاب کے آنے کو بدون اسکے کہ اوس سے باہر نکلے ناقض وضو ٹہراتے ہین اور اس سے ظاہر ہے کہ اوسکو خارج بدن اور ظاہر بدن سے شمار کرتے ہین اور غسل مین اوسکے اندر سے دہونے کو واجب نہین کہتے اور اس سے ثابت ہے کہ اوسکو داخل بدن اور باطن بدن سے گنتے ہین چنانچہ اس اشکال کو خود بہی ذکر کرتے ہین ۔ ؂

درّ مختار

منکر الوضوء هل یکفر ان انکر الوضوء للصلوة نعم ولغیرها لا - ولو علم انه لم یغسل عضوا و شك فی تعیینه غسل رجله الیسری لانه اخر العمل -

ردّ محتار

قوله غسل رجله الیسری، قال فی الفتح ولا یخفی ان المراد اذا کان بعد الفراغ وقیاسه انه لو کان فی اثناء الوضوء یغسل الاخیر کما اذا علم انه لم یغسل رجلیه عینا و علم انه ترك فرضا مما قبلهما و شك فی انه ما هو بمسح راسه -

درّ مختار

ولو ایقن بالطهارة و شك بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ولو تیقنهما وشك فی السابق فهو متطهر -

ردّ محتار

نعن محمد علم المتوضی دخول الخلاء للحاجة و شك فی قضائها قبل خروجه علیه الوضوء او علم جلوسه للوضوء باناء وشك فی اقامته قبل قیامه لا وضوء - تنویر - وفرض الغسل غسل فمه -

درّ مختار

ویکفی الشرب عبًّا لان المج لیس بشرط فی الاصح -

ردّ محتار - لا یجب (غسل قلفة) لانه خلقة کقصبة الذکر و هذا مشکل لانه اذا وصل البول الی القلفة ینتقض الوضوء فجعلوه کالخارج فی هذا الحکم و فی حق الغسل کالداخل -

وجوب داخل کردن انگشت در فرج بر زنان برای غسل و
صحت غسل و وضو باوصف حیلولت چیزہا میان آب و اعضا و تجویز برہنہ غسل نمودن مرد در مجمع مردان

اہلسنت کے امام محمد کا قول ہے کہ عورت کو غسل کے وقت فرج کے اندر اونگلی داخل کرنا چاہئے۔ بلکہ بعضون کے کلام سے اوسکا وجوب ظاہر ہوتا ہے۔

تو اسپر قیاس کر کر سبھی مرد و عورت دونون کو دبر مین بہی اونگلی کرنا چاہیئے اور اگر کسیوجہ سے خود نہ کر سکین تو اورون سے کرانا چاہیئے۔

یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر عورت کو سر کا دہونا ضرر کرے تو اوسکو چہوڑ دے تب بہی غسل ہو جائیگا۔ اور بعضون نے کہاہے کہ اس صورت مین سر کا مسح کرلے۔

اگر کسی کے بدن پر کہیون اور پسوؤن کی ہگار اتنی چڑہے ہوئی ہو کہ یقینا اوسکے نیچے پانی نہ پہونچیگا یا مہندی لگی ہوئی ہو یعنی اوسکا جرم موجود ہو نہ صرف رنگ یا تیل اور چکنائی ملی ہوئی ہو یا مٹی اور گارا تہپا ہوا ہو یا ناخون مین گارا اور مٹی بہرے ہوے ہون یا ناخون پر رنگ ریز کے تہ چڑہی ہوئی ہو یا دانتون مین کہانا بہرا ہوا ہو یا کوئی دانت اندر سے خالی ہو اوسمین کہانا موجود ہو تو ان حضرات کے نزدیک یہ چیزین طہارت کی مانع نہین اوسکا غسل و وضو سب صورتون مین صحیح ہوگا۔

ایک شخص کے ذمہ غسل ہے اور وہان اور مرد موجود ہین تو یہ حضرات کہتے ہین کہ وہ انکے سامنے ننگا نہالے گو اوسکی شرمگاہ کو وہ لوگ دیکہین۔

درمختار

عن محمد انه انلم تدخل الاصبع فليبس بتنظيف فيقول الشرنبلالية
تبعا للفتح لايجب ادخالها ردلهذه الرواية وظاهره
ان المراد بها الوجوب۔

درمختار + ولوضرها غسل راسها ترکته و قبل
تمسحه۔

درمختار

ولا يمنع الطهارة ونيم اى خرء ذباب وبرغوث
لم يصل الماء تحته وحناء ولو جرمه به
يفتى ودرن ودسخ عطف تفسير وكذا
دهن ودسومة وتراب او طين و
لو فى ظفر مطلقا اى قرويا او مدنيا
فى الاصح بخلاف نحو عجين و
لا يمنع ما على ظفر صباغ۔
ولا طعام بين اسنانه
او فى سنه المجوف به
يفتى وقيل ان
صلبا منع
وهو

الاصح + درمختار + عليه غسل وثمة رجال لايدعون را وه - +

آور ایسی صورت مین عورتون کو بہی عورتون کے سامنے ننگے ہو کر نہانے کا حکم دیتے ہین۔ ہان اگر عورت درمیان مردون کے یا درمیان مردون اور عورتون کے ہو تو کہتے ہین کہ وہ غسل مین تاخیر کرے اور مناسب ہی کہ تیمم کر کے نماز پڑہے اور بعضون کے نزدیک اس نماز کا اعادہ بہی کرے اور اگر مرد درمیان مردون اور عورتون کے یا فقط عورتون کے ہو تو اسمین اختلاف ہے۔

بعض حضرات ان دونون صورتون مین بہی اوسکے ننگا ہو کر غسل کرنے کے لئے ارشاد فرماتے ہین۔

حال آنکہ انکی معتبر کتابون مین لکہا ہے کہ ممنوع کام کا نکرنا اوس کام کے کرنے پر جسکا حکم ہے مقدم ہے اور غسل کا عوض بہی ہے یعنی تیمم تو پہر اس صورت مین برہنہ ہونا کس طرح جائز ہو گا۔

اور یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کسیکے بدن پر نجاست ہو اور اوسکا دہونا بغیر ظاہر کرنے شرمگاہ کے ممکن نہو تو وہ اوس نجاست کے ساتہ نماز پڑہ لے اور اوسکے دہونے کے واسطے ننگا نہو اسواسطے کہ شرمگاہ کا اظہار منہی عنہ ہی یعنی اوسکی ممانعت ہے اور نجاست کا دہونا مامور بہ ہے یعنے اوسکا حکم ہے اور جبکہ امر و نہی جمع ہونگے تو نہی پر عمل کرنا اولے ہے۔

اور سب صورتون مین استنجے کے ترک کرنے کا حکم کرتے ہین اور غسل و استنجے مین یہہ فرق نکالتے ہین کہ نجاست حقیقی کے ساتہ نماز صحیح ہو جاتی ہے اگر درم سے زیادہ نہو اور نجاست حکمی کے ساتہ مطلق صحیح نہین ہوتی۔

+ + + + +

درِ مختار

والمراة بين رجال او رجال ونساء تؤخره لا بين نساء فقط واختلف في الرجل بين رجال ونساء او نساء فقط كما بسطه ابن الشحنة قلت ينبغي لها ان تتيمم وتصلي لعجزها شرعا واما الاستنجاء فيترك مطلقا والفرق لا يخفى - +

ردالمحتار + قوله لا يدعه وان راه) اه في القنية الى الوبري قال في شرح المنية وهو غير مسلم لان ترك المنهي مقدم على فعل المامور وللغسل خلف هو التيمم فلا يجوز كشف العورة لاجله عند من لا يجوز نظره اليها بخلاف الختان وتمامه فيه وكذا استشكله في الحلية بما في النهاية عن الجامع الصغير للامام التمرتاشي عن الامام البقالي لو كان عليه نجاسة لا يمكن غسلها الا باظهار عورته يصلي معها لان اظهارها منهي عنه والغسل مامور به واذا اجتمعا كان النهي اولى واطال في ذلك فراجعه -

ايض + بقي ههنا شئ لم يذكره وهو انه هل يجب اعادة تلك الصلوة في هذه المسئلة ومسئلة النهاية السابقة قال في الحلية فيه تامل والاشبه الاعادة الخ -

ايضًا

قوله والفرق لا يخفى) الفرق صحة الصلوة مع الحقيقية فيما اذا لم تكن اكثر من قدر الدرهم وعدم صحتها مع الحكمية ۱۲ ستا ۱۲ ح - +

اور بعضے یہ فرق بیان کرتے ہین کہ غسل فرض ہے تو وہ نامحرمون کے سامنے برہنہ ہونے کے سبب سے ترک نہ کیا جائیگا بخلاف استنجے کے کہ وہ سنت ہے اور اوسکا نکرنا برہنہ ہونے سے اولے ہے کہ یہ حرام ہے۔

اور پہلے فرق پر خود یہ اعتراض کیا ہے کہ نجاست حکمیہ بہی قلیل عفو ہوجاتی ہے چنانچہ ابو حنیفہ جبیرہ کے مسح کا ترک جائز رکہتا ہے گو مسح مضر نہو۔ حال آنکہ جبیرہ کے نیچے حدث باقی رہگیا۔

اور اوسکا جواب بہی دیا ہے کہ رفع حدث کے ٹکرٹے ٹکرٹے نہین ہوتے تو یہان سوا جبیرہ کے باقی بدن کا دہولینا گویا کل بدن کا دہولینا ہے۔ حال اس جواب کا ظاہر ہے۔

اور دوسرے فرق کو خود غیر مؤثر کہتے ہین اس لئے کہ نجاست دور کرنے کے واسطے بہی جو فرض ہے برہنہ ہونا جائز نہین جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ نہی امر پر مقدم ہے۔

یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر مکلف آب جاری مین یا بڑے حوض مین یا مینہ مین بقدر وضو اور غسل کے ٹہرا رہے تو اوسکا وضو اور غسل مع سنتون کے کامل ہوجائیگا۔ اور صرف اتنی دیر ٹہرا رہنا کافی ہے کسی اور امر کی ضرورت نہیں۔

+ + + + +
+ + +
+

ردالمحتار

زاد فی شرح الوهبانية ان الغسل فرض فلا يترك لكشف العورة بخلاف الاستنجاء فانه سنة وتركها اولى من الكشف الحرام واعترض الحموی الفرق الاول بان الحكمية قد يعفى عن قليلها ـ

ايضا فان الجبيرة يجوز ترك المسح عليها وان لم يضر المسح عند الامام مع ان تحتها حدثا اه ـ وفيه نظر لان رفع الحدث لايتجزى فيكون غسل باقی الجسد رافعا لجميع الحدث و صار كانه غسل ما تحتها حكما نعم الفرق الثانی غير مؤثر لما علمت من انه لايجوز كشف العورة لغسل النجاسة مع انه فرض و من تقديم

النهی علی الامر اذا اجتمعا ـ درمختار ـ وقالوا او مكث فی ماء جار اوحوض كبير او مطر قدر الوضوء والغسل فقد اكمل السنة ـ

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر منی بغیر شہوت کے یعنی بغیر لذت کے اپنے مقام سے نکلیگی تو غسل واجب نہو گا مثلاً اگر ضرب سے یا بہاری چیز اوٹہانے سے منی نکلے تو حنفیون کے نزدیک موجب غسل نہین آور شافعی اوسکو بہی موجب غسل کہتا ہے آور امام ابو یوسف کہتا ہے کہ اگر بغیر دفق کے یعنی جہندگی کے منی جدا ہوگی تو بہی غسل واجب نہو گا مثلاً اگر احتلام ہو یا شہوت سے نظر کرے آور جب منی نکلنے کی ہو اپنے ذکر کو پکڑ لے اور جب شہوت کو سکون ہو اوسکو چہوڑ دے تب منی نکلے یا بقیۂ منی بعد غسل کے اور بعد پیشاب کے نکلے کہ ان صورتون مین ابو یوسف کے نزدیک غسل واجب نہین۔

انحضرات کے نزدیک اوس مہمان کے حق مین جسکو تہمت کا خوف ہو یا اوسکو غسل سے حیا آتی ہو ابو یوسف کا ہی قول مفتی بہ ہے آور انکی معتبر کتابون مین مرقوم ہے کہ ہم ابو یوسف کے قول کو اختیار کرتے ہین کہ وہ مسلمانون پر زیادہ آسان ہے خصوصاً موسم سرما مین اور سفر مین۔

آور قاضی خان نے کہا ہے کہ گذشتہ نمازون مین تو ابو یوسف کا قول اختیار کیا جائیگا - یعنی جو نمازین بغیر غسل کے پڑہی ہین سب صحیح ہین اونکے اعادہ کی ضرورت نہین آور آئندہ بغیر غسل کے نماز نہ پڑہے - کہتے ہین کہ جو شخص اپنے ذکر کو خوب نہ پکڑ سکے یہانتک کہ منی نکل آوئے تو بالاتفاق جنب ہوجائیگا اگر اوسکو تہمت کا خوف ہو تو یہہ اپنی پردہ پوشی اسطرح کرے کہ بغیر قرأت و نیت و تکبیر احرام کے نماز کی ہیئت دکہلائے آور قیام و قعدہ و رکوع و سجود نمازی کے طور پر عمل مین لائے۔ +

در مختار

وفرض الغسل عند خروج منی من العضو منفصل عن مقرہ بشہوۃ ای لذۃ ولو حکما کمحتلم والم یخرج من راس الذکر بھا وشرطہ ابو یوسف وبقولہ یفتی فی ضیف خاف ریبۃ او استحیی کما فی المستصفی و فی القہستانی والتاترخانیۃ معزیا للنوازل وبقول ابی یوسف ناخذ لانہ ایسر علی المسلمین قلت ولا سیما فی الشتاء والسفر۔ انتہی ملخصاً

رد المحتار

قولہ بشہوۃ متعلق بقولہ منفصل احترز بہ عما لو انفصل لضرب او حمل ثقیل علی ظہرہ فلا غسل عندنا خلافا للشافعی کما فی الدرر۔ وشرطہ ابو یوسف ای شرط الدفق واثر الخلاف یظہر فیما لو احتلم او نظر بشہوۃ فامسک ذکرہ حتی سکنت شہوتہ ثم ارسلہ فانزل وجب عندہما لا عندہ وکذا لو خرج منہ بقیۃ المنی بعد الغسل قبل النوم او البول او المشی الکثیر نہر۔

قال الامام قاضی خان یوخذ بقول ابی یوسف فی صلوات ماضیۃ فلا تعاد وفی مستقبلۃ لا یصلی مالم یغتسل الخ۔

اذا لم یتدارک مسک ذکرہ حتے نزل المنی صار جنبا بالاتفاق فاد احتشی الریبۃ یتستر بایہام انہ یصلی بغیر قرأۃ ونیۃ وتحریمۃ ویقوم ویرکع علی شبہ المصلی۔

یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر جن کسی عورت سے جماع کرے یا مرد کسی جنیہ سے مجامعت کرے اور پہلی صورت مین عورت کو اور دوسری صورت مین مرد کو انزال نہو تو انپر غسل واجب ہوگا خواہ جن اور جنیہ آدمی کی شکل مین ظاہر ہون یا نہین۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر آدمی کی ہیئت مین ظاہر ہونگے تو غسل واجب ہوجائیگا ورنہ نہین۔ اور فساد اسکا اسی سے ظاہر ہے کہ انہین کے بعض اکابر نے کہدیا ہے کہ بغیر انزال کے بہی وجوب غسل کا قائل ہونا مناسب ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی دُبر مین اپنا ذکر داخل کرے تو ان حضرات کے نزدیک اوسپر غسل کا واجب ہونا ترجیح رکھتا ہے۔

حال آنکہ اس شخص مین فاعلیت اور مفعولیت جمع ہونے کی وجہ سے دو سبب وجوب غسل کے پائے جائینگے۔

اگر بالغہ عورت صغیر سن لڑکے سے مقاربت کرے تو انکے نزدیک اس عورت پر بہی غسل واجب نہین

اگر عورت کو احتلام ہو اور منی ظاہر فرج تک نہ نکلے تو انکے نزدیک فتوی اسپر ہے کہ اوس عورت پر غسل واجب نہین۔ اور امام محمد اس صورت مین غسل کو واجب کہتا ہی

دُرِّ مختار

وعند ایلاج حشفۃ هی ما فوق الختان آدمی احترازعن الجنی یعنی اذا لم تنزل واذا لم یظهر لها فی صورۃ الآدمی کما فی البحر۔

قال فی البحر وقد یقال ینبغی وجوب الغسل من غیر انزال لوجود الایلاج لانها تعرف انه یجامعها اھ

ردالمحتار: قوله واذا لم یظهر لها الخ هو بحث لصاحب البحر وسبقه الیه صاحب الحلیۃ لکنه تردد فیه فقال اما اذا ظهر فی صورۃ آدمی وکذا اذا ظهر للرجل جنیۃ فی صورۃ آدمیۃ فوطئها وجب الغسل لوجود المجانسۃ الصوریۃ المفیدۃ لکمال السببیۃ اللهم الا ان یقال هذا انما یتم لو لم توجد بینهما مباینۃ معنویۃ فی الحقیقۃ ومن ثم علل بعضهم حرمۃ التناکح بینهما فینبغی ان لا یجب الغسل الا بالانزال کما فی المیتۃ والبهیمۃ۔

در مختار

١٠٩ھ اما فی دبر نفسه فرجح فی النهر عدم الوجوب الا بالانزال۔

ردالمحتار: هو احد القولین حکاهما فی القنیۃ وغیرها۔

درمختار: ولو احدهما مکلفا فعلیه فقط لکن لو کانت هی المکلفۃ فلابد

١١٠ھ انیکون الصبی ممن یشتهی والا فلا یجب علیها ایضا ردالمحتار: فی البحر عن المعراج لو احتلمت المرأۃ ولم یخرج الماء الی ظاهر فرجها عن محمد یجب وفی ظاهر الروایۃ لا یجب لان خروجه منها الی فرجها الخارج شرط لوجوب الغسل علیها وعلیه الفتوی۔

اگر کوئی شخص بیدار ہوا اور اپنے بدن یا لباس پر رطوبت پائے تو اس مسئلہ کے چودہ صورتین بیان کرتے ہین اسطرح کہ علم ہوجائے کہ وہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہو یا منی اور مذی مین شک ہو یا منی اور ودی مین شک ہو یا مذی اور ودی مین شک ہو یا ان تینون مین شک ہوا اور ہر صورت مین خواب دیکھنا یاد آئے یا نہین یہہ چودہ صورتین ہوئین انمین سے سات مین اتفاقاً غسل کو واجب کہتے ہین اور وہ یہہ ہین کہ اوسکو علم ہو کہ وہ مذی ہے یا منی اور مذی مین شک ہو یا منی اور ودی مین شک ہو یا مذی اور ودی مین شک ہو یا تینون مین شک ہو مگر ان پانچون مین خواب کا دیکھنا ضرور یاد ہو یا علم ہو کہ وہ منی ہی خواہ خواب یاد ہو یا نہو۔

اور ابو حنیفہ اور محمد ان تین صورتون مین بھی کہ اوسکو منی اور مذی مین شک ہو یا منی اور ودی مین شک ہو یا تینون مین شک ہو لیکن تینون صورتون مین خواب یاد نہو غسل کو واجب ٹہراتے ہین۔

ظاہر ہے کہ جبتک خروج منی کا علم نہو وجوب غسل کے کیا معنی علی الخصوص جس صورت مین کہ خروج منی کا احتمال بھی نہو جیسے کہ سات صورتون مین سے پہلی صورت اور چوتھی صورت ہے کہ اونمین بھی بالاتفاق غسل کو واجب ٹہرایا ہے اسیوجہ سے ابو یوسف پچھلی تینون صورتون مین غسل کو واجب نہین کہتا کہ موجب غسل مین شک ہے۔

حالانکہ یہہ وجہ سات صورتون کی پہلی پانچون صورتون مین بھی جاری ہے۔ کیونکہ خواب کے یاد ہونے کو وجوب غسل مین کیا دخل ہے مگر اون پانچون مین ابو یوسف نے بھی اسکا لحاظ نہین کیا۔

اگر زوج و زوجہ اپنے بستر پر منی پائین اور دونون کو احتلام یاد نہو تو ان حضرات کے نزدیک زیادہ صحیح یہہ ہے کہ دونون پر غسل واجب ہے۔ +

+

دُرِّ مختار

وعند رؤية مستيقظ خرج رؤية السكران والمغمی عليه المذی منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام الا اذا علم انه مذی او شك انه مذی او ودی او كان ذكره منتشرا قبيل النوم فلا غسل عليه اتفاقا كالودی لكن فی الجواهر الا اذا نام مضطجعا او يتقن انه منی او تذكر حلما فعليه الغسل والناس عنه غافلون

(ص ۱۱۰) ردالمحتار + قوله منيا او مذيا اعلم ان هذه المسئلة علی اربعة عشر وجها لانه اما ان يعلم انه منی او مذی او ودی او شك فی الاولين او فی الطرفين او فی الاخيرين او فی الثلاثة وعلی كل اما ان يتذكر احتلاما او لا فيجب الغسل اتفاقا فی سبع صور منها وهی ما اذا علم انه مذی او شك فی الاولين او فی الطرفين او فی الاخيرين او فی الثلثة مع تذكر الاحتلام فيها او علم انه منی مطلقا ولا يجب اتفاقا فيما اذا علم انه ودی مطلقا وفيما اذا علم انه مذی او شك فی الاخيرين مع عدم تذكر الاحتلام -

ويجب عندهما فيما اذا شك فی الاولين او فی الطرفين او فی الثلاثة احتياطا ولا يجب عند ابی يوسف للشك فی وجود الموجب -

ردالمحتار + حاصل انه لو وجد الزوجان فی فراشهما منيا ولم يتذكرا احتلاما فقيل ان كان ابيض غليظا فمنی الرجل وان كان اصفر رقيقا فمنی المرأة وقال فی الظهيرية بعد حكايته لهذا القول والاصح ان يجب عليهما احتياطا وعزا هذا الثانی فی الحلية الی ابن الفضل وقال مشی عليه فی المحيط والخلاصة -+

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص ذکر پہ کپڑا لپیٹ کر جماع کرے پس اگر لذت حاصل ہوگی تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہین - اور اسکی قباحت اسی سے ظاہر ہے کہ بعضون نے وجوب غسل کو احوط کہا ہے -

بعض حضرات کا قول ہے کہ دبر یا قبل مین اونگلی داخل کرنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے اور روزہ بہی جاتا رہتا ہے - اور خنثی کے ذکر داخل کرنے سے اور اسیطرح بندر اور گدہے وغیرہا اور جن اور مردہ اور لڑکے کے ذکر داخل کرنے سے غسل واجب نہین ہوتا - اور ایسے ہی اگر مرد چوپایہ یا مردہ عورت یا کم عمر لڑکی سے جماع کرے تب بہی غسل واجب نہین ہوتا بلکہ اس سے وضو بہی نہین ٹوٹتا - اور اسکا سبب قصور شہوت یعنی کمی لذت کو ٹہرایا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نہایت بڈھی عورت کے جماع سے بھی غسل واجب نہوگا - اور اسیطرح نہایت بدشکل عورت کے جماع سے کہ اسمین بھی لذت کم ہوگی - اور صاحب درمختار نے جو جواب دیا ہے کہ بڈھی عورت کے جماع سے چونکہ پہلے لذت ہوتی تھی تو اوسکا حکم باقی رہیگا - قطع نظر اس سے کہ نہایت سست ہے - دوسری صورت مین کارآمد نہین کما لا یخفے -

اور اگر بکر عورت سے مجامعت کرے اور ازالہ بکارت نہو تو دونون پر غسل واجب نہین ہوتا -

اور بعضون نے کہا ہے گرگو وہ حاملہ بہی ہوجاتے فرج خارج کی رطوبت کو بالاتفاق پاک جانتے ہین - اور مثل رطوبت دہن کی سمجھتے ہین اور فرج داخل کی رطوبت کو بہی بعض حضرات نے پاک کہا ہے - بعض حضرات کا قول ہے کہ جنب یا حیض و نفاس والی عورت اگر اسلام لائین تو اونپر غسل جنابت و غسل حیض و نفاس واجب نہین اسیطرح جو انزال سے بالغ ہو یا حیض سے حد بلوغ کو پہونچے اوسپر بہی غسل جنابت اور غسل واجب نہین - ایسے ہی اگر مست اور مجنون اور بیہوش جس وقت ہوش مین آئین اور اپنے بدن اور لباس مین منی پائین ان پر غسل واجب نہین

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣

در مختار: ادخل حشفته او قدرها ملفوفة بخرقة ان وجد لذة الجماع وجب الغسل والا لا على الاصح والاحوط الوجوب ایضاً ولا عند ادخال اصبع ونحوه کذکر غیر آدمی وذکر خنثی ومیت وصبی لا یشتهی وما یصنع من نحو خشب فی الدبر او القبل على المختار ولا عند وطئ بهیمة او میتة او صغیرة غیر مشتهاة بان تصیر مفضاة بالوطئ وان غابت الحشفة ولا ینتقض الوضوء فلا یلزم الا غسل الذکر قهستانی عن النظم وسیجیئ ان رطوبة الفرج طاهرة عنده فتنبه بلا انزال لقصور الشهوة اما به فیحال علیه کما لا غسل لو اتی عذراء ولم یزل عذرتها بضم فسکون البکارة فانها تمنع التقاء الختانین الا اذا احبلت لانزالها وتعید ما صلت قبل الغسل کذا قالوا وفیه نظر لان خروج منیها من فرجها الداخل شرط لوجوب الغسل على المفتی به ولم یوجد قال الحلبی – رد محتار + قوله على المختار قال فی التجنیس رجل ادخل اصبعه فی دبره وهو صائم اختلف فی وجوب الغسل والقضاء وقید بالدبر لان المختار وجوب الغسل فی القبل اذا قصدت الاستمتاع لان الشهوة فیهن غالبة فیقام السبب مقام المسبب دون الدبر لعدمها نوح افندی قوله قهستانی اقول عبارته وطؤ البهیمة والمیتة غیر ناقض للوضوء بلا انزال فلا یلزم الا غسل الذکر کما فی صوم النظم وکان الشارح قاس الصغیرة علیهما تامل – قوله الفرج ای الداخل اما الخارج فرطوبته طاهرة بالاتفاق – فرطوبته کرطوبة الفم والانف والعرق الخارج من البدن – لقصور الشهوة ای التی اقیمت مقام الانزال فی وجوب الغسل عند الایلاج لکن یرد علیه لو جامع عجوزا اشوهاء لا تشتهی اصلا ویظهر لی الجواب بانها قد ثبت لها وصف الاشتهاء فیما مضی فیبقی حکمه ما دامت حیة قوله قال الحلبی ای فی شرحه الصغیر وقال فی الکبیر ولا شك انه مبنی على وجوب الغسل علیها بمجرد انفصال منیها الى رحمها وهو خلاف الاصح الذی هو ظاهر الروایة – در مختار + کما یجب على من اسلم جنبا او حائضا او نفساء او بلغ لا بسن بل بانزال او حیض فی الاصح انتهى مختصرا – رد محتار + وقیل لو بلغ بالانزال لا یجب (غسل) علیه – فی التتارخانیة ایضا عن السراج المجنون اذا اجنب ثم افاق لا غسل علیه قوله وهل السکران والمغمی علیه کذلك ای فی جریان الخلاف فیهما لو رأیا منیا لعدم التکلیف وفی التتارخانیة اغشی علیه فافاق ووجد مذیا او منیا فلا غسل علیه – + ص ۱۱۲

رد – ۱۲ – ۱۳ – ۲ اسم ۲ البحر ۳

اگر بدن یا لباس نجس ہوجائے اور محل نجاست ظاہر نہو تو ان حضرات کا مختار یہہ ہی کہ پاک کرنے کے لئے کپڑے اور بدن کے کنارہ کا دہونا کافی ہے حال آنکہ ظاہر ہی کہ اس صورت مین بغیر دہوئے کل کے طہارت کا یقین کیونکر ہوگا۔ غسل میت کو بعض حضرات سنت کہتے ہین اور جو لوگ اس غسل کو فرض کفایہ سمجھتے ہین اونمین سے بعضون کے نزدیک یہہ بات قوت رکھتی ہے کہ جو لوگ اسکو بجا لائین اگر نیت کرینگے تو باقی مکلفین سے ساقط ہوگا ورنہ باقی مشغول الذمہ رہینگے۔

اور خنثیٰ مشکل اگر مرجائے تو اوسکے لئے غسل میت کو نہین کہتے بلکہ تیمم کا حکم دیتے ہین۔ عیدگاہ اور جو مقام نماز جنازہ کے لئے مقرر ہو وہان حالت جنابت مین داخل ہونا جائز جانتے ہین اور اس باب مین اونکو حکم مین مسجد کے نہین سمجھے۔ اور وہان اقتدا کو صحیح کہتے ہین گو صفین متصل نہون اور اس بارہ مین اونکو مثل مسجد کی ٹہراتے ہین۔ اور صحن مسجد کو مثل عیدگاہ کی قرار دیتے ہین۔ اگر ایک مکان مین مسجد ہو اور آدمیون کو اوسمین نماز پڑہنے سے منع نکرتے ہون یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر وہ مکان ایسا ہو کہ جب اوسکا دروازہ بند کردیا جائے تب بہی اوس مسجد مین گہر والون کی جماعت ہوجاتی ہو تو وہ مسجد جماعت ہے اوسکے لئے مسجد کے احکام ثابت ہونگے وہان بیع حرام ہوگی جنب کا داخل ہونا حرام ہوگا۔
آور اگر وہ مکان ایسا نہوگا تو اوسکے
واسطے مسجد کے یہہ احکام
ثابت نہونگے

ردالمحتار

المختار انه لو خفی محل النجاسة یکفی غسل طرف الثوب او البدن -

ایضاً

قال فی البحر وما نقله مسکین من قوله وقیل غسل المیت سنة موکدة ففیه نظر بعد نقل الاجماع -

درمختار

ویجب ای یفرض علی الاحیاء المسلمین کفایة اجماعا ان یغسلوا بالتخفیف المیت المسلم لا الخنثی المشکل فیتیمم -

ردالمحتار :- قوله کفایة ای بحیث لو قام به بعضهم سقط عن باقیهم والا اثموا کلهم وهل یشترط لسقوطه عن المکلفین النیة استظهر فی جنائز الفتح نعم الخ

ایضا ردالمحتار

قوله لا مصلی عید وجنازة - فلیس لهما حکم المسجد فی ذلك (منع الدخول فی حالة الجنابة)

والکلام لهما حکمه فی صحة الاقتداء وان لم تتصل الصفوف و مثلهما فناء المسجد وتمامه فی البحر -

وفی الخانية دار فیها مسجد لا یمنعون الناس من الصلوة فیه ان کانت الدار لو اغلقت کان له جماعة ممن فیها فهو مسجد تثبت لها احکام المسجد من حرمة البیع والدخول والا فلا وان کانوا لا یمنعون الناس من الصلوة فیه - +

مسنون بودن غسل مس میت نزد اہلسنت بلکہ فرض وجوب آن نزد ایشان و تجزی طہارت و اقوال اہلسنت +

عید قربان کے دن پانچ غسل بیان کرتے ہین ۔ مزدلفہ[1] مین وقوف کے لیے ۔ دخول منی[2] کیواسطے ۔ رمی جمرہ[3] کی غرض سے دخول مکہ[4] کے لیے طواف[5] کیواسطے اور پہر ایک غسل کو کافی اور سب کے قائم مقام سمجھتے ہین ۔

جو شخص میت کو غسل دے اوسکے لیے غسل کو مسنون کہتے ہین اور خلاف سے خارج ہونا اوسکا سبب ٹہراتے ہین آور اس سے ظاہر ہے کہ بعض اکابر اہلسنت اس غسل کی فرضیت و وجوب کے قائل ہین جنکی مخالفت کے بچنے کے لیے اس غسل کو سنت قرار دیا ہے ۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت کا اعتراض شیعون پر کہ وہ وجوب غسل مس میت کے قائل ہین بیجا ہے ۔

اگر مسجد مین گوز لگائے بعضون کے نزدیک اسمین کچھہ برائی نہین ۔

بعض حضرات تجزی طہارت کے قائل ہین یعنی جس عضو کو وضو یا غسل مین دہو لیا اوس سے مشروط بالطہارۃ کا بجالانا درست جانتے ہین اگرچہ وضو اور غسل ہنوز تمام ہوئے ہون پس اگر جنب مثلاً فقط ہاتہہ دہو لے تو اوس سے قرآن کا مس کرنا جو حرام تہا جائز ہو جائیگا یا صرف کلی کرلے تو قرآن کا پڑھنا بھی جو ناجائز تہا مباح ہوگا ۔ آور جو اعضا وضو مین دہوئے نہین جاتے یا مسح نہین کئے جاتے اونسے بہی قرآن مجید کا چہونا بغیر وضو کے جائز سمجہتے ہین ۔

ردمحتار + ظہر مما ذکرنا ان الاغسال یوم النحر خمسۃ وھی الوقوف ١٥١ھ
بمزدلفۃ ودخول منی ورمی الجمرۃ ودخول مکۃ والطواف ویظہر لی
انہ ینوب عنہا غسل واحد بنیتہ لہا کما ینوب عن الجمعۃ والعید۔
وتعدادھا لا یقتضی عدم ذلک تامل ۔ درمختار میں اغسال مسنونہ
کے بیان میں لکھا ہے ۔ ولحضور مجمع الناس ولمن لبس ثوبا
جدیدا او غسل میتا ۔ ردمحتار + واذا افسا فی المسجد
لم یر بعضہم بہ باسًا وقال بعضہم اذا احتاج الیہ
یخرج منہ وھو الاصح ۔ درمختار + واختلفوا
فی مسہ بغیر اعضاء الطہارۃ وبما غسل منہا
وفی القراءۃ بعد المضمضۃ والمنع صح
ردمحتار + قولہ وبما غسل منہا ای
من الاعضاء بناء علی الاختلاف
فی تجزی الطہارۃ وعدمہ
فی حق غیر الصلوٰۃ قولہ
والمنع اصح کذا فی
شرح الزاہدی
وظاہرہ
ان المقابل
صحیح یجوز الافتاء بہ ۔ ط ۔ +

بعض شافعیہ کا قول ہے کہ توریت و انجیل جو اہل کتاب کے پاس موجود ہین اونکے اوراق سے استنجا جائز ہے۔ قرآن مجید جبکہ پڑہنے کی قابل نرہے تو اوسکو زمین مین دفن کردینے کا حکم کردیتے ہین اور اور کتابون کے جلا دینے کو بھی تجویز کرتے ہین مگر پہلے خدا اور انبیا اور فرشتون کے نام کے محو کردینے کو کہتے ہین۔

امام محمد مس قرآن مجید نصرانی کے واسطے اور بنا بر بعض نسخون کے مطلق کافر کے لئے تجویز کرتا ہے۔ کافر کو قرآن مجید اور فقہ تعلیم کرنے مین اونکے نزدیک کچھ قباحت نہین۔

اگر کسیکو کہانے کی ضرورت ہو اور بغیر اسکے کہ قرآن کو پاؤن کے نیچے رکہے یسر نہو تو بعض شافعیہ نے اسکے جواز کا فتوی دیا ہے اور اگر اسیطرح کشتی ڈوبنے لگے اور اوسکے ہلکا کرنے کی ضرورت ہو تو اوسوقت قرآن کا پانی مین ڈالدینا جائز رکہا ہے بلکہ ضرورت کے وقت بت کو سجدہ کرلینا بہی تجویز کیا ہے۔

قرآن مجید اور اسمائے الٰہی کا فرش وغیرہ پر لکہنا حرام نہین جانتے۔ اور جس فرش وغیرہ پر الملک لله لکہا ہو اوسکے بچہانے کو بہی حرام نہین کہتے۔

اور جسپر آدمیون کا کلام تحریر ہو خواہ وہ احادیث نبویہ ہون اوسکے بچہانے کو بعض حضرات بلا کراہت جائز ٹہراتے ہین۔ +

+ +

رد محتار + بهذا ظهر فساد من قول من قال يجوز الاستنجاء بما في ايديهم من التوراة والانجيل من الشافعية فانه مجازفة عظيمة۔ ۱۱۶

در مختار + المصحف اذا صار بحال لا يقراء فيه يدفن كالمسلم۔ اما غيره من الكتب فسياتي في الحظر والاباحة انه يمحى عنها اسم الله تعالى وملائكته ورسله ويحرق الباقي ولا باس بان تلقى في ماء جار كما هي او تدفن وهو احسن۔ ويمنع النصراني من مسه وجوزه محمد اذا اغتسل ولا باس بتعليمه القرآن والفقه عسى يهتدي۔ رد محتار +

قوله ويمنع النصراني في بعض النسخ الكافر وفي الخانية الحربي او الذمي۔ قوله وجوزه محمد جزم به في الخانية بلا حكاية خلاف۔

تنبيه

سئل بعض الشافعية عمن اضطر الى ماكول ولا يتوصل اليه الا بوضع المصحف تحت رجله فاجاب الظاهر الجواز لان حفظ الروح مقدم ولو من غير الآدمي ولذا لو اشرفت سفينة على الغرق واحتيج الى الالقاء القى المصحف حفظا للروح والضرورة تمنع كونه امتهانا كما لو اضطر الى السجود لصنم حفظا لروحه۔

اقول في فتح القدير وتكره كتابة القرآن واسماء الله تعالى على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش۔

بساط او غيره كتب عليه الملك لله يكره بسطه واستعماله لا تعليقه للزينة وينبغي ان لا يكره كلام الناس مطلقا وقيل يكره مجرد الحروف والاول اوجه۔

جس درم پر آمیتہ ہوا وسکو توڑ کر گھپلا نا انکے نزدیک جائز ہے اور بغیر توڑنے کے اوسکے گداختہ کرنے کو مکروہ کہتے ہین۔

امام محمد برف سے وضو اور غسل کو جائز سمجھتے ہین خواہ گھلا بھی نہو۔ ظاہر ہے کہ اس صورت مین اعضا کا دہونا متحقق نہوگا۔

نمک کا پانی یعنی جو کہ جم کر نمک بنجاتا ہے اوس سے وضو اور غسل جائز جانتے ہین اور جو نمک گھل کر پانی ہوجاے اوس پانی سے ناجائز ٹھراتے ہین۔

حالانکہ انہین سے چند محققین مطلق نمک کے پانی سے رفع حدث کو ناجائز کہتے ہین۔

جو پانی کہ درخت یا پہل مین سے خودبخود ٹپکے اوس سے غسل اور وضو صحیح قرار دیتے ہین اور جو اونسے نچوڑا جائے اوس سے ناجائز کہتے ہین مثلا تربوز وغیرہ کا پانی اگر خودبخود ٹپکنے لگے اوس سے رفع حدث انکے نزدیک جائز ہے اور اگر نچوڑا جاے تو جائز نہین۔ ان دونون مین فرق نمک کے پانی کے فرق سے بھی زیادہ مزیدار ہے اسیوجہ سے بعض اکابر نے درخت اور میوہ کی دونون قسم کے پانی سے جو حقیقت مین ایک ہی قسم ہے طہارت کو تجویز نہین کیا۔

الحضرات کے نزدیک اگر عرق گاوزبان یا گلاب بے بو پانی مین ملایا جاوے اور مقدار مین پانی کی مقدار سے کسیقدر کم ہو اوس سے طہارت جائز ہے۔

اسیطرح آب مستعمل بھی اگر غیر مستعمل مین مخلوط ہوجائے اور غیر مستعمل سے کچھہ کم ہو اوس سے بھی تطہیر صحیح ہے حالانکہ آب مستعمل کی نجاست جس درجہ کی ہے اوسکا کچھہ ذکر ہوچکا ہے گو صاحب ردمختار نے اس مسئلہ کی بنا اوسکی طہارت پر رکھی ہے۔ ✢

درمختار : تکرہ اذابۃ درہم فیہ آیۃ الا اذا کسرہ ۔ ایضا : یرفع الحدث مطلقا

بماء مطلق ھو ما یتبادر عند الاطلاق کماء سماء واودیۃ وعیون وآبار وبحار

وثلج مذاب بحیث یتقاطر ۔ ردمحتار : قولہ بحیث یتقاطر وعن الثانی الجواز

مطلقا والاصح قولھما ۔ درمختار : ویرفع بماء ینعقد بہ ملح لا بماء حاصل بذوبان

ملح لبقاء الاول علی طبیعتہ الاصلیۃ وانقلاب الثانی الی طبیعۃ الملحیۃ ۔

ردمحتار : وقال الزیلعی ولا یجوز بماء الملح وھو ما یجمد فی الصیف ویذوب

فی الشتاء عکس الماء واقرہ صاحب البحر والعلامۃ المقدسی ومقتضاہ انہ

لا یجوز بماء الملح مطلقا ای سواء انعقد ملحا ثم ذاب اولا وھو انصوب عندی

اھ ملخصا ۔ درمختار : ولا بعصیر نبات ای معتصر من شجر او ثمر لانہ مقید

بخلاف ما یقطر من الکرم او الفواکہ بنفسہ فانہ یرفع الحدث وقیل لا وھو الاظہر

کما فی الشرنبلالیۃ عن البرہان واعتمدہ القہستانی فقال والاعتصار یعم الحقیقی

والحکمی کماء الکرم وکذا ماء الدابوغۃ والبطیخ بلا استخراج وکذا البین التمر

ولا بماء مغلوب بشئ طاہر الغلبۃ اما بکمال الامتزاج بتشرب نبات او

بطبخ بما لا یقصد بہ التنظیف واما بغلبۃ المخالط فلو جامدا فبثخانۃ ما لم

یزل الاسم کنبیذ تمر ولو مائعا فلو مباینا لاوصافہ فبتغیر اکثرھا او موافقا

کلبن فباحدھا او مماثلا کمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکثر من النصف

جاز التطہیر بالکل والا لا وھذا یعم الملقی والملاقی ففی الفساقی یجوز التوضی ما لم

یعلم تساوی المستعمل علی ما حققہ فی البحر والنہر والمنح ۔ ردمحتار : قولہ کمستعمل

ای علی القول بطہارتہ ۔ وکالماء الذی یوخذ بالتقطیر من لسان الثور وماء الورد المنقطع

ایضاً

انحضرات کے نزدیک اوس آب قلیل سے بہی وضو اور غسل جائز ہے جس مین
سگ آبی یا خوک آبی مرجائے یا باہر مرے اور اوسمین ڈالدیا جائے -
اور جو جونک خون چوسے ہوے ہو اوس سے بہی بنابر صحیح
قول کے پانی نہین بگڑتا - اور اسیطرح اور حیوانات جو خون
چوستے ہین - جو کیڑا نجاست سے پیدا ہو پاک ہے - اور
جو جانور خشکی مین پیدا ہوتے ہین اور پانی مین زندگی
بسر کرتے ہین جیسے بط اور مرغابی بنابر صحیح قول
کے اونکے مرنے سے بہی آب قلیل نجس نہین
ہوتا - اور بہتی ہوئی چیزین جیسے شیرۂ
انگور وغیرہ اونکا حکم بہی مثل پانی کی
ہے اور اسکو اصح جانتے ہین اور
کہتے ہین کہ اگر شیرۂ انگور جو
بقدر دہ در دہ ہو پیشاب
گرجائے یا شیرہ کے
ساتھہ پانون کا خون
بہی بہہ جائے
تو نجس
نہوگا
+

۱۲۴

در مختار

ویجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فیه ای الماء ولو قلیلا
غیر دموی کزنبور ۔
ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیره وکذا الحکم
لو مات ماذکر خارجه والقی فیه ۔ انتهی ملخصا

ایضاً

وفی المجتبی الاصح فی علق مص الدم انه
یفسد ومنه یعلم حکم بق وقراد و علق و
دود القز وماءه وبزره وخرءه طاهر
کدودة متولدة من نجاسة ۔ ایضا
وینجس الماء القلیل بموت مائی معاش
بری مولد فی الاصح کبط واوز
وحکم سائر المائعات کالماء
فی الاصح حتی لو وقع
بول فی عصیر عشر فی
عشر لم یفسد
ولو سال دم
رجله
مع العصیر لا ینجس خلافا لمحمد ذکره الشمنی وغیره

کہتے ہین کہ معتزلہ کی ضد پر حوض سے وضو کرنا نہر کی نسبت افضل ہے - اور حوض کے مسئلہ کی بنا جزء لایتجزی پر رکھی ہے کہ اہلسنت اوسکے وجود خارجی کے قائل ہین تو کہتے ہین کہ نجاست کے اجزاء لایتجزے ہو کر پانی کے کچہہ اجزا مین ملجائینگے پہر باقی حوض پاک رہیگا اور چونکہ معتزلہ اور حکما کے نزدیک جزء لایتجزے معدوم ہے تو اونکے نزدیک تمام پانی مین نجاست ملجائیگی اور تمام حوض نجس ہوگا - اور جو کچہہ اس بنا مین قباحت ہے پوشیدہ نہین کیونکہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ لوٹے اور پیالہ کا پانی بہی جسمین قطرہ دو قطرے پیشاب گر جائے تہوڑا اسا نجس ہو باقی پاک رہے چنانچہ خود بہی اسکو محل نظر کہا ہے -

اگر پانی مین جامد چیزین جیسے زعفران اور میوہ جات اور درختون کے پتے مخلوط ہون اور اوسکا رنگ اور بو اور ذائقہ سب بدل جائین تو اگر وہ رقیق رہیگا انکے نزدیک اوس سے وضو اور غسل جائز ہے - آنحضرات کے نزدیک آب جاری اوسکو کہتے ہین جو ایک تنکے کو بہا کر لیجائے یا ایک طرف سے آئے اور دوسری طرف کو نکل جائے گو اوسکا جاری ہونا مدد سے نہو - اور اس آب جاری کا حکم یہہ ہے کہ نجاست کے گرنے سے نجس نہین ہوتا - مثلاً اگر تہوڑا سا پانی بہا یا جائے اور اوسمین کوئی پیشاب کردے یا مردار وغیرہ نجاست پر ہو کر بہے تو چونکہ آنحضرات کے نزدیک جاری ہے جبتک متغیر نہو نجس نہوگا اور اوس سے وضو صحیح ہے - اسی بنا پر کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص چہوٹے حوض سے نالی کہود دے اور اوس سے وضو کرے تو گو آب مستعمل نجس ہے مگر نالی کا پانی چونکہ جاری ہے استعمال سے نجس نہوگا یا ایک شخص پرنالے مین ایک طرف سے پانی بہائے اور دوسرا شخص اوس پانی سے وضو کرے اور پرنالے کے نیچے دوسری طرف برتن رکہا ہو جسمین یہہ سب پانی جمع ہوتا جائے تو یہہ پانی چونکہ انکے نزدیک جاری ہے اوس سے بکرات ومرات اسیطرح وضو درست ہے اسیطرح اگر اوس نالی کا پانی جو چہوٹے حوض سے کہودی ہے اور اوس سے وضو کیا ہے کسی گڈہے مین جمع ہو اور کوئی اوس گڈہے سے نالی کہود دے - اور اوس سے وضو کرے تو یہہ بہی صحیح ہے اسیطور پر تیسرا اور چوتہا بہی سب وضو کر سکتے ہین مگر

ہو جہان سے پانی بہنا شروع ہوا اور جہان جمع ہوا ہے ان مقامون مین کچھہ فاصلہ ہوا ور وضو بہنے کی حالت مین ہو - مطلب یہہ ہے کہ چہوٹے حوض مین اگر ایک آدمی وضو کرتا وہ نجس ہو جاتا اور اس تدبیر سے جو اوسکے پانی کو جاری کیا جائیگا تو جس قدر آدمی چاہین وضو کرین سبکا وضو صحیح ہو جائیگا اور پانی بہی پاک رہیگا -

در مختار ج۱ والتوضی من الحوض افضل من النهر رغما للمعتزلة . رد محتار ج۱ فی
المعراج قیل مسئلة الحوض بناء علی الجزء الذی لا یتجزی فانه عند اهل السنة موجود
فی الخارج فتتصل اجزاء النجاسة الی جزء لا یمکن تجزیته فیکون باقی الحوض طاهرا
وعند المعتزلة والفلاسفة هو معدوم فیکون کل الماء مجاورا للنجاسة فیکون
الحوض نجسا عندهم وفی هذا التقریر نظر - در مختار ج۱ وکذا یجوز بماء خالطه
طاهر جامد مطلقا کاشنان وزعفران لکن فی البحر عن القنیة ان امکن الصبغ به
لم یجز کنبیذ تمر وفاکهة وورق شجر وان غیّر کل اوصافه فی الاصح ان بقیت رقته
ای واسمه لما مر - ایضا ج۱ ویجوز بجار وقعت فیه نجاسة والجاری هو ما یعد جاریا
عرفا وقیل ما یذهب بتبنة والاول اظهر والثانی اشهر وان وصلیة لم یکن جریانه
بمد فی الاصح فلو سد النهر من فوق فتوضأ رجل بما یجری بلا مد جاز لانه جار و
کذا لو حفر نهرا من حوض صغیر او صب رفیقه الماء فی طرف میزاب وتوضأ فیه وعند
طرفه الاخر اناء یجتمع فیه الماء جاز توضیه به ثانیا وثالثا وتمامه فی البحر انکم
رای یعلم اثره فلو فیه جیفة او بال فیه رجل فتوضأ اخر من اسفله جاز ما لم یر فی
الجریة اثره وهو اما طعم او لون او ریح ظاهره یعم الجیفة وغیرها وهو ما رجحه
الکمال وقال تلمیذه قاسم انه المختار وقواه فی النهر واقره المصنف وفی القهستانی
عن المضمرات عن النصاب وعلیه الفتوی - رد محتار ج۱ والعرف الان انه متی کان
الماء داخلا من جانب وخارجا من جانب اخر یسمی جاریا وان قل الداخل الخ
ایضا ج۱ واعلم ان هذه المسائل مبنیة علی القول بنجاسة الماء المستعمل وکذا
نظائرها کما صرح به فی الفتح والبحر والحلیة وغیرها فالتفریع صحیح لانه
حینئذ من جنس وقوع النجاسة فی الماء الجاری فافهم - ایضا ج۱ قوله وکذا
لو حفر نهرا الخ ای واجری الماء فی ذلک النهر وتوضأ به حال جریانه فاجتمع
الماء فی مکان فحفر رجل اخر نهرا من ذلک المکان واجری الماء فیه وتوضأ
به حال جریانه فاجتمع فی مکان اخر ففعل ثالث کذلک جاز وضوء الکل اذا
کان بین المکانین مسافة وان قلت ذکره فی المحیط وغیره ووجه ذلک ان لا یسقط
الماء المستعمل الا فی موضع جریان الماء فیکون تابعا للجاری خارجا من حکمه

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر زمین نجس ہوجاتے اور اوسپر پانی ڈالدیا جاے اور وہ پانی ہاتہہ بہر جگہ مین نہے تو زمین پاک ہوجائیگی۔ اور پانی بہی پاک رہیگا۔

ان حضرات کے نزدیک متنجس چیز کے اثر سے متغیر ہوکر انکا آب جاری نجس نہین ہوتا۔ مثلا اگر سرکہ یا گلاب جو نجس ہوگیا ہوا ور انکے آب جاری مین ملجائے آور پانی کا مزا یا بو بدل جائے تو بہی پانی نجس نہوگا۔

اور بہتی ہوئی نجس چیزین جیسے گلاب اور سرکہ اور عرق کیوڑہ یہہ سب دہونے سے پاک ہوجاتی ہین۔

اگر بڑے حوض کے پاک پانی مین اس قدر نجس پانی جو حوض کے پانی سے غالب ہو آجائے تب بہی وہ حوض کا پانی پاک رہیگا۔

اگر چہت پر براز جمع ہوا ہو اور پرنالہ کے پاس بہی موجود ہو اور اوسپر مینہ برسے اور پرنالہ سے بہے تو جبتک پانی مین کچہہ تغیر نہوا وس چہت کے پانی کو بعض حضرات پاک جانتے ہین۔

✣ ✣
✣

ردّ محتار

وفی الذخیرة لو اصابت الارض نجاسة فصب علیه الماء فجری قدر ذراع طهرت الارض والماء طاهر بمنزلة الماء الجاری ۔

ایضاً

ص۱۲۴ وفی شرح الهدایة ابن العماد لسیدی عبد الغنی الظاهر ان المراد بهذه الاوصاف اوصاف النجاسة لا الشئ المتنجس کماء الورد والخل مثلا فلو صب فی ماء جار یعتبر اثر النجاسة التی فیه لا اثره نفسه لطهارة المائع بالغسل ولم ار من نبه علیه وهو مهم فاحفظه ۔

ایضاً

قوله وهو ما رجحه الکمال ۔ وایده تلمیذه ابن امیر حاج فی الحلیة وکذا ایده سیدی عبد الغنی بما فی عمدة المفتی من ان الماء الجاری یطهر بعضه بعضا و بما فی الفتح وغیره من ان الماء النجس اذا دخل علی ماء الحوض الکبیر لا ینجسه ولو کان غالبا علی ماء الحوض قال فالجاری بالاولیٰ ۔

ایضاً

قال فی المنیة وعلی هذا ماء المطر اذا اجری فی المیزاب وعلی السطح عذرات فالماء طاهر وان کانت العذرة عند المیزاب او کان الماء کله او نصفه او اکثره یلاقی العذرة فهو نجس والا فطاهر اھ وعلی ما رجحه الکمال قال فی الحلیة ینبغی ان لا یعتبر فی مسئلة السطح سوی تغیر احد الاوصاف اھ ۔

صاحب رد محتار کہتے ہین کہ ہمارے ملک مین جو نالیان نجاستون کو بہاتی ہین اور نجاستین اونمین نیچے بیٹھ جاتی ہین دن کو تو اونمین نجاست کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور وہ متغیر ہوتی ہین مگر شب کو اونکا تغیر جاتا رہتا ہے تو اب اونکا پانی بعض حضرات کے قول کی موافق پاک ہوگا جس طرح کہ اوس چھت کا پانی جسپر براز جمع ہو کیونکہ یہہ بہی نجاست کے اوپر جاری ہے جس طرح وہ نجاست کے اوپر جاری ہوا تہا۔

خزانۃ الفتاوی مین لکہا ہے کہ اگر نہر کا تمام باطن نجس ہوا ور پانی اتنا ہو کہ نیچے کی چیز نظر نہ آئے تو اوس نہر کا پانی پاک ہے اور ملتقط مین ہے کہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اوس نہر کا پانی اگر بہتا ہو گا تو پاک ہے خواہ کتنا ہی تہوڑا ہو۔

پہر لکہتے ہین کہ ہمارے شہرون مین معمول ہے کہ گہرون مین پانی جانے کی جو نالیان ہین جنکو قساطل کہتے ہین اونکے رخنے بند کرنے کے لئے اونمین چوپاؤن کے فضلے جو ان حضرات کے نزدیک نجس ہین ڈالا کرتے ہین اور وہ فضلے نیچے بیٹھ جاتے ہین اور پانی اونکے اوپر بہا کرتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے مردار پر ہو کر پانی بہے تو جس طرح یہہ پاک ہے وہ بہی پاک ہے اگر اوسکی نجاست کے قائل ہون تو بڑا حرج واقع ہوگا۔

ابن حجر نے شرح عباب مین کہا ہے کہ بنا بر قول امام شافعی کے اذا ضاق الامر اتسع یعنے جسوقت امر تنگ ہوگا تو اوسکو وسعت حاصل ہوگی۔ ملک شام کی نالیون کا فضلے سے متغیر ہونا کچہہ مضر نہین اس لئے کہ اون نالیون کا بہنا جسکی آدمیون کو ضرورت ہے بغیر فضلے کے ممکن نہین۔

+

ردّ المحتار

اقول وعلی هذا الخلاف ما فی دیارنا من انهار المساقط التی تجری بالنجاسات وترسب فیها لکنها فی النهار یظهر فیها اثر النجاسة وتغیر ولا کلام فی نجاستها حینئذ واما فی اللیل فانه یزول تغیرها فیجری فیها الخلاف المذکور لجریان الماء فیها فوق النجاسة۔

قال فی خزانة الفتاوی ولو کان جمیع بطن النهر نجسا فان کان الماء کثیرا لایری ما تحته فهو طاهر والا فلا۔

وفی الملتقط قال بعض المشائخ الماء طاهر وان قل اذا کان جاریا اھ ایضا۔ **تنبیہ مہم** قد اعتید فی بلادنا القاء زبل الدواب فی مجاری الماء الی البیوت لسد خلل تلک المجاری المسماة بالقساطل فیرسب فیها الزبل ویجری الماء فوقها فهو مثل مسئلة الجیفة وفی ذلک حرج عظیم اذا قلنا بالنجاسة والحرج مدفوع بالنص۔

بعد تھوڑے فاصلے کے ہے۔

وفی شرح العباب لابن حجر بناء علی قول الامام الشافعی اذا ضاق الامر اتسع انه لایضر تغیر انهر الشام بما فیها من الزبل ولو قلیلة لانه لایمکن جریها المضطر الیه الناس الا به اھ

ایضًا

فی المبتغی الاروات کلها نجسة الا روایة عن محمد انها طاهرة للبلوی۔ +

پہر نقل کیا ہے کہ ابن حجر کی عبارت سے یہہ ظاہر ہے کہ اوسکے نزدیک فضلہ کا اثر عفو ہے نہ عین فضلہ۔

اسکے بعد خود کہا ہے کہ ضرورت یہہ چاہتی ہے کہ عین فضلہ بہی عفو ہو اسلیے کہ ہمارے شہرون مین بہت سے محلّے جو پانی سے دور ہین وہان پانی کم ہوتا ہے اور اکثر اوقات پانی کے ساتھہ فضلہ بہی شامل ہوتا ہے اور حوضون کے نیچے بیٹھہ جاتا ہے اور بسا اوقات حوض کا پانی استعمال سے کم ہو جاتا ہے۔ یا اوسمین پانی آنا موقوف ہو جاتا ہے تو جاری بہی نہین رہتا خصوصا نہرون کے کہودنے کیوقت اور پانی کے بہت دنون تک منقطع ہو جانے کے وقت تو اگر وہ لوگ عین فضلہ حوضون مین موجود ہونے کی وجہ سے اونکے پانی کو استعمال سے منع کئے جائینگے اونکو حرج شدید لازم ہوگا۔ پس ان لوگون کی حاجت طرف وسعت دینے کی چوپاؤن والون کی حاجت سے بہت زیادہ ہے اور شرح منیہ مین لکہا ہے کہ ہمارے امامون کے قواعد مین سے ایک یہہ قاعدہ ہی کہ ضرورت اور عام حاجت کے وقت آسانی اور سہولت کردیتے ہین جیسے جنگلون کے کنوؤن کے مسئلہ مین اور جیسے معذور کی نجاست کو عفو کر دیا ہی اور راہ کی کیچ کو جسپر نجاست غالب ہے۔

اور اسیطرح اور نجاستون کو عفو ٹہرایا ہے۔ لیکن بعض اوقات مین تغیر بڑھ جاتا ہے۔ تب حوض مین پانی سبز رنگ ہوتا ہے۔ اور اوسمین

عین فضلہ بہی ہوتا ہی۔

ردّ محتار

وظاہرہ ان المعفو عنہ اثر الزبل لاعینہ اھ ما فی شرح الھدایہ ملخصًا موضحًا ۔ اقول ولا یخفی ان الضرورۃ داعیۃ الی العفو عن العین ص ۱۲۷

ایضًا

فان کثیرا من المحلات البعیدۃ عن الماء فی بلادنا یکون ماءھا قلیلا و فی اغلب الاوقات یستصحب الماء عین الزبل ویرسب فی اسفل الحیاض وکثیرا ما ینقص الحوض بالاستعمال منہ او ینقطع الماء عنہ فلا یبقی جاریا ولاسیما عند کری الانہار وانقطاع الماء بالکلیۃ ایاما فاذا منعوا من تلک الحیاض لما فیہا من الزبل یلزمہم الحرج الشدید کما ھو مشاھد فاحتیاجہم الی التوسعۃ اشد من احتیاج ارباب الدواب ۔

وقد قال فی شرح المنیۃ من قواعد ائمتنا التسہیل فی مواضع الضرورۃ والبلوی العامۃ کما فی مسئلۃ آبار الفلوات اھ

ای کالعفو عن نجاسۃ المعذور وعن طین الشارع الغالب علیہ النجاسۃ وغیر ذلک نعم فی بعض الاوقات یزداد التغیر فینزح الی الحوض

اخضر وفیہ عین الزبل ۔

توحوض اگر چھوٹی ہو نجس ہو جاتی ہے گو جاری ہو اس لئے کہ اوسکا جاری ہونا نجس پانی سے ہے اور اس حالت مین اوس حوض سے استعمال کی ضرورت نہین۔ اوسکے صاف ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے پھر جو کچھ نجاست کہ نالیون مین ہو اور حوض کے اسفل مین باسے ہے بوجہ ضرورت کے سب عفو ہوگی۔

ان مسائل سے ظاہر ہے کہ ان حضرات نے احکام شرعی کو اپنے مطلب کا تابع کیا ہو اور اونکی پابندی کے لئے کچھ حرج اور مشقت انکو گوارا نہین۔

آب استادہ سے جسمین نجاست نظر آتی ہے وضو اور غسل جائز جانتے ہین اگرچہ اوس جگہ سے ہو جہان نجاست دکھتی ہے۔ اور نجس غالب بہی ہو مگر یہہ شرط ہے کہ وضو یا غسل کرنیوالے کو گمان غالب ہو کہ نجاست دوسری جانب تک نہین پہونچی۔

اور جس پانی کی نسبت کسیکو یہہ گمان ہوا سیکو آب کثیر کہتے ہین اور اوسکو ابوحنیفہ سے ظاہر الروایۃ اور اصح اور مذہب اور معمول بہ بیان کرتے ہین۔ اور مقدار دہ در دہ جمہور متاخرین کا فتوی ہے اور امام محمد بہی پہلے اسیکا قائل تہا کہ وہ آب کثیر ہی اوسکو نمود کہتے ہین کہ اوسکی کچھہ اصل معتمد نہین۔

اور شافعی نے جو آب کثیر کی مقدار قلتین بیان کی ہے اوسکی حدیث کو بہی غیر ثابت کہتے ہین اور ضعیف ٹہراتے ہین۔

جس جگہ پانی مین استنجا کیا جائے اوسجگہ سے حرکت کرنے سے پہلے وضو کرنا بہی جائز سمجھتے ہین۔

تتمہ عبارت ردمحتار فتنجس الحوض لو صغیرا والکان جاریا لان جریانہ بماء نجس
ولاضرورۃ الی الاستعمال منہ فی تلک الحالۃ فینتظر صفاءہ ثم یعفی عما
فی القساطل ومافی اسفل الحوض لما علمت من الضرورۃ الخ ۔

در مختار : وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یر اثرہ ص ۱۲۴
ولو فی موضع وقوع المرئیۃ بہ یفتی بحر ۔

رد محتار : قولہ ای وقع فیہ نجس الخ شمل مالوکان النجس غالبا الخ ۔
قولہ بہ یفتی ای بعدم الفرق بین المرئیۃ وغیرھا الخ ۔

در مختار : والمعتبر فی مقدار الراکد اکبر رأی المبتلی بہ فیہ فان غلب علی ص ۱۲۶
ظنہ عدم خلوص ای وصول النجاسۃ الی الجانب الآخر جاز والا لا ھذا
ظاہر الروایۃ عن الامام والیہ رجع محمد وھو الاصح کما فی الغایۃ وغیرھا
وحقق فی البحر انہ المذھب وبہ یعمل وان التقدیر بعشر فی عشر لا یرجع
الی اصل یعتمد علیہ ورد ما اجاب بہ صدر الشریعۃ لکن فی النھر
وانت خبیر بان اعتبار العشر اضبط ولا سیما فی حق من لا رأی لہ من العوام
فلذا افتی بہ المتاخرون الاعلام ۔ رد محتار : قولہ وھو الاصح) زاد فی
الفتح وھو الالیق باصل اعنی عدم التحکم بتقدیر فیما لم یرد فیہ تقدیر شرعی
والتفویض فیہ الی رأی المبتلی بناء علی صحۃ ثبوت تقدیرہ شرعا اھ و
اما تقدیرہ بالقلتین کما قالہ الشافعی فحدیثہ غیر ثابت وضعفہ الحافظ
ابن عبدالبر وغیرہ واطال الکلام علیہ فی الفتح والبحر وغیرھما من المطولات
ایضا : قالوا یجوز الوضوء من موضع الاستنجا او قبل التحرک کما فی المعراج عن المجتبی

اکثر حضرات کہتے ہین کہ آب کثیر مین گہرائی کی کوئی مقدار نہین اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اتنی چاہیے کہ چلو بہرنے سے کہل نجائے اور بعضون نے چار انگشت کشادہ اور بعضون نے ٹخنے تک اور بعضون نے ایک بالشت۔ اور بعضون نے ہاتہہ بہر اور بعضون نے دو ہاتہہ بیان کی ہے غرض کہ انکے نزدیک عمق کی راہ سے آب کثیر نہین ہو سکتا خواہ کسیقدر گہرا ہو اسیطرح بعضون کے نزدیک صرف طول سے بہی کثیر نہین ہو سکتا خواہ کتنا ہی ہو۔

اگر پانی اوپر سے تو دہ دردہ ہو اور نیچے سے کم ہو تو اوسمین وضو اور غسل جائز کہتے ہین جبتک کہ پانی کم ہوتے ہوتے وہان تک پہونچے جہان دہ دردہ سے کم ہے اور جب اس حد تک پہونچیگا تو پہر جائز نہوگا گو یہ نیچے کا پانی مقدار مین اوپر کے پانی سے زیادہ ہو۔ اور اگر اوپر سے کم ہو اور نیچے سے دہ دردہ ہو اور اوسمین نجاست گر جائے تو وہ نجس ہو جائیگا اور اوس سے وضو اور غسل جائز نہوگا۔ اگرچہ اوپر کا پانی جو پیمایش مین کم ہے نیچے کے پانی سے مقدار مین زیادہ ہو اور جب کم ہوتے ہوتے وہان تک پہونچیگا جہان دہ دردہ ہے تو وہی پانی پاک ہو جائیگا اور اوسمین وضو اور غسل صحیح ہوگا اور اسکو بطور چیستان کے پوچہتے ہین کہ وہ کونسا آب کثیر ہے جس مین نجاست گری تو ناپاک ہوگیا پہر جب کم ہوا تو پاک ہوگیا۔ اگر نجاست گرنے کے بعد پہلی صورت مین پانی کم ہو اور دوسری صورت مین پر ہو اسکا حکم باقی رہگیا بتاتے ہین اور کچہہ بیان نہین کرتے۔

ردمحتار

لم یذکر مقدار العمق اشارة الی انه لا تقدیر فیه فی ظاهر الروایة
وهو الصحیح بدائع وصحح فی الهدایة ان یکون بحال لا ینحسر بالاغتراف
ای لا ینکشف وعلیه الفتوی معراج وفی البحر الاول اوجه لما عرف
من اصل ابی حنیفة اه وقیل اربع اصابع مفتوحة وقیل ما بلغ الکعب
وقیل شبر وقیل ذراع وقیل ذراعان قهستانی۔
واختار فی الفتح القول الاخر وصححه تلمیذه الشیخ قاسم لان مدار الکثرة
علی عدم خلوص النجاسة الی الجانب الاخر ولا شك فی غلبة الخلوص
من جهة العرض ومثله لو کان له عمق بلا سعة ای بلا عرض ولا
طول لان الاستعمال من سطحه لا من العمق۔

درمختار

ولو اعلاه عشرا واسفله اقل جاز حتی یبلغ الاقل ولو بعکسه
فوقع فیه نجس لم یجز حتی یبلغ العشر۔
ردمحتار + قوله حتی یبلغ العشر فاذا بلغها جاز والکان ما فی
اعلاه اکثر مما فی اسفله ای مقدارا لا مساحة وفی البحر عن
السراج الهندی انه الاشبه اه
وهذه یلغز فیها فیقال ماء کثیر وقعت فیه نجاسة تنجس ثم اذا قل
طهر یعنی ما لو وقعت فیه النجاسة ثم نقص فی المسئلة الاولی او امتلاء
فی الثانیة فالحکم لما جل حکمه - +

اور اگر آب کثیر جم جائے اور اوسمین سوراخ کیا جائے تو اگر پانی جمد سے جدا ہو تب تو اوس سوراخ مین سے رفع حدث جائز کہتے ہین اور اوسکو مثل سقف کی بتاتے ہین - اور اگر پانی جمد سے ملا ہوا ہو تو اوس سوراخ سے وضو اور غسل صحیح نہین جانتے آور اوسکو مثل کاسہ کی ٹھراتے ہین اور کتے کے منہ لگانے سے اوسکو اس صورت مین ناپاک قرار دیتے ہین آور اگر کتا اس سوراخ مین گر کر پانی مین مرجائے تب اوسکو پاک سمجھتے ہین گو کتے کے گرنے سے سوراخ کے پاک رہنے کو بعضون نے محل نظر بہی کہا ہے - ایک ہی پانی مین جمد کے ملنے اور نہ ملنے کے سبب سے اختلاف حکم جیسا ہی ظاہر ہے - اسیوجہ سے بعضون نے ملنے کی حالت مین بہی بلا قید اوس سوراخ سے وضو کو جائز رکہا ہے - آور یہہ بہی انہون نے کہا ہے کہ اگر سوراخ کے مقام کو خوب حرکت دیجائے جس سے معلوم ہو کہ ٹھرا ہوا پانی چلا گیا اور یہہ نیا پانی ہے تو بلا خلاف جائز ہے - آور یہہ بہی کہا ہے کہ ہر عضو کے پانی مین داخل کرنے کے وقت ایک دفعہ اگر پانی کو حرکت دیجائے تو جائز ہے - جو کچھہ ان قولون مین خوبیان ہین پوشیدہ نہین مگر لطف تو یہہ ہے کہ ان حضرات کے نزدیک پہلا قول یعنی پانی جمد سے ملا ہو تو اوس سے طہارت جائز نہین ہے اشبہ ہی اور اوسی پر فتوی ہے -

یہہ حضرات حوض اور کنوئین وغیرہ کو جو نجس ہو جائین فقط اس سے پاک ٹھراتے ہین کہ اونمین ایک طرف سے اور پانی آئے اور دوسری طرف سے نکل جائے اگرچہ تہوڑا ہی نکلے اور اس طرح نکلے کہ اوسمین سے پے در پے چلو مین لیا جائے اور اوسکا نام جریان رکہتے ہین - اور اس نکلے ہوتے پانی کو بہی پاک کہتے ہین یہانتک کہ اگر اوس پانی سے وضو کرے تو جائز ہے - اور یہی انکے نزدیک مختار ہے -

اسیطرح اگر کسی برتن مین نجس پانی ہو اوس برتن کو اور اوسکے پانی کو پاک کر لیتے ہین مثلا اگر ڈول کا پانی نجس ہو جائے اور اوس پر پانی ڈالدیا جائے

در مختار ÷ ولو جمد ماءه فثقب ان الماء منفصلا عن الجمد جاز لانه كالمسقف وان متصلا لا لانه كالقصعة حتى لو ولغ فيه كلب تنجس لا لو وقع فيه فمات لتسفله

رد محتار ÷ قوله وان متصلا لا) اى لا يجوز الوضوء منه وهو قول نصير والاسكاف وقال ابن المبارك وابو حفص الكبير لا باس به وهذا اوسع والاول احوط وقالوا اذا حرك موضع الثقب تحريكا بليغا يعلم عنده ان ما كان راكدا ذهب وعدا ماء جديد يجوز بلا خلاف اه بدائع وفى الخانية ان حرك الماء عند ادخال كل عضو مرة جاز اه والظاهر ان القول الاول هو الاشبه كما مر عن السراج الهندى ثم رايت فى المنية صرح بان الفتوى عليه وفى الحلية ان هذا مبنى على نجاسة الماء المستعمل - قوله لا لو وقع فيه) اى لا يتنجس موضع الثقب لان الموت يحصل غالبا بعدا لتسفل ولا يتنجس ما تحته لكثرته لكن فى تصوير المسئلة بوقوع الكلب نظر لتنجس الثقب بملاقاة الماء لفمه وانفه - در مختار ÷ ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه وكذا البئر وحوض الحمام هذا - رد محتار ÷ قوله بمجرد جريانه) اى بان يدخل من جانب ويخرج من اخر حال دخوله وان قل الخارج بحر - قال ابن الشحنة لانه صار جاريا حقيقة وبخروج بعضه وقع الشك فى بقاء النجاسة فلا تبقى مع الشك اه - واما على القول المختار فقد حكم بالطهارة بمجرد الخروج فيكون الخارج طاهرا تامل ثم رايت فى الظهيرية ونصه والصحيح انه يطهر وان لم يخرج مثل ما فيه وان رفع انسان من ذلك الماء الذى خرج وتوضاء به جاز اه يؤيده ما فى البدائع بعد حكايته الاقوال الثلثة فى جريان الحوض حيث قال ما نصه وعلى هذا حوض الحمام اوالاوانى اذا تنجس - ومقتضاه انه على القول الصحيح تطهر الاوانى ايضا بمجرد الجريان قوله وكذا البئر وحوض الحمام اى يطهران من النجاسة وكذا ما فى حكمه من الغرف المتدارك كما مر - وبقى شئ اخر سئلت عنه وهو ان دلوا تنجس فافرغ فيه رجل ماء حتى امتلاء وسال من جوانبه هل يطهر بمجرد ذلك والذى يظهر لى الطهارة اخذا مما ذكرناه ههنا ومما مر من انه لا يشترط ان يكون الجريان بمدد الخ منهيه رد محتار ÷ اقول رايت بعد كتابتى لهذا المحل فى حاشية الاشباه والنظائر فى اخر الفن الاول للعلامة الكفيرى التميمى تلقاها عن شيخه الشيخ اسمعيل الحائك مفتى دمشق ما نصه مسئلة اذا كان فى الكوز ماء فتنجس فصب عليه ماء طاهر حتى جرى الماء من الانبوب بحيث يعد جريانا ولم يتغير الماء فانه يحكم بطهارته - ÷

بہتی ہوئی چیزین جیسے شیرۂ انگور اور روغن
زیتون وغیرہا اونکے پاک کرنے کے انحضرات کے
نزدیک دو طریق ہین - ایک تو یہہ کہ اونکی جنس
کے ساتھہ اونکو مخلوط کرکر اونکو جاری کرلیا جاے
جس طرح کہ کوزے کے نجس پانی کو جاری کرکے
پاک کیا جاتا ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا - دوسرا
یہہ ہے کہ اونکو پانی مین ملایا جاے مثلاً اگر
روغن نجس ہوجاے تو اوسکو مٹکے مین ڈالا
جاے پھر اوسکی برابر اوسمین پانی ڈالدیا جاے
اور ہلایا جاے پھر چھوڑدیا جاے تو روغن
اوپر آجاے اور نیچے سوراخ کردیا جاے
کہ پانی نکل جاے اور اسیطرح تین بار کیا جاے
وہ روغن پاک ہوجائیگا - آب وضو و غسل
کو عضو سے جدا ہونے کے بعد نجس کہتے ہین
اور اس قول کو دلیل کی راہ سے راجح سمجھتے
ہین اور وضو کرنیوالے کے منہ پونچھنے کے
رومال مین جو پانی لگ جاتا ہے اور کپڑون پر جو چھینٹین
آتی ہین اوسکو نجس معفو قرار دیتے ہین۔
اگرچہ بہت ہو - اگر محدث جسکے بدن پر
کچھہ نجاست نہو کنوئین مین بغیر نیت کے
غوطہ لگاے تو ابو حنیفہ کنوئین کو اور اوس
شخص کو دونون کو نجس بتاتے ہین - اور
ابو یوسف دونون کو اونکے پہلے حال پر
ٹہراتے ہین یعنی محدث محدث رہیگا - اور
کنوان اگر پاک تھا تو بدستور پاک رہیگا اور محمد
دونون کو طہارت کا حکم لگاتے ہین - اور
ابو حنیفہ کے قول پر اوس شخص کی نجاست
کا سبب بعضون نے جنابت کو کہا ہے کہ م

ہو کہ اس غوطہ سے غسل جنابت نہین ہوا تو وہ قرآن کو نہین پڑھ سکتا اور بعضون نے آب مستعمل کی نجاست سے اوسکا نجس ہونا بیان کیا ہے تو وہ کلی کرکر قرآن پڑھ سکتا ہے +
- [illegible] +

ردمختار + علی انی رأیت بعد ذلک فی
القہستانی اول فصل النجاسات ما یدل
علیہ حیث ذکر ان المائع کالماء والدبس
وغیرہما طہارتہ اما باجرائہ مع جنسہ
مختلطا بہ کما روی عن محمد کما فی التمرتاشی
واما بالخلط مع الماء کما اذا جعل الدہن
فی الخابیۃ ثم صب فیہ ماء مثلہ وحرک
ثم ترک حتی یعلو وثقب اسفلہا حتی
یخرج الماء ہکذا یفعل ثلاثا فانہ یطہر کما
فی الزاہدی الخ + تنویر الابصار +
ولا یجوز بماء زال طبعہ بطبخ او استعمل
بقربۃ او رفع حدث او اسقاط فرض اذا
انفصل عن عضو وان لم یستقر
درمختار + فی شئ علی المذہب وقیل
اذا استقر ورجح للحرج ورد بان
ما یصیب منہ المتوضی وثیابہ عفی
اتفاقا وان کثر - درمختار + فرع
اختلف فی محدث انغمس فی بئر لدلو
او تبرد مستنجیا ولا نجس علیہ ولم
ینو ولم یتدلک الخ ردمختار + قولہ
فرع الخ ہذا اما عبر عنہ فی الکنز
وغیرہ بقولہ ومسئلۃ البئر جحط
فاشار بالجیم الی ما قال الامام ان
الرجل والماء نجسان وبالحاء الی ما
قال الثانی انہما بحالہما وبالطاء الی
ما قال الثالث من طہارتہما ثم اختلف
التصحیح فی نجاسۃ الرجل علی الاول
فقیل للجنابۃ فلا یقرء القرآن ۴

کہال اور شانہ جسمین پیشاب رہتا ہے اور معدہ
تمام حیوانات کا خواہ اونکا کہانا حرام ہی ہو
اور اگرچہ میتہ ہون اور اونکو ذبح نکیا ہو
دباغت سے جو انحضرات کے نزدیک دہوپ مین
سکہا لینے سے اور مٹی ملنے سے بہی ہوجاتی
ہے پاک ہوجاتے ہین بشرطیکہ دباغت کے
محتمل ہون مثلاً اگر مرے ہوے کتے کی
کہال کو دہوپ مین خشک کر لیا جائے اور
اوسکی جانماز بنوالیجائے یا پوستین۔
سلوالیا جائے اور اوسکو پہن کر نماز پڑہی جائے
یا اوسکا ڈول بنوا کر اوس سے وضو کیا جائے
یا اوسکے مثانہ کو سکہا کر اوسمین دودہ یا
پانی رکہا جائے اور پیا جائے تو کچہہ مضائقہ
نہین۔ اور انکے قاضی القضاۃ امام ابویوسف
کے نزدیک سور کی کہال اور مثانہ کا بہی
یہی حکم ہے۔ آور انحضرات کے نزدیک آدمی کی
کہال بہی دباغت سے پاک ہوجاتی ہے آور
اگر آدمی کی ہڈی آٹے مین پس جائے اوسکا
کہانا بہی صحیح ہے آور جو لوگ اوس کے
نہ کہانے کو اصح کہتے ہین نجاست کی راہ
سے نہین کہتے بلکہ احترام کیوجہ سے کہتے
ہین۔ اگر کسیکے مری ہوئی بکری کی آنتون
کی اصلاح کی ہو اور نماز پڑہنے لگے حال
آنکہ وہ آنتین بہی اوسکے پاس موجود ہون تو
جائز ہے۔ آور جن حیوانون کا گوشت کہایا
جاتا ہے اونکے میتہ کی کہال کا بعد دباغت
کے کہا لینا بہی بعض حضرات نے تجویز کیا ہی

در مختار + وکل اهاب ومثله المثانة
والکرش قال القهستانی فالاولی وما
دبغ ولو بشمس وهو یحتملها فیصلی به
ویتوضا منه ومالا یحتملها فلا وعلیه
فلا یطهر جلد حیة صغیرة ذکره الزیلعی
اما قمیصها فطاهر وفارة خلا جلد خنزیر
فلا یطهر وقدم لان المقام للاهانة و
آدمی فلا یدبغ لکرامته ولو دبغ طهر
وان حرم استعماله حتی لو طحن عظمه فی دقیق
لم یوکل فی الاصح احتراما - وافاد
کلامه طهارة جلد کلب وقیل هو المعتمد
ردمحتار + قوله دبغ الدباغ ما یمنع النتن
والفساد والذی یمنع علی نوعین حقیقی
کالقرظ والشب والعفص ونحوه و
حکمی کالتتریب والتشمیس قوله و
لو بشمس ای ونحوه من الدباغ الحکمی
واشار به الی خلاف الامام الشافعی
والی انه لا فرق بین نوعی الدباغة فی
سائر الاحکام - قوله فلا یطهر) الا فی
روایة عن ابی یوسف ذکرها فی المنیة
وفی البحر عن التجنیس اصلح امعاء شاة
میتة فصلی وهی معه جاز لانه یتخذ
منه الاوتار وهو کالدباغ وکذلک
لو دبغ المثانة فجعل فیها لبن جاز و
کذلک الکرش ان کان یقدر علی
اصلاحه - لکن اذا کان جلد حیوان
میت ماکول اللحم لا یجوز اکله وهو الصحیح

اور جو جلد دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ ذبح
سے بہی پاک ہوتی ہے مثلاً کتے اور سور کی
کہال اونکے ذبح کرلے نسے بہی انکے مذہب مین
پاک ہوجائیگی آور ان صاحبون کے نزدیک
بنا بر قول صحیح کے جو انکی تصریح کے موافق اصح
سے راجح ہے غیر ماکول حیوانات کا گوشت بہی
ذبح سے پاک ہوجاتا ہے اور اسی پر فتوی ہے،
چنانچہ جسکے پاس ذبح کئے ہوئے سانپ
اور چوہے کا گوشت ہو اور اوسکو لئے ہوے
نماز پڑہے تو جائز ہے آور سور اور کتے کا
گوشت بہی اسیطرح ذبح سے پاک ہوجائیگا
گو بعضون نے گوشت کی طہارت کے لئے
اون حیوانات غیر ماکول اللحم کے سور کے نجس ہونے
کی قید لگائی ہے مگر بعض عبارتین اس
قید سے خالی ہین آور اس ذبح مین جو طہارت
جلد وغیرہ کی غرض سے ہو بنا بر صحیح قول
کے یہہ شرط نہین کہ بطور شرع واقع ہو بلکہ
جس طرح ہوگا اوس سے طہارت جلد و
گوشت کی ہوجائیگی - یہہ حضرات کہتے ہین
کہ ذمی، کافرون کے لباس کا پہننا اور اوس
لباس سے نماز پڑہ لینا اسمین کچہ برائی
نہین ہان اونکی ازار و سراویل مین نماز کو
مکروہ کہتے ہین مگر جائز جانتے ہین - جن
کہالون کا مقام ذبح جو خون سے نجس
ہوتا ہے نہین دہویا جاتا اور اونکی دباغت[۴]

در مختار + وما ای اھاب طھر بہ بدباغ
طھر بذکاۃ علی المذھب لا یطھر لحمہ
علی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ھذا
اصح مایفتی بہ وان قال فی الفیض الفتوی
علی طہارتہ - رد محتار + وما فی الخلاصۃ
من ان الحیۃ والفارۃ وکل ما لا یکون سورہ
نجسا لو صلی بلحمہ مذبوحا یجوز - قولہ
ھذا اصح مایفتی بہ) افاد ان مقابلہ مصحح
ایضا فقد صححہ فی الھدایۃ والتحفۃ والبدائع
ومشی علیہ المصنف فی الذبائح کالکنز
والدرر - در مختار + وھل یشترط لطہارۃ
جلدہ کون ذکاتہ شرعیۃ بان تکون
من الاھل فی المحل بالتسمیۃ قیل نعم و
قیل لا والاول اظھر لان ذبح المجوسی و
تارک التسمیۃ کلا ذبح وان صحح الثانی
صححہ الزاھدی فی القنیۃ والمجتبی واقرہ
فی البحر - رد محتار + قالوا لا باس بلبس ثیاب
اھل الذمۃ والصلوۃ فیھا الا الازار و
السراویل فانہ تکرہ فیھا لقربھا من موضع
الحدث وتجوز لان الاصل الطہارۃ -
ونقل فی القنیۃ ان الجلود التی تدبغ فی
بلدنا ولا یغسل مذبحھا ولا تتوقی النجاسات
فی دبغھا ویلقونھا علی الارض النجسۃ ولا
یغسلونھا بعد تمام الدبغ فھی طاھرۃ
یجوز اتخاذ الخفاف والمکاعب وغلاف[۴]

[۴] الکتب والمشط والقراب والدلاء رطبا ویابسا اھ - +

[۴] مین نجاستون سے حفاظت نہین کیجاتی اور ناپاک زمین پر ڈالدی جاتی ہین اور بعد دباغت کے اونکو دہویا نہین جاتا - باایں ہمہ وہ انحضرات کے نزدیک پاک ہین اور اونسے مشکین اور ڈول اور [illegible] +

قلت لکن فی شرح المنیۃ للحلبی عند قولہ ولا یجوز مس مصحف الا بغلافہ - اذا تعارض امامان معتبران عبر احدھما بالصحیح والآخر بالاصح فالاخذ بالصحیح اولی لانھما اتفقا علی انہ صحیح والاخذ بالمتفق اوفق - ۱۲ منہ
در مختار ۷ -

در لو بجلد خوک و جواز نماز بجائیکه سگ بر دوش یا در بغل یا بچه سگ در آستین باشد و جواز نوشیدن بول حیوانات ماکول اللحم نزد امام محمد مطلقا و نزد ابو یوسف بطور دوا با وجود نجاست آن نزد ابو حنیفہ۔

میتہ کے پٹھے کو بھی پاک کہتے ہین اور یہی انکے نزدیک مشہور ہے اور اوسکے دودہ اور پنیر مایہ کو بھی طاہر کہتے ہین اور زندہ انسان کے بدن کے ٹکڑے کو مثل میتہ کی کہتے ہین مگر جسکے بدن کا ٹکڑا ہے اوسکے حق مین پاک ٹہراتے ہین اگرچہ کثیر ہو اور انسان کے کان کو بھی جدا ہونے کے بعد بعضے ارکان اہلسنت پاک کہتے ہین۔ امام محمد سوٗر کے بالون کو پاک کہتا ہے اور آب قلیل اونکے گرنے سے اوسکے نزدیک نجس نہین ہوتا۔ اور یہ حضرات کہتے ہین کہ کنگھی کے دندانون مین جو میل اور بال رہجاتے ہین اگر کنگھی کرتے وقت اوسکو پانی مین بھگو یا جائیگا آب قلیل اوس سے نجس ہو جائیگا۔ کتا انکے امام اعظم کے نزدیک نجس العین نہین اور اسی پر ان لوگون کے نزدیک فتوی ہے چنانچہ صاف کہتے ہین کہ کتے کی کہال کا مصلا اور ڈول بنانا جائز ہے۔ اور اگر کتا کنوئین مین گرے اور اوسکا منہ پانی کو نہ لگے تو وہ نجس نہین ہوتا۔ اور کپڑا اوسکی جہنٹون سے اور کاٹنے سے بہی نجس نہین ہوتا جبتک اوسکا آب دہن نظر نہ آئے اور اگر کتے کو کندہے پر چڑہا کر یا بغل مین دبا کر یا اوسکے بچہ کو آستین مین چہپا کر نماز پڑہے تو صحیح ہے اور کتے کے بال تو بالاتفاق پاک ہین ماکول اللحم حیوانون کا پیشاب ابو حنیفہ کے نزدیک نجس ہے اور ابو یوسف بہی اوسکو حرام

درمختار: شعر المیتۃ وعظمها و عصبها علی المشهور وحافرها وقرنها الخالیۃ عن الدسومۃ وکذا اما لانحلہ الحیوۃ حتی الانفحۃ واللبن علی الراجح وشعر الانسان غیر المنتوف وعظمه و سنه مطلقا علی المذهب واختلف فی اذنه ففی البدائع نجسۃ وفی الخانیۃ لا وفی الاشباه المنفصل من الحی کمیتۃ الا فی حق صاحبه فطاهر وان کثر ودم سمک طاهر انتهی ملخصا + ردمختار: ذکر فی الدرر ان شعر خنزیر عند محمد طاهر۔ ولو وقع فی ماء قلیل نجسه وعند محمد لا ینجسه افاده فی البحر۔ وعلیه فما یبقی بین اسنان المشط من الجلد مع الشعر ینجس الماء القلیل اذا بل فیه وقت التسریح۔ درمختار: واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتوی وان رجح بعضهم النجاسۃ کما بسط ابن الشحنۃ فیباع ویوجر و یضمن و یتخذ جلده مصلی و دلوا ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه ولا بعضه ما لم یر ریقه ولا صلوۃ حامله ولو کبیرا و شرط الحلوانی شد فمه ولا خلاف فی نجاسۃ لحمه وطهارۃ شعره۔ ردمختار: قال فی البدائع قال مشائخنا من صلی وفی کمه جرو تجوز صلوته۔ ایضا درمختار: بول

جواز خوردن و آشامیدن چیزہای حرام بطور دوا و تجویز کتابت سورۂ فاتحہ و اخلاص بخون و پیشاب و جواز نماز بحالیکہ در آغوش طفلے باشد کہ پارچہ آن نجس باشد یا بر سر جانوری نجس بودہ باشد

حرام چیزون کا کھانا اور پینا بطور دوا کے جائز جانتے ہین۔ اور صحیح بخاری مین جو حدیث شریف ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے ان اللہ لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم جسکے ظاہر معنی یہی ہین کہ حق تعالیٰ نے حرام چیزون مین شفا کو نہین قرار دیا اور اس ارشاد ہدایت بنیاد سے ظاہرا یہہ غرض ہے کہ حرام چیز کا استعمال شفا کی امید سے نہ چاہیئے۔ اس حدیث کے معنی یہہ ٹھراتے ہین کہ جس چیز مین شفا ہو اوسکے استعمال مین کچھ برائی نہین جسطرح کہ بہلیسے کو شراب کا پینا اور بھوکے کو مردار کا کھانا حلال ہے۔ اور حرام چیزون کے کھانے اور پینے کے لئے جو شرط لگائی ہے کہ معلوم ہو جائے کہ اِنمین شفا ہے یہہ صرف حرام کے حلال ٹھرانے کا حیلہ ہے اسلئے کہ استعمال سے پہلے اگر بالفرض ضرور یہہ علم ہوگا تو تجربہ سے ہوگا اور تجربہ سے پہلے اوسکا استعمال بدون اس علم کے ہوگا۔ اور پھر تجربہ مین اکثر خطا کا واقع ہونا بھی تجربہ کارون پر پوشیدہ نہین بلکہ حصول شفا کے بعد بھی یہہ علم مشکل ہے کہ حرام چیز سے ہی شفا حاصل ہوئی ہو پس ظاہر تو یہہ ہے کہ بعد معلوم ہونے حدیث شریف مذکور کے مومن کو حرام چیزون مین شفا کا احتمال بھی نہوگا علم کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا شفا کے لئے خون سے لکھنا جائز قرار دیتے ہین اور یہی فتوی ہے۔ اور سورۂ الحمد کا پیشاب سے لکھنا بھی جائز ٹھراتے ہین۔ قرآن مجید کی سورتون کا بغیر وضو کے چھونا جائز نہین خون، اور پیشاب سے لکھنا اور اس استخفاف اور احترامی مین شفا کا یقین کرنا محض بے یقینون کا کام ہے۔ بھلا اگر پاک چیز سے لکھتے تو کیا شفا نہوتی جو نجس چیزون سے اونکا لکھنا بلا ضرورت تجویز کیا۔ اگر کسیکی گود مین بچہ ہو جسکے کپڑے نجس ہون اور خود سنبھلا ہوا ہو اس حالت مین اگر وہ شخص نماز پڑھے تو صحیح ہے۔ ایسے ہی اگر نماز مین کبوتر جو نجاست مین آلودہ ہو کسی کے سر پر آ بیٹھے اوسکی نماز بھی درست ہے۔ +

دُرِّ مختار

اختلف فی التداوی بالمحرم وظاهر المذهب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف ثمة وهنا عن الحاوی وقیل یرخص اذا علم فیه الشفاء و لم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیه الفتوی۔

رد محتار ﴿قوله اختلف فی التداوی) ففی النهایة عن الذخیرة یجوز ان علم فیه شفاء و لم یعلم دواء آخر وفی الخانیة فی معنی قوله علیه الصلوة والسلام ان الله لم یجعل شفاءکم فی ما حرم علیکم کما رواه البخاری ان ما فیه شفاء لا باس به کما یحل الخمر للعطشان فی الضرورة وکذا اختاره صاحب الهدایة فی التجنیس فقال لو رعف فکتب الفاتحة بالدم علی جبهته وانفه جاز للاستشفاء و بالبول ایضا ان علم فیه شفاء لا باس به لکن لم ینقل وهذا لان الحرمة ساقطة عند الاستشفاء کحل الخمر والمیتة للعطشان والجائع اھ من البحر ونص ما فی الحاوی القدسی اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیه الموت وقد علم انه لو کتب فاتحة الکتاب والاخلاص بذلک الدم علی جبهته ینقطع فلا یرخص فیه وقیل یرخص کما رخص فی شرب الخمر للعطشان واکل المیتة فی المخمصة وهو الفتوی۔ لما صرح به فی الظهیریة من انه لو جلس علی جراحة صبی ثوبه نجس وهو یستمسک بنفسه او وقف علی راسه حمام نجس جاز صلوته

اھ کامل -

میت انسان کی نجاست کو اہلسنت کے تمام مشائخ نجاست خبث ٹہراتے ہین اور قبل غسل اوسکو
گرنے سے آب قلیل کو نجس اور اوسکے حامل کی نماز کو غیر صحیح بتاتے ہین حالانکہ پہلے بیان ہوا
کہ کتے کے حامل کی نماز کو درست فرماتے ہین تو اس سے ظاہر ہے کہ میت انسان
مسلمان ان لوگون کے نزدیک کتے سے بدتر ہے اور امام محمد نے جو غسالہ میت
کو نجس کہا ہے باوجود اسکے کہ وہ آب مستعمل کو پاک کہتا ہے جیسا کہ ردمختار مین مرقوم ہے
اس سے بہی ظاہر ہے کہ اوسکے نزدیک میتہ مسلمان کی نجاست مثل نجاست بول و براز
کی نجاست خبث ہی ہے بہلا اس صورت مین غسل سے اوسکی طہارت کیونکر ہوگی جسطرح
عین بول و براز کی طہارت دہونے سے نہین ہوسکتی ۔ کنوئین کی نسبت بعض حضرات
فرماتے ہین کہ اگر نجس ہو جائیگا کسیطرح پاک نہوگا اور بعضے کہتے ہین کہ جب کنوئین
سے احتراز اور اوسکا پاک کرنا متعذر ہوگا تو وہ نجس ہی نہوگا گو کتنی ہی نجاستین
اوسمین گر جائین ۔ اگر مرا ہوا چوہا جو خشک ہو گیا ہو کنوئین مین گر جاے تو بعض حضرات
کہتے ہین کہ کنوان اوس سے نجس نہوگا کیونکہ خشک ہو جانا بہی دباغت ہے اور دباغت
سے طہارت ہو جاتی ہے ۔ چہوٹے اور بڑے حیوان مین جو کنوئین کے اندر گر کر
مر جائین یا مر کر گر جائین اور بہول جائین یا پہٹ جائین کچھہ فرق نہین چوہے
اور ہاتھی کا انکے نزدیک ایک حکم ہے اور اگر نہ بہولین اور نہ پہٹین تب فرق کرتے
ہین ۔ کہتے ہین کہ اگر چڑیا کنوئین مین مر جاے اور اوسکو نکال دسکین تو
جبتک کنوان نجس رہیگا کہ علم ہو جاے کہ اب وہ چڑیا گارا ہو گئی ہوگی

آور بعضون نے چھہ مہینے تک اوسکی
نجاست کو محدود کیا ہے ۔ ✤

ردّ المحتار

اما قبل غسله (المسلم) فنصوا على انه ينجس الماء القليل ولا تصح صلوة حامله وبذلك استدل فى المحيط على ان نجاسة الميت نجاسة خبث لانه حيوان دموى فتنجس كغيره من الحيوانات لانجاسته حدث وصححه فى الكافى ونسبه فى البدائع الى عامة المشائخ كما فى جنائز البحر اقول وهذا يؤيد ما حملنا عليه كلام محمد فى الاصل من ان غسالة الميت نجسة الخ۔

ايضا قال فى الفتح فان القياس اما ان لا تطهر (بئر) اصلا لاختلاط النجاسة بالاوحال والجدران والماء ينبع شيئا فشيئا واما ان لا يتنجس حيث تعذر الاحتراز والتطهير كما نقل عن محمد الخ۔

ايضا + وما فى خزانة الفتاوى من انها (فارة يابسة) لا ينجس البئر لان اليبس دباغة ضعيف كما فى البحر۔

ايضا + ولا فرق بين الصغير والكبير كالفارة والآدمى والفيل۔

تنوير + فان اخرج الحيوان غير منتفخ ولا منفسخ فان كآدمى نزح كله وان كحمامة نزح اربعون وان كعصفور فعشرون الخ

ايضا رد محتار + ولو تعذر ايضا ففى القهستانى عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم انه استحال وصار حماة وقيل مدة ستة اشهر۔ +

یہہ حضرات کہتے ہین کہ جب پانی نکالنے سے کنوان پاک ہوگا تو اوسکی تبعیت سے ڈول اور رسی اور چرخی اور پانی بہرنیوالے کا ہاتھہ جو نجس پانی سے نجس ہوگئے تھے سب پاک ہو جائینگے یہانتک توخیر اب ترقی کرتے ہین کہ اسیطرح استنجا کرنیوالے کا ہاتھہ پاک ہونے سے محل استنجا کے پاک ہو جانے سے گو اوسکو پاک نکیا جائے اور ایسے ہی آفتابہ کا دستہ جبکہ استنجا کرنیوالے کے ہاتھہ مین تری نجاست لگی ہو اور وہ دستہ پر ہاتھہ رکھدے توجسوقت ہاتھہ پر تین بار پانی ڈالا جائیگا اوسکے پاک ہونے سے دستہ بھی پاک ہو جائیگا۔

جن نجاستون کیواسطے کنوئین کا تمام پانی نکالنے کو مفتی بہ کہتے ہین اونہین کے لئے دو سو ڈول سے تین سو تک نکالڈالنے کو بھی مفتی بہ کہتے ہین - بہلا جبکہ شرع سب پانی کھینچنے کا ہوگا تو پہر حد معین پر اکتفا بغیر دلیل شرعی کے کسطرح جائز ہوگی اور یہان کوئی دلیل نہین ہے چنانچہ خود ہی بعض حضرات نے اس تقریر سے دوسرے قول کو ضعیف ٹھرایا ہے - کنوئین کے پاک کرنے کا ایک طریق انکے نزدیک یہہ بھی ہے کہ اوسمین ایک سوراخ کردیا جائے جسمین کچھہ پانی نکل جائے کہ اس صورت مین وہ آب جاری ہو جائیگا - اور نجس کنوان اسطرح بھی پاک ہو جاتا ہے کہ جس قدر پانی نکالنا واجب تھا اوسیقدر پانی زمین کے اندر فرورفتہ ہو جائے اور اگر وہ پانی واپس آئیگا اور اسفل اوسکا خشک ہوگیا ہوگا تو پہر نجس نہوگا۔

بعض حضرات بڑے مٹکے کو جو زمین مین گڑا ہو یا زیادہ زمین کے اندر ہو اور کچھہ باہر ہو اور اسیطرح گڈہے کو جسمین بارش کا پانی جمع ہوگیا ہو احکام مین کنوئین کی مثل ٹھراتے ہین تو جنکے نزدیک کنوان نجاست گرنے سے نجس نہین ہوتا یہہ بھی نجس نہونگے وعلی ہذا القیاس -

ردّ محتار

قوله يطهر الكل تبعا اى من الدلو والرشاد والبكرة ويد المستقى تبعا لان نجاسة هذه الاشياء بنجاسة البير فتطهر بطهارتها للحرج كدن الخمر يطهر تبعا فاذا صار خلا وكيد المستنجي تطهر بطهارة المحل وكعروة الابريق اذا كان فى يد المستنجي نجاسة رطبة فجعل يده عليها كلما صب على اليد ثلاثا طهرت العروة بطهارة اليد۔

در مختار ÷ ينزح كل مائها وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر مافيها وقت ابتداء النزح قاله الحلبى يوخذ بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى وقيل يفتى بمائتين الى ثلاثمائة وهذا ايسر وذاك احوط۔ انتهى ملخصًا۔ رد محتار ÷ قوله وقيل الخ جزم به فى الكنز والملتقى وهو مروى عن محمد وعليه الفتوى خلاصه وجعله فى العناية رواية عن الامام وهو المختار والايسر وضعف هذا القول فى الاختيار وتبعه بانه اذا كان الحكم الشرعى نزح الجميع فالاقتصار على عدد مخصوص يتوقف على دليل سمعى واين ذلك ۔ در مختار ÷ ويكفى ملأ اكثر الدلو ونزح ما وجد وان قل وجريان بعضه وغور ان قدر الواجب ۔ رد محتار ÷ قوله وجريان بعضه اى يكفى ايضا بان حفر لها منفذ يخرج منه بعض الماء كما فى الفتح ۔ قوله وغور ان قدر الواجب فاذا عاد لا يعود نجسا ان جف اسفله فى الاصح والاعاد كما فى البحر عن السراج ونقل عن القنية ان حكم الركية كالبئر وعن الفوائد ان الحب المطمور اكثره فى الارض كالبئر۔ ÷

اگر حیوان کی نجاست کے کنوئین مین گرنے کا وقت معلوم نہو اور نہ وہ پہولا ہوا اور نہ پکسا ہو
تب اوسکا نجس ہونا وضو او غسل اور گندہے ہوئے آٹے کے حق مین ایک شبانہ روز سے اور کپڑے
وغیرہ دہونے کے حق مین فی الحال ٹہراتے ہین - یہہ فرق قابل ملاحظہ ہے - آور اگر پہول گیا ہو
یا پکس گیا ہو تو تین شبانہ روز سے اوسکی نجاست قرار دیتے ہین اور اوس کنوئین کے پانی
سے جو آٹا گندا ہو اوسکا شافعی مذہب کے آدمی کے ہاتہہ بیچنا جائز جانتے ہین آور صاحبین
سب صورتون مین معلوم ہونے کے وقت سے کنوئین کی نجاست مقرر کرتے ہین اور معلوم ہونے
سے پہلے اوس کنوئین کے پانی سے وضو اور غسل صحیح جانتے ہین اگرچہ وضو کرتے ہی
معلوم ہو جائے کہ کنوئین مین پکسا ہوا جانور موجود ہے آور یہی قول الحضرات کے نزدیک مفتی بہ
ہے - یہہ بہی فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنے لباس مین نجاست مغلظہ پائے اور پہلے سے
معلوم نہو اوسپر کسی چیز کا اعادہ کرنا لازم نہین آور اسیکو اجماعی اور اصح کہتے ہین
گو قرینہ سے دریافت ہو کہ ایک دو دن کی مدت سے یہہ نجاست لگی ہوگی آور انکے
نزدیک چوہے کے پیشاب سے اور پرندون کی بیٹ سے خواہ ماکول اللحم ہون اور
نجس غبار سے اور اونٹ اور بکری کی مینگنون سے جو انکے نزدیک نجس ہین اور آدمی کے
پیشاب کے چہوٹے چہوٹے قطرون سے کنوان نجس نہین ہوتا یا اوسکی نجاست کو عفو
ٹہراتے ہین بلکہ یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر دودہ کے برتن مین دوہنے کیوقت مینگنیان گر جائین
تو وہ بہی نجس نہین ہوتا یا اوسکی نجاست کو معاف سمجھتے ہین آور اگر دودہ کے برتن مین اور
وقت مینگنیان گر جائین تو اوسکا حکم اور چیزون کے برتنون کا سا ہی جیسے گلاب کیوڑا
کر بنا بر قول صحیح کے وہ بہی مینگنیون کے گرنے سے نجس نہین ہوتا - آور گوبر اور گدہے کی
لید سے کنوئین کی نجاست مین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہی کہ یہہ خشک ہون تو کنوان
نجس نہین ہوتا آور بعضون نے کہا ہے کہ اگر اوسمین ضرورت اور حاجت ہو تو نجس نہین ہوتا ہے ورنہ نجس ہو جاتا ہے ۔ +

درمختار +

ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم والا فمذ یوم ولیلة
ان لم ینتفخ ولم ینفسخ وهذا فی حق الوضوء والغسل وما عجن به فیطعم
الکلاب وقیل یباع من شافعی اما فی حق غیره کغسل ثوب فیحکم
بنجاسته فی الحال — ومذ ثلثة ایام بلیالیها ان انتفخ او تفسخ
استحسانا وقالا من وقت العلم فلا یلزمهم شیء قبله قیل
وبه یفتی — ولا نزح فی بول فارة فی الاصح فیض ولا بخرء حمام و
عصفور وکذا سباع الطیر فی الاصح لتعذر صونها عنه وبتقاطر
بول کلب وبس ابر وغبار نجس للعفو عنهما وبعر فی ابل وغنم کما یعفی لو وقعتا
فی محلب وقت الحلب فرمیتا فورا قبل تفتت وتلون والتعبیر بالبعرتین
اتفاقی لان ما فوق ذلک کذلک ذکره فی الفیض وغیره ولذا قال
قیل القلیل المعفو عنه ما یستقله الناظر والکثیر بعکسه وعلیه
الاعتماد — ردمحتار + قوله وقت الحلب فلو وقعت فی غیر
زمان الحلب فهی کوقوعها فی سائر الاوانی فتنجس فی الاصح
فی التاتارخانیه ولم یذکر محمد فی الاصل روث
الحمار والخثی واختلفوا فیه فقیل ینجس ولو
قلیلا او یابسا وقیل لو یابسا فلا
واکثرهم علی
ان لو فیه ضرورة وبلوی لا ینجس والا نجس — + + +

لہ ومفاد والتعلیل ان نجس معفو عنہ للضرورة — ر د

اور بعض حضرات کہتے ہین کہ آدمی کے پیشاب سے پانی تو نجس ہوجائیگا کہ اسمین کچھ حرج نہین اور بدن اور کپڑا نجس نہ ہونگے کہ اسمین حرج ہے۔

اور چوہے کی مینگنی سے بہی کوئی چیز انکے نزدیک نجس نہین ہوتی جبتک اوسکا اثر ظاہر نہ ہو۔ اور بلی کے پیشاب کو پانی کے برتنون کے سوا اور چیزون مین عفو جانتے ہین۔ اور اسی پر فتوی ہے۔

شرابخوار کے لبون کے بال اگر اتنے ہون کہ زبان اون تک بہونچ جاے تب تو وہ زبان کے پہیرنے سے پاک ہوجاتے ہین اور اوسکا جہوٹا بہی انکے نزدیک پاک ہے۔ اور اگر اتنے دراز ہون کہ زبان اونکی حد تک نہ بہونچ سکے تو اوسکے جہوٹے کو نجس کہتے ہین مگر یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر برتن لبریز ہوگا تب تو برتن اور پانی اوسکے منہ لگانے سے دونون نجس ہوجائینگے اور اگر کچہہ خالی ہوگا تو دونون نجس نہ ہونگے کیونکہ انکے نزدیک وہ پانی مثل آب جاری کی ہوجائیگا

اہلسنت کے امام اعظم نبیذ سے وضو کرنا جائز جانتے ہین مگر اوسکے ساتھہ تیمم کا اضافہ بہی مستحب ٹہراتے ہین۔

انحضرات کے نزدیک تیمم اس طرح بہی درست ہے کہ کوئی شخص گہر مین جہاڑو دیتا ہو یا دیوار ڈہاتا ہو یا گیہوون کی ناپ تول کرتا ہو اور اوسکے منھ اور ہاتہون کو غبار لگے اور اوسپر ہاتھہ پہیرلے یا منھہ اور ہاتہون کو تیمم کی نیت سے حرکت دیدے اور اس طور پر بہی صحیح ہے کہ ہوا سے اوسکے چہرہ اور ہاتہون پر گرد اوڑ کر آجاے اور تیمم کی نیت سے مسح کرلے۔ +

رد محتار ÷ قوله (ولا بتقاطر بول) وذكر القهستاني في الانجاس انه ان وقع في الماء نجسه في الاصح وكذا ذكره الحدادي عن الكفاية معللا بان طهارة الماء آكد وبانه لا حرج في الماء اى بخلاف البدن والثوب۔

ايضا ÷ سيذكر في الانجاس ان عليه الفتوى وان خرء الفارة لا يفسد ما لم يظهر اثره وان بول السنور عفو في غير اواني الماء وعليه الفتوى۔

در مختار ÷ ولو شاربه (اى شارب شارب خمر) طويلا لا يستوعبه اللسان فينجس ولو بعد زمان۔ رد محتار ÷ وفي انجاس التاترخانية عن الحاوي انما كان الاناء ملوا ينجس الماء والا لا ثم بلا قاة فمه والا فلا۔ اه اى لانه اذا لم يكن ملوا يكون الماء واردا على الشارب فاذا ابتلعه يكون كالجاري

الخ ÷ اعلم انه روى في النبيذ عن الامام ثلاث روايات الاولى وهي قوله الاول انه يتوضؤ به ويستحب ان يضيف اليه التيمم۔

ايضا ÷ وقال العلامة ابن الكمال والمراد بيان كفاية الضربتين لا انه لا بد منهما فيه فقد ذكر في كتاب الصلوة لو كنس دارا او هدم حائطا او كال حنطة فاصاب وجهه وذراعيه غبار لم يجزه ذلك عن التيمم حتى يمر يده عليه اه۔

اى او تحريك وجهه ويديه بنيته كما سياتي عن الخلاصة وقال في النهر المراد الضرب او ما يقوم مقامه وعليه مشى الشارح فيما سياتي وتظهر ثمرة الخلاف كما في البحر فيما لو ضرب يديه فقبل ان يمسح احدث وفيما اذا نوى بعد الضرب وفيما اذا القت الريح الغبار على وجهه ويديه فمسح بنية التيمم

[illegible]

انحضرات کے نزدیک نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ کیلئے تیمم کا حکم نہین اگرچہ فوت ہوجائین کیونکہ اونکا عوض ہے جمعہ کا عوض ظہر ہے آور پنجگانہ کا عوض قضا ہے۔ چنانچہ کہتے ہین کہ اگر ایک کنوئین پر لوگون کا ہجوم ہو اور بغیر باری باری کے اوس سے پانی بہرنا ممکن نہو آور مکلف کو یقین ہو کہ میری باری نماز کا وقت گذرنے کے بعد آئیگی تو نہ تیمم کرے نہ نماز پڑہے بلکہ ٹہرا رہے آور اوسکی قباحت ظاہر ہے اسی لئے امام زفر تیمم کا حکم دیتا ہے آور اور مشائخ سے بہی اسکی روایت ذکر کرتے ہین اسیطرح کہتے ہین اگر کئی شخص ننگے ہون اور ایک کپڑا ہو جسمین باری باری نماز پڑہ سکتے ہین اور ایک شخص کو معلوم ہو کہ میری باری جب ہوگی کہ نماز کا وقت گذرجائیگا تو وہ بہی ننگا نماز نہ پڑہے اگرچہ قضا ہوجاتے۔ ایسے ہی اگر ایک تنگ مکان مین لوگ جمع ہون جہان کہڑے ہوکر سب نماز نہین پڑہ سکتے مگر ایک پڑہ سکتا ہے تو وہان بہی وقت پر بیٹہکر نماز نہ پڑہے اور پہر کہڑے ہوکر قضا پڑہے۔ جسطرح کوئی شخص کہڑے ہونے سے اور وضو کرنے سے وقت نماز مین عاجز ہو اور اوسکو گمان غالب ہو کہ وقت گذرنے کے بعد اوسکو قدرت حاصل ہوجائیگی تو وہ بہی نماز کو وقت پر نہ پڑہے۔ اسیطور سے اگر کسیکے پاس نجس کپڑا ہو اور پانی بہی ہو تو اوسکو کپڑے کا

در مختار * لا یتیمم لفوت جمعۃ ووقت ولو وترا لفواتھا الی بدل وقیل یتیمم لفوات الوقت۔ رد محتار (قولہ قیل) ھو قول لزفر وفی القنیۃ انہ روایۃ عن مشائخنا۔ بحر ایضاً وقیل بالبعد لانہ عند عدمہ لا یتیمم وان خاف خروج الوقت فی صلوۃ لھا خلف خلافاً لزفر ویتفرع علی ھذا الاختلاف ما لو ازدحم جمع علی بئر لا یمکن الاستقاء منھا الا بالمناوبۃ او کالعراۃ لیس معھم الا ثوب یتناوبونہ وعلم ان النوبۃ لا تصل الیہ الا بعد الوقت فانہ لا یتیمم ولا یصلی عاریا بل یصبر عندنا وکذا لو اجتمعوا فی مکان ضیق لیس فیہ الا موضع یصلی قائما یصبر ویصلی قائما بعد الوقت کعاجز عن القیام والوضوء فی الوقت و یغلب علی ظنہ القدرۃ بعدہ وکذا من معہ ثوب نجس وماء یلزمہ غسل الثوب وان خرج الوقت بحر ملخصاً عن التوشیح۔

\+ \+ \+

عاجز قرار دادن کسیکہ بمدد دیگری امر شرع بجا تواند و رد و عدم جواز تیمم بجہت سردی برای کسیکہ از
غسل خوف مرض یا ہلاکت داشتہ باشد و ہمچنین عدم جواز تیمم بجای وضو و جواز حمام کردن بدون اجرت بحیلہ وعدہ

اہلسنت کے امام اعظم مکلف کو جو غیر کی مدد سے
کام کر سکتا ہو عاجز ٹہراتے ہین اسیوجہ سے اگر
کوئی شخص خود وضو نکر سکتا ہو اور دوسرے کی
مدد سے کر سکتا ہو اور دوسرا شخص بہی ایسا موجود
ہو کہ اگر اوس سے مدد چاہے تو مدد کرے اگرچہ
اوسکی بی بی ہو تو امام صاحب اوسکو تیمم کا حکم
دیتے ہین اسیطرح اگر کوئی بیمار خود قبلہ رو
نہو سکتا ہو یا نجس بستر کو نہ بدل سکتا ہو اور
دوسرا شخص موجود ہو جو اسکو قبلہ رو کر دے
یا بستر کو بدل دے اوسکو بہی امام صاحب حکم
دیتے ہین کہ بغیر قبلہ رو ہوے یا نجس بستر پر نماز
پڑہے اور دوسرے سے مدد نچاہے۔ اور
اوسکی قباحت مین اس قدر کافی ہے کہ صاحبین
نے دونون مقامون مین امام سے مخالفت کی
ہے۔ اگر کوئی شخص جنب ہو اور بوجہ سردی کے
غسل کرنے سے بیماری یا ہلاکت کا خوف رکہتا ہو
اور شہر مین موجود ہو تو صاحبین اوسکو تیمم کی
اجازت نہین دیتے ہین اور بوجہ سردی کے وضو
کے عوض تیمم کرنے کو تو اکثر حضرات ناجائز کہتے
ہین بلکہ بعضون نے اسکو اجماعی کہا ہے اگرچہ
مرض یا ہلاکت کا خوف بہی ہو جیسا کہ سرد ملک مین
موسم سرما مین سرد مزاج کے لئے ہو سکتا ہے
یہ حضرات کہتے ہین کہ جو شخص حمام کی اجرت
نہ رکہتا ہو بے تکلف حمام مین غسل کر لے اور پہر
عسرت کا تعلل کرے اور دینے کا وعدہ کر لے ح

رد محتار ÷ وان وجد غیرہ
ممن لو استعان به اعانه ولو
زوجته فظاهر المذهب انه لا
یتیمم ایضا بلا خلاف۔ وقیل علی
قول الامام یتیمم وعلی قولهما
لا کالخلاف فی مریض لا یقدر
علی الاستقبال او التحول من الفراش
النجس ووجد من یوجهه او
یحوله لان عنده لا یعتبر المکلف
قادرا بقدرة الغیر۔ در مختار
او برد یهلك الجنب او یمرضه
ولو فی المصر۔ رد محتار ÷ قید
بالجنب لان المحدث لا یجوز له
التیمم للبرد فی الصحیح خلافا
لبعض المشائخ کما فی الخانیة
والخلاصة وغیرهما وفی المصفی
انه بالاجماع علی الاصح قال فی
الفتح وکانه لعدم تحقق ذلك
عادة فی الوضوء الخ۔ ایضا ÷
خلافا لهما۔ ایضا ÷ قال بعضهم
ان الخلاف مبنی علی ان اجر
الحمام فی زمان الامام کان
یؤخذ قبل الدخول اما فی
زمانهما فانه یدخل بعده
فاذا عجز عن الاجرة دخل ثم
یتعلل بالعسرة ویحیل بالاعطا

بعض نے کہا ہے کہ یہ صورت اوس وقت تہی کہ حمام کی اجرت پیشگی لیتے اور ہمارے زمانہ مین بعد غسل کے لیتے ہین پس اصول الٹی آور بعضون نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ مین بہی پیشگی ہی
ع د مختار ÷ وما قیل ان فی زماننا یتحیل بالعدة فضعیف لان بالاذن بعد الشروع +

اعادۂ نماز کہ بہ تیمم ادا کردہ و جواز گرفتن آب بجبر و جنگ کردن بمالک آب و اگر مالک کشتہ شود خون او معاف
و اگر جابر مقتول شود قصاص یا خون بہا لازم شود و جواز تیمم کنانیدن بحالت اختیار ۔ + +

یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر وضو کا مانع بندون
کی طرف سے ہو مثلاً کوئی مسلمان کافرون
کی قید مین ہو اور اوسکو وضو سے منع کرین
آور وہ شخص جو قیدخانہ مین محبوس ہو اور
وضو نکر سکے آور جس سے کہا جائے کہ اگر تو
وضو کریگا تو تجھکو مار ڈالونگا ان صورتون مین
اوسکو تیمم جائز ہے آور جب مانع جاتا رہے تو
نماز کا اعادہ کرے آور اگر مانع خدا کیطرف
سے ہو جیسے بیماری ہے تو اعادہ نکرے آور
دشمن سے جو خوف ہو بعضے اوسکو خدا کی
طرف سے ٹھہراتے ہین آور بعضے بندہ کی
طرف سے بتاتے ہین ۔ آنحضرات کے نزدیک
جائز ہے کہ جسکو پانی کی ضرورت ہو وہ
زبردستی پانی لے لے اور پانی کے مالک سے
لڑے آور کہتے ہین کہ اگر اس لڑائی مین پانی
کا مالک مارا جائے تو اوسکا نہ قصاص ہے
نہ خون بہا ہے نہ کفارہ ہے ۔ آور اگر
زبردستی کرنیوالا مارا جائے تو اوسکا قصاص
ہوگا یا خون بہا ہوگا ۔ آور یہہ مسئلہ کسیقدر
تفصیل سے آئندہ بیان کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ
انکے نزدیک جائز ہے کہ خود نیت کرے آور
دوسرے شخص سے اپنا تیمم کرائے ۔ آور یہہ
بھی کہتے ہین کہ اس تیمم مین تین ضربین ہونگی
ایک منہ کے لئے اور دو دونون ہاتھون کے
واسطے آور اگر خود تیمم کرے تو دو ضربین
کافی ہین ۔ +

ردالمحتار + اعلم ان المانع من الوضوء
ان کان من قبل العباد کاسیر منعہ
الکفار من الوضوء ومحبوس فی السجن
ومن قیل لہ ان توضات قتلتک
جاز لہ التیمم ویعید الصلوة اذا زال
المانع کذا فی الدرر والوقایۃ ای و
اما اذا کان من قبل اللہ تعالی کالمرض
فلا یعید ۔ و وقع فی الخلاصۃ اسیر
منعہ العدو من الوضوء والصلوة
یتیمم ویصلی بالایماء ثم یعید ثم اعلم
انہ اختلف فی الخوف من العدو وھل
ھو من عند اللہ تعالی فلا اعادة او
من العبد فیجب فذھب فی المعراج الی
الاول وفی النھایۃ الی الثانی ۔
ردالمختار + وفی السراج للمضطر
اخذہ (ماء) قھرا وقتالا ۔ فان قتل
رب الماء فھدر وان المضطر ضمن
بقود او دیۃ ۔ ردالمختار + فلو امر
غیرہ بان یممہ جاز بشرط ان
ینوی الامر بجمعا ۔

نعم لو یمم غیرہ لیضرب
ثلثا للوجہ و
الیمنی والیسری
قھستانی
+

جواز تیمم بمرجان و خاکستر و چونہ گار دیوار و ظروف گلی و خلاب و مسافت تلاش آب جواز تیمم بغیر نیت وصحیح بودن تیمم عوض وضو بہ نیت تیمم عوض غسل و برعکس۔

اقوال اہل سنت

انحضرات کے نزدیک مرجان سے تیمم جائز ہے آور بعضون نے جو منع کیا ہے اوسکو سہو و خطا ٹھراتے ہین ۔ انکے نزدیک پتھر کی خاکستر سے اور چونہ گار دیوار سے اور مٹی کے برتنون سے اور گارے سے جسمین پانی زیادہ نہو تیمم جائز ہے ۔ آور اگر گارے مین پانی زیادہ ہو تو اوس سے وضو کرنے کا حکم دیتے ہین ۔ پانی کی تلاش طہارت کے لئے فقط ڈیڑھ سو گز مسافت تک صرف دہنے بائین جانب واجب کہتے ہین اس شرط پر کہ پانی کے قریب ہونے کا گمان ہو آور پس و پیش تلاش کرنا اسیطرح شک اور غیر قوی گمان ہونے کی صورت مین ڈہونڈہنا واجب نہین سمجھتے ۔ اہلسنت کا امام زفر تیمم مین بہی نیت کی شرط نہین کرتا ۔ اور بدون نیت کے تیمم کو بہی صحیح جانتا ہے اور جو حضرات نیت کی شرط لگاتے ہین ایک کے سوا سب حدث اکبر اور حدث اصغر مین نیت سے تمیز کرنا شرط نہین کہتے بلکہ جنابت سے جو تیمم ہو اوسکو نیت سے رفع حدث اصغر کے اور حدث اصغر سے جو تیمم ہو اوسکو نیت سے جنابت کی صحیح جانتے ہین ۔

حوالہ کتب اہلسنت

ردمحتار ÷ قولہ ولا بمرجان الخ کذا قالہ فی الفتح وجزم فی البحر والنھر بانہ سھو وان الصواب الجواز بہ کما فی عامۃ الکتب ۔ درمختار ÷ الارماد الحجر فیجوز بحجر مدقوق او مغسول او حائط مطین او مجصص ورماد من حجر غیر مدھون وطین غیر مغلوب بماء ۔ ردمحتار ÷ اما اذا صار مغلوبا فلایجوز التیمم بہ بحر بل یتوضاء بہ حیث کان رقیقا سیّالا یجری علی العضو ملخصاً درمختار ÷ ویجب ای یفترض طلبہ ولو برسولہ قدر غلوۃ ثلثمائۃ ذراع من کل جانب ردمحتار ÷ وھو الموافق لقول الخانیۃ یفرض الطلب یمینا ویسارا قدر غلوۃ وظاہرہ کما فی الشیخ اسمعیل عن البرجندی انہ لایجب فی جانب الخلف والقدام ۔ درمختار ÷ ان ظن ظنا قویا قربہ دون میل بامارۃ او اخبار عدل والا یغلب علی ظنہ قربہ لایجب بل یندب ان رجا والا لا ۔ ردمحتار ÷ قولہ والا یغلب بان شک او ظن ظنا غیر قوی نھر ۔ ایضا ÷ ولما لم یشترط لھا نیۃ زفر سوی بینھما نھر ۔ واشار الی انہ لا یشترط نیۃ التمیز بین الحدثین خلافا للجصاص کما مر فیصح التیمم عن الجنابۃ بنیۃ رفع الحدث الاصغر

کما فی العکس تامل ۔ ÷

صحیح بودن نماز برہنہ و در لباس نجس بحالت اختیار و عدم لزوم سوال آب برای وضو و لزوم آن برای دلو و رسن و بقیمت زائد نخریدن آب وضو و عدم وجوب خریدن لباس برای نماز و جواز ترک نماز برای عاجز از وضو و تیمم

اگر کوئی شخص حالت اختیار مین نجس کپڑے پہن کر یا
ننگا نماز پڑہے تو اوسکے اعادہ نکرنے کو بہی بعض
صحیح کہتے ہین - بعضے حضرات وضو کے لئے پانی
مانگنا لازم نہین جانتے گو نماز کا وقت نکلجائے
ہدایہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ ابو حنیفہ بہی اسیکا قائل
ہے - تعجب ہے کہ پینے کی ضرورت مین تو پانی
پر جدال و قتال کا حکم دیتے ہین آور وضو کیواسطے
سوال کا بہی حکم نہین فرماتے - آور ڈول اور رسی
کے مانگنے کو واجب ٹہراتے ہین آور اوسکے
انتظار کو بہی واجب کہتے ہین اگر دینے کا کوئی وعدہ
کرے اگرچہ اوسکے انتظار مین نماز کا وقت رہی
یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر ایک مقام پر مثلا ایک
گھڑا پانی پیسے کو بکا کرتا ہو اور کسی سے وہین
اوسکے دو پیسے مانگے جائین تو وہ تیمم کرلے آور
ایک پیسہ زیادہ دے کر پانی نہ خریدے - آور
پینے کیواسطے جس قدر قیمت کو ملے خریدلے -
اسی طرح یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص ننگا
ہو اور کپڑے کی قیمت اوسکے پاس موجود ہو تو
کپڑے کا خریدنا اوسپر واجب نہین ننگا نماز پڑہ
لیا کرے - بالجملہ اس قسم کے مسائل سے ظاہر ہے کہ
ان صاحبون کے نزدیک نماز کی کسقدر وقعت ہے
جو شخص بوجہ مرض کے خود وضو اور تیمم کرنے سے
عاجز ہو تو امام صاحب اوسکو اس صورت مین
ترک نماز کا حکم دیتے ہین ظاہرا اسکا بہی یہی سبب ہے
کہ دوسرے کی مدد جو قدرت ہو وہ اونکے نزدیک معتبر نہین -

در مختار ✤ ولو نسی ثوبہ و
صلے عریانا او فی ثوب نجس
اعاد اجماعا - رد محتار ✤ لکن فی
الزیلعی ان مسئلۃ الصلوۃ فی
ثوب نجس او عریانا علی الاختلاف
وھو الاصح - ایضا ✤ فی البحر
عن قول المبسوط علیہ ان یسئلہ
(ماء) الا علی قول الحسن بن زیاد
ان فی سوالہ مذلۃ ورد بہ ما فی
الھدایۃ وغیرھا من انہ یلزمہ
عندھما لا عندہ - در مختار ✤
فیجب طلب الدلو والرشاء وکذا
الانتظار لو قال لہ حتی استقی
وان خرج الوقت - ایضا ✤ ولو
اعطاہ باکثر یعنی بغبن فاحش
وھو ضعف قیمتہ فی ذلک المکان
او لیس لہ ثمن ذلک تیمم واما
للعطش فیجب علی القادر شراءہ
باضعاف قیمتہ احیاء لنفسہ -
فی المعراج ولو کان مع رفیقہ دلو
یجب ان یسئلہ بخلاف الماء اھ -
رد محتار ✤ لو ملک العاری ثمن
الثوب قیل لا یجب شراءہ -
در مختار ✤ والمحصور فاقد الماء و
والتراب الطھورین بان حبس فی
مکان نجس ولا یمکنہ اخراج تراب
مطھر وکذا العاجز عنھما لمرض

جس شخص کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹے ہوے
ہون اور اوسکے منہ پر زخم ہو تو اوسکو بغیر وضو اور تیمم
کے نماز پڑہنے کا حکم فرماتے ہین اور اس نماز کے جو بغیر
طہارت کے پڑہی گئی ہے اعادہ نکرنے کو اصح ٹہراتے ہین
اور جو شخص شہر مین محبوس ہو اور تیمم سے نماز پڑہے
اوسکے اعادہ کرنے کا حکم دیتے ہین۔ جو پانی کہ جنگل
مین مسافرون کے واسطے رکھدیا جاتا ہے اوسکے
موجود ہونے کی صورت مین تیمم جائز جانتے ہین ہان
اگر بہت سا ہو اور علم ہو جائے کہ یہہ وضو کیواسطے
ہے تو خیر اور جو پانی کہ وضو کے لئے ہی رکھا جاتا ہی
اوسکے پینے کو جائز ٹہراتے ہین۔ اور اسکی قباحت
اسی سے ظاہر ہے کہ بعض اکابر نے دونون مسئلون مین
اسکے برعکس کہا ہے یعنی جو پانی پینے کے واسطے
رکھا ہو اوس سے تو وضو جائز ہے اور جو وضو
کے واسطے رکھا ہو اوسکا پینا جائز نہین۔ کہتے ہین کہ
جس شخص نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو وہ اونگھتا ہوا
یا جسنے جنابت سے تیمم کیا ہو وہ سوتا ہوا اگر پانی پر
گذریگا تو اوسکا تیمم ٹوٹ جائیگا جسطرح کہ جاگتے کا
تیمم پانی پر پہونچنے سے ٹوٹ جاتا ہے اور صاحبین
دونون کے تیمم کو باقی رکھتے ہین۔ کہتے ہین کہ جو
شخص پانی کو ایک میل کے فاصلہ پر جانکر تیمم کرے اسلئے
کہ ایک میل تک پانی کے لئے جانا ضرور نہین سمجھتے اگر وہ
کچھہ تہوڑا سا پانی کی سمت اور چلیگا اوسیوقت اوسکا تیمم
ٹوٹ جائیگا اسوجہ سے کہ اب مسافت میل بہر سے کم رہجائیگی +

در مختار + مقطوع
الیدین والرجلین اذا
کان بوجهه جراحة
یصلی بغیر طهارة - ولا
یتیمم ولا یعید علی الاصح
ایضا + صلی المحبوس
بالتیمم ان فی المصر
اعاد والالا - الماء
المسبل فی الفلاة لایمنع
التیمم مالم یکن کثیرا
فیعلم انه للوضوء -
ایضا ویشرب ما للوضوء
وقد صرح فی الذخیرة
بالمسئلتین کما هنا
لکن قال وقال ابن
الفضل بالعکس فیهما -
در مختار + وهو ناعس
متیمم عن حدث ای
نائم غیر متمکن متیمم
عن جنابة علی الماء
کمستیقظ فینقض
وابقیا تیممه - ایضا
فلو تیمم لبعد میل
فسار فانتقص فانتقض

یہ حضرات کہتے ہین کہ جب آدہے سے زیادہ اعضا مجروح ہونگے تب تیمم کیا جائیگا اور اگر مجروح اور سلیم سب برابر ہونگے تب بہی سلیم اعضا کو دہوئیگا اور مجروح کا مسح کریگا اور اعضائے وضو مین زیادتی اور کمی باعتبار شمار کے اور غسل مین باعتبار پیمایش کے ٹہرانے ہین مثلاً اگر کسیکا منہ اور دونون ہاتہہ مجروح ہونگے وہ انکا مسح اور سر کا مسح کریگا اور فقط پاؤن دہوئیگا اوسکا وضو ہو جائیگا اور یہی اسکے نزدیک اصح اور احوط ہے۔ اور کہتے ہین کہ جسکے اکثر اعضائے وضو مین زخم ہو کہ اوسکو پانی مضر ہو اور اکثر مواضع تیمم مین بہی زخم ہو جسکو تیمم ضرر کرتا ہو تو وہ نماز ہی نہ پڑہے۔ اور کہتے ہین کہ جسکے سر مین درد ہو جسکی وجہسے وضو مین اوسپر مسح نکر سکے اور غسل مین اوسکو دہو نہ سکے تو اوس سے فرض مسح و غسل سر ساقط ہے بغیر اسکے ہی اوسکا وضو اور غسل صحیح ہو جائیگا مگر تیمم نکریگا۔ حدث کو ایسی چیز جانتے ہین جو اعضائے وضو مین حلول و سرایت کرتی ہے اس بنا پر کہتے ہین کہ موزہ حدث کو قدم مین سرایت نہین کرنے دیتا بلکہ موزہ پہننے کی حالت مین حدث خود موزہ مین حلول کرتا ہے۔ قطع نظر خرافت سے ظاہر ہے کہ اس صورت مین اگر کوئی تمام سر پر عمامہ باندہے ہو یا ٹوپی پہنے ہو یا دستانہ یا برقع پہنے ہو اوسکے سر اور ہاتہون اور منہ مین بہی حدث سرایت نکرے اور اوسکو عمامہ اور ٹوپی اور دستانہ اور برقع کا مسح کافی ہو حالانکہ اوسکو ناجائز کہتے ہین۔ اور جو روایتین اسکے جواز مین آنحضرتؐ کی کتابون مین وارد ہوئی ہین اونکو شاذ بتاتے ہین اور اونکے امام محمدؒ نے صاف کہدیا ہے کہ عمامہ پر مسح کرنا پہلے معمول تہا پہر متروک ہو گیا۔

دُرِّ مختار

تیمم لوکان اکثرہ ای اکثر اعضاء الوضوء عددا وفی الغسل مساحة مجروحا وبه جدری اعتبارا للاکثر وبعکسه یغسل الصحیح ویمسح الجریح وکذا ان استویا غسل الصحیح من اعضاء الوضوء ولا روایة فی الغسل ومسح الباقی منها وهو الاصح لانه احوط۔

رد محتار: لو باکثر اعضاء الوضوء جراحة یضرها الماء وباکثر مواضع التیمم جراحة یضرها التیمم لا یصلی۔ در مختار: من به وجع رأس لا یستطیع معه مسحه محدثا ولا غسله جنبا ففی الفیض عن غریب الروایة یتیمم وافتی قارئ الهدایة انه یسقط عنه فرض مسحه ولو علی جبیرة وکذا یسقط غسله فیمسحه ولو علی جبیرة ان لم یضره والا سقط اصلا وجعل عادما لذلك العضو حکما کما فی المعدوم حقیقة۔

رد محتار: لاتفاقهم علی ان الخف اعتبر شرعا مانعا سرایة الحدث الی القدم فتبقی القدم علی طهارتها ویحل الحدث بالخف فیزال بالمسح۔

در مختار: لا یجوز علی عمامة وقلنسوة وبرقع وقفازین لعدم الحرج۔ رد محتار: قوله لعدم الحرج۔ علة لقوله لا یجوز وایضا ما ورد فی ذلك شاذ لا یزاد به علی الکتاب العزیز الآمر بالغسل ومسح الراس بخلاف ما ورد فی الخف وقال الامام محمد فی موطئه ان المسح علی العمامة کان ثم ترك کما فی الحلیة ۔++

جو شخص موزے پر مسح کے جائز ہونے کا انکار کرے
انکے نزدیک وہ مبتدع ہے اور انکے امام یوسف
کی رائے کے موافق کافر ہے باین ہمہ کہتے ہین
کہ ابن عباس اور ابوہریرہ اور عائشہ اس مسح کے
منکر تھے اور اسکے جائز ہونے کا اعتقاد نہ کرتے تھے
انحضرات کے کہ جنہون نے بلا واسطہ جناب رسولخدا
سے احکام شرع کی تعلیم پائی تھی اس مسح سے انکار
کرنے کا مقتضا یہہ تھا کہ حضرات اہلسنت بھی اسکو
تجویز نکرتے بلکہ مجوز کو مبتدع یا کافر کہتے نہ
یہہ کہ برعکس اسکے منکر کو مبتدع یا کافر بتاتے
ہین اور فی الواقع ان بزرگون کو کفر و بدعت
کا الزام لگاتے ہین اور یہہ کہکر کہ انحضرات نے
انکار سے رجوع کیا تھا دل کو سمجھاتے ہین۔
کہتے ہین کہ جس مقام پر موزہ کا مسح کیا جاتا ہے
اگر بقدر تین انگشت کے وہان پانی پہنچ جاے
یا مینہ برس جائے یا اُس گھاس پر جو مینہ مین
یا شبنم مین بھیگی ہو چلے مسح ہو جائیگا۔ اور
مغصوب موزہ پر بھی مسح جائز جانتے ہین اور
جس شخص کا پاؤن حد شرعی سے واجب القطع
ہوا ہو اوسکے پاؤن کو بھی مغصوب کہتے ہین
اور اوسکے دھونے سے وضو کے صحیح ہونے پر
مغصوب موزہ کے مسح کو قیاس کر کر صحیح
ٹہراتے ہین۔ کہتے ہین کہ موزہ کا مسح اوسکے
نکالنے سے ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے ہی مدت مسح

درمختار ✤ واما من لم یرہ کابن عباس وابی ہریرۃ وعائشۃ رضی اللہ عنہم فقد صح رجوعہم فمنکرہ مبتدع وعلی رای الثانی کافر۔ درمختار ✤ فلو اصاب موضع المسح ماء او مطر قدر ثلث اصابع جاز وکذا لو مشی علی حشیش مبتل بالمطر وکذا بالطل فی الاصح وقیل لا یجوز لانہ نفس دابۃ فی البحر یجذبہ الھواء بحر۔ درمختار ✤ وجاز مسح خف مغصوب خلافا للحنابلۃ کما جاز غسل رجل مغصوبۃ اجماعا۔ درمختار ✤

وناقضہ ناقض الوضوء لانہ بعضہ ونزع خف ولو واحدا

او مضی المدۃ ان لم یخش بغلبۃ الظن ذھاب رجلہ من برد للضرورۃ کالجبیرۃ فیستوعبہ بالمسح ولا یتوقف ولذا قالوا لو تمت المدۃ وھو فی صلوتہ ولا ماء مضی فی الاصح وقیل یفسد ویتیمم وھو

موزہ نکالنے اور مدت مذکورہ گذر نے کے بعد صرف پاٹون دہونیکا حکم دیتے ہین۔ نہ پورا وضو کرنے کا کیونکہ فقط مسح کا نقض ہوا ہے نہ کل وضو کا۔ اور کہتے ہین کہ پہلا حدث جسکو موزہ نے قدم مین سرایت نکرنے دیا تہا اور موزہ مین ساری ہوا تہا اور مسح سے زائل بہی ہوگیا تہا اب سرایت کریگا اور معدوم کا اعادہ ہوگا جو محال ہے آور موزہ مین پانی کے جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے گویا پانی کے ساتھہ حدث بہی داخل ہوجاتا ہے۔ جبیرہ کے مسح کو کہتے ہین کہ اگر جبیرہ عضو کے اچہا ہونے سے گریگا تب تو مسح باطل ہوجائیگا ورنہ نہین جبیرہ کے مسح مین تمام جبیرہ کا مسح شرط نہین کرتے اور جبیرہ کے مسح کا ترک بہی جائز جانتے ہین۔ آور کہتے ہین کہ اگر کسیکا ناخن ٹوٹ جائے آور اوسپر دوا لگائے۔ یا پاٹون کو دوا لگائے اگر ہوسکے تو اوس دوا پر پانی بہائے اور اگر پانی نہ بہاسکے تو اوسپر مسح کرلے آور اگر یہہ بہی نہوسکے تو اوسکو چہوڑ دے اس صورت مین بہی وضو اور غسل ہوجائیگا مگر تیمم نکرے۔ کہتے ہین کہ اگر عورت کو دبر سے خون آئے تو اوسکو خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا اور اوسکے شوہر کو خون آنے کے زمانہ مین اوس عورت کے جماع سے باز رہنا مندوب ہے گویا

یعنی عورات دبر سے بھی حائض ہوتی ہین ـ

در مختار + ولعل ہا ای النزع والمضی

غسل المتوضی رجلیہ لا غیر لحلول الحدث السابق قدمیہ - ایضا + وینتقض ایضا بغسل اکثر الرجل فیہ لو دخل الماء خف وصحح غیرہ واحد - ایضا + والمسح یبطلہ سقوطہا (جبیرۃ) عن برء والا ولا یشترط فی مسحہا استیعاب وتکرار فی الاصح - رد مختار + السادس انہ یجوز ترکہ (ای الجبیرۃ) فی روایۃ بخلاف الخف -

در مختار + الکسر ظفرہ فجعل علیہ دواء او وضعہ علی شقوق رجلیہ اجری علیہ الماء علیہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ -

رد مختار + وخروج دم الرعاف والجراحات وما یخرج من دبرہا وان ندب امساک زوجہا عنہا واغتسالہا منہ -

[illegible] ١٢

حائض ہو دن زن باوصف حرکت خون از رحم ... عدت شمار

بر۳ سال وسی روز و عدم انقضای عدت متحیرہ تمام عمر +

انحضرات کے امام اعظم اور اونکے شاگرد رشید قاضی ابو یوسف کہتے ہین کہ اگر عورت اپنی فرج مین روئی رکھ لے اور اوسکو معلوم بھی ہو کہ خون رحم سے نکل کر روئی مین آیا اور ظاہر ہے کہ اگر روئی نرکھی ہوتی تو خون فرج سے باہر بھی آتا تب بھی وہ حائض نہوگی کیونکہ خون فرج سے باہر نہین نکلا۔ پس اگر روزہ مین ایسا اتفاق ہو اور بعد غروب کے روئی کو نکالے تو اوسکا روزہ صحیح ہوگا قضا کی حاجت نہین اور یہی قول اہلسنت کے نزدیک مفتی بہ ہے۔ اور اوسکی قباحت کے لئے اسیقدر کافی ہے کہ امام محمد نے مخالفت کی ہے اور صورت مذکورہ مین عورت کو حائض ٹھرایا ہے اور روزہ کی قضا کرنے کو بھی فرمایا ہے۔ اسکے علاوہ پہلے بیان ہوا کہ پیشاب کا اوس جلد کے اندر آجانا جو ختنہ مین کاٹی جاتی ہے ناقض وضو ہے تو پھر خون کا رحم سے نکل کر فرج مین آنا کیونکر حائض ہونیکا موجب نہوگا۔ اگر کوئی عورت پہلی بار دس دن خون دیکھے اور سال بھر طہر پر خون برابر جاری رہے تو وہ اپنا حیض اور طہر جسطرح ایک دفعہ دیکھ چکی ہے ہمیشہ قرار دیتی رہے یعنی دس دن حیض اور سال بھر طہر ٹھہراتی رہے یہانتک کہ اگر یہ عورت طلاق پائیگی تو اسکی عدت تین برس اور تیس دن مین منقضی ہوئی اور یہ ابو عصمہ کا قول ہے اور امام میدانی نے اوسکی مدت عدت تین ساعت کم ایک برس سات مہینے ٹھرائی ہے۔ قباحت اسکی محتاج بیان نہین جس عورت کو ایک خون اور ایک طہر دونون یا انمین سے ایک صحیح ہو چکا ہو اوسکو معتادہ کہتے ہین حالانکہ ظاہر ہے کہ بدون عود و تکرار کے کوئی امر عادت نہین کہا جاسکتا۔

رد محتار + قولہ ومایکنہ المراد انزال الدم من الرحم ای ظهوره منه الی خارج الفرج الداخل فلو نزل الی الفرج الداخل فلیس بحیض فی ظاهر الروایة وبه یفتی قهستانی وعن محمد بالاحساس به وثمرته فیما لو توضأت ووضعت الکرسف ثم احست بنزول الدم الیه قبل الغروب ثم رفعته بعده تقضی الصوم عند خلافا لهما الخ۔ ایضا + ففی النهایة عن المحیط مبتدأة رأت عشرة دما وسنة طهرا ثم استمر بها الدم قال ابو عصمة حیضها بعد ما ذکر حیضته ان عدتها تنقضی اذا طلقت بثلث سنین وثلاثین یوما وقال الامام المیدانی الی سبعة عشر شهرا الا ثلث ساعات الخ۔ ایضا + المعتادة من سبقها دم وطهر صحیحان او احدهما والمعتادة دلتسمی الضالة والمتحیرة من نسیت عادتها ایضا ثم قال فی فصل المتحیرة ولا یقدر طهرها وحیضها الا فی حق العدة فی الطلاق ام ایضا + وقیل لا ینقضی عدتها (متحیرہ) طهرا ولا تنقضی علیها ابدا ۲ + ...

اور متحیرہ کیواسطے حکم دیتے ہین کہ تمام ماہ صیام روزے رکھے پہر بعض صورتون مین بیس[۲۰] روزے اور بعض مین بائیس[۲۲] اور بعض مین تیئیس[۲۳] اور بعض مین اڑتیس[۳۸] اور بعض مین سینتیس[۳۷] اور بعض مین پچیس[۲۵] اور بعض مین چوبیس[۲۴] روزے قضا کرنے کو بہی کہتے ہین۔ جو کچھہ متحیرہ پراس بارہ مین لازم کیا ہے موجب تحیر ہے۔ آن حضرات کے نزدیک خون کے چہہ رنگ ہین سیاہی[۱] اور سرخی[۲]۔ اور زردی[۳] اور سبزی[۴] اور کدرت[۵] اور مٹیلاپن[۶] اور کہتے ہین کہ یہہ سب رنگ ایام حیض مین حیض ہین آور ابو یوسف نے شروع حیض مین کدرت سے انکار کیا ہے۔ آور بعضون نے سبزی کو تسلیم نہین کیا۔ آور بعضون نے سیاہی اور سرخی کے سوا بعض صورتون مین باقی چار رنگ قبول نہین رکھے۔ بآاینہمہ اپنے فخر الائمہ سے نقل کرتے ہین کہ اگر مقامات ضرورت مین آسانی کی غرض سے کوئی مفتی بموجب ان اقوال مذکورہ کے فتوی دیگا تو اچہا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس صورت مین حائض کو غیر حائض یعنی پاک قرار دیا جائیگا آور اوسکا شوہر اوس سے جماع کریگا اور حاملہ ہوگی تو حیضی بچے بہی پیدا ہونگے اور وہ نماز وغیرہ جو چیزین مشروط بالطہارۃ ہین عمل مین لائیگی مسجد مین جائیگی قرآن کو ہاتہہ لگائیگی اسکا اجر و ثواب فخر الائمہ اور رحمت خور مفتیون کے نامۂ اعمال مین ثبت ہوگا۔ ✥

در مختار + وتصوم (متحیرۃ) رمضان ثم تقضی عشرین یومًا ان علمت بدایته لیلا والا فاثنین وعشرین۔ رد مختار + قوله والا ای وان علمت بدایته نهارا وذلك لانه ان بدأ نهارا ختم نهار الحادی عشر الاول فیفسد احد عشر یوما من صومها فی رمضان ومثلها فی القضاء ح ومثله فاذا لم تعلم شیئا کما فی البحر ثم اعلم ان هذا ان علمت انها تحیض فی کل شهر مرۃ والا فان لم تعلم ان ابتداء حیضها باللیل او بالنهار او علمت انه بالنهار وکان رمضان کاملا قضت اثنین وثلثین ان قضت موصولا برمضان ای فی ثانی شوال وان مفصولا فثمانیة وثلثین وان کان رمضان ناقصا تقضی فی الوصل اثنین وثلثین وفی الفصل سبعة وثلثین وان علمت ان ابتداءه باللیل والشهر کامل تقضی فی الوصل خمسة وعشرین ولکان ناقصا ففی الوصل عشرین وفی الفصل اربعة وعشرین وتمام المسائل فی البرکوية ایضا + قوله کدرة وتربية لعلم ان الوان الدماء

[illegible]

✥ ✥ ✥

دو خونون کے درمیان خون نہ آئے کو یہ حضرات طہر متخلل کہتے ہین پس اگر طہر متخلل پندرہ دن سے کم ہو اور تین دن سے کم نہو تو اوسکے فاصل ہونے مین انحضرات نے اختلاف کیا ہے اور اسمین چھہ قول ہین کہ سب انکے امام اعظم سے منقول ہین۔ اور انمین سے تین قول یہان مذکور ہوتے ہین۔

پہلا قول انکے امام ابو یوسف کا ہے جو کہتا ہے کہ طہر متخلل فاصل نہین ہوتا اور طہر کو مثل خون کی ٹھرانا ہے اور حیض کا طہر سے شروع ہونا اور طہر پر ختم ہونا جائز کہتا ہے۔ پس اگر ایک عورت پہلی بار ایک دن خون دیکھے اور چودہ دن خون سے پاک رہے پھر ایک دن خون دیکھے تو پہلے دس دنون کو ایام حیض ٹھراتا ہے اور اگر عادت والی عورت اپنی عادت سے ایک دن پہلے خون دیکھے پھر دس دن تک خون سے پاک رہے پھر ایک دن خون دیکھے تو ابو یوسف کے نزدیک وہ دس دن جسمین مطلق خون نہین آیا ایام حیض ہین اگر دس دن خون آنے کی عادت ہو ورنہ جتنے دنون کی عادت ہوگی وہ ایام حیض ٹھرائے جائینگے بہر صورت ایام حیض وہ ہونگے جنمین ایک لمحہ بھی خون نہین آیا بھلا یہ عورت جو بہمہ وجوہ پاک ہے نماز و روزہ ترک کریگی اسکا مظلمہ کسکی گردن پر ہوگا۔

اور حیض کا طہر سے شروع ہونا اور طہر پر ختم ہونا بھی ظاہراً عقل و نقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ہدایہ مین لکھا ہے کہ ابو یوسف کے قول کو اختیار کرنا زیادہ آسان ہے اور اہلسنت کے بہت سے متاخرین نے اوسکی موافق فتوی دیا ہی اسکو اولی ٹھراتے ہین اور اسکو ابو حنیفہ کا اخیر قول بتاتے ہین۔

ثم اعلم ان الطهر المتخلل بين الدمين اذا كان خمسة عشر يوما فاكثر يكون فاصلا بين الدمين فى الحيض اتفاقا فاذا بلغ كل من الدمين نصابا جعل حيضا وانه اذا كان اقل من ثلثة ايام لا يكون فاصلا وان كان اكثر من الدمين اتفاقا واختلفوا فيما بين ذلك على ستة اقوال كلها رويت عن الامام اشهرها ثلثة الاولى قول ابى يوسف ان الطهر المتخلل بين الدمين لا يفصل بل يكون كالدم المتوالى بشرط احاطة الدم لطرفى الطهر المتخلل فيجوز بداية الحيض بالطهر وختمه به ايضا فلو رأت مبتدأة يوما دما واربعة عشر طهرا ويوما دما فالعشرة الاولى حيض ولو رأت المعتادة قبل عادتها يوما دما وعشرة طهرا ويوما دما فالعشرة التى لم تر فيها الدم حيض ان كانت عادتها والا ردت الى ايام عادتها - وفى الهداية الاخذ بقول ابى يوسف ايسر اه وكثير من المتاخرين افتوا به لانه اسهل على المفتى والمستفتى سراج وهو الاولى فتح وهو قول ابى حنيفة الآخر نهاية -

دوسرا قول یہہ ہے کہ خون کا مدت حیض کی دونون طرفون کو محیط ہونا شرط ہے تو حیض کا طہر سے شروع ہونا اور طہر پر ختم ہونا جائز نہین ہے۔ پس اگر کوئی عورت پہلی آ ایکدن خون دیکھے اور آٹھہ دن طہر پہر ایک دن خون دیکھے تو یہہ دس دن حیض ہونگے۔ حال آنکہ یہی دس دن محمد کے قول پر جو آئندہ بیان ہوگا حیض نہین ہین اور اگر عادت والی عورت اپنی عادت سے ایک دن پہلے خون دیکھے اور نو دن پاک رہے پہر ایک دن خون دیکھے اس صورت مین ایک دن ہی حیض نہوگا۔

ظاہر ہے کہ اسی صورت مین ابو یوسف کے قول پر جو انکے نزدیک اولی ہے اور امام اعظم کا قول اخیر ہے اخیر کے دس دن حیض مین) یہہ دوسرا قول تمام متون کے مصنفون نے اختیار کیا ہے۔ تیسرا امام محمد کا قول ہے کہ اونکے نزدیک شرط ہے کہ طہر دونون خونون کی برابر ہو یا اونسے کم ہو اور مدت حیض مین ہو پس اگر طہر متخلل کا زیادہ دونون خونون کے زمانہ سے زیادہ ہوگا تو وہ فاصل ہوگا لیکن دیکہا جائیگا کہ اگر ہر جانب مین اتنی مدت ہو جو حیض قرار دیجا سکتی ہے تب تو پہلا خون حیض ہوگا اور اگر اوسقدر مدت ایک جانب مین ہو تو وہی حیض ٹہریگی۔ اور دوسرا خون استحاضہ ہے اور اگر کسی جانب مین خون کی اتنی مدت نہو تو کل استحاضہ ہوگا۔ پس اگر کوئی عورت تین دن خون دیکھے اور پانچ دن طہر پہر ایک دن خون تو پہلے تین دن حیض کے ہونگے اور باقی طہر۔ ظاہر ہے کہ انحضرات کے نزدیک زیادہ مدت حیض کی دس دن اور بعضون کے قول پر پندرہ دن ہین تو ہر صورت مذکورہ مین درمیان کے پانچ دنون کو اور اخیر خون کے دن کو ایام طہر ٹہرانا فی الحقیقۃ حائض کو غیر حائض قرار دینا ہے اسلیے کہ دوسرا خون بہی اتنا ہی مدت حیض مین آیا ہے اس قول کی بہی تصحیح کی ہے اور اسی پر فتوی ہے

الثانية ان الشرط احاطة الدم لطرفی مدة الحيض فلا يجوز بداية الحيض بالطهر ولا ختمه به فلو رأت مبتدأة يوما دما وثمانية طهرا ويوما دما فالعشرة حيض ولو رأت معتادة قبل عادتها يوما دما وتسعة طهرا ويوما دما لا يكون شئ منه حيضا وكذا النفاس على هذا الاعتبار۔

الثالثة قول محمد ان الشرط ان يكون الطهر مثل الدمين او اقل فی مدة الحيض فلو كان اكثر فصل لكن ينظر ان كان فی كل من الجانبين ما يمكن ان يجعل حيضا فالسابق حيض۔ ولو فی احدهما فهو الحيض والآخر استحاضة والا فالكل استحاضة ولا يجوز بدء الحيض بالطهر ولا ختمه به فلو رأت مبتدأة يوما دما ويومين طهرا ويوما دما فالاربعة حيض لان الطهر المتخلل دون ثلث وهو لا يفصل اتفاقا كما مر ولو رأت يوما دما وثلثة طهرا ويومين دما فالستة حيض للاستواء ولو رأت ثلثة دما وخمسة طهرا ويوما دما فالثلثة حيض لغلبة الطهر فصار فاصلا والمتقدم امكن جعله حيضا هذا خلاصة ما فی شروح الهداية وغيرها وقد صحح قول محمد فی المبسوط والمحيط وعليه الفتوى - واما الرواية الثانية ففی البحر قد اختارها اصحاب المتون لكن لم تصحح فی الشروح -

بعضے حضرات اہلسنت حالت حیض میں عورت پر نماز کو واجب کہتے ہین۔ ظاہرا اسیوجہ سے حائض کی نماز کے قضا کرنے کو خلاف اولی کہتے ہین۔ ورنہ جو چیز کسیکے ذمہ نہو اوسکی قضا کیا معنی۔ اگر عورت سنتی نماز پڑہتی ہو یا اوسنے سنتی روزہ رکھا ہو اور حالت صوم وصلوۃ مین حائض ہو جائے تو انحضرات کے نزدیک اوس نماز اور روزہ کا قضا کرنا اوسکے ذمہ لازم ہے۔ اور اگر فرض نماز کی حالت مین حیض کا اتفاق ہو تو اوسکے قضا کرنے کو نہین کہتے گو اتنا وقت گذر گیا ہو جسمین نماز کا ادا کرنا ممکن تہا اور اوسکے بعد حیض ہوا ہو اسلئے کہ انکے نزدیک آخر وقت کا اعتبار ہے۔

بعض حضرات کا قول ہے کہ حائض کو اوس اونٹ کی مہار پکڑنا مکروہ ہے جسپر قرآن شریف رکہا ہو۔ افراط وتفریط ان حضرات کی قابل ملاحظہ ہے۔ کبہی تو قرآن مجید کی کتابت پیشاب اور خون سے اور میتہ کی جلد پر تجویز کرتے ہین اور کبہی جس اونٹ پر قرآن شریف ہو حائض کو اوسکی مہار پکڑنے کو منع کرتے ہین۔ ان ہذا لشی عجاب۔ ✢

✢

رد محتار ✢ وهل يمنع (الحيض) وجوبها (صلوة) لعدم فائدته وهى الاداء او القضاء ام لا و تسقط للحرج خلاف۔ وهل يكره لها قضاء الصلوة لم ار لا صريحا وينبغى ان يكون خلاف الاولى قال فى النهر ويدل عليه قولهم لو غسل راسه بدل المسح كره اه ولو شرعت (حائض) تطوعا فيهما (صلوة وصوم) فحاضت قضتهما۔

رد محتار ✢ قوله ولو شرعت تطوعا فيهما) اى فى الصلوة والصوم اما الفرض ففى الصوم تقضيه دون الصلوة وان مضى من الوقت ما يمكنها اداءها فيه لان العبرة عندنا لآخر الوقت كما فى المسبع۔ قوله قضتهما) للزومهما بالشروع الخ ✢ وقال آخر يكره له[1] اخذ زمام الابل التى عليها المصحف قال المحبوبى ولكنه بعيد۔

✢ ✢ ✢

[1] اى للحائض ۱۲ منہ

✢

کہتے ہیں کہ اگر حیض اپنی کمتر مدت پر منقطع ہوگا تو غسل کا وقت زمان حیض میں شامل ہوگا اور اگر زیادہ مدت پر حیض کا انقطاع ہوگا تو غسل کا زمانہ طہر میں داخل ہوگا۔ اسی وجہ سے بعد انقطاع کے آخر وقت نماز سے بقدر غسل اور تحریمہ کے وقت باقی رہنا پہلی صورت میں اور صرف بقدر تحریمہ کے باقی رہنا دوسری صورت میں وجوب نماز کے لئے کافی جانتے ہیں۔ اور امام اعظم صرف لفظ اللہ کو تحریمہ ٹھراتے ہیں اور اسی پر فتوی ہی اور بھی اسی سبب سے پہلی صورت میں بغیر غسل وغیرہ کے اوسکا جماع حلال نہیں جانتے اور دوسری صورت میں حلال سمجھتے ہیں۔ بالجملہ دونوں صورتوں میں ایسی امتیاز قابل لحاظ ہے۔ اور دونوں صورتوں میں خصوصًا دوسری صورت میں گویا حائض پر ایجاب نماز ہے فتدبر۔ حائض کا جماع جو نص قرآن سے حرام ہے اوسکے حلال سمجھنے والے کو کافر نہیں کہتے اور یہی انکے نزدیک صحیح ومعتمد ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ بوجہ ایذا کے حرام ہے تو حرام لغیرہ ہوا اور ایسے حرام کا حلال جاننے والا

دُرّ مختار + وهل يعتبر التحريمة في الصوم الاصح لا وهي من الطهر مطلقا وكذا الغسل لو لاكثره والا فمن الحيض فتقضي ان بقي قدر الغسل والتحريمة ولو لعشرة فقدر التحريمة فقط وهي (تحريمة) الله عند ابي حنيفة والله اكبر عند ابي يوسف والفتوى على الاول كما في المضمرات قهستاني - تنوير ويحل وطؤها اذا انقطع حيضها لاكثره وان لاقل لا حتى تغتسل الخ -

دُرّ مختار + ووطؤها يكفر مستحله كما جزم به غير واحد وكذا مستحل وطي الدبر عند الجمهور وقيل لا يكفر في المسئلتين وهو الصحيح وعليه المعول لانه حرام لغيره -

رد المحتار + قوله لانه حرام لغيره اي حرمته لعينه بل لامر راجع الى شئ خارج عنه وهو الايذاء قال في البحر عن الخلاصة من اعتقد الحرام حلالا او على القلب يكفر اذا كان حراما لعينه وثبتت حرمته بدليل قطعي اما اذا كان حراما لغيره بدليل قطعي او حراما لعينه باخبار الاحاد لا يكفر اذا اعتقده حلالا اه ومثله في

جواز مباشرت حائض با وجود آلودگی بخون و نفاس قرار دادن ... کو بچہ بجز ... قدرے

از جنین برآید و تعیین مدت نفاس "تا چہل بلکہ شصت" روز +

حائض کی مباشرت بالاے ازار جائز کہتے ہین گو خون سے آلودگی لازم ہو۔ اور مستحاضہ کا جماع خون بہنے کے وقت بہی جائز ٹہراتے ہین لطف یہہ ہے کہ جسکا ذکر نجس ہو اوسکے دہونے سے پہلے اوس شخص کے جماع کو حرام کہتے ہین۔ اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور مطلق خون نہ آئے تب بہی اوسکے لئے نفاس قرار دیتے ہین۔ اور اگر بچہ عورت کی ناف سے پیدا ہوا اور ناف ہی سے خون آئے اوسکو نفاس نہین کہتے۔ اور نفاس کی اکثر مدت چالیس دن اور بعضے ساٹھ ۶۰ دن ٹہراتے ہین اور انکے امام اعظم طہر متخلل کو نفاس مین فاصل نہین کہتے۔ یہانتک کہ اگر کوئی عورت جننے کے بعد ایک دن خون دیکہے اور اڑتیس ۳۸ دن پاک رہے اور پہر ایک دن خون دیکہے تو کل چالیس دن اوسکے نزدیک نفاس ہونگے اور پاک عورت ناپاک قرار پائیگی۔ اور اتنی مدت تک نماز و روزہ کچہہ عمل مین نہ لائیگی۔

اسکے ساتہہ یہہ سنیئے کہ جو خون تمام بچہ یا اکثر بچہ نکلنے کے بعد آئے اوسکو نفاس کہتے ہین اور اگر بچہ تہوڑا سا نکلا ہوا اور باقی باقی ہو تو اوسکے نکلنے کیوقت کتنا ہی خون آئے اوسکو نفاس نہین ٹہراتے بلکہ اسی حالت مین کہ کچہہ بچہ باہر ہے اور باقی اندر ہے اور خون بہہ رہا ہے اوسکو وضو اور نماز کی مع رکوع و سجود کے تکلیف دیتے ہین اور تاخیر کو منع کرتے ہین۔ اور اس صورت مین نماز نہ پڑہنے سے اوسکو عاصی ٹہراتے ہین۔ اور بچہ کی حفاظت کے لئے اوسکے نیچے ہانڈی رکہنے کی یا گڈہا کہودنے کی تجویز کرتے ہین۔ +

ردمحتار ÷ وكذا قولهم يجوز مباشرة الحائض فوق الازار وان لزم منه التلطخ بالدم وتمامه فى البحر - ايضًا قوله جماعا) ظاهره جوازه فى حال سيلانه وان لزم منه تلويث وكذا هو ظاهر غيره من المتون والشروح - ايضًا افتى بعض الشافعية بحرمة جماع من تنجس ذكره قبل غسله الا اذا كان به سلس فيحل كوطئ المستحاضة مع الجريان ويظهر انه عندنا كذلك -

درمختار ÷ النفاس لغة ولادة المرأة وشرعا دم فلو لم تره هل تكون نفساء المعتمل نعم يخرج من رحم فلو ولد من سرتها ان سال الدم من الرحم فنفساء والا فذات جرح وان ثبت له احكام الولد عقب ولد او اكثره ولو منقطعا عضوا عضوا لا اقله فتتوضأ ان قدرت او تتيمم وتومى بصلوة ولا تؤخرها عن الصحيح القادر - ردمحتار ÷ قوله فتتوضأ) تفريع على قوله لا اقله - قوله وتومى بصلوة) اى ان لم تقدر على الركوع والسجود قال فى البحر عن الظهيرية ولو لم تصل تكون عاصية ثم كيف تصلى قالوا يؤتى بقدر فيجعل القدر تحتها او يحفر لها وتجلس هناك وتصلى كى لا تؤذى ولدها - درمختار ÷ واكثره اربعون يوما كذا رواه الترمذى وغيره ولان اكثره اربعة امثال الحيض - ردمحتار ÷ قوله ولان اكثره) يعنى بالاجماع كما فى البحر حتى من جعل اكثر الحيض خمسة عشر جعل اكثر النفاس ستين - ايضًا ÷ الطهر المتخلل بين الاربعين فى النفاس لا يفصل عند ابى حنيفة سواء كان خمسة عشر او اقل ويجعل احاطة الدمين بطرفيه كالدم المتوالى و عليه الفتوى وعندهما خمسة عشر تفصل فلو رأت بعد الولادة يوما دما وثمانية وثلثين طهرا ويوما دما فعنده الاربعون نفاس -

جس عورت کے دو بچے ایک حمل سے پیدا ہون تو اوسکا نفاس صرف پہلے بچہ سے ٹہراتے ہین نہ دوسرے سے آور دوسرا بچہ اگر پہلے بچہ سے چالیس دن بعد پیدا ہو۔ آور اوسکی ولادت کے بعد خون آسے اوسکو استحاضہ کہتے ہین آور دونون کی ولادت مین نصف سال سے کم کا فاصلہ جائز سمجھتے ہین ۔ آور اگر تین بچے ہون تو پہلے آور دوسرے مین چھ مہینے سے زائد کا فاصلہ بھی جائز ٹہراستے ہین ۔ آور محمد اور زفر دوسرے بچہ سے نفاس قرار دیتے ہین آور پہلے بچہ کی ولادت سے جو خون آئے اوسکو استحاضہ کہتے ہین ۔ بہرحال دونون قولون پر اگر دوسرا بچہ بعد گذرنے اکثر مدت نفاس کے پیدا ہوگا ایک نفاس ٹہر ٹہریگا آور بعضون نے جو اس صورت مین دوسرے کی ولادت سے بھی نفاس قرار دیا ہے اسکو یہہ حضرات صحیح نہین جانتے ۔ یہہ حضرات اوس شخص کو جو مرض سلسل البول وغیرہ مین مبتلا ہو جب معذور ٹہراتے ہین کہ اوسکا عذر نماز مفروض کے تمام وقت کو گہیرلے۔ اسلیئے کہتے ہین کہ اگر فرض نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر عارض ہو تو آخر وقت تک انتظار کرے اگر عذر منقطع ہو تو وضو کرکے نماز پڑھ لے ۔ پہر اگر دوسرے فرض کے وقت کے اثنا مین عذر منقطع ہوجائے تو پہلی نماز کا اعادہ کرے کیونکہ عذر نے دونون وقتون مین سے ایک کو بھی بالتمام نہین گہیرا اسیطرح زوال عذر کے لئے تمام وقت کے گہیرنے کو اعتبار کرتے ہین پھر شروع انقطاع سے عذر کو ساقط سمجھتے ہین ۔ اسیوجہ سے کہتے ہین کہ اگر اثناے نماز مین منقطع ہو اور دوسرے وقت کے آخر تک انقطاع رہے تو پہلی نماز کا اعادہ کرے ۔ آعادہ کا حکم دونون جگہ قابل لحاظ ہے ۔ انحضرات کے نزدیک اگر کوئی غرب اور رمد اور عمش مین جو آنکھون کے امراض ہین مبتلا ہو اور جسکے بدن سے رطوبت درد کے ساتھہ نکلتی ہو اوسکو بھی معذور ٹہراتے ہین ۔ ✤

درمختار ÷ والنفاس لام توامین من الاول هما ولدان بینهما دون
نصف حول وکذا الثالثة ولو بین الاول والثالث اکثر منه فی الاصح
رد محتار ÷ قوله من الاول) والمرئی عقیب الثانی ان کان فی الاربعین
فمن نفاس الاول والا فاستحاضة وقیل اذا کان بینهما اربعون
یجب علیها نفاس من الثانی والصحیح هو الاول نهایه وبحر ثم ما ذکره
المصنف قولهما وعند محمد وزفر من الثانی والاول استحاضة وثمرة
الخلاف فی النهر — درمختار ÷ وصاحب عذر من به سلس بول لا یمکنه
امساکه او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضة او بعینه رمد او
عمش او غرب وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرة ان استوعب
عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ
ویصلی فیه خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع
الیسیر ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فی حق الابتداء و
فی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق
الزوال استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة — ردمحتار ÷
ای بان لا یوجد العذر فی جزء منه اصلا فیسقط العذر من
اول الانقطاع حتی لو انقطع فی اثناء الوضوء او الصلوٰة ودام
الانقطاع الی اخر الوقت الثانی یعید ولو عرض بعد دخول وقت
فرض انتظر الی اخره فان لم ینقطع یتوضأ ویصلی ثم ان انقطع فی
اثناء الوقت الثانی یعید تلک الصلوٰة الخ — ÷

اور معذور کو کپڑے وغیرہ کے دہونے سے معاف رکھتے ہین اور اوسکو ہر فرض نماز کے
وقت کے واسطے وضو کا حکم دیتے ہین۔ اور اسی ایک وضو سے فرض کے
تمام وقت مین اس فرض کے اور نوافل کے اور قضا فرائض کے پڑہنے کی اجازت
دیتے ہین اور اوسکے وضو کو ایسا مستحکم سمجھتے ہین کہ وہ بغیر فرض کا وقت گذر جانے
کے باطل نہین ہوتا۔ یہانتک کہ اگر معذور بعد طلوع آفتاب کے وضو کریگا تو اوسکا وضو جب
باطل ہوگا کہ نماز ظہر کا وقت نکل جائیگا۔

انحضرات کے نزدیک نجس چیز خواہ برتن ہو خواہ کہانے کی شے ہو مستعمل پانی
سے جسکو نجس جانتے ہین اور سرکہ اور گلاب وغیرہ سے اور دودھ سے
بلکہ جس حیوان کا گوشت کہاتے ہون اوسکے پیشاب سے جو انکے نزدیک خود نجس
ہے پاک ہوجاتی ہے یہانتک کہ آب دہن سے بہی طاہر ہوجاتی ہے کہتے ہین کہ اگر
کسیکی اونگلی بول و براز سے نجس ہوجاتے تین بار چاٹنے سے پاک ہوجائیگی۔
ہرچند ان سب صورتون مین حصول طہارت موجب حیرت ہے خصوصاً آب
مستعمل اور پیشاب سے کہ وہ تو انکے قول کی موافق تنجیس ہے نہ تطہیر اور اخیر کی
تطہیر تو انہین حضرات کا کام ہے۔

کہتے ہین کہ پوستین اور موزہ اور جوتہ اگر جرم دار نجاست سے جو بعد خشک
ہونے کے نظر آئے خواہ وہ شراب اور پیشاب ہو جسمین مٹی مِل گئی ہو نجس ہوجائین۔
تو وہ ملنے سے پاک ہوجاتی ہین گو وہ نجاست تر ہو اور موزہ اور جوتے مین
نجاست کمیر ہونے
کی قید نہین۔

درمختار

وحکمہ الوضوء لاغسل ثوبہ ونحوہ لکل فرض اللام للوقت کما فی
لدلوک الشمس ثم یصلی بہ فیہ فرضا ونفلا فاذا خرج الوقت بطل
ای ظہر حدثہ السابق وافاد انہ لو توضأ بعد الطلوع ولو لعید اوضحی
لم یبطل الا بخروج وقت الظہر۔

ردالمحتار

ای ای فرض کان نہر ای فرض الوقت او غیرہ من الفوائت۔
درمختار ÷ یجوز رفع نجاسۃ حقیقیۃ عن محلھا ولو اناء او ماکولا
علم محلھا او لا بماء ولو مستعملا بہ یفتی وبکل مائع قالع للنجاسۃ ینعصر
بالعصر کخل وماء ورد حتی الریق فتطہر اصبع وثدی تنجس بلحس ثلثا
بخلاف نحو لبن کزیت وما قیل ان اللبن وبول ما یوکل مزیل فخلاف
المختار۔

ایضا

ویطہر خف ونحوہ کنعل تنجس بذی جرم ھو کل ما یرے
بعد الجفاف ولو من غیرھا کخمر وبول اصابہ تراب بہ یفتی
بدالک ردمحتار ÷ قولہ کنعل ومثلہ الفرو اھ ح عن القہستانی
والحموی - قولہ ویطہر خف ونحوہ) اطلقہ فشمل ما اذا اصاب
النجس موضع الوطء وما فوقہ وھو الصحیح کما فی حاشیۃ الحموی۔
قولہ بذی جرم) ای وان کان رطبا علی قول الثانی وعلیہ اکثر
المشائخ وھو الاصح المختار لعموم البلوی۔ ÷

انحضرات کے نزدیک جس چیز مین مسام نہون جیسے آئینہ اور ناخن اور ہڈی اور روغندار برتن اور غیر منقوش چاندی کے ٹکڑے پونچھنے سے پاک ہوجاتی ہے خواہ اوسکو جرم دار نجاست لگی ہو یا غیر اوسکے اور خواہ نجاست تر ہو یا خشک ہو مثلا چینی کی رکابی یا پیالہ جو بول و براز سے نجس ہوجائین اونکو پونچھکر بے تکلف اوسمین کھانا کھا لینگے اور جس مقام پر پچھنے لگاتے ہیں جائین وہ خون آلود مقام تین دفعہ کپڑا بھگوکر پونچھنے سے پاک ہوجاتا ہے اور بعضون نے ایک دفعہ کو بھی کافی سمجھا ہے۔ بلکہ بدن پر کوئی نجاست ہو تین بار ہاتھ بھگوکر پونچھنے سے طہارت حاصل ہوتی ہے۔ نجس زمین ہوا سے خشک ہوکر پاک ہوجاتی ہے اور اوسپر نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا درست ہے مگر تیمم درست نہین اور اوسکی سند مین ایک حدیث پیش کرتے ہین جو سنن ابو داؤد مین ابن عمر سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ مین رات کو مین مسجد مین رہا تھا اور کتے وہان پیشاب کیا کرتے تھے اور آتے جاتے تھے اور لوگ وہان کچھہ چھڑکتے بھی نہ تھے دہونے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ کہتے ہین کہ اگر نجس زمین کا جلد پاک کرنا منظور ہو تو اوسپر تین بار پانی ڈالدیا جاتے اور پاک کپڑے سے خشک کردیا جائے نجس چکی بھی خشک ہوکر پاک ہوجاتی ہے۔ انحضرات کے نزدیک خشک منی بھی ملنے سے پاک ہوجاتی ہے گو اثر باقی رہجاتے۔ حالانکہ منی کی نجاست کو مغلظہ کہتے ہین۔ اور منی کے اسطرح پاک ہونے کی سند مین انکی ایک حدیث موضوع ہے جسکو صحیح کہتے ہین اور وہ عائشہ سے منقول ہے کہ وہ کہتی ہے کہ مین لباس اقدس اساس رسولخدا صلعم سے منی کو چھیلا کرتی تھی حالانکہ حضرت نماز پڑھتے ہوتے تھے بلکہ خون جو خشک ہوجاے اور اسیطرح براز غلیظ جو کپڑے مین لگ جاتے وہ بھی منی کیطرح چھیلنے اور مل ڈالنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ اور جب جبڑ بن صرف ملنے وغیرہ سے بغیر پانی کے پاک ہوتے ہین پھر بھیگنے سے نجس نہین ہوتین اور یہی معتمد ہے۔

در مختار * ویطہر صقیل لا مسام له کمرآة وظفر وعظم وزجاج وآنیة مدهونة او
خراطی وصفائح فضة غیر منقوشة بمسح یزول به اثرها مطلقا به یفتی - رد مختار *
قوله مطلقا ای سواء اصابه نجس له جرم اولا رطبا کان او یابسا علی المختار للفتوی
شرنبلالیة عن البرهان - ایضا * بقی ما یطهر بالمسح موضع الحجامة ففی الظهیریة اذا
مسحها بثلث خرق رطبات نظاف اجزاه عن الغسل - اقول وقد نقل فی القنیة
عن بعض الائمة الاکتفاء فیها بالمسح مرة واحدة اذا ازال بها الدم - فی ابو لوالجیة
اصابه نجاسة فبل یده ثلثا ومسحها ان کانت البلة من یده متقاطرة جاز والا
فلا - فی الخانیة عن ابی جعفر علی بدنه نجاسة فمسحها بخرقة مبلولة ثلثا یطهر
لو الماء متقاطرا علی بدنه - در مختار * وتطهر ارض بخلاف نحو بساط بیبسها
ای جفافها ولو بریح وذهاب اثرها کلون وریح لاجل صلوة علیها لا لتیمم بها
لان المشروط لها الطهارة وله الطهوریة - رد مختار * قوله بیبسها) لما فی
سنن ابی داود باب طهور الارض اذا یبست وساق بسنده عن ابن عمر قال
کنت ابیت فی المسجد فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وکنت شابا عزبا
وکانت الکلاب تبول وتقبل وتدبر فی المسجد ولم یکونوا یرشون شیئا من
ذلک ولو ارید تطهیرها عاجلا یصب علیها الماء ثلث مرات وتجفف کل
مرة بخرقة طاهرة - در مختار * فالمنفصل یغسل الا حجرا خشنا کرحی فکارض

ویطهر منی ای محله یابس بفرکه ولا یضره بقاء اثره الخ - رد مختار * و
قد یؤید ما صححه فی الحلیة بما صح عن عائشة رضی الله عنها کنت احک المنی
من ثوب رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یصلی - ایضا رد مختار * و فی

الجنبی لو اصاب الثوب ... فیبس بعد ... طهر کالمنی - فی القهستانی عن النوازل ان النعل ... یطهر عن العذرة الغلیظة بالفرک قیاسا علی المنی -
در مختار * ثم هل یعود نجسا ببله بعد الفرک المعتمد لا وکذا کل ما حکم بطهارته بغیر مائع ... اهـ *

انحضرات کے نزدیک مطہرات تیس سے زیادہ ہین از انجملہ یہہ ہے کہ نجس بدن یا نجس کپڑا جسکی نجاست کا محل فراموش ہوجاتے وہ بے تامل و تحری کے ایک کنارے کے دہونے سے پاک ہوجاتا ہے اور یہی انکے نزدیک مختار ہے۔ اور تحری کرکر دھونے کو یا تمام کپڑے کے دھونے کو غیر مختار جانتے ہین اور نجس گھی زیادہ جوش سے پاک ہوجاتا ہی ناپاک روئی دہننے سے پاک ہوجاتی ہے اور نجس چیز تقسیم سے پاک ہوتی ہے اور بعد تقسیم کے نجس چیز کے دونون حصے پاک ہونگے۔ اسیطرح نجس چیز مین سے اگر تھوڑی سی کھا لیجائے یا بیع کیجائے یا ہبہ کردیجاتے وہ اس تصرف سے کل پاک ہوجاتی ہے مثلاً جو کھالی وہ بھی پاک اور جو باقی رہی وہ بھی پاک۔ اور نجس گوشت جوش سے پاک ہوجاتا ہے۔ اور چھوٹے حوض نجس مین اگر تھوڑا سا پانی ایک طرف سے آکر دوسری طرف کو نکل جائے حوض پاک ہوجاتی ہے۔ یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر پانی مین شراب یا شراب مین پانی ڈالا جاتے پھر شراب سرکہ ہوجاے تو صحیح یہہ ہے کہ مجموع پاک ہے اور اگر شراب مین چوہا گر جاتے اور اوسکے نکالنے کے بعد سرکہ بنے تب تو وہ پاک ہی ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر سرکہ ہونے کے بعد بھی چوہا نکالا جائیگا تب بھی وہ پاک ہی اور اگر کھانے کی دیگ مین شراب ڈالدیجاتے پھر اوسمین سرکہ ڈالدیا جاتے اور وہ ترش ہوجاتے اوسکے کھانے کا کچھہ مضائقہ نہین بلکہ جس نجس چیز مین سرکہ ڈالدیا جاتے اور وہ سرکہ ہوجاتے پاک ہوجائیگی۔ اگر شراب مین روٹی یا پیاز ڈالدیجاتے پھر شراب سرکہ ہوجاتے تو صحیح یہہ ہے کہ وہ بھی پاک ہے۔

نجس روغن اوسکا صابون بنانے سے پاک ہوجاتا ہے اور یہی مفتی بہ ہی

دُرِّ مختار

وقد انهيت فى الخزائن المطهرات الى نيف وثلثين ايضا : وغسل طرف ثوب اوبدن اصابته نجاسة ونسى المحل مطهر له وان وقع الغسل بغير تحرهو المختار - رد محتار - ومقابله القول بالتحرى والقول بغسل الكل -

رد محتار : منقول از خزائن بيان مطهرات وغسل طرف ثوب نسى محل نجاسته - و تغور سمن جامد بان لا يستوى من ساعته وندف قطن تنجس قله وقسمة مثل وبيع وهبة واكل لبعضه - وغلى اللحم عند الثانى - انتهى ملخصاً -

در مختار : كما لوبال حمر خصها لتغليظ بولها اتفاقا على نحو حنطة تدرر منها فقسم اوغسل بعضه اوذهب بهبة اواكل اوبيع كما مر حسب يطهر الباقى وكذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس فى كل طرف كمسئلة الثوب -

ايضاً رد محتار : قوله والدخول) اى دخول الماء الطاهر فى الحوض الصغير النجس مع خروجه من جانب آخر وان قل فى الصحيح -

ايضاً : قال فى الفتح ولو صب ماء فى الخمر او بالعكس ثم صار خلاً طهر فى الصحيح بخلاف مالو وقعت فيها فارة ثم اخرجت بعد ما تخللت فى الصحيح لانها تنجست بعد التخلل بخلاف مالو اخرجت قبله اه وفى الخانية خمر صب فى قدر الطعام ثم صب فيه الخل وصار حامضا بحيث لايمكن اكله وحموضته حموضة الخل لاباس باكله وعلى هذا اكل ماصب فيه الخل وصار خلا - واذا القى فى الخمر رغيف اوبصل ثم صار الخمر خلاً فالصحيح انه طاهر - در مختار : ويطهر زيت نجس بجعله صابونا به يفتى -

یہ حضرات روغن کے صابونوں مین شامل ہونے کو انقلاب عین تصور کرتے ہین اسیوجہ سے کہتے ہین کہ اگر میتہ کی چربی کا بھی صابون بنایا جائیگا وہ بھی پاک ہوجائیگی بلکہ اگر انسان یا کتا صابون کی دیگ مین گر جائیگا اور صابون بنجائیگا وہ بھی پاک ہوجائیگا - اور اس مسئلہ کو وسعت دیتے ہین اور کہتے ہین کہ جس چیز مین اس طرح کا تغیر اور انقلاب حقیقت ہوگا اور اوسمین عام حاجت ہوگی اسی طور پر اوسکی طہارت کہی جائیگی چنانچہ انگور اگر نجس ہوگئے ہون خصوصًا اس وجہ سے کہ چوہے اوسمین گھستے ہین اور پیشاب اور مینگنیان کرتے ہین اور کبھی مرجاتے ہین اور اونکا شیرہ پکالیا جائے، تو وہ بھی پاک ہوگا - اور نجس تل اگر پیس لئے جائین یا اونکی کھلی ہوجائے وہ بھی پاک ہوجائینگے انحضرات کے نزدیک نجاست مغلظہ اگر کثیف ہو تو درہم بھر اور اگر رقیق ہو تو ہتھیلی کی گہرائی کی برابر معاف ہے مثلاً اگر کثیف براز کسیکے بدن یا لباس مین لگا ہو اور وزن مین ایک درہم سے زیادہ نہو گو کسیقدر جگہ مین پھیلا ہوا ہو وہ بے تکلف نماز پڑھ سکتا ہے - اسیطرح اگر پیشاب یا شراب ہتھیلی کی گہرائی برابر لگی ہون نماز مین کچھ مضائقہ نہین - کہتے ہین کہ عمر سے قلیل کی نجاست کی بابت جو کپڑے کو لگجائے دریافت کیا گیا تو جواب مین کہا کہ اگر میرے ناخن کی برابر ہو تو نماز کی مانع نہوگی - یہ حضرات بیان کرتے ہین کہ حضرت عمر کا ناخن ہماری ہتھیلی کے قریب تھا اور شپرہ کے پیشاب و بیٹ کو اور چوہے کے پیشاب کو تو پاک ہی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر چوہے کی مینگنیان گیہون کے ساتھ پسجائین اور اونکا اثر ظاہر نہو تو عفو ہے بے تکلف اوسکے آٹے کی روٹی کھائے - اور بلی کا پیشاب بھی عفو ہے اور اوسی پر فتوے ہے جیسے کہ گذرا - +

رد محتار :- ویطہر زیت) هذه المسئلة فرعوها علی قول محمد بالطهارة
بانقلاب العین الذی علیه الفتوی واختاره اکثر المشائخ خلافا لابی یوسف کما
فی شرح المنیة والفتح وغیرهما - وعبارة المجتبی جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته
لانه تغیر والتغیر یطهر عند محمد ویفتی به للبلوی وظاهره ان دهن المیتة کذلك
لتعبیره بالنجس دون المتنجس وعلیه یتفرع مالو وقع انسان او کلب فی قدر
الصابون فصار صابونا یکون طاهرا لتبدل الحقیقة اه ثم اعلم ان العلة عند
محمد هی التغیر وانقلاب الحقیقة وانه یفتی به البلوی کما علم مما مر ومقتضاه عدم
اختصاص ذلك الحکم بالصابون فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر وانقلاب
حقیقة وکان فیه بلوی عامة فیقال کذلك فی الدبس المطبوخ اذا کان
زبیبه متنجسا ولا سیما ان الفارین خله فیبول ویبعر فیه وقد یموت فیه
وقد بحث کذلك بعض شیوخ مشائخنا فقال وعلی هذا اذا تنجس السمسم
ثم صار طحینة یطهر وخصوصا وقد عمت به البلوی وقاسه علی ما اذا
وقعت عصفورة فی بئر حتی صار طینا لا یلزم اخراجه لاستحالته -
تنویر :- وعفی عن قدر درهم وهو مثقال فی کثیف وعرض مقعر الکف فی
رقیق من مغلظة کعذرة وبول غیر ماکول ولو من صغیر لم یطعم - در
الا بول الخفاش وخرءه فطاهر وکذا بول الفارة لتعذر التحرز عنه و
علیه الفتوی - وسیجئ اخر الکتاب ان خرءها لا یفسد ما لم یظهر اثره وفی
الاشباه بول السنور عفو وعلیه الفتوی - رد محتار :- ویعضده ما ذکره
المشائخ عن عمر انه سئل عن القلیل من النجاسة فی الثوب فقال اذا کان مثل

ظفری هذا لا یمتنع جواز الصلوة قالوا وظفره کان قریبا من کفنا - :-

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر تنور پر نجس پانی چھڑکا جاے یا اوسپر لڑکا پیشاب کردے یا نجس بھیگے ہوے کپڑے سے اوسکو پونچھا جاے اوسمین روٹی پکانا کچھ مضائقہ نہین۔ +

انکی بعضی روایتون سے سواے خمر کے اور اقسام شراب کے طہارت ثابت ہے۔ سواے پرندون کے اور حیوانات کے فضلہ کی نجاست ابوحنیفہ کے نزدیک مغلظہ ہے مگر امام محمد جو خلیفہ کے ساتھ رَے مین پہونچے اور وہان راستے اور مکانات فضلہ سے بھرے ہوے دیکھے تو فضلون کی طہارت کا حکم دیدیا اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ پھر اور مشائخ نے جو دیکھا کہ بخارا مین نجس کیچڑ کثرت سے ہے تو امام محمد کے قول پر قیاس کرکر وہان کی نجس کیچڑ کو اونھون نے پاک کردیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان حضرات نے شریعت کو اپنی ضرورت کا تابع کررکھا ہے۔ نجاست مخففہ جیسے غیر ماکول پرندون کی بیٹ الحضرات کے نزدیک تمام بدن اور تمام کپڑے کہ کتنا ہی بڑا ہو چہارم سے کچھ کم تک معاف ہے۔ یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر پیشاب کی چھوٹی چھوٹی چھینٹین سوئی کی نوک کی برابر بدن یا کپڑون پر آئین یا قلیل پانی مین پڑجائین تو معاف ہین۔ گو اونکا اثر کپڑے پر آنکھ سے نظر آے اور پانی اونکے گرنے سے متحرک ہوجاے یا کپڑے اور بدن پر پانی لگے سے وہ زیادہ پھیل جائین اوس کپڑے سے اور بدن سے نماز پڑھ لینا اور اوس پانی سے وضو کرلینا جائز ہے۔
+

درمختار کتنور رش بماء نجس لا باس بالخبز فیہ - ردمحتار :- ای او بال فیہ صبی او مسح بخرقۃ مبتلۃ نجسۃ -
ص
درمختار :- وخمر وفی باقی الاشربۃ روایات التغلیظ والتخفیف والطہارۃ الخ - ردمحتار :-
ص
ای المسکرۃ ولو نبیذا علی قول محمد المفتی بہ - درمختار :- درر وشرح وقایۃ خنثی افاد بہما نجاسۃ خرء کل حیوان غیر الطیور وقالا مخففۃ وفی الشرنبلالیۃ قولہما اظہر وطہرہما محمد آخرا للبلوی وبہ قال مالک ردمحتار :- ای فی آخر امرہ حین دخل الری مع الخلیفۃ ورأی بلوی الناس من امتلاء الطرق والخانات بہا وقاس المشائخ علی قولہ ہذا طین بخاری فتح -

درمختار

وعفی دون ربع جمیع بدن وثوب ولو کبیرا ہو المختار ذکرہ الحلبی من نجاسۃ مخففۃ کبول ماکول ومنہ الفرس وطہرہ محمد وخرء طیر من السباع غیر ماکول وقیل طاہر -

وعفی دم سمک ولعاب حمار والمذہب طہارتہا وبول انتضح کرؤس الابر وکذا جانبہا الآخر وان کثر باصابۃ الماء للضرورۃ لکن لو وقع فی ماء قلیل نجسہ فی الاصح -

ردمحتار :- وفی القہستانی عن التمرتاشی ان استبان اثرہ علی الثوب بان تدرکہ العین او علی الماء بان یتفرج او یتحرک فلا عبرۃ بکہ - :-

انحضرات کے نزدیک ان پیشاب کی چھینٹون مین درم کی برابر ہونے کے یا چہارم سے کم کپڑے برانے کی قید نہین بلکہ اگر کپڑا ان چھینٹون سے بہر جاے تب بھی عفو ہے اور اوس سے نماز جائز ہے۔ اسیطرح راستون کی کیچڑ مین بھی جسمین گوہ آدمیون کے ملے ہوے ہون وہ قید نہین۔ اگر کپڑے اوس کیچڑ سے گو یا گوہ سے بھرے ہوے ہون نماز جائز ہے بلکہ وہ گوہ بھری کیچڑ بمقتضاے انکے مذہب کے پاک بھی ہے۔ گویا گوہ ہی پاک ہے۔ اسیطرح کتون کی نجاست کیجگہ اور غسالہ کی چھینٹین جنکے گرنے کی جگہ برتن مین ظاہر نہو معاف جانتے ہین۔ یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص برتن لیکر استنجے کے لئے ہاتھ پر پانی ڈالے اور گرتے ہوے پانی مین ہاتھ تک پہونچنے سے پہلے پیشاب کا قطرہ جا پڑے تو وہ پانی نجس نہوگا اسلئے کہ وہ جاری ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ استنجے کا غسالہ بھی نجس نہو چنانچہ انہین مین سے بعض حضرات نے اس قول پر خود بھی یہہ الزام لگایا ہے۔ انکے نزدیک جو نجاست خشک ہونے کے بعد نظر آے اوسکا محل عین نجاست کے زوال سے پاک ہو جاتا ہے خواہ ایک ہی بار کے دہونے سے زوال ہو جاے خواہ ملنے سے یا رگڑنے سے زوال ہو جاے اور رنگ وبو کے باقی رہجانے کو مضر نہین سمجھتے اور اوسکے دور کرنے کے لئے گرم پانی یا صابون کی تکلیف نہین دیتے بلکہ وہ کپڑا جو نجس رنگ مین رنگا جاے اوسکو تین بار دھونے سے پاک کہتے ہین گو وہ رنگ خام ہو ایسے ہی جو نجس روغن مین ہاتھ ڈالدے یا نجس مہندی لگاتے یہان بہی تین بار دھونے سے طہارت ہو جاتی ہے گو روغن کی چکنائی بدستور باقی رہیگی کہ یہہ حضرات نجس روغن کے اثر کو مضر نہین جانتے اور نجاست کے دھونے مین نچوڑنے کو شرط نہین کہتے حالانکہ بدون اوسکے طہارت مشکل ہے۔ کہتے ہین کہ اگر استنجا کرنے مین آبدست کا نجس پانی

ہو رزدان کا کہ بجاے تو عرط استنجا کے کیا عوض سے دو گھونٹ پانی کے بیٹھ جائیں او لیکے بعد اسکے کرنے کی حاجت نہین۔ +

رد المحتار + لكن يفرق بينهما بان البول الذى كرؤس الابر اعتبر كالعدم للضرورة
ولو اعتبر وا فيه قدر الدرهم بدليل ما فى البحر انه معفو عنه للضرورة وان
امتلأ الثوب - در مختار + وطين شارع وبخار نجس وغبار سرقين ومحل كلاب و
انتضاح غسالة لا يظهر مواقع قطرها فى الاناء عفو - ردمختار + وفى الفيض
طين الشوارع عفو وان ملأ الثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات ويجوز
الصلوة معه اه وقد منا ان هذا قاسه المشائخ على قول محمد اخرا بطهارة
الروث والخثى ومقتضاه انه طاهر ايض + وقال فى الضياء فى فصل
الاستنجاء ذكر فى الواقعات الحسامية لو اخذ الاناء فصب الماء على يده
للاستنجاء فوصلت قطرة بول الى الماء النازل قبل ان يصل الى يده قال
بعض المشائخ لا ينجس لانه جار فلا يتاثر بذلك قال حسام الدين هذا
القول ليس بشئ والا لزم ان يكون غسالة الاستنجاء غير نجس - در مختار
ويطهر محل نجاسة اما عينها فلا تقبل الطهارة مرئية بعد جفاف
كدم بقلعها اى بزوال عينها واثرها ولو بمرة او بما فوق ثلث فى الاصح و
لم يقل بغسلها ليعم نحو دلك وفرك ولا يضر بقاء اثر كلون وريح لازم
فلا يكلف فى ازالته الى ماء حار وصابون ونحوه بل يطهر ما صبغ او خضب
بنجس بغسله ثلثا - ردمختار + قوله بقلعها) فيه ايماء الى عدم اشتراط العصر
وهو الصحيح - ردمختار + وعلى هذا اذا اصاب خفيه فى الاستنجاء من الماء
المتنجس فانهما يطهران بطهارة المحل تبعا حيث لم يكن لهما خرق اه ابو السعود
عن شيخه آ علم انه ذكر فى المنية انه لو ادخل يده فى الدهن النجس او اختضبت

المرأة بالحناء النجس او صبغ الثوب بالصبغ النجس ثم غسل كل ثلثا طهر - در مختار + لا يضر اثر دهن الخ - +

امام شافعی کے نزدیک اگر پانی نجاست پر وارد ہو تو نجس نہین ہوتا۔ جیساکہ پہلے گذرا ظاہر ہے کہ اس صورت مین غسالہ استنجا بھی پاک ہوگا کیونکہ آب استنجا بھی نجاست پر وارد ہوا کرتا ہے آور جو پانی متنجس چیز سے ملے جبتک اوس سے جدا نہوا وسکو حنفیہ نجس نہین کہتے۔ یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر کسیکی ہڈی ٹوٹ جائے اور کُتّے کی ہڈی سے وصل کرلے اور بغیر ضرر کے نکل نہ سکے اوسکی نماز درست ہے نماز جماعت بھی پڑہا سکتا ہے آور اگر کوئی اپنے اوکھڑے ہوے دانت کو پھر لگالے آور وہ دانت جم جائے اور قوی ہوجائے تو اگر بغیر ضرر کے اوکھڑ سکے اوسکو اوکھاڑ ڈالے ورنہ رہنے دے مگر اوسکا منہ نجس رہیگا اور کسیکو نماز نہ پڑہائیگا۔

ظاہر ہے کہ اس صورت مین آدمی کتے سے بدتر ٹھہرتا ہے۔ اگر سور کی چربی مین کیمخت کی دباغت کیجائے دہونے سے اوسکی طہارت ہوجائیگی اور اوس چربی کے اثر کے باقی رہنے کو مضر نہین کہتے۔ مردار کی چربی کا جلانا سوائے مسجد کے اور مکانون مین جائز جانتے ہین آور جو نجاست خشک ہونے کے بعد نظر نہ آتی ہو اوسکی نسبت کہتے ہین کہ جب دہونیوالے کو یا استعمال کرنیوالے کو اوسکے محل کی طہارت کا ظن غالب ہوجائے اوسکا محل پاک ہوجاتا ہے اور دو بار تین بار دہونے اور نچوڑنے کی کچھ حاجت نہین بلکہ اگر کسیکو ایک دفعہ پانی ڈالنے سے طہارت محل کا گمان غالب ہوجاتے تو کافی ہے۔ یہی انحضرات کے نزدیک مفتی بہ ہے اور امام کرخی نے اسکی تصریح کی ہے۔ آور امام اسبیجابی نے اسکو اختیار کیاہی اور مستنبج مین جم غفیر نے اسی پر عمل کیا ہے آور براز کو بھی ایسی نجاست جو نظر آئے قرار دیاہی آور اوسکی یہ وجہ ٹھرائی ہے کہ وہ استنجا کرنیوالے کو نظر نہین آتا۔ +

ردّ محتار

اشارة الی خلاف انشأ فی حیث حکم بطہارة الوارد دون المورود - درمختار ÷ ای اذا وردت النجاسة علی الماء تنجس اجماعا لکن لا یحکم بنجاسته اذا الا فی المتنجس مالم ینفصل -

ردمحتار ÷ وفی مفسدات الصلوة من خزانة الفتاوی کسر عظمه نوصل بعظم الکلب ولا ینزع الا بضرر جازت الصلوة ایضا ÷ لو اعاد سنه ثانیا وثبت وقوی فان امکن قلعه بلا ضرر قلعه والا فلا - وتنجس فمه ولا یؤم احدا من الناس -

ایضا ÷ قال فی القنیه الکیمخت المدبوغ بدهن الخنزیر اذا غسل یطهر ولا یضر بقاء الاثر -

درمختار ÷ ولا یضر اثر دهن الا دهن ودک میتة لانه عین النجاسة حتی لا یدبغ به جلد بل یستصبح به فی غیر المسجد - ایضا ÷ و یطهر محل غیرها ای غیر مرئیة بغلبة ظن غاسل لو مکلفا والا فمستعمل طهارة محلها بلا عدد به یفتی - رد ÷ کذا فی المنیة وظاهره لو غلب علی ظنه زوالها بمرة اجزاه وبه صرح الامام الکرخی واختاره الامام الاسبیجابی وقد مشی الجم الغفیر علیه فی الاستنجاء -

ردمحتار ÷ قال فی المعراج لان البول غیر مرأی والغائط لو کان مرئیا فالمستنجی لا یراه فکان بمنزلته - ÷ ÷

کہ بشراب پختہ شود بجوش دادن وسرد کردن و دیگر مسائل عجیبہ ✣

آور کہتے ہین کہ تین بار یا سات بار دہونے آور نچوڑنے کا حکم اوس شخص کے ساتھہ مخصوص ہے جسکو وسوسہ ہو ۔ آور نچوڑنے مین اتنا مبالغہ کرنے کو کہتے ہین کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجاتے آور اگر ایک شخص کے نچوڑنے سے پانی نہ ٹپکے آور دوسرے کے نچوڑنے سے ٹپکے تو وہ کپڑا پہلے شخص کے حق مین پاک ہوجائیگا ۔ آور دوسرے کے حق مین ناپاک رہیگا ۔ آور باریک کپڑے کو نچوڑنے مین مبالغہ نہ کرنے سے بھی پاک ٹھراتے ہین ۔

کہتے ہین کہ نجس فرش پر پانی کے بہنے سے اگر زوال نجاست کا وہم بھی ہوجاے تو پاک ہوجائیگا ۔ بھلا جہان نجاست کے باقی رہنے کا احتمال راجح ہو اور زوال کا احتمال مرجوح جسطرح کہ نجس فرش مین ٹھراتے ہین تو اوسکی طہارت کسی عاقل کے نزدیک کیونکر ہوسکتی ہے ۔ آور نجس دودھ اور شہد آور شیرۂ انگور آور روغن تین بار جوش دینے سے انحضرات کے نزدیک پاک ہوجاتے ہین ۔ آور جو گوشت شراب مین پکایا جاتا ہے تین دفعہ جوش دینے اور ٹھنڈا کرنے سے پاک ہوجاتا ہے ۔

آور روٹی جو شراب مین خوب مل جاتی ہے آور ملائی جاتی ہے سرکہ ڈالنے سے پاک ہوجاتی ہے ۔ آور گیہون جو شراب مین پکاتے جا مین تین بار پانی مین پکانے سے اور خشک کرلینے سے پاک ہوجاتے ہین آور ابو حنیفہ کے نزدیک سرکہ مین ڈالنے سے پاک ہوجاتے ہین ۔ اگر کوئی شخص اپنے نجس ہاتھ یا نجس پانون کو مثلاً پانی کے یا سرکہ کے برتنون مین ڈالے تو اہل سنت کے امام اعظم کے نزدیک تیسرے برتن مین سے پاک نکلیگا ۔ مگر صاحبین نے اس مسئلہ مین مخالفت کی ہے ۔

درمختار

وقدر ذلك لموسوس بغسل وعصر ثلثا اوسبعا فيما ينعصر مبالغا بحيث لا يقطر ولوكان لوعصر غيره قطر طهر بالنسبة اليه دون ذلك الغير ولولم يبالغ لرقته هل يطهر الاظهر نعم للضرورة۔

رد محتار ۔ وفي الولوالجية البساط النجس اذا جعل في نهر ليلة طهر قال في البحر والتقييد بالليلة لقطع الوسوسة والا فالمذكور في المحيط انه اذا اجرى عليه الماء الى ان يتوهم زوالها طهر۔

درمختار ۔ ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلى ثلثا ولحم طبخ بخمر بغلى وتبريد ثلثا ۔ ولو عجن خبز بخمر صب فيه خل حتى يذهب اثره فيطهر۔

ردمختار ۔ في التجنيس ولو طبخت في الخمر قال ابو يوسف تطبخ ثلثا بالماء ويجفف في كل مرة وقال ابو حنيفة اذا طبخت في الخمر لا تطهر ابدا وبه يفتى اه اى الا اذا جعلها في خل كما نقل بعضهم عن مختصر المحيط وقدمناه عن الخانية فافهم۔

ايضا ۔ وعلى هذا الخلاف لو ادخل (العضو النجس) في حباب الماء ولو في خوابى خل يخرج من الثالثة طاهرا عند ابى حنيفة خلافا لهما لاشتراط محمد في غسل النجاسة الماء واشتراط ابى يوسف الصب بدائع ۔

یہ حضرات دور کرنے کو ہر نجس چیز کے جو مخرج بول و براز سے نکلے یا باہر سے مخرج کو لگ جاوے
استنجا کہتے ہین اور استنجے کو سنت جانتے ہین اور اوسکے ترک کو مکروہ بھی نہین
سمجھتے خواہ وہ نجس چیز بول و براز ہو خواہ خون حیض و نفاس وغیرہ ہو اور خواہ پانی
سے ہو یا پتھر وغیرہ سے اور خواہ وضو کے واسطے ہو یا غسل جنابت وحیض وغیرہ کے
لئے ہو غرض مخرج بول و براز کی ہر قسم کی نجاست کتنی ہی زیادہ ہو اوسکا زائل کرنا اور
بدستور باقی رہنے دینا کسی حالت مین انکے نزدیک برا نہین بغیر استنجا کے بلا کراہت
نماز پڑھ لینا جائز جانتے ہین - اور بجاے کلوخ کے دیوار سے بھی استنجا تجویز کرتے ہین
اور بعض غیر کی دیوار سے اور وقف مکان کی دیوار سے بھی جائز ٹھہراتے ہین -
اور استنجے مین وسوسہ والے کے لئے صرف تین بار دھونا مقرر کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ اگر پانی سے استنجا کرنے کے لئے کسیکے سامنے ننگا ہونا پڑتا ہو تو استنجے
کو ترک کرے گو نجاست مخرج سے متجاوز اور درہم بھر سے زیادہ ہو گئی ہو اور اگر
استنجے کے لئے ننگا ہوگا تو فاسق ہو جائیگا - اور اگر نہانے کے لئے یا
پیشاب و پاخانہ کے واسطے کسیکے سامنے ننگا ہو جائیگا تو فاسق نہوگا -
مخرج بول و براز کی نجاست تو قلیل و کثیر انکے نزدیک ساقط الاعتبار ہی ہے
اور درہم بھر نجاست اور بھی معاف ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا تو جب سواے
نجاست مخرج کے صرف اور جگہ کی نجاست درہم بھر سے زیادہ ہو گی تب
دھونے کا حکم ہوگا اور اگر اور جگہ کی نجاست درہم بھر سے زیادہ نہو اور
نجاست مخرج کے ساتھ شامل ہو کر کتنی ہی زیادہ ہو جاتے دھونے کی
ضرورت نہین سمجھتے - +

در مختار :- الاستنجاء ازالۃ نجس عن سبیل وھو سنۃ موکدۃ مطلقا - رد مختار
وکان ینبغی ان یکرہ ترکہ (استنجاء) کسائر السنن الموکدۃ غیر انھا ای
الکراھۃ سقطت بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام الخ قولہ مطلقا) سواء کان الخارج
معتادا ام لا رطبا ام لا وسواء کان بالماء او بالحجر وسواء کان من محدث او جنب
وحائض او نفساء علی ما ذکرہ - در مختار :- وارکانہ اربعۃ شخص مستنج وشئ
مستنجی بہ ونجس خارج من احد السبیلین وکذا لو اصابہ من خارج وان
قام من موضعہ علی المعتمد ومخرج دبرا وقبل بنحو حجر مما ھو عین طاھرۃ قالعۃ
لا قیمۃ لھا کمدر منق - ردمختار :- ولو غیر معتاد کدم او قیح خرج من احد
السبیلین فیطھر بالحجارۃ وقیل لا یطھر الا بالغسل - ایضا :- ومثلہ (مدر)
الجدار الا اجر او غیرہ کالو قف ونحوہ کما فی شرح النقایۃ للقاری لکن ذکر فی
البحر ھنا جوازہ مطلقا - در مختار :- والغسل بالماء الی ان یقع فی قلبہ انہ
طھر ما لم یکن موسوسا فیقدر بثلث کما مر بعدہ ای الحجر بلا کشف عورۃ
عند احد اما معہ فیترکہ کما مر فلو کشف لہ صار فاسقا لا لو کشف لاغتسال
او تغوط کما بحثہ ابن الشحنۃ سنۃ مطلقا بہ یفتی - ردمختار :- قولہ فیترکہ) ای
الاستنجاء بالماء وان تجاوزت المخرج وزادت علی قدر الدرھم - در مختار :-
ویجب ای یفرض غسلہ ان جاوز المخرج نجس مانع ویعتبر القدر المانع لصلوۃ
فیما وراء موضع الاستنجاء لان ما علی المخرج ساقط شرعا وان کثر ولذا لا تکرہ
الصلوۃ معہ - ردمختار :- والحاصل ان ما جاوز المخرج ان زاد علی الدرھم
فی نفسہ یفرض غسلہ اتفاقا وان زاد بضم ما علی المخرج الیہ لا یفرض عندھما

بناء علی ان ما علی المخرج فی حکم الباطن عندھما فیسقط اعتبارہ مطلقا حتی لا یضم الی ما علی بدنہ من النجس عند محمد یفرض الی ان قال والصحیح قولھما -

شافعیۂ اہلسنت فلسفہ کی کتابون سے اور توریت وانجیل سے جنکی تحریف وتبدیل اور اونکا اسم معظم سے خالی ہونا معلوم ہو استنجا جائز رکھتے ہین اور کتب حکمیات سے بعض حنفیہ نے بھی مقرر کیا ہے ۔ خشک براز وغیرہ سے استنجا مکروہ تحریمی کہتے ہین اور اگر کوئی کرلے تو کافی سمجھتے ہین پس حقیقت مین مکروہ تحریمی کے عمل مین لانے سے سنت کا ادا ہوجانا تجویز کرتے ہین اور موجب عذاب کو موجب ثواب ٹھراتے ہین ۔

مغصوب پانی سے وضو اور مغصوب پتھر سے استنجا مشروع اور صحیح کہتے ہین

ابو حنیفہ پیشاب اور پاخانہ پھرنے کے وقت قبلہ کو پشت کرنا حلال کہتا ہے حالانکہ اوس حدیث مین جو صحاح ستہ مین منقول ہے اوس سے نہی وارد ہوئی ہے اسوجہ سے حنفیہ بھی اوسکو مکروہ تحریمی کہتے ہین اور شافعی مکان کے اندر پشت بقبلہ یا روبقبلہ پیشاب وپاخانہ پھرنے کو مکروہ نہین جانتا ۔ اور اوسکی سند مین ابن عمر کا قول پیش کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے مین ایک روز حفصہ کے کوٹھے پر چڑھا تو دیکھا کہ جناب رسالتمآب قضاے حاجت کر رہے ہین اور حضرت کا مُنہ شام کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف ہے ۔ یہہ قول صحیحین مین مذکور ہی باایہمہ یہ حضرات کہتے ہین کہ جو شخص قبلہ کی طرف پاؤن پھیلائے اوسکی گواہی مقبول نہین ۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخدا صلے نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ۔

بعض حضرات کہتے ہین کہ استنجا تین ڈھیلون سے کرے اور اگر نہ ملین تو پتھرون سے کرے اور اگر پتھر بھی ہاتھہ نہ آئین تو تین مٹھی خاک سے کرے انکے سوا اور کسی چیز سے نکرے

رد محتار + واما الغير المحترم كفلسفة وتوراة وانجيل علم تبدلهما دخلوهما
عن اسم معظم فيجوز الاستنجاء به - ونقل القهستانى الجواز بكتب الحكميات
عن الاسنوى من الشافعية واقره .. درمختار + وكره تحريما بعظم وطعام
وروث يابس كعذرة يابسة الى ان قال فلو فعل اجزاه مع الكراهة لحصول
الانقاء وفيه نظر لما مر انه سنة لا غير فينبغى ان لا يكون مقيما بالمنهى عنه -
رد محتار + واصل الجواب مصرح به فى كافى النسفى حيث قال لان النهى فى
غيره فلا ينفى مشروعيته كما لو توضا بماء مغصوب او استنجى بحجر مغصوب
قلت والظاهر انه اراد بالمشروعية الصحة الخ - ايضر رد محتار + روى
عن ابى حنيفة انه يحل الاستدبار - درمختار + كما كره تحريما استقبال
قبلة واستدبارها لاجل بول اوغائط فلو للاستنجاء لم يكره ولو فى
بنيان لاطلاق النهى - رد محتار + قوله لاطلاق النهى) وهو قوله صلى الله عليه
وسلم اذا اتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولكن شرقوا
اوغربوا رواه الستة وفيه رد لرواية الاستدبار ولقول الشافعى بعدم
الكراهة فى البنيان اخذا من قول ابن عمر رض رقيت يوما على بيت حفصة
فرأيت رسول صلى الله عليه وسلم يقضى حاجته مستقبل الشام مستدبر
الكعبة رواه الشيخان - لكن قال الرحمتى سيأتى فى كتاب الشهادات انه
بعد الرجل اليها (قبله) ترد شهادته وهذا يقتضى التحريم - منهيه رد -
روى الشيخان عن الحذيفة رضى الله عنه انه صلى الله عليه وسلم اتى
سباطة قوم فبال قائما والسباطة هى ملقى التراب والقمامة يكون بفناء الدور

رد محتار + وما ذكره الزاهدى عن النظم من انه يستنجى بثلثة امدار و ان لم يجد فبالاحجار فان لم يجد فبثلاثة اكف من تراب لا بما سواها الخ - +

استنجای سنت آنست که انگشت در دبر داخل کرده شود و نجس گشتن بدن بسیلہ بر خشک نجاست
بچسپد و عرق کند و نجس نبودن پارچہ بقطرآنکہ از انداختن نجاست بآب قلیل بہم رسد ۔ ✣ ✣

کہتے ہین کہ اگر باوضو آدمی وجہ سنت پر استنجا کریگا تو اوسکا وضو ٹوٹ جایگا ۔ بعضون نے کہا ہے کہ وجہ سنت پر استنجا کرنے سے یہہ مراد ہے کہ استنجا کرنیمین اوںگلی دبر کے اندر داخل کرے ظاہرا یہہ سنت شیخ ثانی کی ہوگی کہ وہ علت دبر مین مبتلا تہا اہلسنت ضرور اوسکی سنت پر چلتے ہونگے اور استنجے کے وقت دبر مین اوںگلی کیا کرتے ہونگے ۔ اگر کوئی شخص خشک نجاست پر سو رہے اور اوسکو عرق آئے یا خشک نجاست پر بہیگے ہوے پاؤن سے چلے تو اگر عین نجاست اوسکے بدن پر یا پاؤن پر ظاہر ہو تب تو نجس ہوگا ورنہ نہین ۔ اسیطرح اگر تر کپڑا اوس جگہ رکہدے جو نجس گارے سے لھیسی گئی ہو اور خشک ہو نجس نہوگا اور اگر جگہ تر ہوگی تو اوسکا حکم برخلاف ہے ۔

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر قلیل پانی غیر جاری مین نجاست گرے اور گرتے وقت چہینٹین اوڑکر کپڑے پر آجائین تو اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو تب تو کپڑا نجس ہوجایگا ورنہ صرف چہینٹون سے نجس نہوگا ۔ اور ظاہر ہے کہ اگر وہ نجاست پیشاب ہوگی اور خود اوسیکی چہینٹین آئینگی اوسکا اثر بہی ظاہر نہوگا اس صورت مین پیشاب کی چہینٹین بہی پاک ہونگی ۔ اسیطرح اگر قلیل پانی مین ایک طرف نجاست گرے اور گرنے کے بعد بلا فاصلہ دوسری طرف سے پانی لیا جائے وہ پاک ہوگا مثلا اگر کوئی پیالہ کی ایک طرف پانی پینے کے لئے منہ کو لگائے اور اوسیوقت پیالہ مین دوسری طرف نجاست گرجائے اور نجاست گرنے کے بعد نوراً اپنے منہ کی طرف کا پانی پیجائے تو کچہہ برائی نہین ۔ ✣

در مختار ؛ استنجى المتوضى ان على وجه السنة بان ادخل اصبعه فى دبره انتقض والا
لا - رد محتار ؛ وبه اندفع ما فهمه فى الحلية من بناء القول بالنقض
على ان المراد بوجه السنة هو ادخال الاصبع فى الدبر الخ - در مختار ؛
نام او مشى على نجاسة ان ظهر عينها تنجس والا لا - رد محتار ؛
قوله نام) اى فعرق - قوله او مشى اى وقدمه مبتلة - قوله على
نجاسة اى يابسة لما فى الملتقى لو وضع ثوبا رطبا على ما طيّن بطين
نجس جاف لا ينجس قال الشارح لان بالجفاف تنجذب رطوبة
الثوب من غير عكس بخلاف ما اذا كان الطين رطبا اه - در مختار ؛
لو وقعت (نجاسة) فى نهر فاصاب ثوبه ان ظهر اثرها تنجس و
الا لا - رد محتار ؛ وقد ذكر فى المنية وغيرها عن ابن الفضل
التنجس فى الجارى وغيره وان اختيار ابى الليث عدمه اى
فى الجارى وغيره وهو الاصح لان اليقين لا يزول بالشك و
لان الغالب ان الرشاش المتصاعد انما هو من اجزاء الماء لا من
اجزاء الشئ الصادم فيحكم بالغالب ما لم يظهر خلافه اه فتامل
فان كون ذلك هو الغالب محل نظر بقى شئ وهو انه هل المراد بالراكد
القليل او الكثير لم اره صريحا وقال ح الظاهر الاول والا لما كان
معنى لتفصيل قاضى خان ويفهم من تعليل شرح المنية للاصح ان الماء
القليل لا يتنجس فى ان وقوع النجاسة حتى لو اخذ ماء من الجانب
الاخر بلا فاصل يكون طاهرا الا انهم لم يحكموا بسريان النجاسة الى الرشاش

لعدم زمان تسرى فيه مع قربه من النجاسة فعدم نجاسة الطرف المقابل لطرف وقوع النجاسة اولى تامل تظفر - + +

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر پاک چیز نجس چیز مین جو پانی مین بہیگی ہو لپیٹی جاے تو اگر لپیٹنے کے بعد پاک چیز ایسی رہے کہ اوس سے پانی نہ بہے اور نچوڑنے سے نہ ٹپکے گو اوسکی نمی اور اثر اوسمین پایا جاے تو وہ پاک رہیگی اور یہہ انکے مذہب کی تمام کتابون متون و شروح اور فتاوی مین مذکور ہے بعضون مین بغیر ذکر خلاف کے اور بعضون مین بلفظ اصح ۔ اور اگر پیشاب مین بہیگی ہوئی چیز مین پاک چیز لپیٹی جاے تو اگر پاک چیز مین پیشاب کی نمی یا اثر ظاہر نہو تو وہ بہی پاک رہیگی ۔ ظاہر ہے کہ پانی جس نجاست سے متنجس ہو اوسیکے حکم مین ہوا کرتا ہے تو پہر پیشاب سے تر ہونے مین اور اوس پانی سے بہیگنے مین جو پیشاب سے نجس ہو گیا ہو فرق ظاہر نہین ہوتا پس انکے حکم مین بہی اختلاف بیجا ہے چنانچہ بعض حضرات خود بہی یہی کہتے ہین ۔

کہتے ہین کہ اگر سرکہ مین شراب کا ایک قطرہ گر جاے تو بعد ایک ساعت کے اوسکی حلت ہوگی اور اگر کوزہ بہر گر جاے تو فی الحال حلال ہے ۔ کہتے ہین کہ اگر تین مشکین ہون ایک گھی کی دوسری شہد کی تیسری شیرۂ انگور کی اور تینون مین سے ایک ایک حصہ لیکر ملایا جانے کے بعد چوہا پایا جاے تو اوس چوہے کو دہوپ مین رکہا جاے اگر اوسمین سے روغن نکلے تب تو گھی نجس ہوگا و گرنہ اگر حالت جمود پر باقی رہے تو شہد اور اگر آلودہ بانی رہے تو شیرہ ناپاک ہوگا ۔ ظاہر ہے کہ یہہ علامتین بر تقدیر تسلیم جب متحقق ہونگی کہ چوہے کو گرے ہوے زیادہ مدت گذری ہوگی و گرنہ اونکا تحقق اور بر تقدیر تحقق افادۂ مطلوب مشکل بالجملہ اس قول کے خلاف احتیاط ہونے مین شبہہ نہین ۔

کہتے ہین کہ ذبیحہ کے باب مین حرمت کی خبر پر عمل کیا جائیگا اور آب و طعام کی نسبت خبر حلت پر عمل کیا جائیگا ۔ یعنی اگر ایک شخص ذبیحہ کو کہے کہ حرام ہے اور دوسرا

ے کہے کہ حلال ہے تو حرام کہنے والے کے قول پر عمل ہوگا ۔ اسیطرح آب و طعام مین حلال کہنے والے کے قول پر عمل ہوگا ۔ ظاہرا یہہ ترجیح بلا مرجح ہے ۔

در مختار :- لف طاہر فی نجس مبتل بماء ان بحیث لو عصر قطر تنجس و الا لا - و لو لف فی مبتل بنحو بول ان ظہر ندوتہ او اثرہ تنجس و الا لا -

رد محتار :- قولہ لف طاہر الخ اعلم انہ اذا لف طاہر جاف فی نجس مبتل و اکتسب الطاہر منہ اختلف فیہ المشائخ فقیل تنجس الطاہر و اختار الحلوانی انہ لا ینجس ان کان الطاہر بحیث لا یسیل منہ شئ و لا یتقاطر لو عصر وھو الاصح کما فی الخلاصۃ وغیرھا وھو المذکور فی عامۃ کتب المذہب متونا و شروحا و فتاوی فی بعضھا بلا ذکر خلاف و فی بعضھا بلفظ الاصح - قولہ و لو لف الخ محترز قولہ مبتل بماء وھذا ماخوذ من شرح المنیۃ و قال لان النداوۃ حینئذ عین النجاسۃ وان لم یقطر بالعصر اقول انت خبیر بان الماء المجاور للنجاسۃ حکمہ حکمھا من تغلیظ او تخفیف فلا یظہر الفرق بین المبتل ببول و بماء اصابہ بول تامل -

در مختار :- وقع خمر فی خل ان قطرۃ لم یحل الا بعد ساعۃ و ان کوزا حل فی الحال ان لم یظہر اثرہ - ثلث قرب من سمن وعسل و دبس اخذ من کل حصۃ وخلط فوجد فیہ فارۃ تضعھا فی الشمس فان خرج منھا الدھن فسمن و الا فان بقی بحال الجمد فالعسل او متلطخا فالدبس - یعمل بخبر الحرمۃ فی الذبیحۃ و بخبر الحل فی ماء و طعام - :-

کہتے ہین کہ اگر تہوڑے سے کپڑے پاک ہون اور بہت سے ناپاک ہون تو اونمین تحری کیجائیگی اور اگر برتن کم پاک ہون اور زیادہ ناپاک توسبکو ناپاک ٹہرایا جائیگا۔ ظاہرا یہہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ کہتے ہین کہ اگر ایک مٹکے مین سے کوئی چیز لے پہر دوسرے مین سے لے اور ایک برتن مین کرلے پہر برتن مین چوہا پایا جاوے تو اگر ایک ساعت غائب ہوگا تب تو برتن ہی نجس ہوگا ورنہ اگر تحری کرے اور تحری ایک مٹکے پر واقع ہو تو اوسکے موافق عمل کرے اور اگر تحری کسی پر نہ واقع ہو تو اخیر مٹکے کو نجس قرار دے اور یہہ جب ہے کہ دونون مٹکے ایک شخص کے ہون اور اگر دو شخصون کے ہون اور دونون کہین کہ ہمارے مٹکے مین تو چوہا نہین تہا تو دونون مٹکے پاک ہین کہتے ہین کہ اگر جو مینگنیون مین یا گھوڑے کی لید مین ہون تو دھوکر اونکا کھانا حلال ہے اور اگر گاے وغیرہ کے گوبر مین ہون تو حلال نہین۔ یہہ حضرات گارے کے مسئلہ مین جبکہ پانی اور مٹی مین سے ایک پاک ہوا اور دوسرا ناپاک عجب دلدل مین پہنسے ہین۔ اکثر کا قول جسکو مفتی بہ کہتے ہین یہہ ہے کہ مٹی یا پانی مین سے کوئی سا پاک ہوگا گارا پاک ہی ہوگا یعنی گارا پاک جزء کا تابع کیا جائیگا اور اوسکو پاک سمجہا جائیگا اور نجس جزء کا اعتبار نہوگا اور اوسکے شمول کی وجہ سے گارے کو نجس نہ ٹہرایا جائیگا۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ گارا نجاست وطہارت مین پانی کا تابع ہوگا اگر پانی پاک ہوگا تو گارا بہی پاک ہوگا گو مٹی نجس ہو اور اگر پانی نجس ہو تو گارا بہی نجس ہوگا گو مٹی پاک ہو۔ اور بعضون نے اسیطرح مٹی کا تابع کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مٹی اور پانی مین جو غالب ہوا وسکا اعتبار کیا جائیگا ہان بعضون نے عقل و فہم سے کام لیکر ان سب قولون کو فاسد کہا ہے اور ایک جزء کی نجاست سے خواہ پانی ہو خواہ مٹی گارے کو نجس ٹہرایا ہے

در مختار

يتحرّى فى ثياب اقلها طاهر وفى اوان اكثرها طاهر لا اقلها بل يحكم بالاغلب الا لضرورة شرب - رد محتار ÷ وفى الفتح اخذ من حب شم من حب اخر وجعل فى اناء ثم وجد فى الاناء فارة فان غاب ساعة فالنجاسة للاناء والا فان تحرى ووقع تحريه على احد الحبين عمل به وان لم يقع على شئ فللحب الاخير وهذا اذا كان الواحد فلو لاثنين كل منهما يقول ما كانت فى حبى فكلاهما طاهر - در محتار ÷ شعير فى بعر اوروث صلب يوكل بعد غسله وفى خثى لا - ايضا ÷ العبرة للطاهر من تراب او ماء اختلطا به يفتى - رد محتار ÷ هذا ما عليه الاكثر نهر وهو قول محمد والفتوى عليه بزازيه ۃ وقيل العبرة للماء انكان نجسا فالطين نجس والا فطاهر ۃ وقيل العبرة للتراب وقيل للغالب ۃ وقيل ايهما كان نجسا فالطين نجس ۃ واختاره ابو الليث وصححه فى الخانية وحكم بفساد بقية الاقوال تامل وعلله بان النجاسة لا تزول عن احدهما بالاختلاط بخلاف السرقين اذا جعل فى الطين للتطيين لا ينجس لان فيه ضرورة الى اسقاط نجاسته لانه لا يتهيا الا به حليه ÷

جس گوشت مین بدبو آجاوے اوسکے کہانے	در مختار
کو حرام کہتے ہین اور بعضون نے اوسکو	یحرم اکل لحم انتن لا نحو سمن
نجس بہی ٹہرایا ہے اور جس گہی اور دودہ مین	ولبن - ردالمحتار + قال ح ای
بدبو آگئی ہو اوسکے کہانے کو حرام نہین جانتے	لانہ یضر لا لانہ نجس قلت ونقل
شیرہ انگور کا حکم اور پانی کا حکم ایک قرار	فی التاتارخانیۃ عن صلوۃ الجلابی
دیتے ہین یعنی شیرہ انگور سے بہی نجاست	انہ اذا اشتد تغیرہ تنجس -
حقیقیہ کو دور کر سکتے ہین مثلا آبدست	در مختار + حکم العصیر حکم الماء
اور نجس بدن اور لباس کی تطہیر شیرہ سے	ردالمحتار + فی انہ یزال بہ النجاسۃ
صحیح ہے اور اگر شیرہ دہ دردہ ہو تو	الحقیقیۃ و انہ اذا کان عشرا
نجاست کے گرنے سے نجس نہوگا جسطرح	فی عشر لا ینجس بوقوع النجاسۃ
کہ دہ دردہ پانی نجس نہین ہوتا اور اگر	فیہ کما فی الماء و فی انہ لو عصر
کوئی شخص شیرہ نچوڑتا ہوا اور شیرہ بہرہا ہے	العنب و ہو یسیل فادمی رجلہ
اور اوسوقت اسکے پاؤن مین سے خون	ولم یظہر اثر الدم لا ینجس عند
بہکر شیرہ مین ملجاتے اور اوسکا اثر	ابی حنیفۃ و ابی یوسف کما فی المنیۃ
ظاہر نہو تو وہ شیرہ مثل انکے آب جاری	عن المحیط - در مختار + رطوبۃ
کی نجس نہوگا - رطوبت فرج کو ابوحنیفہ	الفرج طاہرۃ خلافا لہما -
پاک اور صاحبین ناپاک کہتے ہین شافعی	ردالمحتار + ویشترط (شافعی) ایضا
شرمگاہ کے چہونے سے اور اجنبی عورت	بفرضہ الفاتحۃ ولو مقتدیا و اعادۃ
کو مس کرنے سے وضو کے اعادہ کا حکم دیتا ہے	الوضوء من مس فرجہ او اجنبیۃ

غسل جنابت مین اجماعا وضو واجب نہین بلکہ مضمضہ اور استنشاق بھی واجب نہین - اور آیت سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے رہا مسنون ہونا قبل غسل کے یا بعد غسل کے سو بعد غسل کے اوسکا بدعت ہونا اہلسنت کی معتبر حدیثون سے ثابت ہوتا ہے - اور بہت سی حدیثین جو اہلسنت کی معتبر کتابون مین منقول ہین اوسنے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم غسل جنابت کے ساتھ وضو نہین کرتے تہے بلکہ صرف غسل پر اکتفا فرماتے تہے اور بعض روایتون مین جو قبل غسل کے وضو کا ذکر ہے وہان وضو سے مراد لغوی معنی ہین یعنی نجاست دور کرنا اور مضمضہ اور استنشاق کرنا اسلئے کہ اسمین شرعی وضو کی کیفیت نہین - اور یہہ بات بہی اہلسنت کی حدیثون سے ظاہر ہے صاحب تحفہ جو خود تحفہ چیز ہین ان سب باتون سے بیخبر ہین جو کچہہ چاہتے ہین کہتے ہین - بعض سنیون نے کہا ہے کہ وضو غسل کے ساتھ مقصود نہین اور بدن کا پاک کرنا ہے مقصود ہے تاکہ مناجات کے واسطے پاک کہڑا ہو اور وہ غسل سے حاصل ہوا شافعی کے کلام سے غسل میں ترتیب بہی ثابت نہین ہوتی وضو کیسا -

فتح الباری ؛ قام الاجماع علی ان الوضوء فی غسل الجنابة غیر واجب المضمضة والاستنشاق من توابع الوضوء فاذا سقط الوضوء سقط توابعه ؛ تفسیر کبیر ؛ لا یجب تقدیم الوضوء علی الغسل وقال ابو ثور وداود یجب لنا قوله فاطهروا امر بالتطهیر والتطهیر حاصل بمجرد الاغتسال ولا یتوقف علی الوضوء بدلیل قوله علیه السلام اما انا فاحثی علی راسی ثلاث حثیات فاذا انا قد طهرت - ایضا فتح الباری مین عائشہ سے منقول ہے قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یتوضاء بعد الغسل رواه مسلم والاربعة یعنی عائشہ نے کہا ہے کہ رسولخدا صلعم بعد غسل کے وضو نکرتے تہے - اس حدیث کو مسلم نے اور چار شخصون نے اصحاب صحاح ستہ سے نقل کیا ہے حاکم نے مستدرک مین کئی حدیثین روایت کی ہین - اونمین سے ایک یہہ ہے - ان النبی صلی الله علیه وسلم سئل عن الوضوء بعد الغسل فقال وای وضوء افضل من الغسل - طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا من توضاء بعد الغسل فلیس منا جلال الدین سیوطی نے بہی یہہ حدیث نقل کی ہے مناوی نے شرح مین کہا ہے کہ ای لیس من العاملین المتبعین لمنهاجنا - موطا ؛ ان عبد الله بن عمر کان اذا اغتسل من الجنابة بدا فافرغ علی یده الیمنی فغسلها ثم غسل فرجه ثم تمضمض واستنشق ثم غسل وجهه

اہلسنت کے نزدیک بھی ایک ضرب تیمم مین کافی ہے اور صرف مسح کفین کفایت کرتا ہے۔ اور آیت سے صرف مسح پیشانی پر اکتفا ثابت ہوتی ہے

اور انکی معتبر روایتون کی موافق یہ حضرت علی ع اور ابن عباس اور عمار اور ایک گروہ تابعین کا قول ہے صاحب تحفہ نے جو اپنے مذہب کے مروج کتابون سے بیخبر ہے اس مقام مین بھی اپنی عادت کی موافق ہرزہ آرائی اور بیہودہ سرائی کی ہے

صحیح بخاری مین ایک باب واسطے اثبات ایک ضرب کے تیمم مین مذکور ہے۔ باب التیمم ضربۃ حدثنا محمد بن سلام قال حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن شقیق قال کنت جالسا مع ابی موسے الاشعری فقال لہ ابو موسی لو ان رجلا اجنب فلم یجد الماء شہرا قال فقال عبد اللہ لا یتیمم وان لم یجد شہرا فقال ابو موسی اما کان یتیمم ویصلی اما فکیف تصنعون بھذہ الآیۃ فی سورۃ المائدۃ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا فقال عبد اللہ لو رخص لہم فی ھذہ الآیۃ شکوا اذا برد علیہم الماء ان تیمموا الصعید قلت وانما کرھتم ھذا لذا قال نعم فقال ابو موسی الم تسمع قول عمار لعمر بن الخطاب بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حاجۃ فاجنبت فلم اجد الماء فتمرغت فی الصعید کما یتمرغ الدابۃ فذکرت ذلک للنبی صلعم فقال انما یکفیک ان تصنع ھکذا وضرب بکفیہ ضربۃ علی الارض ثم نفضہا ثم مسح بہا ظہر کفہ بشمالہ وظہر شمالہ بکفہ ثم مسح بہما وجہہ فقال عبد اللہ اولم تر عمر لم یقنع بقول عمار الخ مسلم نے بھی اپنی صحیح مین اس حدیث کو کچھ تفاوت سے نقل کیا ہے اور کئی حدیثین الخ اس مضمون کی نقل کی ہین اور مشکوۃ مین بھی ایسی روایتین مذکور ہین محقق شریف شرح مین کہتے ہین فی الحدیث فوائد منہا الخ و انہ یکفی فی التیمم ضربۃ واحدۃ للوجہ والکفین وھو قول علی وابن عباس وعمار رضی اللہ عنہم وجمع من التابعین اور بعد کچھ فاصلہ کے کہا ہے نص فی الحدیث ان الضربۃ الواحدۃ کافیۃ وقد قال بہ احمد وداؤد وھو روایۃ عن مالک وقول قدیم للشافعی الخ فخر رازی نے تفسیر کبیر مین آیہ تیمم کی تفسیر مین با کو معنی تبعیض کیواسطے تجویز کیا ہے چنانچہ لکھا ہے ولقائل ان یقول قد ذکرتم فی قولہ تعالی فامسحوا برءوسکم ان الباء یفید التبعیض فکذا

اہلسنت کے نزدیک کتے کے بالون کی ازاربند مین کچھ مضائقہ نہین۔ اہلسنت کہتے ہین کہ اگر موزہ کو جرم دار نجاست لگ جاتے جیسے چوپاؤن کا فضلہ اور آدمی کا گوہ اور خون اور منی اور زمین سے اوسکو مل دیا جاتے تو جائز ہے مالکیہ اور شافعیہ راستہ کی بجس کیچڑ جروح وقروح کا خون مطلقاً خواہ برابر جاری ہو یا نہین اور خواہ تھوڑا ہو یا بہت عفو جانتے ہین بلکہ مالک ہر خون تھوڑا سا عفو کہتا ہے خواہ حیض ہو یا نفاس یا استحاضہ۔

اور اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ خلیفہ دوم نے جن دنون مین اوسکو ابولولو نے زخمی کیا تھا خون آلودہ کپڑون مین نماز پڑہی۔ ÷

فتاوای عالمگیریہ ÷ واذا جعلت التکۃ من شعر الکلب لا باس بہ کذا فی الخلاصۃ۔

ہدایہ ÷ اذا اصاب الخف نجاسۃ لہا جرم کالروث والعذرۃ والدم والمنی فدلکہ بالارض جاز۔

کتاب رحمۃ للامۃ فی اختلاف الائمۃ ÷ الاصح من مذہب الشافعی ان سائر النجاسات سواء قلیلہا وکثیرہا فی حکم الازالۃ فلا یعفی عن شئ منہا الا ما یتعذر الاحتراز عنہ غالبا کدم البزاق وکذا الدمامیل والقروح ودم البراغیث ودم الذباب وموضع الفصد والحجامۃ وطین الشارع وہذا مذہب مالک الا ان عندہ قلیل سائر الدماء معفو عنہ وقال دم البراغیث والقمل طاہر واعتبر ابو حنیفۃ فی سائر النجاسات قدر الدرہم البغلی فجعل ما دونہ معفوا۔ ÷

اور مسوّٰے اور فتاواے حمادیہ مین بھی اسیطرح مذکور ہے۔ مسوی ÷ مالک عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ ان المسور بن مخرمۃ اخبرہ انہ دخل علی عمر بن الخطاب من اللیلۃ التی طعن فیہا فایقظ عمر لصلوۃ الصبح فقال عمر نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوۃ فصلی عمر وجرحہ یثعب قلت وعلیہ اہل العلم تثعب ای سال۔

شافعیہ کہتے ہین کہ نجس پانی اگر رفتہ رفتہ بقدر قلتین کے ہوجاے تو پاک ہوتا ہے اور پھر جب اوسمین سے تہوڑا سا پانی کم ہوگا تو پھر نجس ہوجائیگا بنابر اس قول کے بیت الخلا کے چہ بچہ کا پانی جسوقت بقدر قلتین کے ہوجائیگا تو انکے نزدیک پاک ہوگا اور استعمال اوسکا جائز ہوگا۔

واضح ہوکہ اگر مثل صاحب تحفہ کی تفریعات کیجائین تو بیشبہ کہہ سکتے ہین کہ بہت سی چیزین جنکی طہارت کا یا عفو ہونے کا حکم اہلسنت کے چار دن مذہبون مین وارد ہوا ہے جیسے خفاش آور گربہ آور موش کا پیشاب آور باز آور باشہ آور چرغ آور عقاب آور کرگس آور طاؤس وغیرہا کے پنجال آور ہر حیوان کی تلی کا خون آور موضع استنجا کا درہم سے زیادہ گوہ اور اور جگہ کا بقدر درہم کے گوہ کہ بعض انمین سے حفیہ کے نزدیک پاک ہین آور بعضے عفو آور جیسے شافعی کے نزدیک منی آور موافق روایت سعید بن مسیب کے خود اپنے پیشاب کے قطرے خواہ قضیب کو پیشاب کے بعد تین بار جھٹکا ہو یا نہین آور جیسے مالکیہ کے نزدیکسے کتے اور سور کا جھوٹا اور سگ آبی اور خوک آبی اور مردم آبی کا فضلہ بلکہ ہر ماکول اللحم کا فضلہ آور مذی آور بعض مالکیہ کے نزدیک شیر خوار بچہ کا گوہ آور تھوڑا سا مطلق خون مثل خون حیض کی جسوقت کوئی سنے ان چیزون کو عطر و غالیہ کے عوض داڑھی اور مونچھون پر اور تمام بدن اور کپڑون پر ملے یا قطرات بول یا تھوڑا ابدررو کا پانی جو بقدر قلتین ہوگیا ہو یا شراب موافق قول داؤد کی چہرہ پر مانند گلاب کی چھڑکے اور بہت سی منی اور مذی ان مقامون پر مل لے تو اس صورت مین نماز صحیح و درست ہوگی۔ آور سب سے زیادہ لطف کی بات تو یہہ ہے کہ بعض علمائے اہلسنت کہتے ہین کہ نجاست کا دور کرنا نماز

ترجمہ مشکوۃ تصنیف شیخ عبدالحق دہلوی۔

غریب آنست کہ در کتب شافعیہ آوردہ اند کہ ہمہ آب نجس چون رفتہ رفتہ مقدار قلتین شود پاک میگردد و باز چون اندکے ازان آب کم شود باز نجس میگردد گویا قلتین رانزد ایشان تاثیر و خاصیت ست در طہارت۔

فتح الباری

وههنا اشهب المالكى احتج به على ان ازالة النجاسة ليست بواجبة و منهم من فرق بين ابتداء الصلوة بالنجاسة فقال لا يجوزه وبين طروءها على المصلى فى نفس الصلوة فيطرحها عنه و يصح صلوته۔

اور اسی باب کے شروع مین جسکی یہ عنوان ہے۔

باب اذا القى على ظهر المصلى قذرا او جيفة لم يفسد صلوته لکھا ہے۔ ويحتمل الصحة مطلقا على قول من يتشبث الى ان اجتناب النجاسة فى الصلوة ليس بفرض قلت هذا كما مر من ان نقل النجاسة عنده لا يجب للصلوة

فصل چہارم

اہلسنت کا امام شافعی اوس شخص کی قتل کا حکم دیتا ہے جو کسل سے ایک ہی نماز نہ پڑہے اور اس حکم کی وجہ بعضے حد اور بعضے کفر ٹہراتے ہین یعنی ایک نماز کے نہ پڑہنے سے کافر ہوجاتا ہے اور واجب القتل ٹہرتا ہے۔ اور حنفیہ بہی اوسکے قید کرنے کا اور اسطرح مارنے کا کہ خون بہنے لگے حکم دیتے ہین۔ اگر کوئی شخص "تلاوت" کا سجدہ کرے یا چوپاؤن کی زکوۃ دے وہ صرف ان کامون سے انکے نزدیک مسلمان ہوجائیگا اکثر حضرات بلغار مین جہان رات کی گھٹتے گھٹتے یہہ نوبت پہونچتی ہے کہ غروب شفق سے پہلے صبح ہوجاتی ہے نماز عشا اور نماز وتر کو جسے واجب کہتے ہین ساقط کرتے ہین۔ بعض حضرات حنفیہ نماز صبح مین نہایت "تاخیر کو مستحب کہتے ہین یہانتک کہ اگر نماز کے تمام ہوتے ہی وقت بہی تمام ہوجائے اور نماز مین فساد ہوجائے تو وقت مین ادا نکرسکے اسمین کچہہ قباحت نہین سمجہتے۔ حالانکہ اسمین صریح قباحت ہے اسکے علاوہ امام شافعی اور امام مالک اور احمد نے اسمین مخالفت کی ہے۔ نماز مغرب کی تاخیر تارون کے نکلنے تک مکروہ تحریمی جانتے ہین اور اگر کہانے کی وجہ سے تاخیر ہو تو جائز ٹہراتے ہین بلکہ کہانے کی تیاری کے وقت نماز کو مکروہ بتاتے ہین۔ نماز عشا کے بعد باتون مین مشغول رہنا مکروہ نہین کہتے ہین اگرچہ نماز صبح کے فوت ہونے کا خوف ہو۔ بعد طلوع فجر کے سوائے سنت فجر کے اور نفل اور واجب وغیرہ کا پڑہنا مکروہ جانتے ہین اور اسوقت کو سنت فجر کے ساتھ مخصوص ٹہراتے ہین یہانتک کہ اگر نماز تطوع کی نیت کرے وہ بغیر تعین کے سنت صبح ہوجاتی ہے بلکہ معمولی سنتون مین تعین کی شرط نہین لگاتے اور اونکو مطلق نیت سے بہی صحیح ٹہراتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کوئی رات کے باقی رہنے کا گمان کرکے تہجد کی نیت سے دو رکعتین پڑہے پہر ظاہر ہو کہ وہ بعد صبح کے واقع ہوئین تو یہہ دونون رکعتین سنت صبح کی ہو جائینگی اور

در مختار + وتارکها مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس
لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم وعند الشافعی
یقتل بصلوة واحدة حدا وقیل کفرا - وکذا لواذن فی الوقت او سجد للتلاوة
او زکی سائمة صار مسلما - وفاقد وقتهما - (عشاء وتر) کبلغار فان فیها
یطلع الفجر قبل غروب الشفق قیل لا یکلف بهما لعدم سببهما وبه جزم فی الکنز
والدرر وبه افتی البقالی ووافقه الحلوانی والمرغینانی ورجحه الشرنبلالی
والحلبی - ایض + والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به وقیل
یوخر جدا لان الفساد موهوم - رد محتار + خلافا للائمة الثلاثة -
در مختار + واخر المغرب الی اشتباك النجوم ای کثرتها کره ای التاخیر
لا الفعل لانه مامور به تحریما الا بعذر کسفر وکونه علی اکل - رد
لکراهة الصلوة مع حضور طعام یمیل الیه نفسه -
ایض + ویوخذ من کلام الزیلعی انه (الکلام بعد العشاء) لوکان
لحاجة لا یکره وان خشی فوت الصبح - در مختار + وکذا الحکم
من کراهة نفل وواجب لغیره بعد طلوع الفجر سوی سنته لشغل
الوقت به تقدیرا حتی لو نوی تطوعا کان سنة الفجر بلا تعیین -
رد محتار + قوله بلا تعیین) لان الصحیح المعتمد عدم اشتراط فی السنن
الرواتب وانها تصح بنیة النفل وبمطلق النیة فلو تهجد برکعتین
یظن بقاء اللیل فتبین انهما بعد الفجر کانتا عن السنة علی الصحیح
فلا یصلیها بعده للکراهة اشباه - +

تحریم سجدہ شکر و ممنوع بودن چند جماعت در یک وقت که بر مذہب چہار گانہ ... مسنون
اہلسنت ست و عدم قطع نفل باوجود فوت فرض و جواز اذان در فارسی و جواز غنا
در اذان و جواز نماز در مسجدیکہ در زمین مغصوب تعمیر شدہ

سجدہ شکر جو نماز کے بعد لوگ کرتے ہین انکے نزدیک اجماعًا مکروہ تحریمی ہے۔ اسلئے کہ عوام اوسکے واجب یا سنت ہونے کا اعتقاد کر لینگے۔ سبحان اللہ عوام کو ایسے اعتقاد سے روکنا چاہیئے نہ کہ اس خیال سے عوام و خواص کو ایک اچھے کام سے منع کرنا حالانکہ بہت سی بدعتین ہین جنکو یہہ حضرات بدعت حسنہ کہتے ہین کیا اونمین عوام کے اس اعتقاد کا خیال نہین۔ حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جو اہلسنت کا معمول ہے کہ ایک جگہ ایکوقت مین کئی کئی امام کئی کئی جماعتین پڑہاتے ہین یہہ امر موافق فتوای بعض علماے اہلسنت کے چارون مذہبون مین ممنوع و ناجائز ہے۔ اور ایک جماعت نے علماے معتبرین اہلسنت سے اسکا انکار کیا ہے اور اس باب مین رسالے تصنیف کئے ہین۔ ناجائز امر پر اصرار اور اوسپر افتخار انہین حضرات کا شعار ہے۔ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص گنجایش وقت کا گمان کرکر نفل شروع کرے پھر ظاہر ہو کہ اگر نفل کی دو رکعتین پوری کریگا تو فرض فوت ہوجائیگا باوجود اسکے نفل کو قطع نکرے اور اوسکو اختتام کو پہونچاے اور فرض کے فوت ہوجانے کو خیال مین نہ لاے۔ کہتے ہین کہ اگر غصبی زمین مین مسجد بناے جاے اوسمین نماز پڑہنا جائز ہے اور کچھ برائی نہین۔ انحضرات کے نزدیک اذان فارسی مین بھی صحیح ہے۔ غور تو کیواسطے اذان و اقامت کو مکروہ کہتے ہین۔ اہلسنت کا امام ابو یوسف صبح کی اذان بعد نصف شب کے کہدینا جائز ٹہراتا ہے۔ اور چونکہ انحضرات کے نزدیک نماز عشا کا وقت صبح تک ہے تو یہہ بھی تمیز نہوگی کہ یہہ اذان عشا کی ہے یا صبح کی۔ اذان کو گانے کے طور پر ادا کرنا بشرطیکہ کلمات مین تغیر نہو ایچھا جانتے ہین اور حیعلتین مین یعنی حیّ علے

رد المحتار ÷ وفی روایة عن الامام لا یشترط طہارة موضع السجود اھ ای بناء علی
جواز الاقتصار علی الانف فی السجود ولا یشترط طہارة موضع الانف لانہ اقل
من الدرہم کما فی شرح المنیة لکن لو سجد علی نجس فعندہما تفسد الصلوٰة وعند
ابی یوسف تفسد السجدة فاذا اعادہا علی طاہر صحت عندہ لا عندہما ـ
فتاوای عالمگیریہ ÷ اذا کان موضع انفہ نجسا وموضع جبہتہ طاہرا یجوز
صلوتہ بلا خلاف وکذلک اذا کان موضع انفہ طاہرا وموضع جبہتہ نجسا
وسجد علی انفہ یجوز صلوتہ بلا خلاف واذا کان موضع انفہ وجبہتہ نجسا
ذکر الزندوسی فی نظمہ قال ابو حنیفة سجد علی انفہ دون جبہتہ ویجوز
صلوتہ وان لم یکن فی جبہتہ عذر وعندہما لا یجوز صلوتہ الا اذا کان
بجبہتہ عذر کذا فی المحیط وان سجد بہما لا یجوز علی الاصح کذا فی محیط
السرخسی واذا کانت النجاسة تحت قدمی المصلی منع الصلوٰة کذا فی ذخیرة
الکروری ولا یفرق الحال بین ان یکون جمیع موضع القدمین نجسا وکذا
بین ان یکون موضع الاصابع نجسا واذا کان موضع احدی القدمین
طاہرا وموضع الاخر نجسا فوضع قدمیہ اختلف المشائخ فیہ الاصح
انہ لا یجوز صلوتہ فان وضع احدی القدمین التی موضعہا طاہر ورفع
القدم الاخری التی موضعہا نجس فصلی فان صلوتہ جائزہ کذا فی المحیط
وان کانت النجاسة تحت یدیہ او رکبتہ فی حالة السجود لم یفسد فی ظاہر
الروایة ـ رد المحتار ÷ ثم ان الظاہر ان المراد بما یجب سترہ فی الخلوة خارج
الصلوٰة ہو ما بین السرة والرکبة فقط حتی ان المراة لا یجب علیہا
ستر ما عدا ذلک وان کان عورة یدل علیہ ما فی باب الکراہیة من
القنیة ـ ایضاً ÷ وما ہو عورة منہ عورة من الامة ولو خنثی او
مدبرة او مکاتبة او ام ولد مع ظہرہا وبطنہا واما جنبہا فتبع لہما
رد المحتار ÷ ومقتضی ہذا ان الصدر وما قابلہ من الخلف لیسا من
العورة وان الثدی ایضا غیر عورة وسیاتی فی الحظر والاباحة
انہ یجوز ان ینظر من امة غیرہ ما ینظر من محرمہ ولا شبہة انہ یجوز
النظر الی صدر محرمہ وثدیہا فلا یکون عورة منہا ولا من الامة و
مقتضی ذلک انہ لا یکون عورة فی الصلوٰة ایضاً ـ ایضاً ÷ قال فی الملتقط
الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمہ حکم الرجال وان کان

صبیحا فحکمہ حکم النساء ، من قرنہ الی قدمہ ـ ÷

یہ حضرات گادلے پانی کو اور اگر کیچہ اور نہو تو صاف پانی کو بہی مثل لباس کی ستر پوش
ٹہرا کر تکلیف دیتے ہین کہ برہنہ پانی مین گہس کر نماز پڑہے اور قیام وقعود اور رکوع وسجود
عمل مین لائے اور اندہیری کو بہی حالت اضطرار مین ستر پوش ٹہراتے ہین اور اس سے
ظاہر ہے کہ پانی مین نماز پڑہنا حالت اختیار مین بہی جائز ہے اسلئے کہ وہان یہ قید
نہین اور جسکو مطلق ستر پوش بہم نہ پہونچے اوسکو لوگون کے سامنے ننگا کہڑا ہو کر کے
رکوع وسجود سے نماز پڑہنا جائز کہتے ہین اور بیٹہکر نماز پڑہنے کو افضل جانتے ہین
اور بعضے نماز کے لئے برہنہ کو پانون پہیلا کر بیٹہنے کا حکم دیتے ہین۔ اور بعض مشائخ
اوسکو رات مین کہڑے ہو کر ہی نماز پڑہنے کا حکم دیتے ہین اس لئے کہ تاریکی شب کے
ستر پوش ہے۔ اگر کپڑا قیمت مثل کو ملتا ہو اور قیمت موجود ہو بعض حضرات اوسکی
خریدنے کو لازم نہین جانتے اور ننگا نماز پڑہنے کی اجازت دیتے ہین چنانچہ ببازہوا
کہتے ہین کہ اگر ستر پوش کپڑا چہارم پاک ہو اور تین حصے ناپاک ہو تو ضرور اوسمین
نماز پڑہے اور ننگا نہ پڑہے۔ اور اگر چہارم سے کم پاک ہو تو انکے امام اعظم اوس
نجس کپڑے مین نماز کو مندوب اور برہنہ نماز پڑہنے کو جائز کہتے ہین اور امام محمد
اور مالک اور شافعی اور احمد نجس کپڑے ہی مین نماز پڑہنے کو ضروری ٹہراتے
ہین اور اگر ستر پوش بالکل نجس ہو اور اوسکی نجاست دور کرنے کو پانی وغیرہ
بہم نہ پہونچے تو اوسمین نماز پڑھ لے اور اس نماز کا اعادہ بہی اوسکے ذمہ نہین ہے
بعض حضرات شروع کے وقت صرف اتنا جان لینے کو کہ کونسی نماز پڑہیگا نیت نماز
کہتے ہین خواہ اسکے ساتہہ قصد و ارادہ ہو یا نہو ظاہر ہے کہ صرف جان لینا نیت نہین
ہو سکتا اسیوجہ سے انکے نزدیک کفر کا جاننے والا کافر نہین ہوتا اور کفر کی نیت کرنیوالا کافر ہو جاتا ہی

در مختار + وجاز دم ساتر لا یصف ما تحته ولا یضر التصاقه وتشکله ولو حریرا او طینا یبقی الی تمام صلوته او ماء کدرا لا صافیا ان وجد غیره وهل تکفیه الظلمة فی مجمع الانهر بحثا نعم فی الاضطرار لا الاختیار یصلی قاعدا کما فی الصلوة وقیل ما دام علیه مومیا برکوع وسجود وهو افضل من صلوته قاعدا برکع ویسجد وقائما بایماء او برکوع وسجود ـ

رد محتار + لامکان تصویر رکوعه وسجوده فی الماء الکدر بحیث لا یظهر من بدنه شیء اذ اسد منافذه بل ما یفعله الغطاس فی استخراج الغریق ابلغ من ذلک ـ فی البحر والافضل ان یصلی قاعدا بیت او صحراء فی لیل او نهار ومن المشائخ من خصه بالنهار اما باللیل فیصلی قائما لان ظلمة اللیل تستر عورته ـ

در مختار + او اقل من ربعه طاهر ندب صلوته فیه وجاز الایماء کما مر وحتم محمد لبسه واستحسنه فی الاسرار وبه قالت الثلاثة ـ ولو کان ربعه طاهرا صلی فیه حتما اذ الربع کالکل ـ تنویر ـ واذا لم یجد ما یزیل به نجاسته صلی معها ولا اعادة علیه ـ در مختار + والخامس النیة بالاجماع وهی الارادة المرجحة لاحد المتساویین ای ارادة الصلوة لله تعالی علی الخلوص لا مطلق العلم علی الاصح الا تری ان من علم الکفر لا یکفر ولو نواه یکفر ـ رد محتار + قوله لا مطلق العلم ای لیست النیة مطلق العلم بالمنوی ای سواء کان مع قصد وارادة جازمة او لا وهذا رد علی ما عن محمد بن مسلمة من انه اذا علم عند الشروع ای صلوة

یصلی فهذا القصد بنیة وکذا الصوم ـ +

جو شخص بوجہ ہجوم ہموم کے دل سے نیت نکر سکے اوسکے لئے زبان سے نیت کر لینا کافی سمجھتے ہین آور ظاہر ہے کہ یہہ اپنی راے سے بدل ٹہرانا ہے۔ آور بعضے ایسے شخص کو بمنزلۂ مجنون کے ٹہراکر اوس سے نماز کا ساقط ہونا بہی بعید نہین جانتے۔ یہہ حضرات ریائی نماز کو صحیح کہتے ہین آور تصریح کرتے ہین کہ اگر کسی سے کہا جاے کہ تو ظہر کی نماز پڑھ تجھکو ایک دینار ملیگا آور وہ اسی نیت سے نماز پڑہے تو یہہ نماز صحیح اور کافی ہے آور صاف کہتے ہین کہ فرائض مین ریا نہین ہے اور اونکا شروع کرنا باوجود خلوص نہونے کے صحیح ہے۔ نیت نماز کا تکبیر احرام سے بلکہ وقت سے مقدم کرنا جائز جانتے ہین آور کہتے ہین کہ اگر کوئی اپنے گہر سے جماعت کے ارادہ پر نکلے آور جب امام تک پہونچے تکبیر کہے آور اوسوقت نیت کا خیال بھی نہ آئے تو اوسکی نماز صحیح ہوگی آور اوس سے اقتدا کے مقدم کرنیکا جائز ہونا بہی ثابت ہوتا ہے۔ آور اہلسنت کے امام کرخی نیت کا تکبیر احرام سے مؤخر کرنا بلکہ رکوع تک یا قعود تک نیت مین تاخیر کرنا جائز ٹہراتے ہین۔ ظاہر ہے کہ اس صورت مین کچھہ نماز یا ایک رکعت یا دو رکعتین بغیر نیت کے ہی صحیح ہونگی۔

کہتے ہین کہ مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔ اگرچہ لِلّٰہِ نہ کہے یعنی خدا کے واسطے پڑہنے کا قصد نکرے۔

اگر فرض کا وقت تنگ ہو اور سواے فرض کے نفل کی گنجائش نرکہتا ہو اوسوقت نفل پڑہنے کو حرام کہتے ہین۔ آور بااین ہمہ اوس نفل کو صحیح بھی جانتے ہین۔

در مختار:- فلا عبرة للذکر باللسان ان خالف القلب لانہ کلام لا نیة الا اذا عجز عن احضارہ لھموم اصابتہ فیکفیہ اللسان مجتبی۔ رد محتار:- واعترضہ فی الحلیة بانہ یلزم علیہ نصب الابدال بالرای۔ ولا یبعد القول بسقوط الاداء عمن وصل الی ھذہ الحالة فان من لا یمکنہ معرفة ای صلوة یصلی بمنزلة المجنون۔ ایضاً:- اقول ھذا یوھم انھا لا تصح مع الریاء مع ان الاخلاص شرط للثواب لا للصحة کما سیاتی فی الفروع انہ لو قیل لشخص صل الظھر ولک دینار فصلی بھذہ النیة ینبغی ان یجزیہ وانہ لا ریاء فی الفرائض فی حق سقوط الواجب فھذا یقتضی صحة الشروع مع عدم الاخلاص فلیتامل۔

در مختار:- وجاز تقدیمھا علی التکبیرة ولو قبل الوقت وفی البدائع خرج من منزلہ یرید الجماعة فلما انتھی الی الامام کبر ولم یحضرہ النیة جاز ومفادہ جواز تقدیم الاقتداء ایضاً فلیحفظ۔

ایضاً:- ولا عبرة بنیة متاخرة عنھا علی المذھب وجوزہ الکرخی الی الرکوع۔ رد محتار:- فیہ ان الکرخی لم ینص علی الرکوع ولا غیرہ وانما اختلفوا فی التخریج علی قولہ فی انہ ینتھی الی الثناء او الرکوع او الرفع منہ او القعود افادہ ح۔

در مختار:- وکفی مطلق نیة الصلوة وان لم یقل للہ۔

رد محتار:- وفی الاشباہ ولا یسقط التعیین لضیق الوقت لانہ لو شرع فیہ متنفلا صح وان کان حراماً۔ :-

یہ حضرات کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فرض اور غیر فرض میں تمیز نکرے اور فرض و سنت سب میں فرض کی نیت کرلے تو جائز ہے اور جہاں پہلی سنت نہیں ہے وہاں غیر فرض کی نیت بھی فرض و سنت سب کے واسطے جائز ہے۔ مقتدی کے لئے صرف نیت اقتدا کافی سمجھتے ہیں اگر وہ نماز کو معین نکرے بلکہ جانے بھی نہیں کہ کونسی نماز ہے تب بھی اوسکی نماز کو صحیح ٹہراتے ہیں اور اگر مقتدی نماز امام کی نیت کرے تب اوسکی نماز کو صحیح نہیں کہتے۔ آنحضرات کے نزدیک قضا نماز ادا کی نیت سے اور ادا نماز قضا کی نیت سے صحیح ہے اور یہی مختار ہے۔ اسی بنا پر کہتے ہیں کہ اگر کسیکو برس گذرے ہوں کہ وہ نماز ظہر کو وقت سے پہلے پڑہتا رہا ہو تو اوسکو فقط ایک ظہر کا قضا کرنا لازم ہے کیونکہ ہر روز کی نماز اگرچہ ادا کی نیت سے پڑہی گئی مگر وہ اوس سے پہلے دن کی قضا ہوتی رہی۔ بعضے حضرات استقبال قبلہ کی نیت کو شرط کہتے ہیں۔ اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ بنائے کعبہ یا مقام محراب مسجد کی نیت جائز نہیں۔ اقتدا کے صحیح ہونے میں امام کے معین کرنے کو شرط نہیں ٹہراتے۔ اور صاف کہتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھے کہ دو آدمی نماز پڑھ رہے ہیں اور کسی ایک کی بلا تعیین کے اقتدا کرے اوسکی نماز صحیح ہے۔

اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی نیت کرے کہ اس جوان کے پیچھے نماز پڑہتا ہوں اور وہ شیخ ہو یعنی بوڑہا ہو تو صحیح نہیں۔ اور اگر نیت کرے کہ پیچھے اس شیخ کے اور وہ جوان نکلے تو صحیح ہے۔ اور اوسکی وجہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ جوان کو بھی بوجہ علم کے شیخ کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بعض وجوہ سے شیخ کو بھی جوان کہا کرتے ہیں پھر ایک صورت میں صحت اور دوسری میں عدم کے کیا معنی۔

درمختار + ولابد من التعیین عند النیۃ فلو جھل الفرضیۃ لم یجز ولو علم ولم یمیز الفرض من غیرہ ان نوی الفرض فی الکل جاز وکذا لو ام غیرہ فیما لا سنۃ قبلھا۔ ایض + وینوی المقتدی المتابعۃ لم یقل ایض لانہ لو نوی الاقتداء او الشروع فی صلوۃ الامام ولم یعین الصلوۃ صح فی الاصح وان لم یعلم بھا لجعلہ نفسہ تبعا لصلوۃ الامام بخلاف ما لو نوی صلوۃ الامام وان انتظر تکبیرہ فی الاصح۔ ایض + فالاولی نیۃ ظھر الیوم لجوازہ مطلقا لصحۃ القضاء بنیۃ الاداء کعکسہ ھو المختار۔

ردمحتار + وبھذا ظھر الجواب من مسئلۃ ذکرھا بعض الشافعیۃ وھی لو مضی علیہ سنوات وھو یصلی الظھر قبل وقتھا فھل علیہ قضاء ظھر او الکل فاجاب بعضھم بالاول بناءً علی انہ لا یشترط نیۃ القضاء فیکون صلوۃ کل یوم قضاء لما قبلہ وخالفہ غیرہ۔

درمختار + ونیۃ استقبال القبلۃ لیست بشرط مطلقا علی الراجح فما قیل لو نوی بناء الکعبۃ او المقام او محراب مسجدہ لم یجز مفرع علی المرجوح۔ کنیۃ تعیین الامام فی صحۃ الاقتداء فانھا لیست بشرط فلو اشتم بہ لظنہ زیدا فاذا ھو بکر صح الا اذا عینہ باسمہ فبان غیرہ الا اذا عرفہ بمکان کالقائم فی المحراب او اشارۃ کھذا الامام الذی ھو زید الا اذا اشار بصفۃ مختصۃ کھذا الشاب فاذا ھو شیخ فلا یصح وبعکسہ یصح لان الشاب یدعی شیخا العلم۔ ایض + فصلوتہ صحیحۃ کما لو لم یتعین الامام بان رای رجلین یصلیان فاتم بواحد لا بعینہ

پہلے بیان ہوا کہ اہلسنت کے امام اعظم اوس شخص کو جو خود عاجز ہو اور غیر کی مدد سے کام کرسکتا ہو عاجز ہی ٹہراتے ہین اسیوجہ سے جو شخص خود قبلہ رو نہو سکتا ہو اور دوسری کی اعانت سے کعبہ کیطرف مُنہ کرسکتا ہو استقبال قبلہ سے عاجز قرار دیتے ہین اور جس طرف کو خود منہ کرسکتا ہو اوس طرف کو متوجہ ہوکر نماز پڑہنے کی اجازت بخشتے ہین مگر صاحبین نے اسمین مخالفت کی ہے وہ کہتے ہین کہ اگر مددگار بہم پہونچے تو ضرور اوسکی مدد سے قبلہ رو ہو لیکن یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر مددگار اس کام پر اجرت مثل مانگے تو اگر وہ اجرت نصف درم سے کم ہو تو دیجائے اور اگر نصف درم یا زیادہ مانگے تو دینا لازم نہین اور بغیر استقبال قبلہ کے نماز پڑھ لینا درست ہے جس شخص کو خوف ہو کہ اگر نماز مین قبلہ رو ہوگا تو دشمن دیکھہ پائیگا یا کچھہ مال تلف ہوجائیگا تو اوسکو بہی اجازت دیتے ہین کہ جسطرف کو ہوسکے نماز پڑھ لے قبلہ رو ہونے کی ضرورت نہین اور وقت اور خارج وقت مین اس نماز کے اعادہ کی بہی حاجت نہین سمجھتے ۔ کہتے ہین کہ جو شخص قبلہ کی شناخت سے عاجز ہو وہ کوشش کرے پہر جو سمت اوسکے گمان مین آئے اوسطرف کو نماز پڑھ لے یہانتک تو خیر آگے فرماتے ہین کہ اگر بعد نماز پڑھ لینے کے خطا ظاہر ہو تو نماز کا اعادہ نکرے اگرچہ نماز کا وقت باقی ہو اور گو پشت بقبلہ نماز پڑہی ہو ۔ اور اگر اثنائے نماز مین قبلہ معلوم ہوجائے تو نماز کو قطع نکرے بلکہ پڑہی ہوئی نماز کو صحیح ٹہراکر باقی مین قبلہ کیطرف پہر جائے ۔ اور کہتے ہین کہ مسجد تاریک مین اور مکہ مین بہی لازم نہین کہ قبلہ کی شناخت کے لئے دروازے کہٹکہٹائے اور دیوارون کو ہاتہ لگائے بلکہ اپنی اٹکل پر عمل فرمائے گو یہہ نوبت پہونچے کہ نماز کی ہر رکعت نئی سمت کو پڑہی جائے اور اندہا اپنی اٹکل سے جسطرف کو چاہے کہڑا ہوجائے اور اگر کوئی اوسکو سیدہا کردے ۴

۴ تو اوس نماز کو پورا کردے ۔ غرض مساہلت و مسامحت ان حضرات کی دینی امور مین کیا کوئی معرض تحریر و تقریر مین لائے اور اوسکے بیان مین کہانتک بنا وقت عزیز گنوائے ۔

در مختار +

وقبلة العاجز عنها لمرض وان وجد موجها عند الامام او خوف مال وكذا كل من سقط عنه الاركان جهة قدرته ولو مضطجعا بايماء لخوف رؤية عدو ولم يعد لان الطاعة بحسب الطاقة -

رد المحتار + قوله عند الامام لان القادر بقدرة الغير عاجز عنده لان الحبل يكلف بقدرة نفسه لا بقدرة غيره خلافا لهما فيلزمه عندهما التوجه ان وجد موجها - واذا كان له مال و وجد اجيرا باجرة مثله هل يلزمه ان يستاجره عندهما كما قالوه ام لا لم ار من ذكره وينبغي اللزوم ثم رأيته في شرح الشيخ اسمعيل عن الروضة لكن بتقييد كون الاجرة دون نصف درهم فلو طلب نصف درهم او اكثر لا يلزمه -

در مختار

ويتحرى هو بذل المجهود لنيل المقصود وعاجز عن معرفة القبلة بما مر فان ظهر خطاءه لم يعد لما مر وان علم به في صلوته او تحول ولو في سجود سهو استدار وبنى حتى لو صلى كل ركعة الى جهة جاز ولو بمكة او مسجد مظلم ولا يلزمه قرع ابواب ومس جدران ولو اعمى فسواه رجل بنى - + +

اگر کوئی شخص کوشش کرے اور کوئی جہت قبلہ نہ قرار پاوے تو بعضے حضرات اوسکو
ترک نماز کا حکم دیتے ہین اور بعضے اختیار دیتے ہین کہ جس طرف کو چاہے نماز پڑھلے
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص بوجہ بدلجانے گمان کے ایک رکعت ایک سمت کو اور دوسری
اور جانب کو پڑہے اور اوسکو پہلی رکعت کے ایک سجدہ کا رہجانا یاد آجائے
تو وہ نماز کو نئے سرے سے پڑہے کیونکہ دوسری سمت پہلی رکعت کا قبلہ نہین
ہے اور پہلی سمت اب قبلہ نہین رہی تو اس سجدہ کو دونون طرف نہین کر سکتا۔
سبحان اللہ جس سمت کو ساری نماز نئے سرسے پڑہنے کا حکم دیتے ہین اوسی
سمت کو پہلی رکعت کے سجدہ کے ادا کرنے کو تجویز نہین کرتے۔ اگر کوئی شخص
اپنی کوشش سے کوئی جہت قبلہ قرار دے اور اوسکے خلاف نماز پڑہے تو انکے
امام اعظم اوسکے کافر ہوجانے کا خوف کرتے ہین اور سب حضرات اوس نماز
کے نئے سرے سے پڑہنے کا حکم دیتے ہین اگرچہ معلوم ہوجاتے کہ جسطرف
کو نماز پڑہی ہے وہ واقعی قبلہ ہے اور اوسکا گمان غلط تھا۔ قاضی ابویوسف
سے منقول ہے کہ وہ اس صورت مین اوسکی نماز کو کافی سمجھتا ہے۔ کہتے ہین
کہ اگر کوئی شخص نیت خلوص سے نماز شروع کرے پھر ریا شامل ہوجاتے
تو سابق کا یعنی خلوص کا ہی اعتبار ہوگا۔ اور وہ نماز باوجود اسکے کہ شروع
کرتے ہی چاہے ریا کا شمول ہوگیا ہو خالصاً للہ ہوگی اسکی وجہ یہہ بیان کرتے
ہین کہ نماز ایک عبادت ہے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے نہین ہوتے اگر وہ خلوص پر باقی
نہ ہے تو اوسکے ٹکڑے ہوجائینگے کچھہ خدا کے لئے ہوگی کچھہ غیر کے واسطے۔
سبحان اللہ کیا اچھی بدیہی دلیل ہے۔ *

ردّ محتار

تحری فلم یقع تحریه علی شئ قیل یوخر وقیل یصلی الی اربع جهات وقیل یخیر - وظاهر کلام القهستانی ترجیح الاخیر فانه قال لو تحری ولم یتیقن بشئ فصلی الی ای جهة شاء کانت جائزة ولو اخطا فیه - در مختار: ومن تذکر ترک سجدة من الاولی استانف - رد محتار: قوله استانف لانه ان سجدها الی الجهة الثانیة فقد سجدها الی غیر قبلة لانها جزء من الرکعة الاولی والجهة الثانیة لیست قبلة للرکعة الاولی بجمیع اجزاءها وان سجدها الی الجهة الاولی فقد انحرف عما هو قبلة الآن اه - ایضا: لو وقع تحریه علی جهة وصلی الی غیرها فانه یستانف مطلقا ای سواء علم انه اصاب او اخطا فی الصلوة او بعدها او لم یظهر شئ وعن ابی حنیفة انه یخشی علیه الکفر وعن الثانی یجزیه ان اصاب -

در مختار: افتتح خالصا ثم خالطه الریاء اعتبر السابق - رد محتار: لعل وجهه ان الصلوة عبادة واحد غیر متجزیة فالنظر فیها الی ابتداءها فاذا شرع فیها خالصا ثم عرض علیه الریاء فهی باقیة لله علی الخلوص والا لزم ان یکون بعضها له وبعضها

لغیره

جس شخص کا یہ حال ہو کہ تنہا ہو تو نماز نہ پڑھے اور آدمیوں کے
ساتھ ہو تو پڑھ لے ۔ بعضے حضرات اسکو ریا ٹہراتے ہین اور
جو آدمیون کے ساتھہ ہو تو اچھی طرح نماز پڑھے اور اکیلا ہو
تو اسطرح نہ پڑھے اوسکے لئے اصل نماز کا ثواب قرار دیتے
ہین ۔ ریا اور شہرت اور چرچہ کی غرض سے جو نماز پڑہی جائے
اوسکو جائز سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اس حالت مین بہی تو
ارکان و شرائط سب موجود ہین اور ان سب مین جو عمدہ ہے
یعنی خلوص اوسکے فوت ہونے پر نظر نہین کرتے اور فرماتے
ہین کہ ریا فرائض مین داخل نہین ہوتا اور ریا سے اصل ثواب
فوت نہین ہوتا بلکہ ثواب کی زیادتی فوت ہوتی ہے اور اسکو
مذہب مستقیم ٹہراتے ہین ۔ ارباب فہم خیال فرمائین کہ ریائی
نماز مین جناب کبریائی سے امید و استحقاق ثواب کی یہی نظیر
ہے کہ ایک شخص زید کا تو کام کرے اور عمرو سے مزدوری
کا مستحق ہو اور امیدوار رہے کہ عمرو مزدوری دیگا کیا اسیکا
نام استقامت ہے ظاہر ا یہہ تو عین سفاہت و حماقت ہے
چنانچہ شیخ سعدی نے اس طرف اشارہ کرکر کہا ہی ع
زعمرو ای پسر چشم اجرت مدار ✣ چو در خانۂ زید باشی بکار ✣
اسکے علاوہ انکے امام اعظم کا قول ہے کہ اگر امام جماعت رکوع
کو طول دے اس غرض سے کہ آنیوالے کو رکوع ملجائے تو
مین اوسپر ایک بڑے امر کا یعنی شرک خفی کا خوف کرتا ہون اور
وہ ریا ہے اور بعضون نے ابو حنیفہ کے اس کلام سے
یہہ سمجھ لیا کہ وہ مشرک ہو جائیگا اور اوسکے خون کے مباح ہونے
کا فتوی دیدیا اس سے ظاہر ہے کہ ریا شرک خفی ہے تو جو
حضرات ریائی نماز مین استحقاق ثواب ٹہراتے ہین حقیقت مین
شرک کو موجب ثواب بتاتے ہین اور مشرک واجب القتل کو مستحق

در مختار ✣ والریاء انه لو خلا عن الناس لا یصلی فلو معهم یحسنها و وحده لا فلا ثواب اصل الصلوة ۔ رد المختار ✣ قال فی مختارات النوازل واذا اصلی ریاء وسمعة تجوز صلوته فی الحکم لوجود شرائطه وارکانه ۔ قال الفقیه ابو اللیث فی النوازل قال بعض مشائخنا الریاء لا یدخل فی شئ من الفرائض وهذا هو المذهب المستقیم ان الریاء لا یفوت اصل الثواب وانما یفوت تضاعف الثواب بیری علی الاشباہ ایضا ✣ وسیاتی فی فصل اذا اراد الشروع فی الصلوة انه لو اطال الرکوع لادراك الجائی

یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر امام جمعہ سے نماز جمعہ مین سہو ہو جائے آور وہ سجدۂ سہو عمل مین لائے آور جو شخص نماز جمعہ مین شریک نہین تہا اقتدا کی نیت سے سجدۂ سہو مین شامل ہو جائے تو اُسکو جمعہ ملجائیگا۔ اس نماز کو جمعہ کی نیت سے ہی تمام کردے ۔ یہہ عجیب بات ہے اسیوجہ سے امام محمد نے بہی اسمین مخالفت کی ہے آور کہا ہے کہ جبتک ایک رکعت مین شریک نہوگا جمعہ نہ پائیگا آور شافعی کا قول بہی یہی ہے آور یہہ لوگ کہتے ہین کہ جو کوئی شخص امام کی دوسری رکعت سے سر اوٹہانے کے بعد اقتدا کرے وہ جمعہ کی نیت کرے آور ظہر کی طرح تمام کرے ۔ آور اس صورت مین لازم آتا ہے کہ جسکی نیت کی تہی اوسکو ادا نکیا آور جسکو ادا کیا اوسکی نیت نہ کی تہی یعنی جمعہ کی نیت تہی آور ظہر کو ادا کیا۔ کہتے ہین کہ جو شخص دو فرضون کی ساتہہ نیت کرلے جیسے نماز جنازہ آور نماز یومیہ تو نیت نماز یومیہ ہی کی ہوگی آور جو دونون یومیہ ہون تو جسکا وقت ہو اوسکے لئے ہوگی آور جو دونون قضا ہون تو پہلی کے لئے ٹہریگی اگر اونمین ترتیب ہوگی ورنہ لغو قرار پائیگی ۔ یعنی بغیر قصد کے خود بخود یہہ کام انجام ہونگے ۔ اسیطرح اگر ایک قضا ہو اور ایک کا وقت ہو تو وہ نیت قضا کے واسطے ہوجائیگی اگر وقت مین گنجائش ہوگی ۔ آور اگر ایک فرض ہو آور ایک نفل تو فرض کے لئے ہوگی ۔ آور اگر دونون نافلہ ہون جیسے سنت فجر آور تحیت مسجد تو دونون سے ہوجائیگی آور اگر ایک نافلہ اور ایک نماز جنازہ تو نافلہ کی ٹہریگی ۔ آور کہتے ہین کہ قطع کی نیت سے نیت باطل نہین ہوتی جبتک کہ نیت مغائر کے ساتہہ تکبیر نہ کہے ۔ اور نماز مین روزہ کی نیت کرلے تو صحیح ہے ۔ +

ردمحتار + فعنده (محمد) لایدرک الجمعۃ الا بادراک رکعۃ مع الامام فلو اقتدی بعد ما رفع الامام راسہ من رکوع الثانیۃ ینوی جمعۃ ویتمہا ظہرا عندہ فقد نوی الجمعۃ و لم یؤدہا وادی الظہر ولم ینوہ فہو مذہب الشافعی وعندنا یتمہا جمعۃ متی صح اقتداءہ بالامام ولو فی سجود السہو علی القول بفعلہ فیہا ۔ درمختار ولو نوی فرضین کمکتوبۃ وجنازۃ فللمکتوبۃ و لو مکتوبتین فللوقتیۃ ولو فائتتین فللاولی لو من اہل الترتیب و الا فلیحفظ ولو نا ثنۃ و وقتیۃ فللفائتۃ لو الوقت متسعا ولو فرضا ونفلا فللفرض ولو نافلین کسنۃ فجر وتحیۃ مسجد فعنہما ولو نافلۃ وجنازۃ فنافلۃ ولا تبطل بنیۃ القطع مالم یکبر بنیۃ مغایرۃ ولو نوی فی صلوۃ الصوم صح ۔ +

رکن بودن تکبیر احرام برای نماز و عدم لزوم ...
قیام بلا عذر بخمیدگی و بر انگشتان پا و صحت نماز بدون قراءت بحالت قیام و مندوب
بودن قعود بجاے قیام برای کسیکہ از سجود عاجز باشد باوصف قدرت قیام +

پہلے ذکر ہوچکا کہ یہہ حضرات نماز کی نیت کو وقت سے پہلے کرلینا جائز جانتے ہین اور نیت کا تکبیر احرام سے مقارن ہونا لازم نہین سمجھتے۔ آب تکبیر احرام کی کیفیت سنیئے کہتے ہین کہ وہ نماز سے خارج ہے اور اوسکا رکن نہین بلکہ شرط ہے اور نماز جنازہ مین شرط بہی نہین اور تکبیر احرام کے لئے شروط نماز کی رعایت لازم نہین کہتے چنانچہ اوسکو نجس لباس مین اور برہنہ اور وقت سے پہلے اور قبلہ سے منحرف ہوکر اور بغیر وضو کے ادا کرنا جائز اور صحیح جانتے ہین اور بغیر وضو کے جائز ہونے کی صورت یہہ بیان کرتے ہین کہ ایک شخص دریا مین گرے اور ہنوز اوسکے اعضائے وضو تک پانی نہ پہونچا ہو کہ تکبیر کہے اور پانی کے اندر جائے اور اوٹہے اور اشارہ سے نماز پڑہے اوسکی نماز صحیح ہوگی اگرچہ تکبیر کے وقت باوضو نہین تہا اور اوسکی قباحت اسی سے ظاہر ہے کہ امام شافعی نے اور بعض محققین حنفیہ نے تکبیر کو رکن نماز ٹہرایا ہے۔ قیام مین سیدہا کہڑا ہونا لازم نہین جانتے بلکہ اسقدر جہکنا کہ ہاتہ گہٹنون تک نہ پہونچین بلا عذر جائز سمجھتے ہین اسیطرح بغیر عذر کے صرف پانون کی اونگلیون پر یا فقط ایڑیون پر کہڑا ہونا صحیح ٹہراتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کہڑا ہوکر تکبیر کہے اور فورًا رکوع مین چلا جائے اور بالکل نہ ٹہرے اور قرأت بقدر فرض خواہ جہکتے مین ادا کرے یا اوسمین تاخیر کرے یا گونگا ہو نماز اوسکی صحیح ہے اسلئے کہ جسقدر قیام اسنے کیا ہے نماز کی صحت کے واسطے کافی ہے۔ جو شخص قیام پر بخوبی قدرت رکہتا ہو مگر سجدہ سے عاجز ہو امام اعظم اہلسنت کے اوس شخص کے لئے بیٹہکر نماز پڑہنا مندوب سمجھتے ہین اور ایک فرض کے ترک کی وجہ سے جو بسبب عذر کے ترک ہوا ہے دوسرے فرض کو بلا عذر ترک کرنا بہتر ٹہراتے ہین اسیوجہ سے امام زفر اور امام مالک اور شافعی اور احمد نے اس صورت مین بہی قیام کو واجب کہا ہے۔ +

در مختار + ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائما وهی شرط فی غیر جنازة علی القادر بہ یفتی ولا تصالها بالارکان روعی لها الشروط وقد منعہ الزیلعی الخ - رد محتار + قولہ وقد منعہ الزیلعی ای منع ما ذکر من قولہ روعی لها الشروط حیث قال فی الرد علی الشافعی القائل برکنیة التحریمة وقولہ یشترط لها ما یشترط للصلوٰة ممنوع فانہ لو احرم حاملا للنجاسة فالقاها عند فراغہ منها او مکشوف العورة فسترها عند فراغہ من التکبیر بعمل یسیر او شرع فی التکبیر قبل ظهور الزوال مثلا ثم ظهر عند فراغہ منها او منحرفا عن القبلة فاستقبلها عند الفراغ منها جاز و لئن سلم فانما یشترط لما یتصل بہ من الاداء لا لان التحریمة من الصلوٰة اھ وحاصلہ انہ لما کان الغالب من حال المصلی مراعاة الشروط وقتها (تحریمة) صار منشاء لتوهم ذلک للتحریمة فنبهوا او لا ان ذلک للقیام المتصل بها ثم حققوا ذلک بان ذکروا صورا یمکن فیها عدم اقتران التحریمة بالشروط وعبارة الهدایة ومراعاة الشروط لما یتصل بها من القیام قال فی الکفایة والدلیل ان من وقع فی البحر ولم یصل الماء الی اعضاء وضوئہ فکبر وغمس فی الماء ورفع وصلی بالایماء تجوز صلوٰتہ والکان حال التکبیر غیر متوضی اھ فهذا صریح فی ان الشروط انما تجب مراعاتها مع الفراغ منها عند اول جزء من القیام المتصل باخر التحریمة ایضا + فان المشهور ان القائل برکنیة التحریمة هو الشافعی وبعض اصحابنا - در مختار + ومنها القیام بحیث لو مد یدیہ لا تنال رکبتیہ ومفروضہ وواجبہ ومسنونہ ومندوبہ بقدر القراءة فیہ فلو کبر قائما فرکع ولم یقف صح لان ما اتی بہ من القیام الی ان یبلغ الرکوع یکفیہ فی فرض ویلحق بہ کنذر وسنة فجر لقادر علیہ وعلی السجود فلو قدر علیہ دون السجود ندب ایماءہ قاعدا - رد محتار + یشمل (القیام) التام منہ وهو الانتصاب معا لاعتدال وغیر التام

وهو الانحناء القلیل بحیث لا تنال یداہ رکبتیہ - ولو قام علی اصابع رجلیہ او عقبیہ بلا عذر یجوز - قولہ ندب ایماءہ قاعدا ای لقربہ من السجود وجاز ایماءہ قائما واوجب الثانی زفر والائمة الثلث لان القیام رکن فلا یترک مع القدرة علیہ

ای وقرء فی نحویہ نتر القرض اوکان الخرس او معتمدا او اخرس القراءة ۱۲ رد

اسیطرح اہلسنت کے امام اعظم اوسکو جو چلتی ہوئی کشتی مین نماز پڑہے باوجود قدرت قیام کے بیٹھکر پڑہنے کا حکم دیتے ہین - امام احمد کہتا ہے کہ جو شخص اپنے گھر کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہو اور جماعت کے لئے جاتے تو کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے نہ جماعت مین جاتے اور بیٹھکر نماز پڑھے آور اسکی قباحت اسی سے ظاہر ہے کہ باقی تینون امام اسکی قائل نہین بلکہ گھر مین کھڑے ہوکر پڑہنے کو جماعت پر مقدم سمجھتے ہین - اہلسنت کی امام اعظم کھڑے کھڑے تھوڑا سا سر جھکا لینا رکوع مین کافی جانتے ہین اور اعتدال کی ضرورت نہین سمجھتے آور سجدہ جو امام اعظم نے تجویز کیا ہے اوسکا ادا کرنا اگر متعذر نہین تو متعسر ضرور ہے - ہاتھون کا اور گھٹنون کا رکھنا تو سنت ہی کہتے ہین آور قدمون کے رکھنے کی سنت ہونے کو بھی بعضون نے حق قرار دیا ہی تواب سجدہ مین پیشانی کا رکھنا یا ناک کا رکھنا رہگیا سو بغیر قدمون اور گھٹنون اور ہاتھون کے صرف ماتھے سے یا فقط ناک سے سجدہ کرنا جیسا ہے اوسکو ہر شخص سمجھہ سکتا ہے بیان کی حاجت نہین - قعود اخیر کو جسمین تشہد پڑھا جاتا ہی اور بقدر ادائے تشہد کے ہوتا ہے کہتے ہین کہ یہہ نماز سے خارج ہے اور صرف نماز سے نکلنے کے لئے مشروع ہوا ہے اور اوسکے منکر کو کافر نہین کہتے اور اوسکا پے درپے ہونا بھی شرط نہین اگر کوئی شخص چار رکعتین پڑھے اور ایک لحظہ بیٹھے اور تین رکعتین گمان کرکے کھڑا ہو جاتے پہر یاد آجاتے اور بیٹھ جاتے پہر باتین کرنے لگے اگر دونون بار کا بیٹھنا بقدر تشہد کے ہو جائیگا تو نماز صحیح ہوگی - نماز سے نکلنے کے لئے کوئی فعل جو نماز کے منافی ہو اختیار سے کرنا فرض کہتے ہین گو وہ فعل مکروہ تحریمی ہو کہ اوسکے کرنے سے بھی فرض ادا ہو جائیگا آور اگر بغیر اختیار کے ایسا فعل صادر ہو تو کافی نہین سمجھتے اسلئے کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص بقدر تشہد کے بیٹھ چکا ہو اور بغیر اختیار کے اوس کی ریح وغیرہ صادر ہو جاتے اوسکو لازم ہی کہ وضو کرے اور قصداً ریح وغیرہ صادر کرے ورنہ اوسکی نماز باطل ہوگی آور اگر بعد قعود کے عمداً ریح صادر کرتا تو نماز پہلی ہی صحیح ہو جاتی - +

رد محتار + ويزاد مسئلة اخرى هي الصلوة في السفينة الجارية فانه يصلي فيها
قاعدا مع القدرة على القيام عند الامام - در مختار + لو اضعفه عن القيام
الخروج لجماعة صلى في بيته قائما به يفتى - رد محتار + وجهه ان القيام
فرض بخلاف الجماعة وبه قال المالكي والشافعي خلافا لاحمد بناء على
ان الجماعة فرض عنده - ايض + وفي شرح الشيخ اسمعيل عن المحيط ان
طأطأ راسه في الركوع قليلا ولم يعتدل فظاهر الجواب عن ابيحنيفة انه
يجوز - در مختار + وكره اقتصاره في السجود على احدهما ومنعا
الاكتفاء بالانف بلاعذر واليه صح رجوعه - رد محتار + وقد استشكل
المحقق في الفتح بان القول بعدم جواز الاقتصار يلزم منه الزيادة
على الكتاب بخبر الواحد - فصار في المسئلة ثلث روايات الاولى فرضية
وضعهما (قدمين) الثانية فرضية احدهما الثالثة عدم الفرضية
وظاهره انه سنة قال فذهب شيخ الاسلام الى ان وضعهما سنة
فتكون الكراهة تنزيهية وقد اختار في العناية هذه الرواية
الثالثة وقال انها الحق واقره في الدرر - وحيث تظافرت
الروايات عن ائمتنا بان وضع اليدين والركبتين سنة ولم ترد
رواية بانه فرض تعين وضع القدمين او احدهما للفرضية -
در مختار + ومنها القعود الاخير والذي يظهر انه شرط لانه
شرع للخروج كالتحريمة للشروع وفي السراجية لا يكفر منكر قدر
ادنى قراءة التشهد الى عبده رسوله بلا شرط موالاة وعدم
فاصل لما في الولوالجية صلى اربعا وجلس لحظة فظنها ثلثا فقام
ثم تذكر فجلس ثم تكلم فان كلا الجلستين قدر التشهد صحت والا
لا - ومنها (فرائض) الخروج بصنعه كفعله المنافي لها بعد تمامها
وان كره تحريما - اعلم ان كون الخروج بصنعه فرضا غير منصوص
عن الامام وانما استنبطه البردعي من المسائل الاثنا عشرية -
ورده الكرخي - وفائدة الخلاف بينهما يظهر فيما اذا سبقه حدث بعد قعوده قدر التشهد اذا لم يتوضأ وبنى ويخرج بصنعه بطلت على تخريج البردعي - + + +

تو انحضرات کے نزدیک بغیر عمل مین لانے فعل منافی کے نماز سے نہین نکل سکتا پس اگر کوئی
شخص بعد تشہد اخیر کے نماز کے تمام کرنے کا قصد کرے پہر اوسیطرح بیٹھے بیٹھے تسبیح
اور قرأت مین مشغول ہو جائے تو کتنا ہی زمانہ گذرے نماز مین رہیگا - اور باوجود
اسکے کہ فعل منافی کے صدور مین اختیار کا اعتبار کرتے ہین کہتے ہین کہ اگر عورت مرد
کے محاذی ہو جائیگی تب بہی نماز سے خروج ہو جائیگا - حال آنکہ ظاہر ہے کہ اس
محاذاۃ مین مرد کا کچہہ اختیار نہین ہے -

کہتے ہین کہ قیام اور رکوع اور سجود اور قعود مین ترتیب فرض ہے لیکن اگر
کوئی اس ترتیب مین خلل ڈالے اسطرح کہ پہلے رکوع کرے پہر قیام کرے اور
قیام کے بعد دوسرا رکوع کرے اور پہلے رکوع کا اعتبار نکرے یا رکوع سے پہلے
دونون سجدے کرے اور پہلے سجدون کو معتبر نہ سمجھے پہر رکوع کرے اور رکوع
کے بعد دوبارہ دونون سجدے عمل مین لاتے اوسکی نماز صحیح ہو جائیگی اور
رکنون کے اور فرضون کے مکرر عمل مین لانے سے اور نماز کو لڑکون کا کھیل
ٹہرانے سے نماز مین کچہہ خلل نہو گا -

کہتے ہین کہ قعود اخیر کا بعد تمام ارکان کے واقع کرنا فرض ہے یہانتک کہ اگر
کسیکو نماز کے سجدہ کا رہجانا یاد آجائے تو اوس سجدہ کو ادا کرے اور قعود کا
بہی اعادہ کرے اور اگر صرف رکوع یاد آوے اوسکو مع سجدون کے بجا
لاتے اور اگر قیام یا قرأت یاد آے تو اوسکے لئے پوری رکعت عمل مین
لاتے - اگر ماموم رکوع مین اتنی تاخیر کرے کہ امام رکوع سے سر اوٹہائے
تب وہ رکوع مین جائے اسکو صحیح جانتے ہین - اگر کوئی شخص افعال نماز کو
اوس حالت مین کہ اوسکو ان افعال سے بالکل غفلت و ذہول ہو عمل مین لائے
اسطرح کہ اوسکا قلب کسی چیز مین مشغول ہو خیر اوسکو تو کافی ہی سمجھتے ہین
اور بعضون نے کہا ہے کہ سوتا ہوا آدمی بہی مثل ذاہل و غافل کی ہے یعنی
اگر سوتے مین رکوع و سجود وغیرہ بجا لاوے تو کافی ہے اور نماز اوسکی
صحیح ہوگی - ÷ -

رد محتار * قوله ومنها الخروج بصنعه) اى بصنع المصلى اى فعله الاختيارى
باى وجه كان من قول او فعل ينافى الصلوة بعد تمامها كما فى البحر وذلك
بان يبنى على صلوته صلوة اخرى فرضا او نفلا ويضحك قهقهة او يحدث عمدا او يتكلم
او يسلم تاترخانية ومنه ما لو حاذته امرأة لان المحاذاة مفاعلة فكان
الفعل موجودا من الرجل بصنعه كوجوده من المرأة وان لم يكن للرجل
فيه اختيار رد وتمامه فى النهاية واحترز بصنعه عما لو كان سبقه الحدث ـ
واحترز بالمنافى عن نحو قرأة وتسبيح ـ در مختار * بقى من الفروض تميز
المفروض وترتيب القيام على الركوع والركوع على السجود والقعود الاخير
على ما قبله الخ ـ رد محتار * قوله وترتيب القيام على الركوع الخ اى تقديمه
عليه حتى لو ركع ثم قام لم يعتبر ذلك الركوع فان ركع ثانيا صحت صلوته
لوجود الترتيب المفروض ولزمه سجود السهو لتقديمه الركوع المفروض
وكذا تقديم الركوع على السجود حتى لو سجد ثم ركع سجد ثانيا صحت
لما قلنا ـ قوله والقعود الاخير اى يفترض ايقاعه بعد جميع الاركان حتى
لو تذكر بعده سجدة صلوتية سجدها واعاد القعود وسجد للسهو ولو
ركوعا قضاه مع ما بعده من السجود او قياما او قراءة صلى ركعة كما
حرره فى البحر ـ قوله ومتابعة الامام فى الفروض اى بان ياتى بها معه
او بعده حتى لو ركع امامه ورفع فركع هو بعده صح ـ در مختار * اما لو
ركع او سجد ذاهلا كل الذهول اجزاه ـ رد محتار * بان كان قلبه مشغولا
بشئ فانه لا شك انه اتى بالركوع والسجود باختياره ولكنه غافل عنهما

ونظيره الماشى فانه ربما جليه وكثيرا من اعضائه يتحرك اى بمشيه الخشار له ولا يشعر له بذلك قال ح والظاهر ان التاعسى كذلك اذا فعل قليلا ما ـ

صحت نماز باوصف ترک واجبات عمداً و دیگر مسائل ۔

کہتے ہین کہ شرع نے سوتے آدمی کو نماز کے حق مین مثل جاگتے کی ٹھہرایا ہے تو وہ اگر قرأت نماز سوتے مین بجا لائے جائز ہے آور یہہ قرأت معتبر ہوگی اسیطرح قیام و قعود بہی حالت نوم کا معتبر ہوگا ۔ آور قرأت و قعود جو حالت نوم مین ہوگا اسکا معتبر اور کافی ہونا انکے نزدیک صحیح ہے ۔ آور قعود مین بعضون نے کافی ہونے کو ترجیح دی ہے آور بعضون نے اسی پر اکتفا کی ہے ۔ آور صاف کہتے ہین کہ نماز کا حالت اختیار مین شروع ہونا کافی ہے آور قرأت وغیرہ اگر حالت بے اختیاری مین یعنے سوتے مین ہون کچھہ مضائقہ نہین اور جو امر انکے نزدیک زیادہ صحیح ہی وہ یہہ ہے کہ جو افعال نماز سوتے مین واقع ہون اونکا اعادہ کرے نماز صحیح ہو جائیگی ۔ بہر حال حالت نماز مین سو رہنے سے کچھہ فساد و خلل نماز مین نہین ہوتا بعضے ان افعال کو جو سوتے مین واقع ہون معتبر اور کافی سمجھتے ہین ۔ اور بعضے ان افعال کے اعادہ کا حکم دیتے ہین اور نماز کے اعادہ کی ضرورت نہین سمجھتے آور جبکہ سو رہنے سے نماز مین کچھہ خلل واقع نہین ہوتا تو اس سے ظاہر ہے کہ وضو مین بہی کچھہ فساد نہین ہوتا گو حالت خواب مین ریح بہی صادر ہو جاتے ۔

کہتے ہین کہ واجبات نماز کے عمداً ترک کرنے سے نماز فاسد نہین ہوتی ۔
آور اسی نماز کے ادا کرنے سے جسکے واجبات کو عمداً ترک کیا ہے ۔ عہدہ نماز سے باہر آتا ہے گو بطور کراہت ہی سہی ۔
آور اس نماز کے اعادہ کو مثل سجود سہو کی قرار دیتے ہین کہ جس طرح سجود سہو سے تلافی مافات ہوتی ہے ایسے ہی اعادے سے ہوگی ۔

در مختار: فان اتی بها او باحدها بان قام او قرء او رکع او سجد او
قعد الاخیر نائما لا یعتد بما اتی به بل یعیده ولو القراءة او القعدة
علی الاصح - رد مختار: قال الفقیه ابو اللیث یعتد بها لان الشرع
جعل النائم کالمستیقظ فی حق الصلوة والقراءة رکن زائد یسقط فی
بعض الاحوال فجاز ان یعتد بها فی حالة النوم واستوجهه فی الفتح واجاب
عن تعلیل القول الاول بقوله والاختیار المشروط قد وجد فی ابتداء الصلوة
وهو کاف الا تری انه لو رکع وسجد ذاهلا عن فعله کل الذهول انه یجزیه
اه - قال فی شرح المنیة والجواب انا نمنع کون الاختیار فی الابتداء کافیا
ولا نسلم ان الذاهل غیر مختار اه علی انه یلزم من الاکتفاء بالاختیار
فی الابتداء انه لو رکع وسجد حالة النوم یجزیه وقد قال فی المبتغی
رکع وهو نائم لا یجوز اجماعا وصریح کلام ابن امیر حاج فی الحلیة ترجیح
کلام الفقیه للجواب الذی ذکره شیخه فی الفتح حتی رد به ما فی المبتغی ثم
قال وقد عرف من هذا جواز القیام فی حالة النوم ایضا وان نص بعضهم
علی عدم جوازه اه وتبعه فی البحر - اما فی القعدة فقد ذکر فی الحلیة عن
التحقیق للشیخ عبد العزیز البخاری انه لا نص فیها عن محمد وانه قیل یعتد بها
وقیل لا ورجح فی الحلیة الاول بناء علی ما قدمه من جواب شیخه وقال انه
اقتصر علیه فی جامع الفتاوی - در مختار: ولها واجبات لا تفسد بترکها
وتعاد وجوبا فی العمد والسهو ان لم یسجد له والمختار انه جابر للاول لان الفرض
لا یتکرر - رد مختار: قوله والمختار انه) ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلة
الجبر بسجود السهو وبالاول یخرج عن العهدة وان کان علی وجه الکراهة علی الاصح -

انکے نزدیک واجبات نماز کے ترک سے جسطرح نماز فاسد نہین ہوتی اسیطرح جو نماز کہ کراہت تحریم کے ساتھہ ادا کیجائے اوسمین بہی فساد نہین ہوتا اور وقت گذر جانے کے بعد اوسکے اعادہ کو بہی واجب نہین جانتے - چونکہ ترک واجب انکے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی انکی تصریح کی موافق گناہ صغیرہ ہے - اور بغیر اصرار و مداومت کے صغیرہ کے کرنے سے عدالت مین خلل نہین ہوتا تو اگر کبہی کبہی اکابر اہلسنت نماز کے واجبات کو عمدا ترک کیا کرین اور وقت مین بہی اعادہ نفرمایا کرین تو انکی عدالت مین بہی فرق نہ آئیگا فسق وگناہ کا تو ذکر ہی کیا ہے حالانکہ حالت سیری مین کہا لینے کو صغیرہ کہتے ہین اور اسکو بغیر اصرار کے بہی مخل عدالت سمجہتے ہین - ان حضرات نے سجود سہو کی طرح ایک سجود عذر نکالا ہے کہتے ہین کہ جو شخص پہلے قعود کو عمدًا ترک کرے یا بعض افعال نماز مین شک کرکے عمدًا فکر مین مبتلا ہو - یہانتک کہ کسی رکن سے بے پرواہو جاوے یا پہلی رکعت کے ایک سجدہ مین آخر نماز تک عمدًا تاخیر کرے یا پہلے قعود مین رسولخدا پر عمدًا درود بہیجے - یا سورۂ فاتحہ کو عمدًا ترک کرے - ان سب صورتون مین ایک سجدہ کرلے اوسکی نماز صحیح ہوجائیگی - اور اس سجدہ کا نام سجود عذر رکہتے ہین - سورۂ فاتحہ کا نماز مین پڑہنا فرض نہین جانتے اور صاحبین ساری سورۂ فاتحہ کا پڑہنا واجب بہی نہین کہتے - ترتیب کو درمیان قرأت ورکوع کے واجب کہتے ہین اور اسکے معنی یہہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی قرأت سے پہلے رکوع کرلے اس رکعت کا رکوع صحیح ہوگا اور نماز بہی صحیح ہوگی اور اسکا منشا بہی وہی ہے کہ ترک واجب سے نماز فاسد نہین ہوتی - +

+ +

درمختار: و کل صلوة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها۔

رد المحتار: قيد في البحر في باب قضاء الفوائت وجوب الاعادة في اداء الصلوة مع كراهة التحريم بما قبل خروج الوقت۔ ايضاً: قوله وانما يعدها يكون فاسقا آثما) اقول صرح العلامة ابن نجيم في رسالته المؤلفة في بيان المعاصي بان كل مكروه تحريما من الصغائر وصرح ايضا بانهم شرطوا لاسقاط العدالة بالصغيرة الادمان عليه ولم يشرطوه في فعل ما يخل بالمروة وان كان مباحا وقال ايضا انهم اسقطوها بالاكل فوق الشبع مع انه صغيرة فينبغي اشتراط الاصرار عليه قال وجوابه ان المسقط لها بناء على ان كل ذنب يسقطها ولو صغيرة بلا ادمان كما افاده في المحيط البرهاني وليس بمعتمد اھ وبه ظهر ان كلام الشارح هنا مبني على خلاف المعتمد۔ ايضاً: اذ لا سجود في العمد قيل الا في اربعة لو ترك القعدة الاولى عمدا او شك في بعض الافعال فتفكر عمدا حتى شغله ذلك عن ركن او اخر احدى سجدتي الركعة الاولى الى اخر الصلوة عمدا وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى عمدا وزاد بعضهم خامسا وهو لو ترك الفاتحة عمدا فيسجد في ذلك كله ويسمى سجود عذر۔ ايضاً: في القهستاني انها بتمامها واجبة واما عندهما فاكثرها ولذا لا يجب السهو بنسيان الباقي كما في الزاهدي۔ ايضاً: ومعنى كونه[1] واجبا انه لو ركع قبل القراءة صح ركوع هذه الركعة

[1] ای کونہ ... ای الترتیب بین القراءات والرکوع ۱۲ منہ

کہتے ہین کہ ایک رکعت سے کم کی زیادتی نماز مین موجب فساد نہین مثلاً اگر کئی رکوع یا کئی سجدے یا کئی تکبیرۃ الاحرام ہو جائین کچھہ مضائقہ نہین نماز صحیح ہے۔ جو شخص دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت مین شریک جماعت ہوا اوسکو مسبوق کہتے ہین اور اوسکو حکم دیتے ہین کہ وہ اپنی وہی رکعت ٹہرائے جسمین شریک ہوا ہے اور جو بعد سلام امام کے ادا کریگا وہ نماز کا اول ہوگا تو اس شخص پر ترتیب کا عکس واجب ٹہراتے ہین ظاہر ہے کہ سب صورتون مین پہلی رکعت اخیر کو پڑہی جائیگی اور جو شخص شروع جماعت سے شریک ہو کر سو جائے اور پہر بعد ایک رکعت یا دو رکعت کے بیدار ہو اوسکو لاحق کہتے ہین اوسپر ترتیب کو واجب ٹہراتے ہین۔ اور امام زفر فرض کہتا ہے یعنے وہ جتنی نماز مین سو جائے پہلے اوسکو بلا قرأت کے ادا کرلے پہر امام کی متابعت کرے اور اگر بیدار ہوتے ہی امام کی متابعت کرنے لگے اور جسمین سو رہا تہا وہ بعد کو ادا کرے تو زفر کے نزدیک اوسکی نماز صحیح نہوگی اور اورون کے نزدیک صحیح ہو جائیگی۔ مگر گنہگار ہوگا۔ اور جو مسبوق بہی ہو اور لاحق بہی ہو جیسے کوئی فجر کی دوسری رکعت مین شریک ہو کر سو رہے یہانتک کہ امام نماز سے فارغ ہو جائے تو اوسکو حکم دیتے ہین کہ پہلے دوسری رکعت کو جسمین سو رہا تہا بغیر قراءت کے ادا کرے پہر پہلی رکعت کو جسمین مسبوق تہا بجالائے اور اگر پہلی کو پہلے پڑہیگا تو گنہگار ہوگا۔ +

لان زیادۃ مادون الرکعۃ لا تفسد الصلوۃ۔ ایضاً بیان ذلک انہ لو اقتدی فی ثانیۃ الرباعیۃ مثلا لا یجوز لہ ان یصلی اول صلوۃ امامہ الذی فاتہ ولو فعل فسدت صلوتہ لانفرادہ فی موضع الاقتداء بل یجب علیہ متابعتہ فیما ادرکہ ثم اذا اسلم یقضی ما فاتہ وھو اول صلوتہ الا من حیث القعدات فقط وجب علیہ عکس الترتیب ولو کان الترتیب فرضا لکان ما یقضیہ اخر صلوتہ حقیقۃ من کل وجہ۔

واما اللاحق فالواجب علیہ الترتیب بعکس المسبوق وعند زفر الترتیب فرض علیہ فاذا ادرک بعض صلوۃ الامام فنام فعلیہ ان یصلی اولا ما نام فیہ بلا قراءۃ ثم یتابع الامام فلو تابعہ اولا ثم صلی ما نام فیہ جاز عندنا و اثم لترکہ الواجب وعند زفر لا تصح صلوتہ قال فی السراج عن الفتاوی المسبوق اذا بدأ بقضاء ما فاتہ فانہ تفسد صلوتہ وھو الاصح واللاحق اذا تابع الامام قبل قضاء ما فاتہ لا تفسد خلافا لزفر اھ

واما المرکب کما لو اقتدی فی ثانیۃ الفجر فنام الی ان سلم الامام فھذا لاحق و مسبوق و لم یصل شیا فیصلی اولا الرکعۃ التی نام فیھا بلا قراءۃ ثم التی سبق بھا بقراءۃ وان عکس صح واثم۔ +

ممنوع بودن لاحق از سجود سہو با وجود موجبات سہو و واجب بودن در رکعت و در رکوع و سجود
ورجوع تکبیر رکوع از خود بتکبیر احرام و عدم سہو بطول تفکر - + + + +

اور لاحق کو سجود سہو سے منع کرتے ہین گو اوس سے موجبات سجود سہو واقع ہون
اور وجہ اوسکی یہہ بیان کرتے ہین کہ وہ حکما امام کے پیچھے ہے - بہلا جو شخص امام کے ساتھ
نماز شروع کرتے ہی سو جائے اور امام کی نماز کے اختتام تک سوتا رہے اور جاگنے کے
بعد اپنی نماز ادا کرے وہ اس ادا کرنے مین امام کے پیچھے اور سجود سہو سے ممنوع کس
طرح ہو سکتا ہے آور اگر نماز مین سو رہنے سے اوسکو یہہ رتبہ حاصل ہوا تو خیر -
تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود وغیرہ مین بقدر ایک تسبیح کے ٹہرنا سنت کہتے ہین -
آور سنت کے ترک سے کچھہ فساد نہین ہوتا پس اگر کوئی رکوع و سجود مین مطلق نہ ٹہرے
اوسکی نماز درست ہوگی - آور امام مالک اور شافعی اور احمد اس ٹہرنے کو فرض کہتے
ہین تو اسمین خدا اور رسول خدا کی مخالفت کے علاوہ ان تینون امامون سے بہی مخالفت ہے
اہلسنت کے امام اعظم کہتے ہین کہ جو شخص اپنی نماز مین شک کرکے قیام یا رکوع
یا سجود یا قعود مین اپنے تفکر کو طول دے اوسپر کوئی سہو نہین -
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص امام کو رکوع مین پائے آور منحنی ہوکر تکبیر کہے آور اوس
تکبیر سے تکبیر رکوع کی نیت کرے نہ تکبیر احرام کی تو یہہ نیت خود لغو ہو جائیگی آور وہ
تکبیر طرف تکبیر افتتاح کے پہر جائیگی - آور خود بخود تکبیر احرام قرار پائیگی - اور
وجہ اسکی یہہ ٹہراتے ہین کہ یہہ محل اوسیکا ہے - آور یہہ بہی فرماتے ہین
کہ تکبیر احرام شرط ہے رکن نہین - آور شرط کا حاصل ہونا لازم ہے
نہ حاصل کرنا - بہلا انسان کا فعل کیا بیمحل نہین ہوتا آور اگر بیمحل فعل خود بخود
محل کی طرف پہر جاتا ہے تو چاہیئے کہ بت کی پرستش خدا کی طرف پہر جائے آور
بت پرست خدا پرست کہلائے - +

ردّ محتار

اللاحق ممنوع عن سجود السهو لانه خلف الامام حكما۔

درمختار: وتعديل الاركان اى تسكين الجوارح قدر تسبيحة في الركوع والسجود وكذا في الرفع منهما۔

ردمحتار: هو (تعديل الاركان) سنة عندهما في تخريج الجرجاني ايضا: ترك السنة لا يوجب فسادا ولا سهوا بل اساءة لو عامدا غير مستخف وقالوا الاساءة ادون من الكراهة۔ ايضا: فرضية التعديل مذهب مالك والشافعي واحمد۔ ايضا: نعم رأيت في سجود السهو من الحلية عن الذخيرة والتتمة نقلا عن غريب الرواية انه ذكر البلخي في نوادره عن ابي حنيفة من شك في صلوته فاطال تفكره في قيامه او ركوعه او قومته او سجوده او قعدته لا سهو عليه

درمختار: فلو وجد الامام راكعا فكبر منحنيا ان الى القيام اقرب صح ولغت نية تكبيرة الركوع۔

ردمحتار: اى لو نوى بهذه التكبيرة تكبيرة الركوع ولم ينو تكبيرة الافتتاح لغت نيته وانصرفت الى تكبيرة الافتتاح الخ ايضا: لو نوى بتكبيرة الاحرام تكبيرة الركوع لغت نيته وصح شروعه لان المحل له ومقتضاه انه لو نوى بها الاعلام صح ايضا على ان الصحيح انها شرط لا ركن والشرط يلزم حصوله لا تحصيله

+ + + +

اسیطرح کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص واسطے رکن کے لئے طواف حالت جنابت مین کرے اور صدر کے واسطے طواف حالت طہارت مین بجالائے تو یہ دوسرا طواف خود بخود رکن کی طرف پھر جائیگا - ایسے ہی اگر کوئی سورۂ فاتحہ کے پڑہنے سے ذکر وثنا کی نیت کرے نہ سورۂ قرآن کی تو وہ خود بخود بلا قصد سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ٹہریگا - باوجود اسکے فرماتے ہین کہ اگر تکبیر سے فقط اعلام کا قصد کرے تو اوسکا شروع صحیح نہوگا اور اگر تکبیر سے صرف تبلیغ کا قصد کرے تو نہ اسکی نماز ہوگی نہ اون لوگون کی نماز ہوگی جو اسکی تبلیغ سے نماز پڑہینگے - بہلا جبکہ انحضرات کے نزدیک قصد مکلف کا اعتبار نہین اور اوسکی نیت خود بخود لغو ہوجاتی ہے اور اوسکے اقوال وافعال خود بخود محل کی طرف پہر جاتے ہین تو پہر قصد اعلام وتبلیغ کس لئے لغو نہ ٹہریگا اور وہ تکبیر محل شئے کے لحاظ سے تکبیر احرام کی طرف کیون نہ پہریگی خصوصًا اسوجہ سے کہ تکبیر احرام شرط ہے اور شرط کا حصول لازم ہے نہ تحصیل اور وقت قصد تبلیغ واعلام کے حصول تکبیر مین کلام نہین - حالانکہ قصد تبلیغ واعلام مع قصد احرام صحیح جانتے ہین - اس سے ظاہر ہے کہ قصد تبلیغ واعلام منافی نماز نہین - تو جس طرح تکبیر رکوع بغیر نیت احرام کے تکبیرۃ الاحرام ہوجاتی ہے اور سورۂ فاتحہ وقت قصد ذکر وثنا کے خود بخود سورۂ فاتحہ قرار پاتی ہے تو تکبیر مین تبلیغ واعلام بغیر قصد احرام کے تکبیر احرام کیون نہوگی - کیا اس نیت سے تکبیر تکبیر نرہیگی اور کلام اجنبی ہوجائیگی - جیسا کہ یہ حضرات کہتے ہین اور اگر ایسا ہوگا تو احرام کے ساتھہ تبلیغ واعلام کا قصد کرنے سے بہی یہی ہوگا اور تبلیغ واعلام کا قصد تکبیر کو کلام اجنبی بنائیگا اور احرام کے قصد کو اگر ترجیح دیجائیگی تو وہ ترجیح بلا مرجح ہوگی - اور یہہ حضرات جو کہتے ہین کہ اگر کوئی نماز مین اللہ اکبر یا اللہم صل علی محمد کہے اور جواب کا ارادہ کرے اوسکی نماز بالاجماع فاسد ہوگی ہماری اس تقریر سے اسکا حال بہی ظاہر ہے -

رد محتار + کما لو نوی بقراءۃ الفاتحۃ الذکر والثناء وکما لو طاف للرکن جنبا وللصدر طاہرا انصرف الثانی الی الرکن بخلاف ما اذا قصد بالتکبیرۃ الاعلام فقط فانہ لا یکون قاصدا للذکر فصار کلاما اجنبیا عن الصلوۃ فلا یصح شروعہ - ایضا + وکذلک المبلغ اذا قصد التبلیغ فقط خالیا عن قصد الاحرام فلا صلوۃ لہ ولا لمن صلی بتبلیغہ فی ہذہ الحالۃ لانہ اقتدی بمن لم یدخل فی الصلوۃ ایضا + ومقتضاہ انہ لو نوی بہا (تکبیرۃ الاحرام) الاعلام صح ایضا - ایضا + فی شرح الشیخ اسمعیل فی مفسدات الصلوۃ لو قال اللہم صل علی محمد او اللہ اکبر - وارادبہ الجواب بنفسہ

[illegible] ۴ - ۱۰

عدم وجوب سر بر داشتن میان سجدتین و عدم وجوب صلوٰۃ بر پیغمبر در نماز بلکہ موجب سجود عذر بودن آن +

بعض حضرات کہتے ہین کہ اگر امام کی آواز ماموموں کو پہونچتی ہو پھر موذن تبلیغ کرے تو اوسکی نماز فاسد ہو جایئگی حالانکہ نماز کے فساد کی کوئی وجہ نہین چنانچہ اونکے ہم مشرب بھی یہی کہتے ہین - سجدہ سے سر اوٹھانے کو سنت کہتے ہین اور صاف بیان کرتے ہین کہ اگر کوئی کسی چیز پر سجدہ کرے - پھر اوسکو پیشانی کے نیچے سے نکال کر زمین پر دوسرا سجدہ کر لے تو جائز ہے اگرچہ مطلق سر نہ اوٹھاوے پیغمبر خدا پر درود بھیجنے کو پہلے قعود مین تو سنت بھی نہین کہتے بلکہ اگر عمدًا کوئی درود بھیجے تو موجب سجود عذر ٹھراتے ہین جیساکہ بیان ہوا اور آخر قعود مین سنت سمجھتے ہین جسکے ترک سے نماز مین کچھ فساد نہین ہوتا - اور انکا امام شافعی جو درود بھیجنے کو فرض کہتا ہے اوسکے قول کو شاذ اور مخالف اجماع ٹھراتے ہین اور یہہ بھی فرماتے ہین کہ بعض صحابہ اور تابعین سے شافعی کے موافق منقول ہے - ظاہر ہے کہ اس صورت مین شافعی کے قول کا شاذ اور مخالف اجماع ہونا انہین کے قول سے باطل ہے اسکے علاوہ اگر بالفرض شافعی سے پہلے اجماع ہوتا تو امام شافعی سا شخص اجماع کے مخالف کیون کرتا - اور شافعی کے وقت مین اور اوسکے بعد باوجود مخالفت شافعی اور جماعت شافعیہ کے اجماع کے کیا معنی - +

رد المحتار +
وما نقل عن الطحاوی اذا بلغ القوم صوت الامام فبلغ الموذن فسدت صلوتہ لعدم الاحتیاج الیہ فلا وجہ لہ - ایضًا + او للاشارۃ الی ان نفس الرفع سنۃ کما فی الزیلعی حتی انہ لو سجد علی شئ ثم نزع من تحت جبہتہ وسجد ثانیا جاز و ان لم یرفع -
درمختار + بل لو سجد علی لوح فنزع فسجد بلا رفع صح - درمختار مین سنن کے ذکر مین کہا ہے والصلوۃ علی
النبی فی القعدۃ الاخیرۃ وفرض الشافعی قول اللھم صل علی محمد و

نسبوہ الی الشذوذ و مخالفۃ الاجماع - رد المحتار + لکن نقل عن بعض الصحابۃ والتابعین ما یوافق الشافعی بحر +

آداب نماز مین بیان کرتے مین کہ جب سے قد قامت
الصلوٰۃ کہا جائے امام و ماموم سب نماز کو شروع
کردین اور اقامت کے تمام ہونے کا انتظار نکرین تو
اس صورت مین باقی فصول اقامت ندارد ہونگی
یا موذن بیچارہ امام کی ہمراہی سے جو اہلسنت کے
امام اعظم کے نزدیک افضل ہے محروم ہوکر اوسکو
پورا کردیگا ۔ ظاہرا منشا اسکا لفظ قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃ
ہے جسکے ظاہری معنی یہہ ہین کہ نماز قائم ہوگئی تو اس
وجہ سے چاہیئے کہ منفرد بھی یہہ لفظ کہتے ہی نماز
کو شروع کردے کہ بدون اسکے نماز قائم ہوگی
بلکہ باقی اقامت کہنے مین تو اقامت ہی قائم رہیگی ۔
اگر کوئی شخص نماز کے فرضون اور سنتون کو نجانتا
ہو اوسکی نماز کو کافی جانتے ہین ۔ اگر کوئی
شخص تکبیر احرام مین اَللّٰہُ امام کے ساتھ کہے اور
اَکْبَرُ امام سے پہلے کہے اوسکو درست کہتے ہین ۔
اور اس قول کو صحیح سمجھتے ہین ۔ ظاہر ہے کہ اسمین
تکبیر کی ترتیب منعکس ہونے کے علاوہ امام پر تقدم
بھی ہے اور اگر امام کو رکوع مین پائے اور اَللّٰہُ
حالت قیام مین اور اَکْبَرُ حالت رکوع مین کہے
یہہ بھی صحیح ہے ۔ اور اگر خدا کا نام بغیر صفت کے
ذکر کرے یعنی لفظ اللّٰہ کہے اور اکبر نہ کہے امام
صاحب کے نزدیک صحیح ہے ۔ اور صرف اکبر سے
بھی انکے نزدیک نماز کا شروع کرنا جائز ہے ۔
یہہ حضرات اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ اور اَللّٰہُ الْکَبِیْرُ او
اللّٰہ کبیر کو بھی تکبیر افتتاح ٹہراتے ہین ۔

درمختار مین آداب صلوٰۃ کے ذیل مین
لکھا ہے ۔ وشروع الامام
فی الصلوٰۃ منذ قیل قد
قامت الصلوٰۃ ۔ درمختار +
وکذا المقوم لان الافضل
عند ابی حنیفۃ مقارنتہم له
درمختار + ولم یعلم ما فی
الصلوٰۃ من فرائض وسنن
اجزاہ قنیہ ۔ ایض + واذا
اراد الشروع فی الصلوٰۃ
کبر لو قادرا للافتتاح ای
قال وجوبا اللّٰہ اکبر ولا
یصیر شارعا بالمبتداء فقط
کاللّٰہ ولا باکبر فقط هو
المختار فلو قال اللّٰہ مع الامام
واکبر قبله او ادرک
الامام راکعا فقال اللّٰہ
قائما واکبر راکعا لم یصح
فی الاصح کما لو فرغ من اللّٰہ
قبل الامام ولو ذکر الاسم
بلا صفۃ صح عند الامام
خلافا لمحمد ۔ درمختار + قال
فی الحلیۃ عند قول المنیۃ
ولا دخول فی الصلوٰۃ الا
بتکبیرۃ الافتتاح وهی
قول اللّٰہ اکبر او اللّٰہ الاکبر

حالانکہ منقول اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہی ہے چنانچہ اسیوجہ سے امام مالک نے اسیکو معین کیا ہے اور بعضون نے اللّٰہ کبیر اور اللّٰہ الکبیر بھی جائز رکھا ہے ۔ +

او اللّٰہ الکبیر او اللّٰہ کبیر ۔ وعین المالک الاول لانه المتوارث ۔ درمختار + زاد فی الخلاصۃ والکبار مخففا و مثقلا ۔ + +

... تکبیر ... جواز تکبیر و دیگر اذکار و قرأت نماز
بغیر زبان عربی-

اگر کوئی تکبیر احرام مین لفظ اللہ کو اسطرح کہے کہ لام اور ہا کے بیچ مین دوسرا الف پیدا ہو جاتے تو انکے نزدیک مختار یہہ ہے کہ اس سے نماز مین فساد نہین ہوتا اور اسیطرح اگر بے کو خوب بڑہاے اوس سے بہی نماز فاسد نہین ہوتی- اور تکبیر کے اسطرح کہنے سے بہی نماز کا شروع صحیح سمجھتے ہین- اور ایسے ہی اکبر کی بے کو بڑہا کر اکبار کا پڑہنا جائز جانتے ہین- حالانکہ بعض اکابر اہلسنت کہتے ہین کہ اکبار ابلیس کے بیٹے کا نام ہے- ظاہر ہے کہ اس صورت مین تکبیر کلمہ کفر ہو جائیگی- کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص بجاے تکبیر کے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر یا تبارک اللہ یا اور کلمات تعظیم کہے گو وہ کلمے مشترک ہون ان سب سے نماز کا شروع کرنا صحیح اور بعضے اسکو مکروہ بہی نہین جانتے حالانکہ یہہ بہی کہتے ہین کہ جناب رسولخدا ہمیشہ اللہ اکبر کہتے تہے اور کبہی اسکو ترک نہین کیا- اور اسکی جگہ اور کچہہ نہین کہا- ابو حنیفہ تکبیر احرام کو بلکہ قرآن اور ذکر رکوع و سجود اور تشہد وغیرہ کو فارسی زبان مین بلکہ ہر زبان مین کوئی سی زبان ہو ادا کرنا صحیح سمجھتے ہین اگرچہ عربی زبان پر قدرت ہو اور سواے عربی کے اور زبان مین آمین کہنا گو نماز مین ہی ہو اور حج مین لبیک کہنا اور وقت ذبح کے خدا کا نام لینا یا قرآن پڑہنا یہہ تو انکے نزدیک بالاجماع جائز ہے؛

در مختار + اذ مد احد الہمزتین مفسد وتعمدہ کفر وکذا الباء فی الاصح- رد محتار + وانکان (المد) فی وسطہ (اللہ) فان بالغ حتے حدث الف ثانیۃ بین اللام والہاء کرہ قیل والمختار انہا لا تفسد ولیس ببعید- انکان فی آخرہ فہو خطاء ولا یفسد ایضا وقیاس عدم الفساد فیہما صحۃ الشروع بہما- وفی المبتغی لا یفسد (مد الباء) لانہ اشباع وہو لغۃ قوم وقیل یفسد لان اکبار اسم ولد ابلیس- در مختار + وصح شروعہ ایضا مع کراہۃ التحریم بتسبیح وتہلیل وتحمید وسائر کلم التعظیم الخاصۃ للہ تعالی ولو مشترکۃ کرحیم وکریم فی الاصح- رد محتار + کاللہ اجل او اعظم او الرحمن اکبر او لا الہ الا اللہ او تبارک اللہ- قال فی الخزائن ہنا وہل یکرہ الشروع بغیر اللہ اکبر تصحیحان والراجح انہ مکروہ تحریما وان وجوبہ عام لا خاص بالعید کما حررہ فی البحر للمواظبۃ التی لم تقترن بترک اہ- در مختار + کما

اسیطرح اذان دینا بہی اور زبان مین انکے نزدیک درست ہے- چنانچہ پہلے بہی ذکر ہوچکا- +

[illegible]

اگر کوئی شخص بجاے قرآن کے نماز مین
توریت وانجیل کو پڑہے یا فارسی مین قرارت
کرے تواگر وہ ذکر ہو اور قصہ نہو تو اوسکو
پڑہنے سے نماز مین کچہہ بگاڑ نہین سمجھتے
اور شاذ قرارت کے پڑہنے سے بھی نماز
مین کچہہ فساد نہین کہتے۔ اگر کوئی شخص
حروف تہجی نماز مین پڑہے اور کہے س لہ
ب ح ان ال ل ہ یا اع لہ و ذ ب
ال ل ہ م ن ال ش ی ط ان تو
انکے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی۔ ایک دو
آیت سے زیادہ کا فارسی مین لکہنا ناجائز
بتاتے ہین۔ اور قرآن کی تفسیر کا اوسکے
نیچے فارسی مین لکہنا مکروہ ٹہراتے ہین۔
اور بجاے تکبیر احرام کے تسبیح وتہلیل
وغیرہ سے تو نماز کا شروع کرنا صحیح
جانتے ہین مگر اعوذ باللہ اور بسم اللہ
اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اللھم
اغفرلی سے جائز نہین کہتے اور فقط اللھم
سے جائز ٹہراتے ہین۔ یہ حضرات کہتے
ہین کہ قرآن مین جو وانا اول المسلمین
ہے اوسکے پڑہنے سے نماز فاسد ہوجاتی
ہے اور اسکو صحیح جانتے ہین اور کہتے ہین
کہ یہ جہوٹھ ہے۔ بہلا اس حالت مین انا
ربکم الاعلی کا پڑہنا اور انا انزلنا اور
انا اعطیناک الکوثر کا پڑہنا تو موجب کفر ہی ہوگا

در مختار + قرأہا بالفارسیۃ او التوراۃ
او الانجیل ان قصۃ تفسد وان ذکرا
لا والحق فی البحر الشاذ لکن فی النہر
الا وجہ انہ لا یفسد ولا یجزی کالتہجی
بحر۔ کتابۃ آیۃ او آیتین بالفارسیۃ
لا اکثر ویکرہ کتب تفسیرہ تحتہ
بہا۔ رد محتار + والمسئلۃ فی القنیۃ
قال الشرنبلالی فی شرحہا صورتہا
شخص قال س ب ح ان ال ل ہ
بالتہجی او قال اع و ذ ب ال ل ہ م
ن ال ش ی ط ان لا تفسد لکن فی
البزازیۃ خلاف حیث قال
تفسد بتہجیہ قدر القراءۃ لانہ
من کلام الناس اھ ھذا ذکرہ
البزازی فی کتاب الطلاق قال ابن
الشحنۃ ووجہہ ظاہر لکنہ ذکر فی
کتاب الصلوۃ نحو ما فی القنیۃ ونص
فی الامداد فی باب سجود التلاوۃ
عن التجنیس انہ لا یجب بہ السجود
ولا یجزی عن القراءۃ فی الصلوۃ
لانہ لم یقرء القرآن ولا یفسد لانہ
الحروف التی فی القرآن وظاہر الرسم
المذکور ان المراد قراءۃ مسمیات
الحروف لا اسماءہا مثل سین باء
حاء الخ نون وہل حکمہا کذلک
لم ارہ۔ در مختار + ولو شرع بالشروع
بحاجتہ کتعوذ وبسملۃ وحوقلۃ م

م واللھم اغفر لی او ذکرہا عند الذبح لم یجز بخلاف اللھم فقط فانہ یجوز کیا اللہ۔ ایض ولا تفسد بقولہ وانا من المسلمین فی الاصح۔ رد محتار + وقیل تفسد لا لکذب +

اقوال اہل سنت	حوالہ کتب اہلسنت
ا کے امام اعظم کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن سے نہین ہے - آور بعض حنفیہ بھی اوسکو قرآن سے نہین سمجھتے - آور امام مالک بھی یہی کہتا ہے اور بسم اللہ کو قرآن کا جزء نہین جانتا اسی لئے یہ حضرات اوس شخص کو جو بسم اللہ کا منکر ہو کافر نہین کہتے ہین - آور بعض حنفیہ کہتے ہین کہ بسم اللہ کل قرآن کی ایک آیت ہے کہ سورتون مین فاصلہ کرنے کے لئے نازل ہوگئی ہے آور سورۂ فاتحہ کے اول تبرکاً ذکر کیگئی ہے - آور یہہ نہ سورۂ فاتحہ مین داخل ہے نہ سب صورتون مین شامل ہے اسیواسطے نماز مین سورۂ فاتحہ کے ساتھہ بھی بسم اللہ کے پڑہنے کو سنت ٹھراتے ہین جسکے ترک سے کچھہ نہین ہوتا - آور یہہ بھی کہتے ہین کہ صحیح حدیثین اسپر دلالت کرتی ہین کہ حضرت رسولخدا ص ہمیشہ بسم اللہ پڑہا کرتے تھے مگر ان حدیثون پر عمل نہین کرتے - ہان امام شافعی بسم اللہ کو سواے سورۂ براءۃ کے ہر سورۃ کا جزء جانتا ہے - یہہ حضرات کہتے ہین کہ اگر سمع اللہ لمن حمدہ مین کوئی لون کو لام سے بدلدے یعنی بجاے لمن کے لمل کہے اوسکی نماز فاسد نہوگی - بلکہ رسولخدا سے اسکی روایت بیان کرتے ہین - اسیطرح اگر انعمت کو العمت اور دینکم کو دیلکم اور منقوش کو ملقوش پڑھے بعضے اوسکی نماز کو بھی صحیح ٹھراتے ہین - +	رد محتار + قال القهستانی و لم یوجد ما فی حواشی الکشاف و التلویح انها لیست من القرآن فی المشهور من مذهب ابیحنیفة اهـ ای بل هو قول ضعیف عندنا - در مختار + وما صححه الزاهدی من وجوبها ضعفه فی البحر - وهی آیة واحدة من القرآن کله انزلت للفصل بین السور فما فی النمل بعض آیة اجماعا ولیست من الفاتحة ولا من کل سورة فی الاصح فیحرم علی الجنب ولم تجز الصلوة بها احتیاطا ولم یکفر جاحدها لشبهة اختلاف مالک فیها - رد محتار + یعنی فی اول الفاتحة وقال فی شرح المنیة انه الاحوط لان الاحادیث الصحیحة تدل علی مواظبته علیه الصلوة والسلام علیها وجعله فی الوهبانیة قول الاکثر ایضا + قوله ضعفه فی البحر حیث قال فی سجود السهو ان هذا کله مخالف لظاهر المذهب المذکور فی المتون و الشروح والفتاوی من انها سنة لا واجب فلا یجب بترکها شیٔ قال فی النهر والحق انهما قولان مرجحان الا ان المتون علی الاول اقول ای ان الاول مرجح من حیث الروایة و الثانی من حیث الدرایة - قوله وهی آیة واحدة ای خلافا لقول مالک وبعض اصحابنا انها لیست من القرآن

اصلا - قوله ولا من کل سورة) ای خلافا للقول الشافعی انها آیة من کل سورة ما عدا براءة - در مختار + فی الواحیة لو ابدل النون لاما تفسد - رد المحتار +
بان قال لمل حمده تفسد لکن فی منیة المصلی فی بحث زلة القاری یرجی ان لا تفسد قال الحلبی فی شرحها لقرب المخارج والظاهر ان حکمه حکم الالثغ
ام واستحسنه صاحب القنیة قال فی الحلیة وقد ذکر الحلوانی ان من الصحابة من رواه عن النبی صلی الله علیه وسلم وهی لغة لبعض العرب بعثر نقل الحرادی
اختلاف المشائخ فی الفساد بابدال النون لا ما فی انعمت وفی دینکم د فی المنقوش - +

لوگون کے جمع ہونے کے بعد ایک شخص کے انتظار مین اقامت کی تاخیر جائز
نہین جانتے ہان اگر وہ شخص شریر ہو تو جائز ٹہراتے ہین - نہین معلوم یہ تقیہ ہے
یا کچھہ اور ہے - عمامہ کے پیچ پر سجدہ جائز کہتے ہین مگر مکروہ تنزیہی جانتے ہین
اور گیہون اور جو دانون پر بلا کراہت صحیح ٹہراتے ہین - کہتے ہین کہ اگر کوئی اپنے
آستین وغیرہ پر یا کفدست پر سجدہ کرے اور آستین اور کفدست کے نیچے کی
جگہ ناپاک ہو اوسکی نماز صحیح ہے لیکن سجدہ کو کسی پاک چیز پر دوبارہ کرلے
تو اتفاقاً نماز صحیح ہو جائیگی ورنہ امام اعظم کے نزدیک تو بغیر اسکے بہی صحیح
ہے - اور عذر کے وقت اپنی ران اور گھٹنے پر بھی سجدہ کر لینا جائز سمجھتے
ہین - اگر کوئی پاک جگہ مین نماز کو کھڑا ہو پہر نجس جگہ مین چلا جاے پہر
پہلی جگہ آجائے تو کہتے ہین کہ اگر نجس مقام پر بقدر ادا اے ادنی رکن کے
نہ ٹہرے تو نماز اوسکی جائز ہے - اور چلنے پہرنے سے نماز مین کچھہ خلل
نہوگا - اسکے علاوہ انکے امام کے نزدیک مکان نماز کی طہارت شرط
نہین ہے پہر ٹہرنے کی قید فضول ہے - اگر تمام نماز نجس مقام پر پڑہتا
تب بہی جائز ہوتی - ازدحام کی وجہ سے نماز پڑہنے والے کی پشت پر سجدہ
جائز ٹہراتے ہین گو یہ دوسرا تیسرے کی پشت پر سجدہ کر رہا ہو اور اوسکی
سرین پر اور ایڑی پر اور جو نماز نہ پڑہتا ہو اوسکی پشت پر بلکہ

ہر ماکول کی پشت پر اور غیر پشت پر
عذر کے سبب سے سجدہ
جائز جانتے ہین

ردّ محتار

فلوانتظر قبل الصلوة ففی اذان البزازیة لوانتظر الاقامة لیدرك الناس الجماعة یجوز ولواحد بعد الاجتماع لا الا اذا کان داعرا شریرا۔ درمختار.

کما یکرہ تنزیها بکور عمامته۔ ردمختار فصح علی طنفسة وحصیر وحنطة وشعیر الخ۔

درمختار + ولوسجد علی کمه وفاضل ثوبه صح لوالمکان المبسوط علیه ذلك طاهرا والا لا مالم یعد سجودہ علی طاهر فیصح اتفاقا وکذا حکم کل متصل ولو بعضه۔ ککفه فی الاصح وفخذہ لو بعذر لا رکبته لکن صحح الحلبی انه کفخذہ۔

ردمختار۔ وفی الخانیة اذا وقف المصلی علی مکان طاهر ثم تحول الی مکان نجس ثم عاد الی الاول ان لم یمکث علی النجاسة مقدار ما یمکن اداء ادنی رکن جازت صلوته والا فلا۔

تنویر + وان سجد للزحام علی ظهر مصلی صلوته جاز۔ درمختار + لکن نقل القهستانی الجواز ولوالثانی علی ظهر الثالث وعلی ظهر غیر المصلی بل علی ظهر کل ماکول بل علی غیر الظهر کالفخذین للعذر۔ ردمختار۔ بان سجد علی الیتیه او علی عقب رجله۔ +

اگر سجدہ کی جگہ پاؤن کی جگہ سے بقدر نصف ذراع کے بلند ہو تو بلا عذر بھی سجدہ کو جائز جانتے ہین - اور حالت عذر مین تو بیان ہو چکا کہ آدمی کی پشت پر بلکہ ہر ماکول کی پشت اور غیر پشت سجدہ صحیح سمجھتے ہین پہلے ذکر ہو گیا کہ رکوع و سجود وغیرہ مین بقدر ایک تسبیح کے ٹھہرنا سنت ٹھہراتے ہین جسکے ترک سے کچھہ فساد نہین ہوتا - اسیوجہ سے کہتے ہین کہ تسبیحات رکوع و سجود کو اگر کوئی شخص ترک کرے یا کم کردے تو اسمین کراہت تنزیہی ہے نماز مین کچھہ خلل نہین - صاحبین سجدہ کے تمام ہونے مین باہم اختلاف رکھتے ہین - امام محمد تو کہتے ہین کہ سر اوٹھانے سے سجدہ پورا ہوتا ہے اور ابو یوسف فرماتے ہین کہ سر رکھتے ہی سجدہ پورا ہو جاتا ہے اور خلاف کا ثمرہ یہہ بیان کرتے ہین کہ اگر کسی سے حالت سجود مین حدث صادر ہو اور وہ جاے اور وضو کرے تو امام محمد کے نزدیک تو اوس سجدہ کا اعادہ کرے اس لئے کہ سر اوٹھانے سے پہلے حدث صادر ہو گیا تو سجدہ پورا نہین ہوا - اور امام ابو یوسف کے نزدیک اوس سجدہ کا اعادہ نہوگا اسواسطے کہ سر رکھتے ہی سجدہ پورا ہو گیا تھا - دوسرا ثمرہ یہہ کہتے ہین کہ چوتھی رکعت پر کوئی شخص نہ بیٹھے اور پانچوین رکعت کے پہلے سجدہ مین اوس سے حدث صادر ہو تو امام محمد کے نزدیک تو وہ وضو کر کر بیٹھہ جاے اوسکی نماز صحیح ہو جائیگی اور ابو یوسف کے نزدیک اوسکی نماز باطل ہوگی کیونکہ پانچوین رکعت کا سجدہ پورا ہو گیا - *

در مختار * ولو کان موضع سجودہ ارفع من موضع القدمین بمقدار لبنتین منصوبتین جاز سجودہ وان اکثر لا الا لزحمة کما مر والمراد لبنة بخاری وھی ربع ذراع عرض ستة اصابع فمقدار ارتفاعھما نصف ذراع ثنتا عشرة اصبعا ذکرہ الحلبی -

ایضا * ویسبح فیہ ثلثا کما مر - رد محتار * ای نظیر ما مر فی تسبیح الرکوع من ان اقلہ ثلث وانہ لو ترکہ او نقصہ کرہ تنزیھا -

در مختار * ثم السجدة الصلوتیة تتم بالرفع عند محمد وعلیہ الفتوی

رد محتار * وعند ابی یوسف بالوضع وثمرة الخلاف فیما لو احدث وھو ساجد فذھب وتوضا یعید السجدة عند محمد لا عند ابی یوسف وفیما اذا لم یقعد علی الرابعة واحدث فی م

م السجدة الاولی من الخامسة توضأ وبنی عند محمد وبطلت عند ابی یوسف ق -

فساد نماز بر رفع یدین و وجوب اعادہ بخواندن درود شریف وجواز سکوت در رکعت سوم وچہارم و عدم جواز گفتن اللهم ارحم محمدا در نماز۔

تکبیر رکوع وسجود وغیرہ کے وقت ہاتھوں کا اوٹھانا جسکے امام شافعی اور احمد حنبل قائل ہین امام اعظم اوسکو موجب فساد نماز ٹھہراتے ہین سبحان اللہ چلیئے پھرنے سے اور رکوع یا سجود کی کمی بیشی سے تو نماز فاسد نہین ہوتی اور تکبیر کے وقت ہاتھ اوٹھانے سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ کہتے ہین اگر کوئی شخص پہلے قعود مین تشہد کے ساتھ اللہم صل علی محمد زیادہ کرے تو یہہ مکروہ تحریمی ہے اور اوسپر نماز کا اعادہ واجب ہے اور اگر سہوًا ایسا کرے تو اوسپر سجدۂ سہو واجب ہے۔ اور اسیکو مفتی بہ ٹہراتے ہین۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ جب و علی آل محمد کہیگا تب اعادہ یا سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ تیسری اور چوتھی رکعت مین نماز پڑہنے والے کو اختیار دیتے ہین کہ وہ چاہے سورۂ فاتحہ پڑھے چاہے تین بار تسبیح کہے چاہے بقدر تین تسبیحون کے یا بقدر ایک تسبیح کے چپکا کھڑا رہے۔ اور صاف کہتے ہین کہ جب نمازی کو سکوت کا بہی اختیار دیا گیا ہے تو وہ اگر بجائے قرارت الحمد و تسبیح کے تیسری اور چوتھی رکعت مین محض خاموش رہیگا تو کچھہ برائی نہو گی۔ رسولخدا صلعم پر ترحم مین یعنی اللہم ارحم محمدا کہنے مین یہہ حضرات اختلاف رکھتے ہین بعضے بزرگوار فرماتے ہین اسکا کہنا جائز نہین۔ ؎

رد محتار؛ اشار الی انہ لا یرفع عند تکبیرات الانتقالات خلافا للشافعی واحمد فیکرہ عندنا ولا یفسد الا فی روایۃ مکحول عن الامام۔

در مختار + ولا یزید فی الفرض علی التشہد فی القعدۃ الاولی اجماعا فان زاد عامدا کرہ فتجب الاعادۃ او ساہیا وجب علیہ سجود السہو اذا قال اللہم صل علی محمد فقط علی المذہب المفتی بہ۔ رد محتار + وقیل لا یجب مالم یقل وعلی آل محمد ذکرہ القاضی الامام۔ در مختار ؎

واکتفی المفترض فی ما بعد الاولیین بالفاتحۃ فانہا سنۃ علی الظاہر ولو زاد لا باس بہ وہو مخیر بین قراءۃ الفاتحۃ وصحح العینی وجوبہا وتسبیح ثلاثا وسکوت قدرہا وفی النہایۃ قدر تسبیحۃ فلا یکون مسیئا بالسکوت علی المذہب لثبوت التخییر۔ رد محتار + فی النہر قال اختلفوا فی الترحم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بان یقول اللہم ارحم محمدا فقال بعضہم لا یجوز۔ ؎

عمر بہر مین ایک بار رسول مختار پر درود بہیجنا فرض کہتے ہین آور فرماتے ہین کہ اگر کوئی اثنائے نماز مین حد بلوغ کو پہونچے اور نماز کے قعود اخیر مین جو درود پڑہنا سنت ٹہراتے ہین اوسکو پڑہے تو یہہ سنت اوس فرض کے قائم مقام ہو جائیگی پہر اگر زندگی بہر درود نہ پڑہے تارک فرض نہوگا - نماز مین سوائے عربی کے اور زبان مین دعا کرنا حرام کہتے ہین حال آنکہ تکبیر احرام اور قرارت اور ذکر رکوع و سجود اور تشہد و تسلیم وغیرہ سبکو اور زبانون مین ادا کرنا صحیح جانتے ہین - عربی زبان مین ہونے کے علاوہ دعا مین یہہ قید لگاتے ہین کہ وہ فقط قرآن شریف مین مذکور ہو آور بعضون کے نزدیک قرآن مجید مین یا حدیث شریف مین مذکور ہو اور اگر ایسے نہوگی تو بعضے اوس سے مطلقاً نماز کو فاسد ٹہراتے ہین آور بعضے اس شرط پر کہ اوسکی طلب مخلوق سے محال نہو - آور سوال ہمیشہ کی عافیت کا اور دونون جہان کی بہتری کا اور دونون جہان کی برائی کے دور کرنے کا اور اون چیزون کا جو عادت کی راہ سے محال ہین حرام ٹہراتے ہین - آور سب مومنون کے تمام گناہون کی مغفرت کی دعا کو بہی بعضے حرام کہتے ہین آور بعضے جائز جانتے ہین - اور کافر کے لئے مغفرت کی دعا کو بعضے کفر قرار دیتے ہین آور بعضے حرام ٹہراتے ہین اور اختلاف کی بنا اسپر رکہتے ہین کہ آیا جائز ہے کہ حق تعالی خلف وعید کرے اور قرآن شریف مین جو فرمایا ہی کہ مثلاً مشرک کی مغفرت نکرونگا اوسکے خلاف کرے اور مشرک کو بخشدے مقاصد اور مواقف سے ظاہر ہے کہ اشاعرہ جواز خلف وعید کے قائل ہین آنکے جواز مین جو قباحت ہے پوشیدہ نہین - +

در مختار :- وھی فرض عملا بالامر فی شعبان ثانی الھجرۃ مرۃ واحدۃ اتفاقا فی العمر فلو بلغ فی صلوتہ نابت عن الفرض نھر بحثا - ایضا :- ودعا بالعربیۃ وحرم بغیرھا نھر لنفسہ وابویہ واستاذہ والمومنین ویحرم سوال العافیۃ مدی الدھر اوخیر الدارین ودفع شرھما او المستحیلات العادیۃ قیل والشرعیۃ والحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر لا لکل المومنین کل ذنوبھم بحر بالادعیۃ المذکورۃ فی القرآن والسنۃ لا بما یشبہ کلام الناس اضطرب فیہ کلامھم ولاسیما المصنف والمختار کما قال الحلبی ان ماھو فی القرآن او الحدیث لا یفسد وما لیس فی احدھما ان استحال طلبہ من الخلق لا یفسد والا یفسد -

رد محتار :- رد علی الامام القرافی ومن تبعہ حیث قال الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالی فی ما اخبر بہ وان الدعا لجمیع المومنین بمغفرۃ جمیع ذنوبھم حرام لان فیہ تکذیبا للاحادیث الصحیحۃ المصرحۃ بانہ لابد من تعذیب طائفۃ من المومنین بالنار - وحقق ذلک بانہ مبنی علی مسئلۃ شھیرۃ وھی انہ ھل یجوز الخلف فی الوعید؟ فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ - ایضا :- فیہ رد علی الفضلی فی اختیارہ الفساد بما لیس فی القرآن مطلقا - ایضا :- علی ما اختارہ فی البحر وقال انہ الحق وتبعہ الشارح لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلا وعلیہ یبنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ - :-

ہدایہ مین مذکور ہے کہ اگر کوئی نماز مین اسطرح دعا کرے ارزقنی یعنی خداوندا روزی عطا کر تو اوسکی نماز فاسد ہوجائیگی ۔ بعض حضرات کہتے ہین کہ اس بنا پر چاہیئے کہ اگر مثلاً اَنْعِمْ عَلَیَّ جسکے معنی یہہ ہین کہ بارالہا مجہپر کرم فرما اور مجہے نعمت مرحمت کر ان لفظون سے دعا کرنا بہی مفسد نماز ہو ۔ کہتے ہین کہ اللھم العن الظلمین کہنے سے نماز قطع نہین ہوتی اور اللھم العن فلانا سے نماز قطع ہوجاتی ہے یعنی ظالم کا نام لیکر لعنت کرنے سے گو وہ یقیناً ظالم ہو نماز فاسد ہوتی ہے اور ظالمون پر عموماً بغیر نام لئے لعنت کرنے سے نماز مین فساد نہین ہوتا ۔ اگر امام سے حدث یا قہقہہ بغیر قصد واختیار کے صادر ہو تو کہتے ہین کہ وہ وضو کرے پہر سلام ادا کرے اور ماموم بہی اوسکی پیروی کرین آور اگر عمداً قہقہہ یا حدث صادر کرے تو نماز صحیح ہے ۔ کہتے ہین کہ خواص بنی آدم یعنی پیغمبر لوگ تمام فرشتون سے افضل ہین اور عوام بنی آدم جو مشرک نہون گو فاسق وفاجر ہون عوام ملائکہ سے افضل ہین فاسقون کا ملائکہ سے جو بموجب قرآن کی معصیت سے مبرا ہین افضل ہونا مقام تعجب ہے تعقیب مین تسبیح وتحمید وذکر جو ۳۳ تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۴ دفعہ منقول ہے اسکے شمار مین زیادتی کو یعنی بجاے ۳۳ تینتیس کے مثلاً چالیس بار کہنے کو بعضے تو مکروہ کہتے ہین اس لئے کہ وہ بے ادبی ہے آور اسکی تائید مین کہا ہر کہ یہہ زیادتی ایسی ہے جیسے دوا قاعدہ سے زیادہ کردیجاتے یا کُنجی کے دندانے بڑہا دئے جائین ۔ آور بعض حضرات فرماتے ہین کہ مکروہ نہین بلکہ زیادہ کرنیوالے کو ثواب مخصوص مع زیادتی کے حاصل ہوگا ۔ اور بعضون نے ترقی کرکر کہا ہے کہ زیادتی کی کراہت کا اعتقاد حلال نہین اسلئے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جو ایک نیکی لائیگا تو وہ گونہ ثواب پائیگا ۔ ظاہر ہے کہ یہہ

✤ وجہ عدد رکعات وغیرہ مین بہی جاری ہے ۔ اسکے علاوہ اس صورت مین شارع پر استدراک لازم آتا ہے یعنی عیاذاباللہ شارع سے جو امر فوت ہوگیا تہا اوسکا تدارک اس شخص سے ثابت ہوتا ہے آور یہہ استدراک ان حضرات کے نزدیک بہی ممنوع ہے چنانچہ بعض حضرات نے خود بہی کہدیا ہے آور جنہون نے زیادتی کو مکروہ کہا ہے اونکی تائید بہی اسکے لغض کے لئے کافی ہے کیونکہ جب دوا اپنے قاعدہ سے زیادہ کیجائیگی ظاہر ہے کہ بجاے نفع کے ضرر پہونچائیگی ۔ ✤

ردّ المحتار

وجعل فى الهداية ارزقنى مفسدا لقولهم ارزق الامير الجند وعليه فاكرمنى وانعم على ينبغى ان يفسد اذ يقال اكرم فلانا وانعم عليه – فى البحر عن فتاوى الحجة اللهم العن الظلمين لا يقطع صلوته ولو قال اللهم العن فلانا يعنى ظالما لم يقطع الصلوة اهـ اما لو كان (القهقهة او الحدث) بلا صنعه فله ان يبنى فيتوضأ ثم يسلم و يتبعه الموتم – المختار ان خواص بنى آدم وهم الانبياء افضل من كل الملائكة وعوام بنى آدم وهم الاتقياء افضل من عوام الملائكة والمراد بالاتقياء من اتقى الشرك فقط كالفسقة كما فى البحر عن الروضة –

درمختار + لو زاد على العدد قيل يكره لانه سوء ادب واٰيد بانه كدواء زيد على قانونه او مفتاح زيد على اسنانه وقيل لا بل يحصل له الثواب المخصوص مع الزيادة بل قيل لا يحل اعتقاد الكراهة لقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر امثالها والاوجه انه ان زاد لنحو شك عذرا و لتعبد فلا لاستدراكه على الشارع

وهو ممنوع +

ثم اسحاق الااعلم

ایک مسلمان کی حرمت گو وہ کیسا ہی ہو کعبہ کی حرمت سے بڑہی ہوئی قرار دیتے ہین کعبہ کے فضائل جو متن قرآن مین مذکور ہین مخفی نہین - اسکے علاوہ انحضرات کے نزدیک بھی پیشاب و پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف مُنہ یا پیٹہ کرنا مکروہ تحریمی ہے - اور کعبہ کی طرف پاؤن پہیلانے سے گواہی رد ہو جاتی ہے - اور اس سے ثابت ہے کہ کعبہ کی طرف پاؤن پہیلانا حرام ہے اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان کے بارہ مین یہہ احکام نہین - تنہا نماز پڑہنے والے کو ادا نماز مین اختیار دیتے ہین کہ چاہے جہری نماز کو پکار کر پڑہے چاہے آہستہ پڑہ لے - اسیطرح سِرّی نماز مین بہی دونون طرح پڑہ لینے کے اختیار کو بعض حضرات ظاہر روایت کہتے ہین اور قضا پڑہنے مین واجب ٹہراتے ہین کہ جہری نماز کو بہی اخفات سے پڑہے - قرارت کے تحقق کی حد مین یہہ حضرات اختلاف رکہتے ہین بعض حضرات نے کہا ہی کہ قرارت مین آواز کا منہ سے نکلنا شرط ہی گو قاری کے کان تک نہ پہونچے مگر کچہہ سنی جائے اور بعض بزرگون نے سنے جانے کی شرط کو بہی اڑا دیا ہے اور تصحیح حروف پر اکتفا کی ہے تو انکے نزدیک اگر کوئی زبان اور ہونٹہون کو اسطرح ہلاے کہ دوسرا شخص اوسکے منہ کو کان لگائے تب بہی کچہہ سننے مین نہ آئے یہہ قرأت کے لئے کافی ہے اور چونکہ ان دونون صورتون مین خصوصًا اخیر مین یقینًا قرارت کا تحقق نہین اسلئے امام شافعی اور ہندوانی وغیرہ نے قرأت کے وجود کے لئے ایسی آواز کے نکلنے کی جو قاری کے کان تک پہونچے شرط لگائی ہے کہتے ہین اگر کوئی شخص مثلاً عشا کے پہلے دو رکعتون مین عمدًا سورت نہ پڑہے تو اوسپر واجب ہے اور بنابر ایک قول کے مندوب ہی کہ سورت کو مع سورہ فاتحہ کے پچہلی رکعتون مین جہر کے ساتہہ پڑہے سبحان اللہ عمد کی اچہی تلافی ہے - +

ردّ محتار

حرمة المسلم الواحد ارجح من حرمة الكعبة -

در مختار + و يخير المنفرد فى الجهر وهو افضل ويكتفى بادناه ان ادى و فى السرية يخافت حتما على المذهب -

رد محتار

كذا فى البحر رادا على ما فى العناية من ان ظاهر الرواية انه مخير - در مختار +

و يخافت المنفرد حتما اى وجوبا ان قضى الجهرية فى وقت المخافتة - رد محتار +

اعلم انهم اختلفوا فى حد وجود القراءة على ثلثة اقوال فشرط الهندوانى و الفضلى لوجودها خروج صوت يصل الى اذنه وبه قال الشافعى و شرط بشر المريسى و احمد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه لكن بشرط كونه مسموعا فى الجملة حتى لو ادنى احد صماخه الى فيه يسمع و لم يشترط الكرخى وابو الخير البلخى السماع و اكتفيا بتصحيح الحروف -

نماز مین صرف ایک آیت کا پڑہنا فرض کہتے ہین اور ایک کلمہ کی آیت کے کافی ہونے کو بہی صحیح جانتے ہین مثلاً مُدْهَامَّتَانِ کی قرات ادای فرض کے واسطے کافی سمجھتے ہین اور بعضون کے نزدیک زیادہ صحیح یہہ ہے کہ ایک کلمہ کافی نہین ہان اگر کوئی حاکم حکم دیدے تو بالاتفاق سب صحیح ٹہراتے ہین اور کہتے ہین کہ حاکم کا حکم اجتہادی مسئلون مین خلاف کو دور کردیتا ہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ حاکم کے حکم کو خدا کا حکم ٹہراتے ہین بلکہ اوس سے مقدم سمجھتے ہین اس لئے کہ اجتہادی مسئلون مین مجتہد کے حق مین خدا کا حکم وہی ہوتا ہے جو اجتہاد سے دریافت کرتا ہی تو جو مجتہد اپنے اجتہاد سے ایک کلمہ کی آیت کا نماز مین پڑہنا صحیح نہین جانتا اور حاکم کے صحت کا حکم دینے سے صحیح جان لے تو اوسکا وہی نتیجہ ہے جو ہمنے کہا۔

قرآن کی کسی معین سورۃ کا یہانتک کہ سورۂ فاتحہ کا یا آیت معینہ کا نماز مین پڑہنا فرض نہین کہتے بلکہ معین کرنے کو مکروہ جانتے ہین۔ اور بعض اقوال سے ظاہر ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ کو نماز مین پڑہیگا ابو حنیفہ کے عتاب کا مستحق ہوگا۔

امامت کبری مین جسکے حصول سے امام کو تمام انام پر تصرف عام کا مستحق ٹہراتے ہین اور اس امام کا نصب کرنا اہم واجبات بتاتے ہین اور ابوبکر کے امام بنانے کو رسولخدا ص کے دفن پر مقدم سمجھنے کی یہی وجہ بتاتے ہین عدالت کی شرط نہین کرتے بلکہ فاسق کی تقلید مکروہ جانتے ہین اور فتنہ کے خیال سے فاسق امام کے معزول کرنے کو بہی منع کرتے ہین اور یہہ امام کتناہی جور و فسق اوس سے ظہور مین آئے منصب امامت سے معزول نہین ہوتا اور اوسپر خروج کرنا باوجود فسق و جور کے واجب نہین جانتے۔ اور سلطنت تو متغلب اور لڑکے کی بہی صحیح کہتے ہین پہر امامت صغری جو امامت جماعت ہے انکے نزدیک کس شمار مین ہی اوسمین جو کچہہ جائز سمجہین بجا ہے۔ +

در مختار ÷ وفرض القراءة اية على المذهب هى لغة العلامة وعرفا طائفة من
القران مترجمة اقلها ستة احرف ولو تقديرا كلم يلد الا اذا كانت كلمة فالاصح
عدم الصحة وان كررها مرارا الا اذا حكم حاكم فيجوز ذكره القهستانى -
رد المحتار ÷ كذا فى المنية وهو شامل لمثل مدهامتان ومثل ص وق و
نون لكن ذكر فى الحلية والبحر ان الذى مشى عليه الاسبيجابى فى الجامع
الصغير وشرح الطحاوى وصاحب البدائع الجواز فى مدهامتان من غير
حكاية خلاف - ايضا ÷ صورته على عتق عبده بصلوته صلوة صحيحة
فصلى بمدهامتان مكررة او غير مكررة فترافعا الى حاكم يرى صحة الصلوة
بذلك فيكون قضاء بصحة الصلوة ضمنا فتصح اتفاقا لان حكم الحاكم فى المجتهد
فيه يرفع الخلاف وافاده ح - تنوير ÷ ولا يتعين شئ من القران على طريق الفرضية
ويكره التعيين - در مختار ÷ قال بعضهم لخافان تركت الفاتحة ان يعاتبنى الشافعى
او قرأتها يعاتبنى ابو حنيفة فاخترت الامامة - رد محتار ÷ ذكره الفخر
الرازى فى تفسير سورة المومنين - در مختار ÷ باب الامامة هى صغرى وكبرى
فكبرى استحقاق تصرف عام على الانام وتحقيقه فى علم الكلام ونصبه اهم
الواجبات فلذا قدموه على دفن صاحب المعجزات ويشترط كونه مسلما حرا
ذكرا عاقلا بالغا قادرا قرشيا لا هاشميا علويا معصوما ويكره تقليد
الفاسق ويعزل به الا لفتنة ويجب ان يدعى له بالصلاح وتصح سلطنة
متغلب كذا صبى - رد محتار ÷ وعند ابى حنيفة ليست العدالة شرطا للصحة
مع الكراهة واذا قلد عدلا ثم جار وفسق لا ينعزل ولكن يستحق العزل ان لم
تلزم فتنة ويجب ان يعزل ... كذا عن ابى حنيفة - ÷

لیکن ایک وجہ سے امامت جماعت انکے نزدیک امامت کبری بہی ہو سکتی ہے اس لئے کہ بعض مشائخ حنفیہ اور امام احمد جماعت کو فرض عین اور بعض حضرات فرض کفایہ کہتے ہین تو امام جماعت کا نصب کرنا بہی فرض ہوگا اور پہلے امام یعنی مستحق تصرف عام کا نصب تو واجب ہی ہے۔ اگر کوئی شخص فضا مین اذان واقامت سے تنہا نماز پڑھے پہر قسم کہائے کہ مینے جماعت سے نماز پڑہی ہے تو کہتے ہین اوسکی قسم سچی ہوگی کیونکہ فرشتون سے جماعت ہوگئی۔ بہلا جب فرشتون سے جماعت حاصل ہوجاتی ہے تو پہر آدمیون کی جماعت کا واجب یا فرض ہونا کیا معنی۔ جماعت کے اماموں مین ایک کے دوسرے سے اولی ہونے کی وجہون مین بیان کرتے ہین کہ جسکی بی بی خوبصورت ہو اوسکو اوس شخص پر ترجیح ہے جسکی زوجہ ایسی نہو اور جسکا آلہ تناسل چہوٹا ہو اوسکو اوسپر رجحان ہے جسکا آلہ بڑا ہو تو اسوجہ سے جب امامون مین بابت امامت کی جہگڑا ہوگا تو جسکی بی بی خوبصورت ہوگی اپنی ترجیح وتصدیق کے لئے اپنی بی بی کو جماعت کے سامنے پیش کریگا۔ اسیطرح سب امام اپنے اپنے آلات تناسل کی ایک دوسرے سے جماعت کے روبرو پیمایش کرائینگے تب جن صاحب کا عضو تناسل چہوٹا نکلیگا وہ امام بنائے جاوینگے اسیطرح مال اور جاہ اور پاکیزگی لباس کو بہی وجوہ ترجیح مین شمار کرتے ہین جو مال اور جاہ اور پاکیزگی لباس مین اورون سے زیادہ ہوگا۔ اوسکو امامت جماعت کے لئے ترجیح ہوگی۔ ⁂

رد محتار

الا ان یجاب ان قول العراقیین یاثم بترکہا مرۃ مبنی علی القول بانہا فرض عین عند بعض مشائخنا کما نقلہ الزیلعی او علی القول بانہا فرض کفایۃ۔ ایضؔ + خلافا لاحمد بناء علی ان الجماعۃ فرض عندہ۔ ایضؔ + و نظیر ذلک ماذکرہ السبکی ان الجماعۃ تحصل بالملئکۃ و فرع علی ذلک لو صلے فی فضاء باذان واقامۃ منفردا ثم حلف انہ صلے بالجماعۃ لم یحنث۔ درمختار + وفی الاشباہ قبیل ثمن المثل ثم الاحسن زوجۃ ثم الاکثر مالا ثم الاکثر جاہا ثم الانظف ثوبا ثم الاکبر راسا والاصغر عضوا۔ ردمحتار + وفی حاشیۃ ابی السعود وقد نقل عن بعضہم فی ہذا المقام مالا یلیق ان یذکر فضلا عن ان یکتب اھ کانہ یشیر الی ما قیل ان المراد بالعضو الذکر۔ +

گو یہ حضرات امامت جماعت کی بابت بعض کو بعض پر
ترجیح دیتے ہین مگر یہ بھی کہتے ہین کہ اگر غیر اولی کو
امام بنالین تو کچھ گناہ نہین - اسیطرح اگر غیر اولی کو
امیر اور حاکم ٹہرالین تو گنہگار نہین ہوتے " کہتے ہین
" اگر کوئی شخص فاسق کے یا اوس شخص کے پیچھے
جو بدعتین کرتا ہے نماز پڑہے جماعت کی فضیلت
اوسکو حاصل ہو جائیگی - شرابی اور سود خوار اور
مبروص اور اجرت لیکر نماز پڑہانے والے اور
بناوٹ کرنیوالے اور سفیہ اور مفلوج اور مخالف
مذہب اور اندہے اور ولد الزنا وغیرہ کے پیچھے
نماز کو مکروہ تنزیہی کہتے ہین لیکن فرماتے ہین
کہ اگر کوئی اور نہو تو ان لوگون کے پیچھے نماز
پڑہنا مکروہ نہین اسیطرح اگر ولد الزنا ولد الحلال
سے افضل ہو تو اوس وقت ایسے ولد الزنا کے ہوتے
ولد الحلال کے پیچھے نماز پڑہنا مکروہ ہوگی - اور
ولد الزنا کو ترجیح ہوگی اسیطرح اورون مین
بھی بیان کرتے ہین - اگر امام نیچے ہو اور مقتدی
کوٹھے پر امام کے سر کے محاذی کہڑا ہو تو بعض حضرات
اسکو جائز جانتے ہین - کہتے ہین اگر ایک شخص امام
کے ساتھہ نماز پڑہتا ہو پہر دوسرا آجاتے تو امام
اپنے سجدہ کی جگہ پر بڑہ جاتے -
اور بعضے کہتے ہین کہ اس صورت مین مقتدی امام
کی دہنی جانب سے پیچھے کو ہٹ آئے - اور
دوسرے قول کی تائید مین صحیح مسلم کی ایک
حدیث لاتے ہین - +

در مختار + ولو قدموا غير
الاولى اساء وابلا اثم - رد محتار +
وكذا الحكم فى الامارة و
الحكومة - در مختار + فى النهر
عن المحيط صلى خلف فاسق او
مبتدع نال فضل الجماعة -
وكذا تكره خلف امرد وسفيه
ومفلوج وابرص شاع برصه
وشارب الخمر واكل الربوا
ونمام ومتصنع ومن ام باجرة
قهستانى زاد ابن ملك ومخالف
كشافعى الخ - ايضا + هذا ان
وجد غيرهم والا فلا كراهة -
رد محتار + لكن ما بحثه فى البحر
صرح به فى الاختيار حيث قال
ولو عدمت علة الكراهة بان كان
الاعرابى افضل من الحضرى
والعبد من الحر وولد الزنا من
ولد الرشدة والاعمى من البصير
فالحكم بالضد - رد محتار + قال
فى منية المفتى اقتدى على سطح
وقام بحذاء راس الامام ذكر
الحلوانى انه لا يجوز والسرخسى
يجوز - ايضا + اذا اقتدى بامام
فجاء آخر يتقدم الامام موضع
سجوده كذا فى مختارات النوازل

وفى القهستانى عن الجلابى ان المقتدى يتاخر عن اليمين الى خلف اذا جاء آخر - +

حدیث عجیب [illegible] مسلم و فساد نماز بمحاذات امرد [illegible]
خوارج و اہل بدعت و سب کنندہ رسولخدا صلعم و عدم تکفیر ایشان بلکہ ہمہ اہل قبلہ و موضوعیت
قول سب الشیخین کفر +

صحیح مسلم کی حدیث کا مضمون یہہ ہے کہ جابر کہتے ہین کہ مین ایک جہاد مین حضرت رسول خدا صلعم کے ہمراہ گیا حضرت نماز پڑہنے کو کہڑے ہوے مین آیا اور حضرتؐ کی بائین جانب کھڑا ہوگیا تب حضرتؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھکو اپنی دہنی جانب کو جکڑ دیا پہر ابن صخر آیا اور حضرتؐ کی بائین طرف کھڑا ہوا تو حضرتؐ نے اوسکے دونون ہاتہ پکڑ لئے اور ہم دونون کو دہکیلا یہانتک کہ اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ خوبصورت لڑکے کے محاذات سے نماز کو فاسد ٹہراتے ہین اور پہلے ذکر ہوچکا کہ خوبصورت لڑکے کو سر سے قدم تک عورتون کے حکم مین سمجھتے ہین۔

اگر کئی شخص ایک اونٹ یا گھوڑے یا گدہے پر سوار ہون اونکی جماعتِ نماز باہم صحیح ہے اگر امام و ماموم مین کچھ حائل ہو مثلاً امام مسجد مین ہو اور ماموم اپنے گھر مین جو مسجد کے متصل ہو یا اوسکی چہت پر ہو اسکو صحیح سمجھتے ہین ہان امام کے حال کے مشتبہ نہونے کی شرط کرتے ہین۔

یہہ حضرات اصحاب بدعت اور خوارج کی اور کل اہل قبلہ کی خواہ اونکے اعتقاد کیسے ہی ہون بلکہ رسولخدا صلعم کے برا کہنے والون کی بھی تکفیر نہین کرتے اور اونکی گواہی کو مقبول سمجھتے ہین ـــ

بہلا جب جناب رسولخدا صلعم کا العیاذ باللہ برا کہنے والا انکے نزدیک کافر نہین ہوتا تو پہر بعض صحابہ کا برا کہنے والا جنکی برائی قطعی دلیلون سے ثابت ہوگئی کیونکر قابل تکفیر ہوسکتا ہے۔

یہان سے قول موضوع سب الشیخین کفر کا حال بخوبی واضح ہوا

+ +

ردمحتار۔ ویؤیدہ ما فی صحیح مسلم قال جابر سرت مع النبی صلی اللہ علیہ و
سلم فی غزوۃ فقام یصلی فجئت وقمت عن یسارہ فاخذ بیدی فادارنی
عن یمینہ فجاء ابن صخر حتی قام عن یسارہ فاخذ بیدیہ جمیعا فدفعنا حتی
اقامنا خلفہ اھ ۔ در مختار + ومحاذاۃ الامرد الصبیح المشتہی لایفسد
علی المذھب تضعیف لما فی جامع المحبوبی ودرر البحار من الفساد ۔ ایضا +
والحائل لا یمنع الاقتداء ان لم یشتبہ حال امامہ ولو اقتدی من سطح دارہ
المتصلۃ بالمسجد لم یجز لاختلاف المکان درر وبحر وغیرھما واقرہ المصنف
لکن تعقبہ فی الشرنبلالیۃ ونقل عن البرھان وغیرہ ان الصحیح اعتبار
الاشتباہ فقط۔ ردمحتار + لما فی البرھان من انہ لو کان بینھما حائط کبیر
لا یمکن الوصول منہ الی الامام ولکن لا یشتبہ حالہ علیہ بسماع او رویۃ
لانتقالاتہ لا یمنع صحۃ الاقتداء فی الصحیح وھو اختیار شمس الائمۃ
الحلوانی ۔ در مختار + ومبتدع ای صاحب بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف
عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع شبہۃ وکل من کان من قبلتنا لا یکفر بھا
حتی الخوارج الذین یستحلون دمائنا واموالنا وسب الرسول وینکرون صفاتہ
تعالی وجواز رویتہ لکونہ عن تاویل وشبہۃ بدلیل قبول شہادتھم ۔
ردمحتار + قولہ حتی الخوارج) اراد بھم من خرج عن معتقد اھل الحق
لاخصوص الفرقۃ الذین خرجوا علی الامام علی رضی اللہ عنہ وکفروہ فیشمل
المعتزلۃ والشیعۃ وغیرھم ۔ ایضا + قولہ وسب الرسول کذا فی غالب
النسخ ورایتہ کذلک فی الخزائن بخط الشارح ۔ +

مسافر کو قصری نمازون مین مقیم امام کی پیروی سے وقت مین نماز کو پورا پڑہنے کی اجازت دیتے ہین اسیوجہ سے بعد وقت کے قصری نمازون مین مسافر کو مقیم کی اقتدا سے منع کرتے ہین۔

جس شخص نے وضو کیا ہو اوسکا اوس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جسنے تیمم کیا ہو صحیح جانتے ہین۔ اسیطرح جسنے اعضاے وضو کو دہویا ہو اوسکو اوسکی اقتدا کرنا جسنے دہونے کی جگہ مسح کیا ہو ایسے ہی کہڑے ہو کر نماز پڑہنیوالی کی اقتدا اوسکے ساتہہ جو بیٹھکر نماز پڑہے صحیح ٹہراتے ہین۔ اور اسکی صحت کی سند مین جو جناب رسول خدا صلعم کا آخر نماز بیٹھکر پڑہنا اور لوگون کا کہڑے ہو کر حضرت کی اقتدا کرنا پیش کرتے ہین۔

فی الحقیقت حضرت صلعم کو مثل اپنے اور ہمین نمازون کی جنمین کسی عمدہ صفت کی حاجت نہین سمجھتے قرار دیتے ہین۔ اور درجۂ رسالت اور اور مراتب جلیلہ اور مناقب جزیلہ سے بالکل چشم پوشی کو کام فرماتے ہین۔

اگر امام بغیر وضو کے یا حالت جنابت مین نماز پڑہاے تو بعضے حضرات لازم نہین سمجھتے کہ مقتدیون کو اس حال سے آگاہ کرے۔

اور بعضے جو اطلاع دینا لازم کہتے ہین اونمین سے بعضے بزرگوار مقتدیون پر نماز کے اعادہ کو لازم نہین جانتے۔ اور اگر امام آپکو کافر بتاے تو کہتے ہین کہ اوسکا کفر قبول نکیا جائیگا۔

غرض یہہ سب امام کے عام
کرنے کے نتیجے ہین۔ +

درمختار

ولا مسافر بمقیم بعد الوقت فیما یتغیر بالسفر کالظہر بس احرم المقیم بعد الوقت او فیہ فخرج فاقتدی المسافر بل ان احرم فی الوقت فخرج صح والتحرتبعا لامامہ - ردمختار + بیان ذلک ان صلوٰۃ المسافر قابلۃ للاتمام مادام الوقت باقیا بان ینوی الاقامۃ او بان یقتدی بمقیم فیصیر تبعا لامامہ ویلزم -

درمختار + وصح اقتداء متوضئ لا ماء معہ بمتیمم ولو مع متوضئ بسوء حمار مجبتی وغاسل بماسح ولو علی جبیرۃ وقائم بقاعد یرکع ویسجد لانہ صلے اللہ علیہ وسلم صلی آخر صلوتہ قاعدا وہم قیام الخ -

ایضا + کما یلزم الامام اخبار القوم اذا امہم وہو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن وہل علیہم اعادتہا ان عدلا نعم والا ندبت وقیل لا لفسقہ باعترافہ ولو زعم انہ کافر لم یقبل منہ لان الصلوٰۃ دلیل للاسلام واجبر علیہ بالقدر الممکن باللسان او بکتاب او رسول علی الاصح لو متعینین والا لا یلزمہ بحر عن المعراج

وصحح فی مجمع الفتاوی عدمہ مطلقا لکونہ عن خطاء معفو عنہ +

انحضرات کے نزدیک اُمّی وہ ہے جو قرارت مفروضہ بخوبی نکرے یعنی ایک آیت کو گو وہ ایک کلمہ کی ہو اچھی طرح نہ پڑہتا ہو اور اس سے ظاہر ہے کہ جو ایک آیت پڑہتا ہو وہ قاری ہے۔ یہہ حضرات کہتے ہین کہ رکوع و سجود امام سے پہلے لغو ہے پس اگر کوئی شخص ہر رکعت مین رکوع و سجود امام سے پہلے کرے تو دوسری رکعت کا رکوع و سجود پہلی رکعت کی طرف اور تیسری کا دوسری کی طرف منتقل ہوگا اور اوسکے ذمہ ایک رکعت باقی رہجائیگی جسمین وہ لاحق ہے یعنے اوسکو بغیر قراءت کے ادا کریگا۔ اور اگر رکوع امام کے ساتھ اور سجدہ اوس سے پہلے کرے تو اوسکی دو رکعتین پہلی اور تیسری اوسیطرح درست ٹھہراتے ہین اور دو رکعتین یعنی دوسری اور چوتھی بغیر قراءت کے جدا ادا کرنے کا حکم دیتے ہین۔ اور اگر رکوع امام سے پہلے اور سجدہ اوسکے ساتھ عمل مین لاتے تو اوسکو چار رکعتین بغیر قراءت پڑھنے کا حکم دیتے ہین۔

بالجملہ ان تینون صورتون مین مقتدی کی نماز کو صحیح ٹہراتے ہین۔ اور حسب المسطور اوسکا تدارک تجویز فرماتے ہین۔

اور اگر مقتدی رکوع و سجود کو امام کے رکوع و سجود سے فارغ ہونے کے بعد بجالاتے یا اتنے پہلے کہ ہنوز یہہ رکوع و سجود سے فراغت نپاتے کہ امام بہی پیچھے اسکے رکوع و سجود مین آجائے تو اوسکو جائز سمجھتے ہین۔ اور اسمین کسی نوع کی تدارک کی بہی حاجت نہین جانتے۔

ردمحتار ÷ الامی عندنا من لا یحسن القراءۃ المفروضۃ ایضا ÷ قولہ فانہ یقضی رکعۃ) لان الرکوع والسجود قبل الامام لغو فینتقل ما فی الرکعۃ الاولی الی الثانیۃ وما فی الثالثۃ الی الثانیۃ وما فی الرابعۃ الی الثالثۃ فبقیت علیہ رکعۃ ھو لاحق فیہا وقد ذکر فی الخانیۃ وغیرھا المسئلۃ علی خمسۃ اوجہ الاول ان یرکع ویسجد قبل الامام وھو ما ذکرنا الثانی ان یاتیھما بعدہ وھو ظاھر الثالث ان یرکع معہ ویسجد قبلہ فانہ یقضی رکعتین لانہ یلتحق سجدتاہ فی الثانیۃ برکوعہ فی الاولی لانہ کان معتبرا ویلغو رکوعہ فی الثانیۃ لوقوعہ عقیب رکوعہ الاول بلا سجود بقی علیہ رکعۃ ثم رکوعہ فی الثالثۃ مع الامام معتبر ویلتحق بہ سجودہ فی رابعۃ الامام فیصیر علیہ الثانیۃ والرابعۃ فیقضیھما رکعتین لان سجودہ فی الاولی لغو فینتقل سجود الثانیۃ الی الاولی وتبقی الثانیۃ بلا سجود فتبطل لانھا بقیت قیاما ورکوعا بلا سجود ثم لما رکع فی الثالثۃ معہ وسجد قبلہ لغی سجودھا فاذا فعل فی الرابعۃ کذلک انتقل سجودھا الی الثالثۃ وبطلت الرابعۃ فقد صلی رکعتین ویقضی رکعتین بلا قراءۃ الرابع ان یرکع قبلہ ویسجد معہ فانہ یقضی اربع رکعات بلا قراءۃ لان السجود مع الامام اذا لم یتقدمہ رکوع معہ غیر معتبر الخامس ان یاتی بھما قبلہ ویدرکہ الامام فیھما وھو جائز لکنہ مکروہ اھ ملخصا وانما لم ینقل فی الوجہ الثالث سجود الرکعۃ الثالثۃ الی الثانیۃ بل بطلت لانھا لم یبق فیھا سوی قیام ورکوع حصلا قبل تمام الرکعۃ الاولی فلذا بطلت ولم یکمل بسجود الثالثۃ

انحضرات کے نزدیک لاحق وہ ہے جس سے اقتدا کے بعد تمام رکعتین یا بعض فوت ہوجائین خواہ عذر سے مثل اسکی کہ نماز سے غافل ہوجائے یہانتک کہ نماز جماعت تمام ہو یا ایک دو رکعتین ہوچکین اور مثل اسکی کہ اوس سے حدث صادر ہوا اور وہ طہارت مین معروف رہے کہ کچھہ نماز یا کل نماز ختم ہوجاتے خواہ بغیر عذر کے مثل اسکی کہ امام سے پہلے رکوع وسجود عمل مین لائے - اور لاحق کا حکم یہہ بیان کرتے ہین کہ وہ مثل مقتدی کی ہے نہ تو وہ اون رکعتون کے ادا کرنے مین جو اوس سے فوت ہوئی ہین قرارت کرے اور نہ اوسپر باوجود موجبات سہو کے کچھہ سہو کا تدارک ہوا ور نہ اقامت کی نیت سے اگر مسافر ہو اوسکا فرض متغیر ہو - غرض جو شخص نماز جماعت شروع کرتے ہی نماز سے غفلت کرے یا اوس سے حدث صادر ہوا ور نماز کے اختتام تک بہی جماعت مین شریک ہو تو پہلا شخص جسوقت متنبہ ہوکر اور دوسرا طہارت کرکر جب اپنی اپنی نماز ادا کرینگے توجسطرح ماموم پڑہتا ہے اوسیطرح پڑہینگے اور یہہ نماز اونکی ایسی ہوگی جیسے کہ جماعت مین ٹہری ہے یہہ سب شروع اقتدا کی بدولت ہے جسمین کچھہ خلل نہین ہوسکتا اور اگر غافل نماز جماعت کے تمام ہونے سے پہلے ہشیار ہوجائے اور محدث طہارت کرکر اوس سے پہلے آجائے تو انکو حکم دیتے ہین کہ وہ پہلے اپنی فوت ہوگئی ہوئی رکعتون کو بغیر قرارت کے ادا کرلین پہر امام کی متابعت کرین اور اگر پہلے امام کے متابعت کرین اور بعد فراغ امام کے تلافی مافات عمل مین لائین تب بہی نماز صحیح ہوجائیگی مگر گنہگار ہونگے کہتے ہین اگر لاحق کے وضو کرنے تک امام نماز سے فارغ ہوجاے اور دوسری رکعت مین امام نے قعود نکیا ہو تو یہہ بہی قعود نکرے کیونکہ اس صورت مین یہہ امام کی موافقت قیام مین کریگا جو قعود سے افضل ہے اسلئے کہ یہہ شخص تقدیراً امام کے پیچہے ہے گو فی الحقیقت نہ سہی

در مختار +

واللاحق من فاتتہ الرکعات کلہا او بعضہا لکن بعد اقتدائہ بعذر کغفلۃ وزحمۃ وسبق حدث وصلوۃ خوف ومقیم أتیم بمسافر وکذا بلاعذر بان سبق امامہ فی رکوع وسجود فانہ یقضی رکعۃ و حکمہ کمؤتم فلا یاتی بقراءۃ ولا سہو ولا یتغیر فرضہ بنیۃ اقامۃ ویبدأ بقضاء ما فاتہ عکس المسبوق ثم یتابع امامہ ان امکنہ ادراکہ ثم صلے ما نام فیہ بلا قراءۃ ثم ما سبق بہا ان کان مسبوقا ایضا + ولو عکس صح واثم لترک الترتیب - ردمحتار + وفی البحر حکمہ ان یبدء ما فاتہ بالعذر ثم یتابع الامام انلم یفرغ وھذا واجب لا شرط حتی لو عکس یصح فلو نام فی الثالثۃ واستیقظ فی الرابعۃ فانہ یاتی بالثالثۃ بلا قراءۃ فاذا فرغ منہا صلے مع الامام الرابعۃ وان فرغ منہا الامام صلیہا وحدہ بلا قراءۃ ایضا فلو تابع الامام ثم قضی الثالثۃ بعد سلام الامام صح واثم - ایض + قال فی البدائع ولو توضاء اللاحق وقد فرغ امامہ و لم یقعد فی الثانیۃ لا یقعد فیہا موافقۃ للامام فی ما ھو اعلے

من القعود وھو القیام لانہ خلفہ تقدیرا -

جو شخص بعد تمام ہونے تمام رکعتون کے یا بعض رکعتون کے جماعت مین شریک ہو۔ اوسکو مسبوق کہتے ہین اور مسبوق کے حکم مین اختلاف رکہتے ہین متاخرین کا قول جسپر فتوی ہے یہہ ہی کہ وہ نیت اقتدا کر کر پہلے اون رکعتون کو جنمین یہہ شریک نہین تہا ادا کرے پہر امام کی متابعت عمل مین لائے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت مین اوسکا انفراد محل قتدا مین لازم آتا ہی چنانچہ اسیوجہ سے بعضے اس طریق کو موجب فساد نماز کہتے ہین اور اوسکو بعد متابعت امام کے اپنی باقی نماز کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہین پہر ان لوگون مین باہم اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ اگر مثلاً چو رکعتی نماز کی چوتہی رکعت مین شریک ہوا ہو تو وہ دو رکعتین فاتحہ اور سورۃ کے ساتہہ پڑہے پہر اونکے بعد تشہد پڑہے اور ایک رکعت فقط الحمد کے ساتہہ بجا لاتے اور یہہ انکے امام اعظم کا طریقہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت مین جو رکعتین مسبوق نے بعد کو منفرد پڑہین بہہ وجوہ پہلی ہین اور جو امام کے ساتہہ ادا کی وہ پچہلی رکعت ہی۔ اور بعض فرماتے ہین کہ جو کچہہ مسبوق بعد کو پڑہے اوسکو قرارت کے باب مین اول نماز اور تشہد کے بارہ مین آخر نماز ٹہرائے تو اس بنا پر جو شخص چوتہی رکعت مین شامل ہوگا وہ ایک رکعت الحمد وسورۃ کے ساتہہ پڑہکر تشہد پڑہیگا پہر دو رکعتین اور پڑہیگا جنمین پہلے فاتحہ اور سورۃ کے ساتہہ اور دوسری فقط الحمد کے ساتہہ ادا کریگا اور یہہ انکے امام محمد کا قول ہی۔ بالجملہ اس مسئلہ کی سب صورتین قابل ملاحظہ ہین۔ کہتے ہین کہ اگر مسبوق باقی نماز ادا کرنے کو کہڑا ہو گیا ہو اور امام پر سجدہ سہو ہو تو مسبوق کے ذمہ پر یہہ ہی کہ وہ عود کرے اور امام کے ساتہہ سہو کے سجدہ عمل مین لائے اگرچہ موجب سجدہ سہو اسکی اقتدا سے پہلے عارض ہوا ہو اور اگر امام سہو کا گمان کر کے سجدہ سہو عمل مین لاتے اور بیچارہ مسبوق اوسکی متابعت کرے پہر تحقیق ہو جائے کہ امام کے ذمہ سہو نہین م

م تو بعضون کے نزدیک اشبہ یہہ ہے کہ اوس بیچارہ کی نماز فاسد ہو گی۔ (یہہ امام کی متابعت کا نتیجہ ہے) اور بعضے کہتے ہین کہ فاسد نہو گی۔ اور اسے فقیہ ابو اللیث نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ مین تو فاسد نہو گی اس سلئے کہ قاریون پر جہل کا غلبہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جہل کو احکام شرعی مین کیا مداخلت ہو۔

در مختار + والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد فيما يقضيه
اى بعد متابعته لامامه فلو قبلها فالاظهر الفساد ويقضى اول صلوته فى حق قراءة
وآخرها فى حق تشهد فمدرك ركعة من غير فجر ياتى بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد
بينهما وبرابعة الرباعى بفاتحة ولا يقعد قبلها - رد محتار + قوله بعد متابعته)
متعلق بقوله يقضيه اى ان محل قضائه لما سبق به انما هو بعد متابعته لامامه
فيما ادرك عكس اللاحق كما مر لكن هنا لو عكس بان قضى ما سبق ثم تابع امامه
ففيه قولان مصححان واستظهر فى البحر وتبعه الشارح القول بالفساد وقال
لموافقته القاعدة اى قولهم الانفراد فى موضع الاقتداء مفسد كعكسه
لكن فى حاشية للخير الرملى عن البزازية ان الاول اى عدم الفساد
اقوى لسقوط الترتيب وفى شرح الشيخ اسمعيل عن جامع الفتاوى يجوز
عند المتاخرين وعليه الفتوى وبه جزم فى الفيض - رد محتار + قوله
ويقضى الاول الخ) هذا قول محمد لكن فى صلوة الجلابى ان هذا
قولهما وفى الفيض عن المستقصى لو ادرك فى ركعة الرباعى يقضى ركعتين
بفاتحة وسورة ثم يتشهد ثم ياتى بالثالثة بفاتحة خاصة عند
ابى حنيفة وقالا ركعة بفاتحة وسورة وتشهد ثم ركعتين اولهما
بفاتحة وسورة وثانيهما بفاتحة خاصة اه - در مختار + ورابعها لو قام
الى قضاء ما سبق به وعلى الامام سجدتا سهو لو قبل اقتدائه فعليه ان
ان يعود ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لا سهو فالاشبه
الفساد لاقتدائه فى موضع الانفراد - رد محتار + وفى الفيض وقيل

قيل وبه يفتى وفى الحجة عن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث فى زماننا لا تفسد لان الكل فى القراءة غالباً اه +

کہتے ہین اگر امام سے حقیقت مین حدث صادر ہو تو وہ اگر مسجد مین نماز پڑہاتا تہا تو جبتک مسجد مین رہے حالت حدث مین بہی امام جماعت رہیگا اور اگر جنگل مین پڑہاتا تہا تو جبتک جماعت کی صفون سے تجاوز نکریگا اپنی امامت پر باقی رہیگا یہانتک کہ جبتک وہ مسجد مین موجود ہے یا صفون سے آگے نہین بڑہا اوسکے وضو کرنے سے پہلے بہی اگر کوئی اوسکی اقتدا کرے تو جائز ہے اور اگر پانی مسجد مین موجود ہو تو امام کو نائب کرنے کی بہی حاجت نہوگی۔ سبحان اللہ یہہ جماعت و امامت نہایت لطف کی ہے کہ امام طہارت کو جارہا ہو اور طہارت کر رہا ہو اور خواہ ان حالتون مین پشت بقبلہ بہی ہے اور حضرات ماموین نماز مین اوسکی اقتدا کررہے ہین بہلا پہلے ماموم تو دوام اقتدا مین پہنسے ہوئے ان حضرات کے نزدیک تو یہہ بہی جائز کہ اور شخص دیدہ و دانستہ ایک چلتے پہرتے یا وضو کرتے پشت بقبلہ آدمی کی قبل اختتام طہارت اقتدا کرلے۔ کہتے ہین کہ اگر امام بسبب خوف یا خجالت کے بقدر فرض قراءۃ کرنے سے عاجز اور ممنوع ہو جاتے اوسکی نماز فاسد نہین ہوتی وہ دوسرے کو نائب کردے اور آپ ماموم بنجاے اور اسکی سند مین ابوبکر کی حدیث لاتے ہین جسکا مضمون یہہ ہے کہ جب ابوبکر کو رسولخداؐ کا احساس ہوا تو قرارت سے عاجز ہوا اور مطلق پڑہ نہ سکا تب پیچہے ہو گیا اور حضرت رسولخداؐ آگے بڑہے اور نماز تمام کی اور صاحبین اس صورت مین نماز کو فاسد کہتے ہین تو اونکے قول کی موافق ابوبکر کی نماز مین فساد ہو گیا تہا اور اگر امام بسبب پیشاب یا پاخانہ کے نماز سے رک جاتے اور نماز نہ پڑہ سکے تو صاحبین یہہ امر جائز جانتے ہین کہ امام اس حالت مین کسیکو اپنا نائب کردے اور اپنی نماز کو تمام کرے کیونکہ اوسکی نماز فاسد نہوگی۔ +

تنویر

سبق الامام حدث غیر مانع للبناء و لو بعد التشهد استخلف ما لم یجاوز الصفوف لو فی الصحراء و ما لم یخرج من المسجد لو کان یصلی فیہ۔

در مختار

لانہ علی امامتہ ما لم یجاوز ھذا الحد۔ ردمختار ؛ قال ابن الملک حتی لو اقتدی بہ انسان ما دام فی المسجد او فی الصفوف قبل الوضوء جازاہ۔ درمختار ؛ ولو کان الماء فی المسجد لم یحتج للاستخلاف۔

ایضا درمختار ؛ وکذا یجوز ان یستخلف اذا حصر عن قراءۃ قدر المفروض لحدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ لما احس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم حصر عن القراءۃ فتاخر و تقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلو لم یکن جائزا لما فعلہ بدائع وقالا تفسد و بعکس الخلاف لو حصر ببول او غائط لخجل ای لاجل خجل او خوف اعتراہ۔

ردمختار ؛ ای منع من المضی فی الصلوٰۃ بسبب بول بحر۔ ایضا ؛ ای فیجوز الاستخلاف عندھما لا عند الامام۔ ؛

اگر امام صدور حدث کا گمان کرکر کسیکو اپنا نائب مقرر کردے پہر گمان کی
غلطی ظاہر ہو تو اوسکی نماز کو فاسد کہتے ہین گو مسجد سے باہر
نہ نکلا ہو — سبحان اللہ فی الحقیقت صدور حدث سے تو امامت بھی
بدستور قائم رہی نماز کا کیا ذکر ہے - اور صدور حدث کے گمان مین
نماز ہی جاتی رہی امامت کیا رہتی - کہتے ہین اگر کسیکو اثناے نماز مین
بہت سا پیشاب آجائے یا کسیکی نکسیر جاری ہو اوسکے منقطع ہونے
تک ٹہرا رہے پہر طہارت کرکر جتنی نماز پہلے پڑہی تھی اوسپر بنا کرے
اور اوسیکو پورا کردے - اور اگر آتے جاتے مین تسبیح کو بجاے
فاتحہ کے اخیر رکعتون مین پڑہی جاتی ہے ادا کرلے کچہہ مضائقہ نہین -
اگر بعد صدور حدث کے سو جاتے خواہ کتنی ہی دیر سوتا رہے جب آنکھ
کھلے طہارت کرکر باقی نماز کو ادا کردے - ایسے ہی اگر ضرورت سے نماز مین
کشف عورتین کرلے کچہہ حرج نہین - کہتے ہین کہ جس شخص سے حالت نماز
مین حدث صادر ہو اور اوسکو حوض سے وضو کرنے کی عادت ہو
اور جو پانی گہر مین موجود ہو اوسکو بہول جائے اور حسب عادت حوض
پر چلا جاتے وہ بھی طہارت کرکر نماز کو پورا کردے - اور اگر پانی
دور ہو اور کنواں نزدیک ہو تو بعضے حضرات فرماتے ہین کہ دور چلا جائے
مگر کنوئین سے پانی نہ بہرے - اور بعضے کہتے ہین کچہہ مضائقہ
نہین کنوئین سے پانی کہینچے اور طہارت کرکے نماز کو
تمام کردے - +

ردمختار +

امّا لو ظن سبق الحدث ثم ظهر عدمه فسيأتى انه يفسد صلوته
وان لم يخرج من المسجد اذا استخلف لانه عمل كثير
درمختار + ولا يستخلف لو نسى القراءة اصلا او اصابه بول
كثير اى بخس مانع من غير سبق حدثه فلو منه فقط بنى او كشف
عورته او المرأة ذراعها اذا لم يضطر له فلو اضطر لم تفسد او
قرأ فى حالة الذهاب او الرجوع لادائه ركنا مع حدث او مشى بخلاف
تسبيح فى الاصح او طلب الماء بالاشارة او شراه بالمعاطاة
للمنافاة او جاوز ماء الى اخر الاقدر صفين او لنسيان
او زحمة او كونه بئرا لان الاستقاء يمنع البناء على المختار
او مكث قدر اداء ركن وان لم ينو الاداء بعد سبق الحدث الا
لعذر كنوم ورعاف — ردمختار + ولو قصد الحوض وفى منزله
ماء اقرب منه ان كان البعد قدر صفين لا تفسد وان اكثر
فسدت وان كانت عادته التوضى من الحوض ونسى الماء الذى
فى بيته وذهب الى الحوض بنى ولو كان الماء بعيدا وبقربه
بئر يترك البئر لان النزح يمنع البناء على المختار وقيل
لا يمنع ان عدم غيره انتهى ملخصا منقولا عن

شرح

المنية +

جن صورتون مین باوجود صدور حدث کے اثناے نماز مین نماز کو فاسد نہین کہتے اور بعد طہارت کے اوسکے پورا کرنے کو جائز جانتے ہین طہارت مین فرض پر اکتفا کرنے کو نہین کہتے بلکہ تمام مسنونات کی بجاآوری کی اجازت دیتے ہین اور باوصف صدور حدث اور آمد ورفت اور طہارت وغیرہ کے پہلے نماز پر بنا رکہنے کو اور اوسکے پورا کرنے کو مکروہ بہی نہین سمجھتے ۔ اگر امام یا ماموم سے حالت رکوع یا سجود مین حدث واقع ہو تو کہتے ہین کہ وضو کرکے پہلی نماز پر بنا رکہین مگر اس رکوع یا سجود کو جسمین حدث صادر ہوا تہا دوبارہ کرلین ۔ کہتے ہین اگر ماموم ایک ہی شخص ہو اور امام سے حدث صادر ہو اور وہ وضو کے لئے مسجد سے باہر جاتے تو وہ ماموم اگر امامت کی قابل ہوگا بغیر نیت وقصد کے امام کا امام بنجائیگا کیونکہ اوسکی امامت مسجد کے باہر جانے سے جاتی رہی اور اگر ماموم امامت امام کی لائق نہوگا جیسے لڑکا تو اوس بیچارہ کی نماز فاسد ہوجائیگی اور امام کی صحیح رہیگی کہ اس صورت مین وہ مسجد سے باہر جاکر بہی امام رہیگا اور اپنی باقی نماز کو مسجد مین آکر پورا کردیگا اور مقتدی بے امام ہوجائیگا کیونکہ وہ امام امام تو رہا مگر اسکا امام نہین رہا ۔ اور اگر ایک مرد ایک مرد کا امام ہوا ہو اور دونون سے حدث صادر ہو اور مسجد سے باہر چلے جائین تو اس صورت مین امام کی نماز تو صحیح رہیگی وہ آکر پورا کردے اور مقتدی کی نماز فاسد ہوجائیگی اور اسکی وجہ بہی وہی ہے کہ امام تو مسجد سے باہر جاکر بہی امام رہیگا مگر مقتدی بیچارہ بے امام رہجائیگا ۔ بالجملہ امامت کا استحکام قابل ملاحظہ ہے کہ کاٹے نہین کٹتی اور مٹے نہین مٹتی ۔ مگر تعجب ہے کہ باوصف تباے امامت امام کے ماموم بغیر مقتدی کیون ٹہرتا ہے کیا وہ امام حدث وجلت بہت کی حالت مین فرشتون کا امام ٹہرایا جاتا ہے ۔

درّ مختار

واذا ساغ له البناء توضأ فوراً بكل سنة و بنى على
ما مضى بلا كراهة - ايض + ولو احدث الامام
لاخصوصية له فى هذا المقام فى ركوعه او سجوده
توضأ وبنى واعادهما فى البناء على سبيل الفرض مالم
يرفع راسه منهما مريدا به اداء ركن -

ايضا +

ولو ام واحدا فقط فاحدث الامام اى وخرج
من المسجد والا فهو على امامته كما مر تعين
المأموم للامامة لو صلح لها اى لامامة الامام
بلانية لعدم المزاحم والا يصلح كصبى فسدت صلوة
المقتدى اتفاقا دون الامام على الاصح لبقاء الامام
اماما والموتم بلا امام -

ولو ام رجل رجلا فاحدثا وخرجا من المسجد
تمت صلوة الامام وبنى على صلوته
وفسدت صلوة المقتدى
لما مرّ - + +

کہتے ہین اگر کوئی حالت نماز مین کتے یا بلی کو چمکارے یا گدہے کو ہانکے اوسکی نماز فاسد ہوگی آور سلام کا جواب دینے سے جسکا حکم قرآن مجید مین مذکور ہے نماز فاسد ہوجائیگی - اکثر لوگون پر سلام کرنا نامشروع اور گناہ سمجھتے ہین - قرآن پڑہنے والے پر ذکر کرنیوالے پر حدیث بیان کرنیوالے پر خطبہ پڑہنے والے پر آور ان لوگون پر جو انکی سماعت کرتے ہون آور استاد فقیہ پر قاضی پر کہانیوالے پر - فقہ مین بحث کرنیوالون پر فقہ کی تکرار کرنیوالون پر مدرس پر اسیطرح کچھہ اور بہی ہین آور اگر ان لوگون کو کوئی سلام کرے تو انپر جواب کو واجب نہین سمجھتے - آور بعضون نے جواب سلام کے واجب ہونے کی تصریح کی ہے - ہان اگر سلام کرنے والا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ میم کے جزم سے کہے تو واجب نہین کہتے اسیطرح اگر سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بغیر تنوین کے کہے تب بہی واجب نہین ٹہرا لے آور ان دونون صورتون کو سنت کے مخالف کہتے ہین حالانکہ دوسری صورت کے عرب سے مسموع ہونے کا بہی اعتراف ہے - آور مغنی اللبیب مین بہی اوسکو صحیح لکھا ہی باابن ہمہ بعض حضرات نے کہدیا ہے کہ سلام کا لفظ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ ہے آور ان دونون کے سوا جو جاہل لوگ کہتے ہین وہ سلام ہی نہین - آور کہتے ہین کہ سلام اللہ علیکم دعا ہے تحیت نہین - ظاہرا غرض یہہ ہے کہ اسکا جواب لازم نہین - کیونکہ تحیت کے جواب کا حکم ہی نہ کے دعا جواب کا - +

در مختار + ولو استعطف کلبا او هرة او ساق حمارا لا تفسد لانه صوت لا هجاء - ایض + فسلام التحیة مفسد مطلقا وسلام التحلیل ان عمدا او بعد السلام ولو سهوا بلسانه لا بید ه - ایض + و فی النهر عن صدر الدین الغزی سلامك مکروه علی من ستسمع + ومن بعد ما ابدی ایس ویشرع + مصل وتال وذاکر ومحدث + خطیب ومن یصغی الیهم ویسمع + مکرر فقه جالس لقضائه + ومن بحثوا فی الفقه دعهم لینفعوا + موذن او مقیم مدرس + کذا الاجنبیات الفتیات امنع + ودع اکلا الا اذا کنت جائعا + وتعلم منه انه لیس یمنع + وقد زدت علیه المتفقه علی استاذه کما فی القنیة والمغنی و مطیر الحمام الخ - در مختار + وصرح فی الضیاء بوجوب الرد فی بعضها وبعدمه فی قوله سلام علیکم بجزم المیم - رد محتار + قوله بجزم المیم) کانه لمخالفة السنة فعلی هذا لو رفع المیم بلا تنوین ولا تعریف کان کجزم المیم لمخالفة السنة ایضا اهـ ح قلت وقد سمع من العرب سلام علیکم بلا تنوین وخرجه فی مغنی اللبیب علی حذف ال او تقدیر مضاف ای سلام الله لکن قال فی الظهیریة ولفظ السلام السلام علیکم او سلام علیکم بالتنوین وبدون هذین کما یقول الجهال لا یکون سلاما - رد محتار + قوله مکروه) ظاهره التحریم ط ویجئ التصریح بالاثم فی بعضها - ایض + و مفاده ان کل محل لا یشرع فیه السلام لا یجب رده وفی شرح الشرعة صرح الفقهاء بعدم وجوب الرد فی بعض المواضع القاضی اذا سلم علیه الخصمان والاستاذ الفقیه اذا سلم علیه تلمیذه او ان الدرس وسلام السائل والمشتغل بقراءة القران والدعاء حال شغله والجالسین فی المسجد للتسبیح او قراءة او ذکر حال التذکیر وقد نظم الجلال السیوطی رد السلام واجب الا علی + من فی الصلوة او باکل شغلا + او شرب او قراءة او ادعیة + او ذکر او فی خطبة او تلبیه + او فی قضاء حاجة الانسان + او فی اقامة او الاذان + او سلم الطفل او السکران + او شابة یخشی بها افتتان + او فاسق او ناعس او نائم + او حالة الجماع او الحاکم + او کان فی الحمام او مجنونا + فواحد من بعدها عشرونا + ایض + ذکر فی

التاتارخانیة عن بعض اصحاب ابی یوسف ان یسلام الله علیکم دعاء لا تحیة - +

تنحنح یعنی کھنکارنا بلا عذر اور بغیر غرض صحیح کے تو مفسد نماز ٹہراتے ہین اور اگر کوئی غرض متعلق ہوا ور کھنکار سے کچھہ کام نکلتا ہو تب وسکو مفسد نہین کہتے - الغرض غرض ہر جگہ ملحوظ ہے - اگر کوئی کسی چھینکنے والے کو اثناے نماز مین دعا کرے یعنی یرحمک اللہ کہے تو اوسکی نماز کو فاسد کہتے ہین آور اگر چھینکنے والا خود اپنے لئے کہے تو اوسکی نماز درست سمجھتے ہین آور کہتے ہین کہ اگر دو شخص نماز پڑہتے ہون اور اونمین سے ایک چھینکے اور تیسرا شخص جو نماز نہ پڑہتا ہو یرحمک اللہ کہے اور وہ دونون شخص آمین کہین تو چھینکنے والے کی نماز فاسد ہوگی نہ دوسرے شخص کی اور بعضون نے اسکی نماز کو بھی فاسد کہدیا ہے - اگر ایک نماز پڑہنے والا دوسرے نماز پڑہنے والے سے ولا الضالین سنکر آمین کہے تو متاخرین حنفیہ اوسکی نماز کو فاسد کہتے ہین آور بعضون نے اوسکی نماز کو صحیح جانا ہے - اگر کسیکا نام یحییٰ ہو اور نماز پڑہتے ہوے آدمی کو یہہ منظور رہو کہ یہہ یحییٰ کتاب لے لے اور اس غرض سے حالت نماز مین آیہ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ پڑھ دے تو بنا بر قول ابو حنیفہ اور صاحبین کے اوسکی نماز مین کچھہ فساد نہوگا - ایسے ہی اگر اچھی خبر سنکر الحمد للہ اور بری خبر سنکر انا للہ و انا الیہ راجعون - اثناے نماز مین کہے تب بھی نماز فاسد نہوگی -

آور بعضون نے کہا ہے کہ ابو یوسف ان صورتون مین نماز کو صحیح کہتا ہے اور ابو حنیفہ اور محمد فاسد جانتے ہین آور منشاے خلاف یہہ ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک تو جو قرآن یا حمد و ثنا ہو نیت سے اوسمین تغیر نہین ہوتا آور ان دونون کے نزدیک تغیر ہو جاتا ہے - آور ان صورتون مین وہ آیتین قرآن کی آیتین نہین رہتین - +

تنویر الابصار :- والتنحنح بلا عذر وغرض صحیح - وتشمیت عاطس ولو من العاطس لنفسه لا وجواب خبر سوء بالاسترجاع علی المذهب وکذا کل ما قصد به الجواب او الخطاب کقوله یا یحیی خذ الکتاب بقوة مخاطبا لمن اسمه ذلک - رد محتار :- فی الظهیریة رجلان یصلیان فعطس احدهما فقال رجل خارج الصلوة یرحمك الله فقالا جمیعا امین تفسد صلوة العاطس دون الاخر لانه لم یدع له ام ای لم یجبه ویشکل علیه ما فی الذخیرة اذا امن المصلی لدعاء رجل لیس فی الصلوة تفسد صلوته - فی البحر عن المبتغی ولو سمع المصلی من مصل اخر ولا الضالین فقال امین لا تفسد و قیل یفسد وعلیه المتاخرون اه - قوله وجواب خبر سوء —) الفساد بذلك قولهما خلافا لابی یوسف کما صحح فی الهدایة و الکافی لان الاصل عنده ان ما کان ثناء او قرانا لا یتغیر بالنیة وعندهما یتغیر کما فی النهایة -

ذکر فی البحر انه لو اخبر بخبر یسره فقال الحمد لله فهو علی الخلاف قوله علی المذهب)

رد علی ما فی الظهیریة من تصحیح عدم الفساد وعلی ما فی المجتبی من انه لا فساد بشئ من الاذکار التی یقصد بها الجواب فی قول ابی حنیفة وصاحبیه - انتهی ملخصا -

+ +

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہین خدا کا نام سنکر جل جلالہ کہدے یا حضرت رسولخدا کا اسم مبارک سنکر حضرت پر درود بہیجے یا امام کی قرأت سنکر صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کہے تو بعض حضرات کہتے ہین کہ اگر ان کلمات کے کہنے مین جواب کا قصد ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر اپنے نماز مین مشغول ہونے سے آگاہ کرنا منظور ہو تو بالاتفاق فاسد نہین کہتے اسیطرح اگر شیطان کا ذکر سنکر اوسپر لعنت کرے تو بہی بعضے اوسکی نماز کو فاسد کہتے ہین۔ اور اگر وسوسہ دفع کرنے کے لئے قُل کی تلاوت کرے تو اگر امور دنیا کے لئے ہو نماز کو فاسد کہتے ہین۔ اور اگر چہیت مین سے کچہہ گرے تب بسم اللہ کہے یا کسی کے حق مین نیک یا بد دعا ہوتی ہو تو آمین کہدے نماز فاسد ہو جائیگی اور نماز کے فاسد ہونے کو ابو حنیفہ اور محمد کا قول بیان کرتے ہین اور اسیکو صحیح جانتے ہین۔ اور امام ابو یوسف ان سب صورتون مین نماز کو صحیح جانتا ہے۔ کہتے ہین اگر اثناے نماز مین کوئی شخص قول و فعل مین کسیکی فرمانبرداری کرے تو اوسکی نماز فاسد ہو جائیگی۔ مثلا اگر کسی سے کہا جاتے کہ آگے کو بڑہ اور وہ بڑہ جاتے تو اوسکی نماز فاسد ہوگی۔ اور اگر ایک ساعت ٹہر کر اپنی راے سے آگے بڑہے تو فاسد نہوگی۔ اور اگر بڑی مسجد ہو جہان موذن بلند آواز سے تکبیرین کہا کرتا ہے اوس مسجد مین کوئی داخل ہو اور موذن کو بلند آواز سے تکبیرین کہنے کا حکم دے اور اوسیوقت امام رکوع کرے اور موذن بلند آواز سے تکبیر کہے موذن کی نماز کو فاسد ٹہراتے ہین اگر جواب کا قصد کیا ہوگا حالانکہ اوسکا معمول تہا کہ بلند آواز سے تکبیر کہا کرتا تہا مگر اتفاقا اوس شخص کے کہنے سے موافقت جو ہوگئی تو نماز جاتی رہی اس بنا پر اگر کوئی رکوع یا سجود کرنے کو ہو اور دوسرا شخص اوس سے کہے کہ رکوع

در مختار

سمع اسم الله تعالیٰ فقال جل جلاله او النبی صلی الله علیه وسلم فصلی علیه او قراءة الامام فقال صدق الله ورسوله تفسد ان قصد جوابه ولو سمع ذکر الشیطان فلعنه تفسد وقیل لا کوجود قلل لدفع الوسوسة ان لامور الدنیا تفسد لا لامور الآخرة ولو سقط شیٔ من السطح فبسمل او دعی لاحد او علیه فقال آمین تفسد ولا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولهما عملا بقصد المتکلم حتی لو امتثل امر غیره فقیل له تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احد فوسع له فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برائه قهستانی معزیا للزاهدی ومر ویاتی قنیة وقیل بقصد الجواب لانه لو لم یرد جوابه بل اراد اعلامه بانه فی الصلوٰة لا تفسد اتفاقا ابن ملک وملتقی۔

رد محتار:- واستفید انه لو لم یقصد الجواب بل قصد الثناء والتعظیم لا تفسد لان نفس تعظیم الله تعالیٰ والصلوٰة علی نبیه صلی الله علیه وسلم لا ینافی الصلوٰة کما فی شرح المنیة۔

ایضاً:-

ومثله ما لو امتثل بالقول وهو ما فی البحر عن القنیة مسجد کبیر یجهر المؤذن فیه بالتکبیرات فدخل فیه رجل امر المؤذن ان یجهر بالتکبیر ورکع الامام للحال فجهر المؤذن ان قصد جوابه فسدت صلوٰته۔ +

اگر کوئی شخص نماز مین اس قصد سے کسی آیت کی تلاوت کرے کہ دوسرا شخص جسکو وہ آیت یاد نہی نہو یا اوسوقت بہولگیا ہو اوسکی قرات سے اخذ کرکر نماز پڑہے تو دونون کی نماز کو فاسد ٹہراتے ہین اور اگر پہلا شخص اوس قصد سے تلاوت نکرے تب بہی دوسرے کی نماز کو فاسد قرار دیتے ہین مگر ہان مقتدی کا امام کو بتانا اور امام کا اخذ کرنا جائز کہتے ہین لیکن اگر مقتدی کسی اور شخص سے جو نماز نہ پڑہتا ہو سنکر امام کو بتائیگا تو اس صورت مین ساری جماعت کی نماز کو فاسد کہتے ہین ۔ اگر حالت نماز مین کسیکی زبان پر لفظ نعم یا آری جاری ہو جاتے تو اگر وہ ان کلمون کے بولنے کا عادی ہو تب تو اوسکی نماز کو فاسد جانتے ہین اور اگر عادی نہو تو صحیح ٹہراتے ہین اور وجہ یہہ بیان فرماتے ہین کہ پہلی صورت مین تو یہہ کلمے اوسکا کلام ہونگے اور دوسری صورت مین خدا کا کلام یعنی قرآن ہونگے ۔ ظاہر ہے کہ لفظ آرے فارسی کلمہ ہے اور کلام اللہ مین نہین ہے تو اسکا قرآن ہونا اسطرح تجویز کرتے ہین کہ قرآن معنی کا نام ہے اور آری نعم کا ہم معنی ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس صورت مین جتنے الفاظ کلام اللہ مین ہین اونکے ہم معنی الفاظ ہندی اور فارسی اور انگریزی اور پشتو وغیرہ وغیرہ تمام لغتون کے انکے نزدیک قرآن ٹہرینگے اور حالت جنابت مین اونکا بولنا اور بغیر غسل و وضو کے اونکی کتابت کا مس کرنا حرام قرار پائیگا اس لئے کہ قرآن کی نسبت انکے نزدیک یہی حکم ہے تو اب تمام اہلسنت جو حالت جنابت وغیرہ مین الفاظ کلام اللہ کے ہم معنی الفاظ بولتے ہین یا حالت حدث اکبر و اصغر مین اونکی کتابت کو مس کرتے ہین فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہین اور اس الزام سے برئیت کے مقدمہ پر قصد کی قید لگانا اور یہہ کہنا کہ قرآن کی قرات قرآن کے قصد کے سبب سے حرام ہے محض بے بنیاد ہے اس لئے کہ یہہ احتمال کیا ہے اسکو امام[۴]

امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک قرآن قصد سے متغیر نہین ہوتا اور امام ابو یوسف کے نزدیک تو بالاتفاق قرآن مین قصد سے تغیر نہین ہوتا ... پڑہے تو بغیر قصد کے حرام ہوا ۔

در مختار ؏

وفتحه على غير امامه الا اذا اراد التلاوة وكذا
الاخذ الا اذا تذكر قبل تمام الفتح بخلاف
فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح
واخذ بكل حال الا اذا سمعه المؤتم من غير مصل
ففتح به تفسد صلوة الكل و ينوى الفتح لا القراءة
ولو جرى على لسانه نعم او ارى ان كان يعتادها فى
كلامه تفسد لانه من كلامه والا لا لانه
قرآن - ؏

رد محتار ؏

قوله لانه قرآن هذا ظاهر فى نعم وكذا
فى ارى على رواية ان القرآن اسم للمعنى -

در مختار ؏

ويحرم به تلاوة قرآن ولو دون آية على
المختار بقصده - ويحرم به اى بالاكبر (بالحدث الاكبر ۱۲ منہ)
وبالاصغر مس مصحف اى ما فيه آية كدرهم
وجدار
الخ
؏

بعض حضرات اثناے نماز مین اتنا طعام کہا لینا جس سے منہ نہ بہر جاے جائز جانتے ہین اور چنے بہر سے کچہہ کم جو دانتون مین رہگیا ہوا وسکے نگلنے سے تو نماز و روزہ دونون مین کچہہ فساد نہین سمجہتے اسیطرح حالت نماز مین کچہہ چبانا اور مصطگی یا پڑ منہ مین رکہکر نماز پڑہنا گو ہڑ کے ٹکڑے کچہہ کچہہ حلق مین چلے جائین جائز جانتے ہین - فعل کثیر جسکو موجب فساد نماز کہتے ہین اوسمین انحضرات کے پانچ قول ہین جو قول زیادہ صحیح سمجہتے ہین یہہ ہے کہ فعل کثیر وہ ہے جسکے سبب سے دور سے دیکہنے والے کو بیشک معلوم ہو جاتے کہ اوس فعل کا مرتکب نماز مین مشغول نہین اور اگر دور سے دیکہنے والے کو شک ہو کہ اوسکا مرتکب نماز مین ہی یا نہین ہے تو اوسکو قلیل جانتے ہین اور جس قول کو ابو حنیفہ کے قول سے اقرب ٹہراتے ہین یہہ ہے کہ نماز پڑہنے والے کی راے پر چہوڑ دیا جاتے جس فعل کو وہ کثیر سمجہے کثیر ہوگا ورنہ قلیل ہوگا - ظاہر ہے کہ اس صورت مین اگر نماز پڑہنے والا کیسی ہی حرکات ناشائستہ نماز پڑہنے مین عمل مین لاتے اور وقت تعرض کے جواب دے کہ میرے نزدیک یہہ کثیر نہین تو سوا اسکے کہ اوسکی نماز کو صحیح ٹہرایا جاتے چارہ نہوگا اور صحیح نماز کہیل تماشا ٹہریگی - اور یہہ سب وسعت انکے امام اعظم کی بدولت حاصل ہوگی - تیسرا قول یہہ ہے کہ جو کام عادۃً دونون ہاتہون سے کیا جاتا ہو وہ کثیر ہے گو اوسکو ایک ہی ہاتہہ سے کر لیا جاتے - اور جو ایک ہاتہہ سے کیا جاتا ہو وہ قلیل ہے گو دونون ہاتہون سے کیا جاتے - ظاہر ہے کہ بنا بر اس قول کے چبانا اور بوسہ لینا اور چلنا پہرنا جو ہاتہہ سے نہین ہوتے فعل کثیر و قلیل مین شامل نہونگے - چنانچہ بعضون نے اسپر تنبیہ کی ہی - چوتہا قول یہہ ہی کہ جس فعل کے فاعل کا م

مقصد ہو کہ اوس فعل کے لئے جدا جلسہ کرے اور وہ فعل [illegible] بیان نہین - +

در مختار ÷ واكله وشربه مطلقا ولو سمسمة ناسيا الا اذا كان بين اسنانه ماكول دون الحمصة كما فى الصوم هو الصحيح قاله الباقانى فابتلعه اما المضغ فمفسد كسكر فى فيه يبتلع ذوبه - رد محتار ÷ قوله قاله الباقانى) اى فى شرح الملتقى ونصه وقال البقالى الصحيح ان كل ما يفسد به الصوم تفسد به الصلوة قال فى النهر وجعل الخانية هذا قول البعض وقال بعضهم ما دون ملأ الفم لا يفسد وفرق بين الصوم والصلوة - قوله اما المضغ) اى ان كثر وتقديره بالثلاث المتواليات كما فى غيره كذا فى شرح المنية وفى البحر عن المحيط وغيره ولو مضغ العلك كثيرا افسدت وكذا لو كان فى فيه هليلجة فلاكها فان دخل فى حلقه منها شئ من غير ان يلوكها لا تفسد وان اكثر ذلك فسدت - در مختار ÷ ويفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا لاصلاحها وفيه اقوال خمسة اصحها ما لا يشك بسببه الناظر من بعيد فاعله انه ليس فيها وان شك انه فيها ام لا فقليل - رد محتار ÷ قوله وفيه اقوال خمسة) القول الثانى ان ما يعمل عادة باليدين كثير وان عمل بواحدة كالتعمم وشد السراويل وما عمل بواحدة قليل وان عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها وضعفه فى البحر بانه قاصر عن افادة ما لا يعمل باليد كالمضغ والتقبيل الرابع ما يكون مقصودا للفاعل بان يفرد له مجلسا على حدة الخامس التفويض الى رأى المصلى فان استكثره فكثير والا فقليل قال القهستانى وهو شامل للكل واقرب الى قول ابى حنيفة فانه لا يقدر فيه بشئ بل يفوض الى رأى المبتلى اهـ - انتهى ملخصا ÷

اگر کوئی مقتدی انفراد کی نیت کرے اوسکی نماز کو فاسد ٹہراتے ہین آور اگر کوئی
شخص نماز ظہر کی ایک رکعت پڑھ کر از سر نو پڑہنے کے ارادہ سے پہر ظہر کی نیت
کرے اور تکبیر احرام کہے اوسکی پہلی رکعت کو صحیح ٹہراتے ہین یہانتک کہ اگر وہ دوسری
نیت کے بعد چار رکعتین پڑہیگا تو اوسکی نماز کو فاسد ٹہرائینگے اور تین پڑہیگا تو صحیح
قرار دینگے آور دوسری نیت اور تکبیر کو لغو جانینگے ۔ بہلا جب اوس شخص نے پہلی
رکعت کو خود لغو قرار دیکر نئے سرے سے نماز شروع کی آور دوبارہ نیت اور تحریمہ
بجالایا تو وہ پہلی رکعت کسطرح صحیح اور دوسری نیت کیونکر لغو ٹہریگی ۔ یہان تو معاملہ
صریح برعکس ہی چاہئے زبان سے نیت کرنے مین خود ہی پہلی رکعت کو فاسد اور دوسری
نیت سے نماز کا شروع قرار دیتے ہین ۔ +

اہلسنت کا امام شافعی تو نماز مین مصحف کو یعنی لکہے ہوے کو دیکھکر قرأت کرنا
بلا کراہت جائز جانتا ہے آور صاحبین بہی کراہت کے ساتھہ جائز کہتے ہین
مگر امام اعظم اوسکو مفسد نماز ٹہراتے ہین یہانتک کہ اونکے قول کی موافق
بعضون نے کہا ہے کہ جو بغیر دیکھے قرأت نکر سکتا ہو وہ بلا قرأت کے نماز
پڑہے اوسکی نماز صحیح ہوگی ۔

جو شخص نماز مین بقدر تین تسبیح کہنے کے مکشوف العورۃ یعنی ننگا ہو جائے
یا اوسپر ایسی نجاست طاری ہو جو نماز کی مانع ہے یا ہجوم کی وجہ سے
عورتون کی صف مین جا پڑے یا امام سے آگے بڑھ جائے اکثر حضرات
ان سب صورتون مین اوسکی نماز کو صحیح کہتے ہین ظاہراً انکے امام اعظم
اور محمد بہی اسیکے قائل ہین ۔ +

درمختار: ويفسدها انتقاله من صلوة الى مغايرها ولو من وجه حتى
لمن كان منفردا فكبر ينوى الاقتداء او عكسه صار مستانفا بخلاف نية
الظهر بعد ركعة الظهر الا اذا تلفظ بالنية فيصير مستانفا مطلقا وقرأته
من مصحف اى ما فيه قرآن مطلقا لانه تعلم الا اذا كان حافظا لما قرأه
وقرأ بلا حمل وقيل لا تفسد الا باية واستظهره الحلبى وجوزه الشافعى
بلا كراهة وهما بها للتشبه باهل الكتاب اى ان قصده فان التشبه بهم لا
يكره فى كل شئ بل فى المذموم وفيما يقصد به التشبه كما فى البحر --
ردالمختار: قوله بنية الظهر) اى بنيته مع التكبيرة كما مر قال فى البحر
يعنى لو صلى ركعة من الظهر فكبر ينوى الاستيناف للظهر تعيينا لا يفسد
ما اداه ويحتسب بتلك الركعة حتى لو صلى ثلث ركعات من الظهر
ولم يقعد فى اخرها حتى صلى رابعة فسدت الصلوة ولغت النية الثانية
قوله لانه تعلم) ذكروا لابى حنيفة فى علة الفساد وجهين احدهما
ان حمل مصحف والنظر فيه وتقليب الاوراق عمل كثير والثانى انه تلقن من
المصحف فصار كما اذا تلقن من غيره وعلى الثانى لا فرق بين الموضوع
والمحمول عنده وصحح الثانى فى الكافى تبعا لتصحيح السرخسى وعليه
لو لم يكن قادرا على القراءة الا من المصحف فصلى بلا قراءة ذكر
الفضلى انها تجزية الخ -- درمختار: ويفسدها اداء ركن حقيقة اتفاقا
او تمكنه منه بسنة وهو قدر ثلث تسبيحات مع كشف عورة او نجاسة مانعة
او وقوع زحمة فى صف نساء او امام امام عند الثانى وهو المختار فى الكل لانه احوط قاله الحلبى

اثنائے نماز مین قبلہ سے منہ پھیر لینے کو مفسد نماز نہین کہتے اور اسیکو معتمد جانتے ہین آور عذر کی حالت مین قبلہ کی طرف پشت کرنے سے بہی نماز کو فاسد نہین سمجھتے ۔ آور عذر کی صورت یہہ بیان کرتے ہین کہ اگر کوئی نماز مین حدث کا گمان کر کر قبلہ کی طرف پشت کرے پہر حدث کا صادر ہنونا مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے معلوم ہو تو اوسکی نماز فاسد ہنوگی ۔ +

کہتے ہین اگر کوئی شخص نماز کی حالت مین بقدر ایک صف کے قبلہ رو چلے پہر بقدر ایک رکن کے ٹہر جاے پہر اسیقدر چلے اور ٹہر جاتے اور نماز مین اسی طرح کرتا رہے گو کتنی ہی دور چلا جاتے اوسکی نماز فاسد ہنوگی ۔ اور اسکی دلیل مین ایک روایت پیش کرتے ہین کہ ابو ہریرہ نے اپنے گھوڑے کی رسی پکڑ کر دو رکعتین پڑہی تہین پہر گھوڑا چھوٹ کر قبلہ کی طرف چلا ابو ہریرہ اوسکے پیچھے ہوا یہانتک کہ اوسکو جا پکڑا پھر اولٹے پانون پہر کر آیا اور باقی دو رکعتین ادا کین ۔

ظاہر ہے کہ اس روایت مین بقدر ایک صف کے چل کر بقدر ادائے ایک رکن کے ٹہرنے کا ذکر نہین اور ایسا ہوتا تو گھوڑے کا پکڑنا بھی دشوار ہوتا ۔ اسیلیے انکے بعض مشائخ نے ظاہر روایت کو اختیار کیا ہے ۔ اور زیادہ چلنے سے اور اختلاف مکان سے بہی نماز کو فاسد نہین کہا ۔ +

+ +

+

ردمحتار

اما تحویل وجهه كله او بعضه فمكروه لا يفسد كما سياتی فی المکروهات - درمختار + وتحويل صدره عن القبلة اتفاقا بغير عذر فلو ظن حدثه فاستدبر القبلة ثم علم عدمه ان قبل خروجه من المسجد لا تفسد وبعده فسدت **فروع** مشی مستقبل القبلة هل تفسد ان قدر صف ثم وقف قدر ركن ثم مشی ووقف كذلك وهكذا لا تفسد وان كثر ما لم يختلف المكان وقيل لا تفسد حالة العذر ما لم يستدبر القبلة استحسانا ذكره القهستانی - ۃ

ردمحتار + قوله وقيل لا تفسد) ای وان كثر واختلف المكان لما فی الحلية عن الذخيرة انه روی ان اباهريرة رضی الله عنه صلی ركعتين اخذا بقياد فرسه ثم انسل من يده فمضى الفرس على القبلة فتبعه حتى اخذ بقياده ثم رجع ناكصا على عقبيه حتى صلى الركعتين الباقيتين قال محمد فی السير الكبير وبهذا ناخذ ثم ليس فی هذا الحديث فصل بين المشی القليل والكثير جهة القبلة فمن المشائخ من اخذ بظاهره ولم يقل بالفساد قل اوكثر

+ +

واز انداختن سنگ بسوئے حیوان یا انسان - +

جن چیزون کو مفسد نماز کہتے ہین بعضے اونکے مفسد ہونے مین اختیار کی شرط کرتے ہین اور بے اختیاری کی حالت مین اونکو مفسد نہین ٹہراتے مثلاً قبلہ کی طرف پشت کرنا مفسد نماز ہے اور اگر کوئی شخص تند ہوا سے یا کسی آدمی کے پہیرنے سے پشت بقبلہ ہو جاتے اوسکی نماز کو فاسد نہین کہتے ایسے ہی اگر نمازی کے مکان مین سے نکالدیا جاتے تب ہی اوسکی نماز کو درست ٹہراتے ہین - +

اگر عورت نماز پڑہتی ہو اور مرد اوسکے بوسے لے یا مرد نماز پڑہ رہا ہو اور عورت اوسکے بوسے لے دونون کی نماز کو صحیح سمجھتے ہین - کہتے ہین کہ اگر مرد نماز پڑہتے ہین اوس عورت کی فرج کی طرف جسکو طلاق رجعی دیچکا ہے شہوت کے ساتہ نظر کرے تو اس نظر کرنے سے اوسکا رجوع کرلینا اور اوس عورت کا اپنی زوجہ ٹہرانا ثابت ہو جائیگا مگر باوجود اوسکے نماز فاسد نہوگی -

اگر کوئی شخص اثناے نماز مین پتہر کو جو اوسکے پاس ہو یا زمین سے اوٹہا کر کسی پرندے یا انسان کے مارے اوسکی نماز کو فاسد نہین کہتے اور یہہ انکے امام محمد کا قول ہے - +

اور بعضون نے خلاف اصل تفصیل کی ہے کہ اگر پرندے کے ماریگا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر انسان کے ماریگا تو فاسد ہو جائیگی -

اور پتہر کے پاس ہونے کی
بہی قید لگائی ہے +

در مختار

وهل يشترط في المفسد الاختيار في الخبازية نعم وقال الحلبي لا فان من دفع او جذبته الدابة خطوات او مص ثديها ثلاثا او مرة ونزل لبنها او مسها بشهوة او قبلها بدونها فسدت لا لو قبلته ولم يشتهها والفرق ان في تقبيله معنى الجماع - رد محتار + في الخلاصة لو نظر الى فرج المطلقة رجعيا بشهوة يصير مراجعا ولا تفسد صلوته في رواية هو المختار وهذا يشكل على الفرق المذكور لانه اتي بما هو من دواعي الجماع وهذا صار مراجعا الا ان يقال فساد الصلوة يتعلق بالدواعي التي هي فعل غير النظر والفكر واما النظر والفكر فلا يفسد ان على ما مر لعدم امكان التحرز عنهما بخلاف فعل سائر الجوارح اهـ -

هذا وذكر في البحر عن شرح الزاهدي انه لو قبل المصلية لا تفسد صلوتها ومثله في الجوهرة وعليه فلا تفرق -

در مختار + معه حجر فرمى به طائرا لم تفسد ولو انسانا تفسد كضرب ولو مرة لانه مخاصمة او تاديب او ملاعبة وهو عمل كثير ذكره الحلبي - رد محتار + قلت لكن في التاتارخانية عن المحيط ان هذا التفصيل خلاف ما في الاصل فان محمدا ذكر في الاصل ان صلوته تامة ولم يفصل بين ما اذا كان الحجر في يده او اخذه من الارض - + +

اگر امام جماعت اخیر رکعت مین بقدر تشہد کے بیٹھکر عمدًا قہقہہ مارے تو امام کی نماز اور اون مقتدیون کی نماز جو پہلی رکعت سے شریک تھے درست جانتے ہین اور جو مقتدی مسبوق ہین اونکی نماز کو فاسد ٹہراتے ہین بشرطیکہ امام کے سلام سے پہلے کہڑے ہو جائین ـ

سبحان اللہ جسکا فعل اوسکی نماز تو صحیح اور اورون کی فاسد ـ اگر اثناے نماز مین امام عمدًا گوز لگاوے اور مقتدیون کو ہنسی آجاوے تو اونکا وضو بہی ٹوٹ جائیگا اسیکو صحیح کہتے ہین اور ماموموں کو محدث ہونے مین بہی امام کا مقتدی ٹہراتے ہین مگر اتنا فرق ہے کہ امام کا حدث اور راہ سے ہے اور مقتدیون کا اور طرف سے ـ بعض اہلسنت سنتی نماز کو حضر مین سواری پر بلا کراہت جائز جانتے ہین اور دلیل مین یہہ روایت ذکر کرتے ہین کہ جناب رسول مختارؐ مدینہ مین حمار پر سوار تھے اور حالت سواری مین نماز پڑہتے تھے ـ

اہل سنت نقل کرتے ہین کہ ابو موسے نے اوسجگہ نماز پڑہی جہان چوپاؤن کا فضلہ تہا اور جب لوگون نے کہا کہ تو یہان نماز پڑہتا ہے ـ حال آنکہ زمین تیرے پہلو مین ہے تو جواب مین کہا کہ زمین اور یہہ جگہ برابر ہے باوجود اسکے کہ نماز پڑہنا زمین پر تواضع اور مسکنت کی راہ سے افضل ہے ـ اہلسنت کہتے ہین کہ اگر گھوڑے پر نماز پڑہے اور اوسکی زین کو خون اور آدمی کا گوہ درہم سے زیادہ لگا ہو تو نماز صحیح ہے ـ اسیطرح فرش وغیرہ کی نجاست نماز مین جائز جانتے ہین ـ +

ردمحتار ÷ ای اذا قہقہ الامام بعد قعوده قدر التشہد تمت صلوته
وصلوة المدرک خلفه وفسدت صلوة المسبوق خلفه لوقوع المفسد قبل
تمام ارکانه الا اذا قام قبل سلام امامه ـ سہسہد بنقض الوضوء
بالقہقہه ÷ ولو قہقہه الامام بعد ما قعد قدر التشہد عمدا وخلفه
مسبوقون تمت صلوته لوجود الخروج بصنعه وفسدت صلوتہم کما فی
الکنز ولو ضحک القوم بعد ما احدث الامام متعمدا او بعد ما تکلم او بعد
ما سلم لا وضوء علیہم علی الاصح کما فی الخلاصة منظومہ ورا وسکی شرح والنفل
للراکب فی البلدان ÷ یجوز قال ذلک باستحسان ÷ قال ابو حنیفة ومحمد لو
صلی النافلة علی الدابة لایجوز وقال ابو یوسف یجوز استحسانا کما یجوز خارج
المصر ÷ کافی ÷ ولا یجوز فی المصر عند ابی حنیفة کذا فی الہارونیات وعن
محمد یجوز ویکره وعند ابی یوسف لا یکره لانه علیه السلام رکب الحمار فی المدینة
وکان یصلی راکبا ÷ فتح الباری ÷ واخرجه ابن ابی شیبة ایضا فی مصنفه فقال
ثنا وکیع ثنا الاعمش عن مالک بن الحارث عن ابیه قال کنا مع ابی موسی
فی دار البرید فحضرت الصلوة فصلی بنا علی روث وتبن فقلنا تصلی ههنا
والتربة الی جنبک فقال التربة وههنا سواء الخ ÷ ایضا فتح الباری ÷
بل کان الافضل عندهم الصلوة علی الارض تواضعا ومسکنة ÷
فتاوای عالمگیریة ÷ ولو صلی علی الدابة وعلی سرجها مثل الدم والعذرة
اکثر من قدر الدرهم فصلوته فاسدة والصحیح انه تجزیة ÷ ایضا فتاوای
مذکوره ÷ ولو صلی علی بساط وفی ناحیته نجاسة ولم یکن فی موضع قدمیه

ولا فی موضع سجوده لا یمنع اداء الصلوة سواء کان البساط کبیرا او صغیرا بحیث لو حرک احد طرفیه یتحرک الطرف الاخر هو
المختار کذا فی الخلاصة فی الفصل الرابع فی مسح الراس وکذا الثوب والحصیر ـ ایضا ÷ ولو کانت النجاسة علی بطانة مصلا او
فی حشوها جازت الصلوة علیها اذا لم یکن احدهما مخیطا علی صاحبه ولا مضربا وان کان احدهما مخیطا علی صاحبه یجوز علی
قول محمد لانه بالخیاطة والتضریب لم یصر واحدا وعند ابی یوسف لا یجوز کذا فی محیط السرخسی ـ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مالکیہ کے نزدیک ستر عورتین صحت نماز کی شرط نہین اگر کوئی شخص حالت اختیار مین برہنہ نماز پڑہے تو انکے نزدیک بدون کراہت کے نماز صحیح ہے - حنفیہ نے ایک قاعدۂ کلیہ قائم کیا ہے کہ جو کام کہ مفید ہو اوسکا کرنا نماز مین مکروہ نہین اور جو کام مفید نہو اوسکا عمل مین لانا مکروہ ہے اسیوجہ سے بہت سے کام جنکا نماز سے تعلق نہین حالت نماز مین اونکا کرنا جائز ٹہرایا ہے حال آنکہ اونمین سے بعض فعل کثیر پر مشتمل ہین اور خضوع وخشوع کے منافی ہین گویا انحضرات نے نماز کو ایک سرسری کام قرار دیا ہے اسلئے ایسے کامون کا عمل مین لانا اثنائ نماز مین تجویز کیا ہو طرفہ یہ ہو کہ بعض کام انمین غیر مفید اور قاعدہ مذکورہ سے باہر ہین +

کتاب رحمۃ للامۃ فی اختلاف الائمۃ ستر العورۃ عن العیون واجب بالاجماع وھو شرط فی صحۃ الصلوۃ الا عند مالک فانہ قال ھو واجب للصلوۃ ولیس بشرط فی صحتہا وحد العورۃ فی الرجال عند ابی حنیفۃ والشافعی ما بین السرۃ والرکبۃ وعن احمد ومالک روایتان احدھما بین السرۃ والرکبۃ والاخری انہا القبل والدبر واتفقوا علی ان السرۃ من الرجل لیست بعورۃ واما الرکبۃ فقال مالک واحمد والشافعی لیست من العورۃ الخ + فتاوای قاضی خان کل عمل مفید لا باس للمصلی وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلت العرق عن جبہتہ وکان اذا قام نفض ثوبہ یمنۃ ویسرۃ وما لیس بمفید یکرہ کذا فی الخلاصۃ ھکذا فی النہایۃ +

+ فتاوای برازیہ کل عمل مفید لا یکرہ فی الصلوۃ فعلہ وکل ما لا یفید یکرہ فعلہ فیہا صح ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح العرق عن جبینہ فیہا وقام فیہا

کہتے ہین کہ حالت نماز مین یہہ امور جائز ہین سانپ اور بچہو کا مار ڈالنا اگرچہ کئی ضربون کی نوبت پہونچے اور جوتا ہاتہہ مین لیکر اونکے مار ڈالنے کی واسطے چلنا ہرچند امام سے آگے بڑھ جائے اوس نوشتہ کی طرف جو قرآن ہو نظر کرنا اور اوسکا سمجھنا اور فقہ کی کتابون کا مطالعہ اونکے معانی کا سمجھنا۔ محراب پر جو لکھا ہوا وسکا دیکھنا اور اوسمین تامل کرنا۔ اور اوسکے مضامین سمجھنا۔ مصلّے کا اوسکی جگہ سے اوٹھانا اور پہر اوسی جگہ رکہنا۔ پیشانی سے پسینہ پونچھنا۔ ہوا پر یا بدن پر کچھ لکھنا جو ظاہر نہو اگرچہ بہتسا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس لکھنے مین کچھ فائدہ نہین اور قاعدہ مذکورہ سے خارج ہے۔ تین کلمون سے کم ظاہر خط مین زمین پر لکھنا۔ دروازہ کا بند کرنا یہہ حکم بے قید ہے احتمال ہے کہ دروازہ قریب ہو یا بعید ہو اور اوسکے بند کرنے مین خواہ استدبار قبلہ ہی لازم آئے تو کچھ مضائقہ نہوگا۔ ÷

فتاوای عالمگیریہ ÷ قتل العقرب والحیة فی الصلوٰة لا یفسد الصلوٰة سواء حصل بضربة او ضربات وھو الاظھر و فی مجموع النوازل فان وقع ھذا للمقتدی فاخذ النعل بیدہ و مشی علیہ لا یفسد الصلوٰة وان صار قدام الامام کذا فی الخلاصة ویستوی فیہ جمیع انواع الحیات وھو الصحیح کذا فی الھدایة۔ ایضا ÷ لو نظر الی مکتوب وھو قرآن وفھمہ لا خلاف لاحد انہ یجوز کذا فی النھایة۔ و فی الجامع الصغیر الحسامی لو نظر الی کتاب فی الفقہ فی صلوٰة وفھم لا یفسد صلوٰتہ بالاجماع کذا فی التاتارخانیہ اذا کان المکتوب علی المحراب فنظر المصلی الی ذلک وتامل وفھم فعلی قول ابی یوسف لا یفسد وبہ اخذ مشائخنا وعلی قول محمد یفسد کذا فی الذخیرة والصحیح لا یفسد صلوٰتہ بالاجماع کذا فی الھدایة ولا فرق بین المستفھم وغیرہ علی الصحیح کذا فی التبیین۔ ایض ÷ رجل رفع المصلی من مکانہ ثم وضعہ من غیر ان یحول عن القبلة لا یفسد صلوٰتہ کذا فی السراج الوھاج۔ ایض ÷ لا باس بان یمسح العرق عن جبھتہ فی الصلوٰة کذا فی فتاوای قاضیخان ایض ÷ ان کتب علی الھواء او علی بدنہ شیئا لا یستبین لا یفسد وان کتب

کذا فی السراج الوھاج فتاوای بزازیہ کتب علی الھواء او علی الید غیر مستبین لا او علی الارض مستبینا ان کان مقدار ثلث کلمات فسد والا فلا۔ ÷

کپڑون کا جھٹکنا اور جھاڑنا پیشانی
سے خاک و خاشاک پونچھنا حضرات
اہلسنت یہہ بھی فرماتے ہین کہ اگر
حالت نماز مین فرج مطلقہ کی طرف
نظر کرے تو مراجعت ہوجائیگی -
یا اسقدر دیکھے کہ مصاہرت ثابت
ہو جاتے تو اس صورت مین بھی
نماز باطل نہوگی - ÷
اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اگر کوئی
شخص نماز پڑہنے والے کو سلام
کرے اور وہ جواب مین ہاتھہ
سے یا اونگلی سے یا سر سے اشارہ
کرے تو نماز مین کچھہ خلل نہوگا اور
اگر کوئی ایک یا دو بال نوچے یا
اپنے بدن کو بغیر ہاتھہ اوٹھاتے
جا بجا سے کھجاتے جاتے
یا بغیر توالی و تواتر کے بہت سی
جوئین مارے یا ہر رکعت مین ایک
چوپایہ کو مارتا رہے یا ردا اوڑہے
یا کسی چیز کو ہاتھہ سے اوٹھائے
یا بچہ کو یا کپڑے کو کاندھے پر
رکھے یا ہوا کے لئے اپنی آستین
یا پنکھا ہلائے یا عمامہ کی پیچ کو
حرکت دے اور اوسکو ایک دو بار
درست کرے یا پاجامہ کھولے یا
قمیص کے بند کھولے - +

م فتواها ص ۳ او غمز تین او اغلق الباب او حل السراویل او حل زر القمیص - +

فتاوای عالمگیریہ ÷ لا باس بان ینفض
ثوبہ کیلا یلتصق بجسدہ فی الرکوع
ولا باس بان یمسح جبہتہ من التراب
او الحشیش بعد الفراغ من الصلوۃ و
قبلہ اذا کان یضرہ ذلک و یشغلہ عن الصلوۃ
واذا کان لا یضرہ یکرہ فی وسط الصلوۃ
ولا یکرہ قبل التشہد والتسلیم کذا فی
فتاوای قاضی خان - فتاوای بزازیہ ÷
لو نظر الی فرج مطلقۃ صار مراجعا او نظر
حتی یثبت المصاہرۃ لا یفسد الصلوۃ
کذا فی المختار - ایض ÷ سلم علی المصلی
فردہ بشیر ابیدہ او اصبعہ او راسہ
لا یفسد - ایض ÷ وان نتف شعرۃ او
شعرتین لا وان ثلثا ثلث مرات فسد
کما لو حک بدنہ ثلاثا ثلث مرات فی رکن
ورفع یدہ فی کل مرۃ وان لم یرفع
الا مرۃ فہو واحد ولکن اقتل القملۃ
متوالیا یفسد اما لو کان بین کل قتلۃ
فرجۃ لا و قتل الحیۃ بضربۃ او ضربات
بوجہ اذاہا لا یفسد ولا یکرہ مع
الامن یکرہ وان مشی المقتدی قدام
امامہ لا تفسد صلوتہ ضرب الدابۃ فی
کل رکعۃ مرۃ لا ولو ضربہا ثلاثا فی کل
رکعۃ فسد ولو ارتدی او حمل شیئا بیدہ
او صبیا او ثوبا علی عاتقہ او تروح بکمہ
او مروحۃ او انقض کورۃ عمامتہ م

یا عمامہ کو اوٹہاتے اور زمین پر رکہے
یا اوسکو اوٹہاتے اور سر پر رکہے
یا قمیص کو نکالے یا جوتہ پہنے یا نعلین
نکالے یا گھوڑے کو پکڑتے رہے۔
یا لگام اوتارے یا ٹوپی یا خود سر
پر رکہے یا ان دونوں کو اوتارے تو
ان سب صورتوں مین نماز فاسد ہوگی
حضرات اہل سنت اس قسم کی حدیثین
بہی اپنی معتبر کتابون مین ذکر کرتے
ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
رسول مختار اور اصحاب کبار نے حالت
نماز مین اسیطرح کے کام کئے ہین
اونمین سے تین حدیثین یہان ذکر
کیجاتی ہین ۔
عائشہ کہتی ہے کہ حضرت رسولخدا
دروازہ بند کئے ہوئے سنتی نماز
پڑہتے تے مین آئی اور دروازہ کہولنے
کی استدعا کی حضرت اٹہاتے نماز مین
چلے اور میرے لئے دروازہ کہولا
پہر اپنی جاتے نماز پر واپس گئے اور
عائشہ نے یہہ بہی کہا کہ وہ دروازہ
قبلہ کی جانب تہا۔

او رفع العمامة و وضعها
علی الارض او رفعها و وضعها
علی الراس او تنزع القمیص
او تنعل او خلع نعلیه او
امسك الدابة او خلع
اللجام او لبس قلنسوة او بیضة
او نزعهما لا ۔
مشکوۃ مین احمد اور ابو داؤد
اور ترمذی اور نسائی سے
روایت ہے عن عائشة قالت
كان رسول الله
صلی الله علیه و آله و
سلم یصلی تطوعا والباب
علیه مغلق فجئت
واستفتحت فمشی
ففتح لی ثم رجع
الی مصلاه و
ذکرت ان
الباب کان
فی القبلة

راوی کہتا ہے کہ مینے ابابرزہ اسلمی کو
جو اکابر صحابہ سے تہا دیکہا کہ نماز
پڑہ رہا ہے اور گہوڑے کی باگ
اوسکے ہاتہ مین ہے - جس وقت رکوع
مین گیا باگ اوسکے ہاتہ سے چہوٹ
گئی اور گہوڑا چلا گیا - اوسیوقت ابابرزہ
حالت نماز مین اولٹے پاؤن چلا اور
التفات نکیا یعنی کسیطرف نہ دیکہا یہانتک
کہ گہوڑے کے پاس پہونچ گیا اور
اوسکو پکڑ لیا پہر اوسیطرح چلا اور
جہان نماز پڑہتا تہا وہان آیا اور نماز
پڑہنے لگا اور اوسکو پورا کیا اور سلام
پہیرا پہر کہا کہ مین بہت جہادون مین
جناب رسولخدا کے ساتہ رہا ہون
یہانتک کہ کئی جہادون کا ذکر کیا اور
حضرت کی رخصتین اور آسانیان مینے
دیکہی ہین یہہ حرکت جو مجہسے صادر
ہوئی حضرت کی رخصتون سے مینے
استنباط کی ہے اگر مین اپنے گہوڑے
کو چہوڑ دیتا کہ وہ جنگل مین چلا جاتا مین
جو نہایت بڑا بوڈہا ہون پیادہ روی
کی بلا مین مبتلا ہوتا اور تاریکی مین بیراہ
جاتا یہہ امر مجہپر نہایت دشوار ہوتا -
اور صحیح بخاری مین بہی یہہ روایت
مذکور ہے - +

مستدرک حاکم

اخبرنا ابو عبد الله بن محمد بن
عبد الله الصفار ثنا اسمعیل بن
اسحاق ثنا سلیمان بن حرب ثنا
حماد بن زید ثنا الازرق بن
قیس انه رأی ابا برزة الاسلمی
یصلی وعنان دابته فی یده
فلما رکع انفلت العنان
من یده فانطلقت الدابة
فنکص ابو برزة علی عقبیه
ولم یلتفت حتی لحق الدابة
واخذها ثم مشی کما هو ثم
اتی مکانه الذی صلی فیه
فقضی صلوته واتمها ثم سلم
ثم قال انی صحبت رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی غزو
کثیر حتی عد غزوات فرأیت
من رخصه وتیسیره فاخذت
بذلک فلو انی ترکت دابتی
حتی یلحق بالصحراء ثم
انطلقت شیخا کبیرا
اتخبط الظلمة کان
اشد
علی
+

اور یہہ روایت اس طرح بہی منقول ہے کہ راوی کہتا ہے ہم اہواز مین تہے حروریہ سے لڑتے تہے اتنی اثنا مین کہ مین ایک نہر کے کنارہ پر تہا کہ یکایک دیکہا کہ ایک شخص نماز پڑہ رہا ہے اور گہوڑے کی لگام اوسکو ہاتہہ مین ہے گہوڑے نے شوخی کی اور چہوٹ گیا اور یہہ مرد اوسکے پیچہے ہوا شعبہ نے کہا کہ وہ ابو برزہ اسلمی ہے تو ایک مرد خوارج مین سے کہنے لگا اللھم افعل بھذا الشیخ پس جب وقت شیخ واپس آیا تو کہا مینے تمہاری بات سنی اور بیشک مینے رسولخداؐ کے ساتہہ چہہ یا سات یا آٹہہ جہاد کئے ہین اور جو حضرت صلعم نے آسانیان کی ہین مینے دیکہی ہین اور میرا مع اپنے گہوڑے کے واپس آنا مجہکو زیادہ پسند ہے اس سے کہ اوسکو چہوڑ دیتا اور وہ اپنی خواہش سے چلا جاتا اور مجہپر شاق ہوتا۔

+ + +

صحیح بخاری مین ازرق بن قیس سے روایت کی ہے۔

قال کنا بالاھواز نقاتل الحروریة فبینا علی جرف نھر اذا رجل یصلی فاذا الجام دابته بیده فجعلت الدابة تنازعه وجعل یتبعه قال شعبه ھو ابو برزة الاسلمی فجعل رجل من الخوارج یقول اللھم افعل بھذا الشیخ فلما انصرف الشیخ قال انی سمعت قولکم وانی غزوت مع رسول اللهؐ ست غزوات او سبع غزوات او ثمان وشھدت تیسیره وانی ان کنت ان ارجع مع دابتی احب الی من ان ادعھا یرجع الی مالفھا فیشق علی۔+

بعض اہلسنت نماز مین قرآن کو قرارت شاذہ سے پڑہنا جو قرآن متداول مین نہین ہے اور وہ تسبیح و ذکر بہی نہین ہے جائز جانتے ہین اور نماز کو اس صورت مین صحیح کہتے ہین - اور طرفہ یہ ہے کہ حضرات اہلسنت نماز مین آیات محرفہ کی قراءت جسکو خود پڑہنے والے نے تحریف کیا ہو موجب فساد نماز نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین کہ اگر کوئی ایک کلمہ مین ایک حرف دوسرے حرف کی جگہ پڑہے اور معنی مین تغیر ہو اور وہ بہی کسی دوسرے مقام پر قرآن مین موجود ہو جیسے المسلمون بجاے المسلمین کے تو سب کے نزدیک نماز صحیح ہے اور جبکہ معنی مختلف ہون لیکن وہ قرآن مین نہو جیسے الحی القیام بجاے الحی القیوم کے تو بعضون کے نزدیک اس صورت مین بہی نماز درست ہوگی - اور شافعی نے اگرچہ بدل دینا تجویز نہین کیا مگر وہ بہی فساد نماز کا قائل نہین اور اگر ایک حرف کو ایک کلمہ مین مقدم کردے اور معنی مین تغیر ہو تو بعضون کے نزدیک نماز فاسد ہوگی جیسے غثاء احوی بجائے احوی کے یا ان الانسان لفی خرس بجائے خسر کے اور بان ربک احوے لہا بجاے اوحی کے اسیطرح اگر ایک حرف زیادہ کرے جس سے معنی مین تغیر ہو تو بہی نماز باطل ہوگی جیسے وانہی عن المنکر بجائے وانہہ عن المنکر کے +

فتاوای بزازیہ + ولو قرأ ما فی مصحف ابی وابن مسعود ان لم یکن معناہ فی مصحف الامام ولا هو تسبیح وذکر فسد وان کان معناہ لا یفسد علی قیاس قولهما والصحیح انه لا یجزی عن القراءة فی الصلوة اما فی الفساد فلا لان القراءة الشاذة لا یوجب فساد الصلوة - کافی + لو قرأ بقراءة شاذة لم تفسد - فتاوا بزازیة + ان قرأ حرفا مکان حرف ولم یغیر المعنی وهو فی القرآن نحو المسلمون مکان المسلمین لا یفسد عند الکل واما اذا لم یختلف المعنی لکنه لیس فی القرآن کالحی القیام عندهما لا یفسد وعند الثانی یفسد ایضا والشافعی وان لم یجوز الابدال لکنه لا یقول بالفساد - ایضا + ان قدم حرفا یغیر المعنی کعصف بعفص او قرئت من قسورة من قوسرة فسد وان لم یتغیر فعند الثانی یفسد خلاف محمد غثاء ا اوحی مکان احوی او ان الانسان لفی خرس مکان خسر فسد بان ربک احوی لها مکان اوحی علی قیاس قولهما لا ولو زاد حرفا لا یغیر المعنی لا یفسد عندهما وعن الثانی روایتان کما لو قراء وانهی عن المنکر بزیادة الیاء الخ - +

قرات نماز الحان کے ساتھ یعنی اسطرح کہ نغموں کی رعایت کے لئے حرکات کو بڑہا یا جاوے مفسد نماز نہیں جانتے بشرطیکہ معنی نہ بدلجائیں مگر مہمل و بےمعنی ہو جاوے کا خیال نہیں کرتے مثلاً اگر ربنا کو رابنا نغمہ کی رعایت سے کہے تو نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ راب ماں کے شوہر کو کہتے ہیں تو معنی بدل گئے اور اگر الحمد کو الحامد کہے تو فاسد نہوگی کیونکہ معنی نہیں بدلے گو مہمل ہو گیا ۔ بالجملہ راگ کو مفسد نماز نہیں کہتے ہیں ۔ قرارت کی غلطی اگر اعراب میں ہو اسطرح کہ بجائے ایک حرکت کے دوسری حرکت یا سکون مثلاً زبر کی جگہ زیر یا پیش یا جزم پڑہے یا مشدد کو مخفف یا مخفف کو مشدد یا ممدود کو مقصور یا بر عکس ادا کرے یا ایک حرف یا زیادہ زیادہ کرے جیسے صراط الذین کو الصراط الذین پڑہے یا ایک کلمہ کا حرف دوسرے میں ملاوے مثلاً ایاك نعبد میں ایا پر ٹھہر جاوے اور کاف کو نعبد میں وصل کرے تو متاخرین حنفیہ بالاتفاق کہتے ہیں کہ اسسے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ اس تغیر سے ایسے معنی ہو جائیں جنکا اعتقاد کفر ہو مثلاً آیہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء جسمیں اللہ کی ہا پر زبر اور علماء کی ہمزہ پر پیش ہے اور معنی یہ ہیں کہ خدا سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اگر ہا پر پیش اور ہمزہ پر زبر پڑہا جاوے تو اوسکے معنی یہ ہو جاینگے کہ خدا اپنے عالم بندوں سے ہی ڈرتا ہے متاخرین اس آیت کو دوسرے طور پر پڑہنے سے بھی نماز کو درست سمجھتے ہیں ۔ اور اگر غلطی قرأت کی حروف میں ہو اس طور پر کہ ایک حرف کی جگہ م

دوسرا حرف قائم کردے یا ایک حرف کو بڑہا دے یا گرا دے یا مقدم یا مؤخر کردے یا وہ غلطی کلمات میں ہو اسطرح سے کہ ایک کلمہ کے مقام پر دوسرا کلمہ لگا دے یا ایک کلمہ زیادہ یا کم کردے یا کلمات میں تقدیم و تاخیر کرے یا وہ قرارت کی غلطی اسیطریق پر جملوں میں ہو کہ بجائے ایک جملہ کے دوسرا جملہ لاوے یا ایک جملہ کی کمی یا بیشی یا تقدیم و تاخیر کرے تو سب صورتوں میں نماز کو فاسد نہیں کہتے مگر جبکہ اس تبدیل و تغیر سے معنی ایسے ہو جاتیں جنکا اعتقاد کفر ہو ۔ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

در مختار ÷ ومنها القراءة بالالحان ان غير المعنى والا لا ۔ رد محتار ÷ قوله بالالحان اى بالنغمات وحاصلها كما فى الفتح اشباع الحركات لمراعاة النغم ۔ ومثله قول المبلغ رابنا لك الحامد بالف بعد الراء لان الراب هو زوج الام كما فى الصحاح والقاموس ۔ در مختار ÷ ومنها زلة القارى فلو فى اعراب او تخفيف مشدد وعكسه او زيادة حرف فاكثر نحو الصراط الذين او بوصل حرف بكلمة نحو اياك نعبد او بوقف او ابتداء لم تفسد وان غير المعنى به يفتى بزازية ۔ رد محتار ÷ فنقول ان الخطاء اما فى الاعراب اى الحركات والسكون ويدخل فيه تخفيف المشدد وقصر الممدود وعكسهما او فى الحروف بوضع حرف مكان آخر او زيادته او نقصه او تقديمه او تاخيره او فى الكلمات او فى الجمل كذلك او فى الوقف ومقابله والقاعدة عند المتقدمين ان ما غير المعنى تغييرا يكون اعتقاده كفرا يفسد فى جميع ذلك ۔ واما المتاخرون كابن مقاتل وابن سلام واسمعيل الزاهد وابى بكر البلخى والهندوانى وابن الفضل والحلوانى فاتفقوا على ان الخطاء فى الاعراب لا يفسد مطلقا ولو اعتقاده كفرا فان اكثر الناس لا يميزون بين وجوه الاعراب قال قاضى خان وما قاله المتاخرون اوسع ۔ ومثال ما يغيره

۴ انما يخشى الله من عباده العلماء بضم هاء الجلالة وفتح همزة العلماء وهو مفسد عند المتقدمين واختلف المتاخرون فذهب ابن مقاتل ومن معه الى انه لا يفسد والاول احوط وهذا اوسع كذا فى زاد الفقير لابن الهمام ۔ ÷

اسیطرح عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ جسمین میم مرفوع اور با منصوب ہے اور ظاہر معنے یہہ ہین کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اگر یہان میم کو منصوب اور با کو مرفوع پڑہا جاے تو معنی یہہ ہونگے کہ پروردگار نے آدم کی نافرمانی کی ایسے ہی هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ مین مُصَوِّرُ کی واو مشدد مکسور ہے جس کے معنی صورت بنانے والے کے ہین اگر واو کو مشدد مفتوح پڑہا جائیگا تو اوسکے معنی صورت بنایا ہوا ہو جائینگے۔ اور فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ مین مُنْذَرِيْنَ کی ذال مفتوح ہے اوس سے مراد وہ لوگ ہین جنکو پیمبر نے عذاب الٰہی سے ڈرایا تہا اگر ذال مکسور پڑہی جاے تو اوسکے معنی ڈرانیوالون کے ہو جائینگے جو خاص صفت پیغمبرون کی ہے اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ مین کاف مفتوح ہے اور خدا تعالےٰ سے خطاب ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین۔ اگر کاف مکسور پڑہا جائیگا تو مونث سے خطاب ہو جائیگا یعنی ہم تجہہ مونث کی ہی عبادت کرتے ہین اور اگر اِیَّاكَ کی یا کو جو مشدد ہے مخفف پڑہا جاے تو اِیَا آفتاب کو کہتے ہین تو معنی یہہ ہونگے کہ ہم تیرے آفتاب کی پرستش کرتے ہین۔ متاخرین حنفیہ اتفاقا ان الفاظ و آیات کو اسطرح پڑہنا جس سے معنے ایسے ہو جاتے ہیں کہ جنکا اعتقاد کفر ہے جیسا کہ یہان بیان ہوا مفسد نماز نہین ہے کہ جن سے اور وجہ عذرات اہلسنت کے نزدیک بھی یہی مفتی بہ ہے۔

ردمحتار وَكَذَا عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ بنصب الاول ورفع الثانی یفسد عند العامة و كذا فساء مطر المنذرین بكسر الذال وایاك نعبد بكسر الكاف و المصور بفتح الواو الا اذا نصب الراء او وقف علیها و فی النوازل لا تفسد فی الكل وبه یفتی بزازیه وخلاصه ایضا قال كتبین بالفساد فی تخفیف رب العلمین وایاك نعبد لان ایا مخففا الشمس والاصح لا یفسد و هو لغة قلیلة فی ایا المشددة وعلی قول المتاخرین لا یحتاج الی هذا

قراءت مین کلمہ کے بعض حرفون کا بعض سے
قطع کردینا عامۂ اہلسنت مفسد نماز نہین
جانتے حالانکہ ظاہر ہے کہ اسطرح پڑہنے
مین کلمات مہمل ہوجائینگے اسیطرح اگر وقف
اور ابتدا اسطور پر کیجاتے جس سے معنی
متغیر ہوجائین اوسکو بہی عام مشائخ اہلسنت
مفسد نماز نہین ٹہراتے مثلاً آیہ شہد اللہ
انہ لا الہ الا ہو مین الٰہ پر ٹہر جائے
جسکے سبب سے معنی یہہ ہونگے کہ اللہ
نے گواہی دی کہ کوئی معبود نہین ہے۔ اس
معنی کا فساد محتاج بیان نہین۔ آیت مین
کلمہ کی زیادتی کو جس سے معنی مین تغیر نہو
مفسد نماز نہین کہتے خواہ وہ کلمہ قرآن مین
ہو یا نہو مثلاً آیہ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا مین
لفظ وَبِرًّا بڑہا دیا جاے یا آیہ فَاكِهَةٌ
وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ مین لفظ وَتُفَّاحٌ اضافہ
کیا جاتے حالانکہ ان مثالون مین فی الحقیقت
دو کلمون کی زیادتی ہے ایک واو عاطفہ ہے
جسکو معدوم ٹہرایا ہے ایسے ہی آیہ وَعِنَبٌ
ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ مین لفظ واستحصد عہ
زائد کیا جاتے آن ابو یوسف اوس لفظ کی
زیادتی کو جو قرآن مین کہین آیا ہو مفسد نماز
نہین جانتا اور جو لفظ قرآن مین نہ آیا ہو اوسکو
زیادہ کرنے کو مفسد نماز کہتا ہے اسیطرح
ایک کلمہ کے کم کرنے کو بہی مفسد نماز نہین
کہتے اور بعضون نے یہانتک کہدیا ہے
کہ اگرچہ کم کرنے سے کلمہ کے معنی فاسد
ہوجائین مگر نماز فاسد نہوگی چنانچہ جزاء
سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا مین دوسرے
سیئہ کے کم کردینے کو مفسد نماز نہین کہتے اور فما لھم لا یومنون سے لا کے حذف کو جس سے معنی مین فساد لازم آتا ہے موجب فساد نماز نہین جانتے ہر حرف
کی کمی اور تقدیم و تاخیر اور تبدیل کس شمار مین ہے چنانچہ اہلسنت کا امام ابو یوسف خلقنا کو بغیر خا کے اور رجعل کو بغیر جیم کے پڑہنا اور را اور حضرات الفرجت بجاے
انفجرت کے اور اوّابا بعوض اوّاب کے قراءت کرنا مفسد نماز نہین سمجہتے۔ اس صورت مین جن حرفون کی تمیز باہم دشوار ہو اونکا کیا ذکر ہے اونکا تبادل تو باوجود
تغیر معنے کے بہی اکثر حضرات کے نزدیک مفسد نماز نہین۔ ٭

رد محتار ٭ واما قطع بعض الکلمۃ
عن بعض فافتی الحلوانی بانہ مفسد
وعامتہم قالوا لا یفسد لعموم البلوی
فی انقطاع النفس والنسیان۔ ایضاً
وان غیر المعنی نحو شہد اللہ انہ لا الہ
ثم ابتدء بالا ہو لا یفسد عند عامۃ
المشائخ۔ در مختار ٭ ولو زاد کلمۃ
او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او
بدلہ باخر نحو من ثمرہ اذا اثمر واستحصد
تعالی جد ربنا انفرجت بدل انفجرت
ایاب بدل اواب لم یفسد ما لم یتغیر
المعنی الا ما یشق تمیزہ کالضاد و
الظاء فاکثرہم لم یفسدہا ٭
رد محتار ٭ وان لم تغیر فان کان فی القرآن
نحو وبالوالدین احسانا وبرا لم
تفسد فی قولہم والا نحو فاکہۃ ونخل
وتفاح ورمان وکمثال الشارح الآتی
لا تفسد وعند ابی یوسف تفسد لانہا
لیست فی القرآن کذا فی الفتح وغیرہ۔
قولہ او نقص کلمۃ) کذا فی بعض النسخ
ولم یمثل لہ الشارح قال فی شرح المنیۃ
وان ترک کلمۃ من آیۃ فان لم تغیر المعنی
مثل وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا بترک
سیئۃ الثانیۃ لا تفسد وان غیرت مثل
فما لہم یؤمنون بترک لا فانہ یفسد
عند العامۃ وقیل لا والصحیح الاول۔
ایضاً ٭ اعلم ان الحرف اما ان یکون من
اصول الکلمۃ او لا وعلی کل اما ان
یغیر المعنی او لا فان غیر نحو خلقنا ٭
بلا خاء وجعل بلا جیم تفسد عند ابی حنیفۃ ومحمد ونحو ما خلق الذکر والانثی بحذف الواو وقبل ما خلق قالوا وعلی قول ابی یوسف لا یفسد لان
المقرد موجود فی القرآن خانیۃ ۱۲ ٭

عہ اے زیادۃ الکلمۃ ۱۲

ایک کلمہ کو مکرر پڑہنا باوجود تغیر معنی
کے بہی بعض حضرات مفسد نماز نہین
جانتے جیسے لارب رب العلمین اور
مالک مالک یوم الدین جسکے معنی
یہہ ہوے کہ عالمون کے پروردگار کا
پروردگار آور روز جزا کے مالک کا
مالک اور بغیر تغیر معنی کے تو تکرار کلمہ کو
ظاہرا سب حضرات یا اکثر مفسد نماز نہین
کہتے آور ایک کلمہ کا دوسرے سے
بدل دینا باوصف تغیر معنی کے جیسے ان
الفجار لفی جنات جسمین لفظ جنات بجاے
جحیم کے ہے اور معنی یہہ ہوے کہ فاجر
لوگ بیشبہہ بہشت مین ہین بعضے مفسد نماز
نہین کہتے ۔ اور اگر وہ کلمہ قرآن مین مذکور
ہو مگر معنی اوسکے قریب نہون جیسے اِنَّا
كُنَّا غٰفِلِيْنَ بجاے فاعلین کے
اور الشیطان علی العرش بجاے
الرحمن علی العرش کے جو ایسا ہو کہ اگر
اوسکا اعتقاد کرے تو کافر ہو جاتے بعضے
اوسکو بہی باعث فساد نہین کہتے ۔ +
اور بغیر تغیر معنی کے بعضی صورتین جنمین
بدلکا لفظ کہین قرآن مین آیا ہو بالاتفاق
اور بعضے علی الاختلاف انکے نزدیک
مفسد نہین چنانچہ الرحمن الکریم بجاے
الرحمن الرحیم کے بالاتفاق اور ان

ع یفسد وهو الصحیح عند الثانی ایضا افتی محمد بن مقاتل انه لا یفسد + - المتقین لفی بساتین کو جسمین بساتین جنات کی جگہ ہے اکثر مفسد نہین کہتے - +

در مختار + وکذا لو کرر کلمة وصحح
البنا قاضی خان الفساد ان غیر المعنی نحو
رب رب العلمین للاضافة کما لو بدل
کلمة بکلمة وغیر المعنی نحو ان الفجار
لفی جنات - رد محتار + قال فی الظہیریة
وان کرر الکلمة ان لم یتغیر بها المعنی
لا تفسد وان تغیر نحو رب رب العلمین
و مالک مالک یوم الدین قال
بعضهم لا یفسد - قوله کما لو بدل
الخ هذا علی اربعة اوجه لان
الکلمة التی اتی بها اما ان تغیر
المعنی اولا و علی کل فاما ان یکون
فی القرآن اولا فان غیرت افسدت
لکن اتفاقا فی نحو فلعنة الله علی
الموحدین و علی الصحیح فی مثال
الشارح وقید الفساد فی الفتح
وغیره بما اذا لم یقف وقفا تاما
اما لو وقف ثم قال لفی جنات
فلا تفسد واذا لم تغیر لا تفسد
لکن اتفاقا فی نحو الرحمن الکریم
وخلافا للثانی فی نحو ان المتقین لفی
بساتین علی ما مر قریبا فی زلة القاری وان کان فیه
لکن لا یقرب معناه نحو انا کنا غفلین
مکان فاعلین الشیطان علی العرش
مما لو اعتقده کفر فالعامة علی انه +

اور ذق انک انت العزیز الحکیم بجای الکریم کے
موجب فساد نہین اور اسی پر فتوی ہے۔ اور
اگر آیۂ احل لکم صید البحر پڑہے اور اوسکی
بعد وحرم صید البر پڑہے تو بہی نماز صحیح
ہے **واضح** ہو کہ یہہ آیت پوری اسطرح ہے
احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم و
للسیارۃ وحرم علیکم صید البر ما دمتم
حرما الایۃ تو مراد یہہ ہے کہ صید البحر اور
حرم کے درمیان کے کلمات اور حرم کے بعد
علیکم کو چھوڑ دے تو کچھ مضایقہ نہین اگر ایک
کلمہ کو ایک کلمہ پر مقدم کرے یا موخر کرے اور معنی
مین تغیر نہو تو باعث فساد نہین جیسے لہم فیہا
شہیق وزفیر بجای زفیر وشہیق کے ۔ اور
انبتنا فیہا عنبا وحبا بجای حبا وعنبا کے
اور اسیطرح اگر دو کلمون کو مقدم کرے جیسے
تبیض وجوہ وتسود وجوہ اور ان العین
بالعین والنفس بالنفس والعبد بالعبد والحر
بالحر ساتہہ تقدیم موخر اور تاخیر مقدم کے یہہ بہی مفسد صلوۃ
نہین مخفی نرہے کہ قرآن مین النفس بالنفس پہلے ہو اسطرح

ایضا فتاوای بزازیہ: ذق
انک انت العزیز الحکیم
مکان الکریم لا لانہ
یراد بہ الحکیم فی زعمک
وعلیہ الفتوی۔
ولو قرأ احل لکم صید
صید البحر وقرأ
ما بعدہ وحرم صید
البر لا یفسد۔
قدم کلمۃ ان لم یغیر لا یفسد
نحو لہم فیہا شہیق وزفیر
وانبتنا فیہا عنبا وحبا او
کلمتین نحو تبیض وجوہ
وتسود وجوہ ان العین
بالعین والنفس بالنفس
والعبد بالعبد
والحر بالحر
لا یفسد ۔ +

اگر ایک کلمہ زیادہ کردے اور کچھ تغیر نہو جیسے ان الذین اٰمنوا واحسنوا وعملوا الصلحٰت کہ اسمین احسنوا زیادہ کیا گیا ہے اور جیسے ان اللہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا ۵ کہ یہان اخیر کے دونون لفظون مین سے ایک زائد ہی تو یہہ بھی موجب فساد نہین اور اگر وہ زیادتی معنی مین تغیر نکرے لیکن وہ لفظ جو زیادہ کیا گیا ہے قرآن مین نہ آیا ہو جیسے فیہما فاکہۃ ونخل و نقل[ع] و رمان تو اس صورت مین مشائخ کے نزدیک زیادہ صحیح یہہ ہے کہ باعث فساد نہین ۔ اور مقدر کے ظاہر کرنے کو بعضون نے باعث فساد جانا ہے ۔ اور بعض کہتے ہین کہ یہہ مشکل ہے اس لئے کہ اظہار مقدر کلمہ کی زیادتی سے جو معنی کو متغیر نکرے زیادہ نہین ہو سکتا اور وہ جائز ہے اور بعض مقامون پر صاف صاف ذکر کیا گیا ہے کہ اظہار مقدر موجب فساد نہین جیسے واسئلوا اہل القریۃ بجائے واسئلوا القریۃ کے ۔

ایضاً فتاوی بزازیۃ

زاد کلمۃ ولم یتغیر نحو ان الذین اٰمنوا واحسنوا وعملوا الصٰلحٰت ان اللہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا لا یفسد وان لم یتغیر لکنہ لیس فی القراٰن نحو فیہما فاکہۃ و نخل ونقل ورمان الاصح انہ لا یفسد عند المشائخ وان غیر المعنی فسد نحو انما نملی لہم لیزدادوا اثما وجمالا وکذا الحکم فی کل مضمر اظہر وہذا مشکل لانہ لا یزید علی زیادۃ کلمۃ لا تغیر المعنی وقد ذکر فی بعض المواضع نصا علی انہ لا یفسد نحو واسئلوا اہل القریۃ ۔

[ع] یہان لفظ نقل زیادہ ہے ۱۲

اقوال اہل سنت	ایضا فتاوای بزازیہ
اگر کسیکی نسبت اوسکی طرف کرے جسکی طرف واقع مین نسبت نہین ہے اور منسوب الیہ یعنی جسکی طرف نسبت کیگئی ہے قرآن مین کسی مقام پر مذکور ہو تو محمد کے نزدیک موجب فساد نہین اور وہی عامہ مشائخ کا مذہب ہے جیسے مَرْیَمَ ابْنَتَ لُقْمَانَ اور مُوسیٰ بْنِ عِیسیٰ اگر عیسے بْنِ لُقمَانَ پڑھے تو موجب فساد ہے اور موسی بن لقمان باعث فساد نہین ظاہر ہے کہ غلط ہونے مین دونون یکسان ہین -	لو نسب الی غیر ما نسب الیہ ان لم یکن المنسوب الیہ فی القرآن نحو مریم ابنة عیلان یفسد بلا خلاف ولو کان فی القرآن نحو مریم ابنة لقمان و موسی بن عیسی لا یفسد عند محمد و علیہ عامة المشائخ و لو قرأ عیسی بن لقمان فسد و موسی لقمان لا لان عیسی لا اب لہ و موسی لہ اب الا انہ اخطأ فی الاسم و لو قرأ فی الصلوة بالالحان ان غیر المعنی فسد و الا لا و الالحان فی حروف المد و اللین لا یفسد الا اذا فحش و فی غیر الصلوة اختلفوا و الصحیح انہ یکرہ - +
اگر قرآن کو نماز مین الحان سے پڑھے اور معنی مین تغیر ہو تو موجب فساد نہین اور حروف مد ولین مین الحان باعث فساد نہین مگر جبکہ فاحش ہو اور غیر نماز مین قرآن کو الحان سے پڑھنے مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے - +	+

احمد اہلسنت کا امام فرض اور سنتی نماز مین پینا جائز جانتا ہے اور بنا برایک روایت کے فرض نماز مین کہانا بہی جائز سمجہتا ہے اور سنتی نماز مین کہانے کا جائز رکہنا تو اوسکا قول مشہور ہے اور سعید بن جبیر سے حکایت کرتے ہین کہ اوسنے سنتی نماز مین کچہہ پیا۔ اور طاؤس سے منقول ہے کہ نماز مین پانی پینے کا کچہہ مضائقہ نہین۔ حنفیہ کہتے ہین کہ خون اور قی جو بقدر ریزی دہن کے نہو اوس سے کچہہ کم ہو نماز مین اوسکا نگلنا جائز ہے اور اگر کچہہ لقمہ نگلا ہو اور کچہہ منہ مین باقی ہو اور نماز شروع کردے اور باقی لقمہ کو نماز مین نگل جاوے یا کچہہ مٹھائی کہائی ہو اور نماز کو شروع کرے پہر منہ مین مٹھائی کا مزہ پاوے اور نگل جاوے تو اوسکی نماز صحیح ہوگی +

[illegible]

کتاب رحمۃ للامۃ فی اختلاف الائمۃ +
وان اکل وشرب عامدا بطلت صلوتہ عند الثلاثۃ واختلف الروایات عن احمد والمشہور عنہ انہ قال یبطل الفریضۃ دون النافلۃ الا فی الشرب فانہ سہل وحکی عن سعید بن جبیر انہ شرب فی النافلۃ وعن طاؤس انہ لا باس بشرب الماء اور چاروں اماموں کا مذہب اسیطرح متفق اور مغترق مین بہی مذکور ہے

شرح مختصر وقایہ فاضل برجندی + ولو اکل بعض اللقمۃ وبقی البعض فی فمہ فشرع فی الصلوۃ فابتلع لا یفسد صلوتہ +

فتاوای عالمگیریہ :- ولو ابتلع دما خرج من اسنانہ لم یفسد صلوتہ اذا لم یکن ملأ الفم کذا فی فتاوای قاضی خان والخلاصہ والمحیط ایضا وان قاء ملاء الفم وابتلعہ وھو یقدر علی محجہ یفسد صلوتہ وان لم یکن ملاء الفم لا یفسد صلوتہ فی قول ابی یوسف کذا فی فتاوای قاضیخان

ناسد نبودن نماز از خواندن مکتوب وفہم آن وفساد نماز بگذشتن زن وسگ بسوی مصلی وجواز قتال بکسیکہ از پیش مصلی بگذرد در اثنای نماز

اقوال اہل سنت

اثنائے نماز مین لکھے ہوے کو دیکھنا اور اوسکو سمجھنے کا قصد کرنا اور سمجھنا مفسد نماز نہین جانتے - آور پہلے بیان ہوچکا کہ دیکھکر قرأت کرنا انکے نزدیک مفسد ہے یہانتک کہ اس صورت مین بغیر قرارت کے نماز کو صحیح کہتے ہین - اس سے ظاہر ہے کہ یہہ حضرت قرآن کے دیکھنے کو مفسد ٹہراتے ہین - نہ غیر قرآن کے دیکھنے کو - بعض حضرات کہتے ہین کہ عورت اور کتے اور گدہے کے نماز پڑہنے والے کی طرف گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے آور اہلسنت کے امام احمد کہتے ہین کہ سیاہ کتے کے گذرجانے سے نماز ٹوٹتی ہے - سترہ کے واسطے بعض حضرات خط کہینچ لینا کافی سمجھتے ہین آور بعضے کہتے ہین کہ یہہ خط مثل محراب کی ہو - اگر کوئی شخص نماز پڑہنے والے کے سامنے سے گذرے اور نمازی اثنائے نماز مین اوسکی مارپیٹ کرے یہانتک کہ وہ مرجائے تو اہلسنت کا امام شافعی کہتا ہے کہ مصلے پر اسکے بدلہ مین کچہہ قصاص وغیرہ نہین ہے آور سند اسکی ایک حدیث ہے جو نقل کرتے ہین اوسکا مضمون یہہ ہے کہ مصلی کو چاہیئے کہ سامنے سے گذرنیوالے شخص سے جدال و قتال کرے کہ وہ شیطان ہے آور حنفیہ کہتے ہین کہ یہہ حدیث منسوخ ہے ابتدائے اسلام مین اسپر عمل ہوتا تہا جبکہ نماز مین کام کرنا مباح تہا اور اب مصلی اپنے سامنے سے گذرنے والے کو تسبیح پڑہکر یا بلند آواز سے قراءت کرکر یا اشارہ سے دفع کردے آور عورت تالیان بجاکر دور کردے آور اگر مرد اوسکے م[illegible] دریغ کرے [illegible]

حوالہ کتب اہلسنت

در مختار

ولا یفسدها نظرہ الی مکتوب وفہمه ولو مستفہما وان کرہ - در مختار واشارۃ به الی الرد علی الظاہریة بقولہم یقطع الصلوۃ مرور المراۃ والکلب والحمار وعلی احمد فی الکلب الاسود -

در مختار ولا یکفی الوضع ولا الخط وقیل یکفی فیخط طولا وقیل کالمحراب

ویدفعه هو رخصة فترکه افضل بدائع قال الباقانی فلو ضربه فمات لا شئ علیه عند الشافعی خلافا لنا علی ما یفہم من کتبنا بتسبیح او جہر بقراءۃ او اشارۃ ولا یزاد علیہا عندنا قہستانی لا بہما فانه یکرہ والمراۃ تصفق لا ببطن علی بطن ولو صفق او سبحت لم تفسد وقد ترکا السنة تتارخانية -

رد محتار

ان المقاتلة غیر ماذون بہا اصلا واما الامر بہا فی حدیث فلیقاتله فانه شیطان فہو منسوخ لما فی الزیلعی عن السرخسی ان الامر بہا محمول علی الابتداء حین کان العمل فی الصلوۃ مباحا -

+ + +
+ +
+

فعل عبث جسکو ہدایہ مین حرام کہا ہے اکثر حضرات اوسکو نماز مین مکروہ جانتے ہین اور غیر نماز کی حالت مین تو اوسمین کچھہ بُرائی نہین جانتے ۔ اور نماز کو پھٹے پرانے میلے کپڑون مین مکروہ تحریمی کہتے ہین ۔

ظاہر ہے کہ اس صورت مین زاہدون اور مفلسون کی بلکہ اکثر صحابہ و تابعین اور اکابر دین کی نماز جو ہمیشہ ایسا ہی لباس پہنتے تھے انحضرات کے نزدیک کراہت تحریمی پر مشتمل ہوگی ۔ درہم منہ مین لیکر نماز پڑہنا بکراہت جائز جانتے ہین ۔ اگر نماز پڑہتے مین ٹوپی گر پڑے تو اوسکے اوٹہاکر سر پر رکھہ لینے کو افضل کہتے ہین ۔ اور حالت نماز مین گوشۂ چشم سے اوہر اودہر دیکھنا مباح جانتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا نماز مین اپنے اصحاب کو گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرمایا کرتے تھے ۔

نماز پڑہنے والے سے باتین کرنے مین اور حالت نماز مین اوسکے ہاتھہ یا سر کے اشارہ سے جواب دینے مین کچھہ بُرائی نہین جانتے ۔ اور صاف کہتے ہین کہ اگر نماز پڑہتے مین کسی سے کوئی چیز مانگی جاتے یا اوسکو درہم دکھایا جاتے اور پوچھا جاتے کہ آیا کہرا ہے اور وہ اشارہ سے ہان یا نہ کردے یا اوس سے دریافت کیا جاتے کہ تمنے کے رکعتین پڑہی ہین اور وہ ہاتھہ کے اشارہ سے بتاوے کہ دو رکعتین تو اوسمین کچھہ قباحت نہین اور سلام کے جواب کو جسکا حکم قرآن مین مذکور ہے مہراور ہاتھہ کے اشارہ سے بہی مکروہ کہتے ہین اور اگر کوئی صف مین داخل ہو اور نماز پڑہنے مین اوسکو جگہ دیدے یا کوئی کہے کہ ذرا آگے کو بڑہ جا اور وہ اثنای نماز مین بڑہ جاوے تو اوسکو مفسد نماز جانتے ہین

تنویر +

وکرہ سدل ثوبہ وکفہ وعبثہ بہ وبجسدہ وصلوتہ فی ثیاب بذلۃ ومھنۃ واخذ درھم فی فیہ۔

در مختار + ولا باس بہ (عبث) خارج الصلوۃ۔ ردمحتار + واما ما فی الھدایۃ من انہ حرام فقال السروجی فیہ نظر لان العبث خارجھا خلاف الاولی۔

در مختار

واذا سقطت قلنسوتہ فاعادتھا افضل۔

ردمحتار

وفی الزیلعی وشرح الملتقی للباقانی انہ مباح لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یلاحظ اصحابہ فی صلوتہ بموق عینیہ۔ در مختار در ذیل مکروہات۔

ورد السلام بیدہ او براسہ۔ ایضا + لا باس بتکلیم المصلی واجابتہ براسہ کما لو طلب منہ شئ او اری درھما وقیل اجید فاومأ بنعم او لا او قیل کم صلیتم فاشار بیدہ انھم صلوا رکعتین اما لو قیل لہ تقدم فتقدم او دخل احد الصف فوسع لہ

نورالنسد ذکرہ الحلبی

چار زانو نشست کو حالت نماز مین مکروہ تنزیہی ٹہراتے ہین اور خارج نماز اوسکو مکروہ بہی نہین جانتے اور کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا ہمیشہ اصحاب کے ساتہہ اسیطرح جلوس فرمایا کرتے تہے اور عمر کا بہی یہی حال تہا۔

اوس کپڑے کا پہننا جسمین ذی روحون کی تصویرین ہون اور اسیطرح ایسی جگہ نماز پڑہنا کہ سامنے یا محاذی یا اوسکے سر پر وہی تصویرین ہون۔ کراہت کے ساتہہ جائز جانتے ہین۔ اور اگر وہ تصویرین ہاتہہ مین یا انگشتری مین ہون یا اوسکے بدن مین نیل سے بنی ہوئی ہون تو اوسمین کراہت بہی نہین سمجہتے بلکہ جسکے ہاتہہ مین تصویرین ہون اوسکی امامت کو بہی مکروہ نہین کہتے ایسے ہی اگر کیسہ وغیرہ مین چہپی ہوئی ہون یا اتنی چہوٹی ہون کہ اگر وہ زمین پر رکہی ہوئی ہون اور کوئی اونکو کہڑے ہوکر دیکہے تو اونکے اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو اوسمین بہی نماز بلا کراہت درست کہتے ہین۔ حالانکہ یہہ بہی فرماتے ہین کہ اگر کسی غیر کے گہر مین تصویر دیکہے تو اوسپر واجب ہے کہ اوسکو زائل کردے اور اگر اجرت ٹہرا کر تصویر تیار کراے تو مصور اجرت کا مستحق نہین ہے کہ اوسکا کام معصیت ہے اور بچون کے لئے تصویرون کا مول لینا صحیح نہین اور اونکی کچہہ قیمت نہین۔ اگر کوئی تلف کردے تو وہ ضامن نہین ہوتا ہان بعضے حضرات نے مول لینے کو صحیح جانا ہے اور تلف کرنے والون کو تصویر کی قیمت کا ضامن گردانا ہے اور اہلسنت کا امام ابو یوسف تو گڑیون کی خرید و فروخت اور بچون کا اونسے کہیلنا سب جائز کہتا ہے۔ ✣

در مختار + وکره التربع تنزیها لترک الجلسة المسنونة بغیر عذر
ولا یکره خارجها لانه علیه الصلوة والسلام کان جل جلوسه مع
اصحابه التربع وکذا عمر - تنویر بیان مکروہات ولبس ثوب فیه تماثیل[1]
وان یکون فوق راسه او بین یدیه او بحذائه تمثال واختلف فیما اذا کان
خلفه والاظهر الکراهة لا لو کانت تحت قدمیه او فی یده[2] او علی خاتمه
اسکے بعد درمختار میں ہے بنقش غیر مستبین قال فی البحر ومفاده کراهة
المستبین لا المستتر بکیس او صرة او ثوب آخر واقره المصنف او
کانت صغیرة لا تتبین تفاصیل اعضائها للناظر قائما وهی علی
الارض - ردالمحتار + فی المعراج لا تکره امامة من فی یده
تصاویر لانها مستورة بالثیاب لا تستبین فصارت کصورة
نقش خاتم ومثله فی البحر عن المحیط وظاهره عدم الکراهة ولو
کانت بالوشم - قال فی النهر جوز فی الخلاصة لمن رای صورة فی
بیت غیره ان یزیلها وینبغی ان یجب علیه ولو استاجر مصورا
فلا اجر له لان عمله معصیة کذا عن محمد ولو هدم بیتا فیه تصاویر
ضمن قیمته خالیا عنها وسیاتی متنا وشرحا مانصه اشتری
ثورا او فرسا من خزف لاجل استیناس الصبی لا یصح ولا قیمة
له فلا یضمن متلفه وقیل بخلافه یصح ویضمن قنیه -
وفی اخر حظر المجتبی عن ابی یوسف یجوز بیع اللعبة وان
یلعب بها الصبیان - +

[1] ذی روح - درمختار - [2] عبارة الشمنی فی بدنه - درمختار -

سانپ بچھو کا مار ڈالنا حالت نماز مین عمل کثیر سے بہی جائز کہتے ہین اور جون کے مارنے
کو حالت نماز مین انکے امام اعظم مکروہ فرماتے ہین مگر امام محمد اوسی کو اپنے نزدیک
زیادہ پسند ٹہراتے ہین لطف یہہ ہے کہ مری ہوئی جون کو بہی نجس جانتے ہین۔
اسیوجہ سے اوسکا یا اوسکی کہال کا مسجد مین ڈالنا ناجائز بتاتے ہین بہلا پہر اس صورت
مین بوجہ تعدی نجاست کے اثناء نماز مین جون کا مارنا جائز اور بہتر کسطرح ہوسکتا ہی
یہہ حضرات آگ کی طرف منہ کرکے نماز پڑہنا بغیر کراہت کے جائز کہتے ہین اور آتش پرستون
کی تشبیہ پر نظر نہین کرتے۔ حالانکہ بعضون نے اسیوجہ سے مکروہ کہا ہے۔
اسیطرح اوس فرش پر نماز پڑہنا جسمین حیوانون کی تصویرین ہون درست جانتے
ہین۔ بچے کو گود مین اوٹہاکر نماز پڑہنا جو بموجب انکی صحیحین وغیرہما کے حضرت
رسولخدا ص سے واقع ہوا ہے مکروہ کہتے ہین حدیث کا مضمون یہہ ہے کہ جناب
رسالتمآب نماز پڑہتے تہے اور امامہ زینب کے بیٹی کو اوٹہائے ہوئے تہے تو جب سجدہ کرتے
تہے اوسکو رکہدیتے تہے اور جب کہڑے ہوتے تہے اوٹہا لیتے تہے۔ بہلا جو فعل حضرت
شارع ع سے صادر ہوا اوسکی کراہت کے کیا معنی۔ اسوجہ سے یہہ حضرات مضطر ہوکر
ہوکر جواب دیتے ہین بعضے اس طرح سے کہ یہہ منسوخ ہے حدیث ان فی الصلوة لشغلا
سے۔ اور لوگ اس جواب کے رد مین کہتے ہین کہ یہہ حدیث ہجرت سے پہلی ہی
اور امامہ کا قصہ اوسکے بعد ہوا ہے ناسخ کا منسوخ سے بعد کو ہونا ضرور ہے۔
اور یہان برعکس ہے اور بعضون نے جواب دیا ہے کہ حضرت ص سے یہہ فعل اسلئے
مکروہ نہوا کہ اوسکی ضرورت تہی اسواسطے کہ امامہ کا کوئی حفاظت کرنیوالا نہ تہا اور بعضون نے
جواب مین کہا ہے کہ حضرت نے یہہ فعل اس غرض سے کیا تہا کہ لوگ جان لیوین کہ یہہ فعل مفسد نماز نہین۔ حالانکہ جوابون کا ظاہر

تنویر ÷

لا (یکرہ) قتل حیة او عقرب مطلقا - در مختار ÷ ولو بعمل کثیر علی الاظہر - رد محتار ÷ قال فی النہر ویکرہ قتل القمل عند الامام وقال محمد القتل احب الی - وفی الامداد للسیوطی عن ابن العماد طرح القمل فی المسجد ان کان میتا حرم لنجاسته وان کان حیا ففی کتب المالکیة کذلک لان فیه تعذیبا له بالجوع بخلاف البرغوث لانه یاکل التراب وعلی هذا یحرم طرح القمل حیا فی غیر المسجد ایضا اھ قال فی الامداد والمصرح به فی کتبنا انه لا یجوز القاء قشر القملة فی المسجد -

در مختار ÷ وحمل الطفل وما ورد نسخ بحدیث ان فی الصلوة لشغلا

رد محتار ÷ قوله وما ورد) جواب سوال هو انه کیف یکون مکروها وقد ورد فی الصحیحین وغیرهما عن ابی قتادة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی وهو حامل امامة بنت زینب بنت النبی صلی الله علیه وسلم فاذا سجد وضعها واذا قام حملها وقد اجیب عنه باجوبة منها ماذکره الشارح انه منسوخ بماذکره من الحدیث وهو مردود بان حدیث ان فی الصلوة لشغلا کان قبل الهجرة وقصة امامة بعدها ومنها ما فی البدائع انه صلی الله علیه وسلم لا یکره منه ذلک لانه کان محتاجا الیه لعدم من یحفظها او للتشریع بالفعل ان هذا غیر مفسد - ومثله ایضا فی زماننا لا یکره لواحد منا فعله عند الحاجة اما بدونها فمکروہ ÷

فرض نماز مین دیوار یا عصا پر بغیر عذر کے ٹیک کر کہڑا ہونا کراہت کے ساتھ جائز کہتے ہین آور نماز پڑہتے مین مُنہ اور ناک کے ڈہکنے کو بہی ایسا ہی سمجہتے ہین چوپایہ کے بہاگ جانے کے سبب سے آور ہانڈی کے اوبلنے کی وجہ سے اور اتنے مال کے ضائع ہونے کی خیال سے کہ جس کی قیمت ایک درم بلکہ ایک دانگ ہو خواہ اپنا ہو یا غیر کا نماز کا قطع کرنا اور توڑ ڈالنا مباح ٹہراتے ہین۔ اور پیشاب و پاخانہ بہر لے نکے لئے نماز کا توڑنا مستحب کہتے ہین آور مغموم و مظلوم کی فریاد رسی کے لئے نماز کو توڑنا واجب جانتے ہین آور والدین یعنی مان باپ کے پکارنے کی وجہ سے نماز کے توڑنے کو ایسا نہین سمجہتے یہان تک کہ نفل نماز مین بہی اگر اونکو نماز کا حال معلوم ہو جائے تو جواب ندینے کو بُرا نہین جانتے آس سے ظاہر ہے کہ انکے نزدیک مان باپ کا رتبہ ہانڈی کے اوبال سے اور ایک دانگ مال سے اور دفع بول و براز وغیرہا سے قریب قریب ہے۔ مسجد کو جانب فوق مین آسمان تک اور جہت تحت مین تحت الثریٰ تک مسجد ٹہراتے ہین۔ حال آنکہ اسکے خلاف عمل فرماتے ہین اسلئے کہ جا بجا معائنہ اور مشاہدہ ہے کہ انکی مسجدون کے نیچے تہ خانے اور دکانین تعمیر ہین جنہین آداب مسجد کی اصلا مراعات نہین ہوتی اور مسجدون کی چہتون پر ہر قسم کے طیور وغیرہ بیٹ کرتے ہین جسکو نجس جانتے ہین اور کبہی اوسکے پاک کرنے پر توجہ نہین کرتے۔ نجس گارے سے جسمین نجس پانی شامل ہو مسجد کا لیسنا مکروہ کہتے ہین اور گارے کو سرگین مین ملا کر جو انحضرات کے نزدیک نجس ہے اوس سے

در مختار

ومنها ما فی الخزائن تغطية الانف والفم والظهر ولذ للصلوة و الاتكاء على حائط او عصا فی الفرض بلا عذر لا فی النفل ايض ÷ ويباح قطعها لنحو قتل حية وند دابة وفور قدر وضياع ما قيمته درهم له اولغيره ويستحب لمدافعة الاخبثين ويجب لاغاثة ملهوف وغريق وحريق لا لنداء احد ابويه بلا استغاثة الا فی النفل فان علم انه يصلی لا باس ان لا يجيبه۔ در مختار ÷ ذكر فی المحيط ان الحبس بالدانق يجوز فقطع الصلوة اولى وهذا فی مال الغير اما فی ماله لا يقطع والا صح جوازه فيهما۔ ايض در مختار

وكره تحريما الوطئ فوقه والبول والتغوط لانه مسجد الى عنان السماء۔ در مختار ÷ وكذا الى تحت الثرى كما فی البحر عن الاسبيجابی۔ ايض رد مختار

فی الفتاوى الهندية يكره ان يطين المسجد بطين قد بل بماء نجس بخلاف السرقين اذا جعل فيه الطين لان فی ذلك ضرورة وهو تحصيل غرض لا يحصل الا به كذا فی السراجية اهـ ÷

جواز جماع و بول و براز کردن در عیدگاہ و ہمچنین در مساجد بازار و کراہت
اعطاے سائل مسجد و حرام داشتن ذکر الٰہی با آواز بلند در مسجد و ترجیح شنیدن
وعظ بر استماع

یہ حضرات عیدگاہ کو اور اوس جگہ کو جو نماز جنازہ کے لئے تیار کیگئی ہے مسجد ٹہراتے ہین اور با این ہمہ جنب اور حائض کا اوس مین داخل ہونا بلکہ وہان جماع کرنا اور پیشاب و پاخانہ پہرنا بہی جائز جانتے ہین ۔ اور بازارون کی اور حوضون کی مسجدون کا بہی انکے نزدیک یہی حکم ہے ۔

مسجد مین سوال کرنے کو حرام اور دینے کو مطلقًا مکروہ کہتے ہین ۔

حال آنکہ خود اعتراف کرتے ہین کہ حضرت امیر المومنین علی ع نے مسجد نبوی مین حالت نماز مین اپنی انگشتری سائل کو عطا فرمائی ۔ اور حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت کے اس آیت سے مدح کی ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۵ جو فعل قرآن مین ممدوح ہو اوسکا مکروہ ٹہرانا انہین حضرات کا کام ہے ۔

مسجد مین بلند آواز سے ذکر کرنے کو مکروہ جانتے ہین بلکہ بعضون نے حرام کہدیا ہے ۔

کہتے ہین کہ اہل محلہ کو اختیار ہے کہ غیر آدمی کو اپنے محلہ کی مسجد مین نماز نہ پڑہنے دین ۔

ذکر ہو رہا ہو اور قرآن پڑہا جاتا ہو تو یہ حضرات وعظ کے سننے کو اولیٰ سمجھتے ہین ظاہر ہے کہ قرآن مجید مین باوجود کلام خدا ہونے کے بزرگی و شرف کے ہر قسم کے مواعظ و نصائح بہی مذکور ہین ۔ پہر انسان کے کلام کے سننے کو اولےٰ ٹہرانا فے الحقیقت قرآن کے رتبہ کو گرانا ہے ۔ +

در مختار

وَاَمَّا المتخذ لصلٰوۃ جنازۃ او عید فھو مسجد فی حق جواز الاقتداء وان تفصل الصفوف رفقا بالناس لا فی حق غیرہ بہ یفتی نہایہ فحل[۳] دخولہ الجنب والحائض کفناء مسجد و رباط و مدرسۃ ومساجد حیاض واسواق لاقوارع ۔ رد محتار + قال فی البحر ظاہرہ انہ یجوز الوطؤ والبول والتخلی[۳] الخ ۔ در مختار + ویحرم فیہ السوال ویکرہ الاعطاء مطلقا وقیل ان تخطی ۔ رد محتار[۶] + ہو الذی اقتصر علیہ الشارح فی الخطر حیث قال فرع یکرہ اعطاء سائل المسجد الا اذا لم یتخطر رقاب الناس لان علیا ع تصدق بخاتمہ فی الصلوۃ فمدحہ اللہ تعالی بقولہ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون ۔ در مختار + و رفع صوت بذکر[۴] ۔ اضطرب کلام صاحب البزازیۃ فی ذلک فتارۃ قال انہ حرام[۷] ۔ در مختار + ولاھل المحلۃ منع من لیس منھم عن الصلوۃ فیہ[۱۳] ایضا در مختار + ذکر و قرآن فاستماع العظۃ اولی +

نماز وتر کو عمل کی راہ سے فرض اور اعتقاد کی رو سے واجب اور ثبوت کی راہ سے سنت کہتے ہین - عمل اور اعتقاد اور ثبوت کا اختلاف قابل ملاحظہ ہے - اسیوجہ سے صاحبین نے اوسکو سنت ہی کہا ہے - اور منکر وتر کو کافر نہین سمجھتے اور نماز وتر کی تین رکعتین مثل نماز مغرب کی قرار دیتے ہین اور قضائے وتر کو اتفاقاً واجب کہتے ہین - حالانکہ وجوب قضا وجوب ادا کی فرع ہے توجبکہ صاحبین کے نزدیک ادا واجب نہین پہر قضا کیونکر واجب ہوگی - تو اس صورت مین قضا کا وجوب اتفاقاً کس طرح ہوگا چنانچہ انہین مین سے بعض حضرات نے خود یہ اشکال کیا ہے - اور نماز وتر مین قنوت ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے مالک کے نزدیک مستحب ہے اور شافعی کے نزدیک جزء ہے اور احمد کے نزدیک سنت ہے اور مشائخ حنفیہ نے قنوت کی حقیقت طول قیام ٹہرائی ہے نہ دعا اور بعضون نے اسکے برعکس کہا ہے -

ظہر اور جمعہ سے پہلے چار رکعتین ایک سلام کے ساتھہ سنت ٹہراتے ہین اور عصر سے پہلے اور عشا سے پہلے اور پیچھے چار رکعتین ایک ہی سلام سے مستحب بتاتے ہین اور بعد مغرب کے تو چھہ رکعتین ایک ہی سلام کے ساتھہ مستحب فرماتے ہین -

اور دن کے نوافل مین چار رکعتون کو اور رات کے نوافل مین آٹھہ رکعتون کو ایک سلام سے پڑہنا بلا کراہت جائز کہتے ہین -

اور اس مقدار سے زیادہ کو ایک سلام کے ساتھہ پڑہنا مکروہ جانتے ہین - +

در مختار +

هو فرض عملا و واجب اعتقادا وسنة ثبوتا بهذا وفقوا بين الروايات و
عليه فلا يكفر بضم فسكون اى لا ينسب الى الكفر جاحده وتذكره فى الفجر
مفسد له كعكسه بشرط خلاف الهما ولكنه يقضى ولا يصح قاعدا ولا
راكبا اتفاقا وهو ثلث ركعات بتسليمة كالمغرب -

رد محتار + اى انه يقضى وجوبا اتفاقا واستشكل فى الفتح والبحر بان
وجوب القضاء فرع وجوب الاداء - در مختار + ويكبر قبل ركوع ثالثة
رافعا يديه كما مر ثم يعتمد وقيل كالداعى ويقنت فيه -

رد محتار + واختلف المشائخ فى حقيقة القنوت الذى هو واجب
عنده فنقل فى المجتبى انه طول القيام دون الدعاء وفى الفتاوى الصغرى
العكس وينبغى تصحيحه بجبر ترك القنوت واجب عنده سنة
عندهما كالخلاف فى الوتر كما فى البحر والبدائع
لكن ظاهر ما فى عقد الافكار عدم الخلاف فى وجوبه
عندنا فانه قال القنوت عندنا واجب وعند مالك مستحب
وعند الشافعى من الابعاض وعند احمد سنة تامل -

تنوير

وسن اربع قبل الظهر والجمعة بتسليمة ويستحب اربع قبل
العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة وست بعد المغرب و
تكره الزيادة على اربع فى نفل النهار وعلى ثمان ليلا بتسليمة - +

فجر کی سنت اور فرض کے درمیان لیٹ رہنا جو
بموجب روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم کے
رسولخدا صلعم کا معمول تہا اور بموجب حدیث
ابو داؤد کے حضرت صلعم نے اوسکا امر فرمایا
بعضون نے تو اس لیٹنے کو سنت کہا ہی
اور بعضون نے اوسکو واجب ور نماز صبح
کی شرط ٹہرایا ہے - چنانچہ شرح سفر السعادۃ
مین لکہا ہے کہ ابن حزم نے کہا ہی کہ بعد
فجر کی سنتون کے داہنی کروٹ لیٹنا
فرض ہے جو شخص سنت و فرض کے درمیان
لیٹنا ترک کریگا اوسکی نماز باطل ہوگی اور بعض
علماء نے اسکی تائید مین ایک بڑی جلد تصنیف
کی ہے اور ابن عمر نے اسکو بدعت بتایا ہی
اور بعضون نے اوسکو شیطان کا فعل قرار
دیا ہے - اور ابن مسعود نے بہی اوسکا انکار
کیا ہی نعوذ باللہ من ہذا التناقض - فرض نماز
کے ساتھ نماز تحیت مسجد کی نیت کر لینے کو
جو سنت ہی صحیح جانتے ہین - اگر کوئی شخص
سنت نماز ون کی نذر کرے اور بطور وفاء
نذر کے اونکو بجا لائے تو بعض حضرات کہتے ہین
کہ وہ سنت ہونگی مثلاً اگر ظہر کی سنتون کی
نذر کر کر ادا کرے تو انکے نزدیک یہہ کافی
ہونگی - نذر جو قرآن سے ثابت ہی اور نذر کی
ایفا کرنیوالون کی قرآن مین مدح مسطور ہے
اوسکی نسبت صحیح بخاری مین ابن عمر سے
روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے نذر
سے منع کی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ کسی چیز کو رد نہین کرتی سواے اسکے نہین کہ اس ذریعہ سے بخیل سے نکالا جاتا ہے +

رد محتار + قال ابن حجر المکی فی شرح
الشمائل روی الشیخان انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان اذا صلی رکعتی الفجر
اضطجع علی شقہ الایمن فلسن هذہ
الضجعۃ بین سنۃ الفجر و فرضہ
لذلک ولامرہ صلی اللہ علیہ وسلم
کما رواہ ابو داؤد وغیرہ
بسند لا باس بہ خلافا لمن نازع
وقول ابن عمر انہا بدعۃ و قول
النخعی انہا ضجعۃ الشیطان وانکار
ابن مسعود لہا فہو لاء لم یبلغہم
وقد افرط ابن حزم فی قولہ
بوجوبہا وانہا شرط لصلوۃ الصبح
ایضاً رد محتار + فلو نوی التحیۃ
مع الفرض فظاہر ما فی المحیط وغیرہ
انہ یصح عند ہما -
در مختار + نذر السنن واتی
بالمنذور فہو السنۃ وقیل لا
رد محتار + اقول لفظ حدیث
النہی کما رواہ البخاری
ایضاً فی صحیحہ عن ابن عمر
نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن النذر وقال انہ
لا یرد شیئاً وانما یستخرج
بہ من البخیل +

استخارہ جسکے شیعہ پابند ہین اور اکثر اہلسنت جو
اپنی کتابون سے بیخبر ہین اسکے مشاہدہ سے بعجب بلکہ
بعضے جاہل عالم نما اسپر نہایت سطور و شغب
کرتے ہین اوسکی نسبت اہلسنت کی تمام جماعت
نے سوا مسلم کے یہہ حدیث روایت کی ہے جو جابر
بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولخدا
ہمکو تمام امور مین استخارہ تعلیم فرمایا کرتے تہے
جسطرح قرآن کی سورت کی تعلیم فرماتے تہے
اور ارشاد کرتے تہے کہ جب تم مین سے کسیکو کوئی
امر مشکل پیش آئے تو چاہیئے کہ سوائے فریضہ
کے دو رکعت نماز پڑہے پہر کہے اللھم انی
استخیرک تا آخر دعا اور اپنی حاجت کا نام لے
اور انکے بعض اکابر یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر کسیکو
نماز پڑہنا متعذر ہو تو صرف دعا سے استخارہ
کرے۔ اور شرح شرعہ مین لکہا ہے کہ مشائخ سے
اسطرح سنا گیا ہے کہ استخارہ کرنیوالے کو مناسب
ہے کہ با طہارت رو بقبلہ دعاے مذکور پڑہکر
سو رہے پس اگر خواب مین سپیدی یا سبزی دیکہے
تو وہ امر بہتر ہے اور اگر کسیکو سیاہی یا سرخی نظر
آئے تو وہ بُرا ہے اوس سے بچنا سزاوار ہے۔ نماز
حاجت کی بارہ رکعتین ایک سلام سے پڑہنا جائز
جانتے ہین۔ جو شخص نفل کو شروع کرے اوسپر اسکا
پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے بعض انکو ایسے وقت شروع
کیا ہو جسمین بجالانا مکروہ تہا اور اوسکے فاسد کرنیکو
حرام کہتے ہین اور اسکی قضا کو واجب ٹہراتے ہین

دُرّمختار ✤ ومنہا رکعتا الاستخارۃ
ردمحتار ✤ عن جابر بن عبد اللہ قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلہا
کما یعلمنا السورۃ من القرآن
یقول اذا ہم احدکم بالامر فلیرکع
رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل
اللہم انی استخیرک الی آخر
الدعاء ولیسمی حاجتہ رواہ
الجماعۃ الا مسلما شرح المنیۃ ۔
ولو تعذرت علیہ الصلوۃ استخار
بالدعاء وفی شرح الشرعۃ
المسموع من المشائخ انہ
ینبغی ان ینام علی طہارۃ مستقبل
القبلۃ بعد قراءۃ الدعاء
المذکور فان رای فی منامہ بیاضا
او خضرۃ فذلک الامر خیر وان رای
سوادا او حمرۃ فہو شر ینبغی ان
یجتنبہ ۔ درمختار ✤ واربع عشرۃ
الحاجۃ وقیل رکعتان وفی الحاوی
انہا اثنا عشر رکعۃ بسلام واحد ۔
تنویر ✤ ولزم نفل شرع فیہ قصدا
ولو عند غروب وطلوع واستواء
فان افسد حرم الا بعذر ووجب
قضاءہ ۔ درمختار ✤ ولو قضاءہ

گو فاسد اور یکے فعل سے نہو مثلاً کوئی شخص سہم سے نفل پڑہ رہا تہا کہ پانی دیکھ لیا یا عورت اثنا سے نفل نماز یا روزہ مین حائض ہو گئی تو اس حالت مین نفل کی قضا کو واجب جانتے ہین ۔ ✤

بغیر فعلہ کمسئلۃ متیمم رأی ماء او مصلیۃ او صائمۃ حاضت ۔ ✤

اگر ہزار رکعتین پڑھے اور صرف آخر رکعت مین قعود کرے تو صحیح کہتے ہین۔

کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے عمر بہر کی نماز قضا پڑہی۔ اور نماز مغرب و وتر کی چار رکعتین تین قعود سے پڑہا کرتا تہا۔

ایک نماز کے بعد دوسری نماز اوسکی مثل پڑہنے کو منع کرتے ہین۔ اہلسنت کا امام محمد سوارون کی نماز جماعت کے ساتھ مستحسن جانتا ہے اگر ماموم سوار ان امام کی سواری سے قریب ہون۔ اگر کوئی بغیر طہارت کے یا بغیر قراءت کے یا برہنہ دو رکعت نماز پڑہنے کی نذر کرے یا آدہی رکعت کی نذر کرے تو انکا امام ابو یوسف اس نذر کو صحیح کہتا ہے اور اسکے نزدیک یہی قول مختار ہے۔ حال آنکہ اسمین وہ قید جو نماز کے منافی ہے مذکور ہے اسی لئے امام محمد اس نذر کو باطل کہتا ہے اور اگر کوئی شخص عبادت کے کسی خاص مکان مین ادا کرنے کی نذر کرے پہر اوسکو اوس مقام مین جو خاص مکان سے شرف مین کمتر ہو بجا لائے تو انکے امام اعظم جائز کہتے ہین۔ حال آنکہ اس صورت مین نذر کی مخالفت محتاج بیان نہین۔ اسی سبب سے اونکے شاگرد رشید امام زفر نے اور امام مالک اور شافعی اور احمد نے اسمین مخالفت کی ہے۔ +

در مختار + وفی التشریح صلی الف رکعة ولم یقعد الا فی اخرها صح خلافا لمحمد ویسجد للسهو الخ۔

ایضا در مختار + وما نقل ان الامام قضی صلوة عمره فان صح نقول کان یصلی المغرب والوتر اربعا بثلث قعدات۔

ولا یصلی بعد صلوة مفروضة مثلها فی القراءة او فی الجماعة۔ الخ در مختار + واما فی النفل

فیجوز علی المحمل والعجلة مطلقا فرادی لا بجماعة الا علی دابة واحدة۔ در مختار + واستحسن محمد الجواز لو دوابهم بالقرب من دابة الامام۔ در مختار

ولو نذر رکعتین بغیر طهر لزمتاه به عنده ای ابی یوسف کما لو نذر بغیر قراءة او عریانا او رکعة وکذا النصف رکعة عند ابی یوسف وهو المختار واهدره

الثالث ای محمد او نذر فی مکان کذا فاداه فی اقل من شرفه جاز لان المقصود القربة خلافا لزفر والثلثة۔ +

سنتی نماز کی بیس رکعتیں اگر کوئی ایک سلام سے پڑھے تو اگر ہر جفت کے لئے بیٹھا ہو تو بعضے اونکو کراہت کے ساتھ اور بعضے بلا کراہت صحیح کہتے ہیں اور اگر نہ بیٹھا ہو تو بیس رکعتوں کو ایک جفت کے قائم مقام سمجھتے ہیں اور اسیکو مفتی بہ کہتے ہیں اور بعضے اونکو فاسد کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص فرض نماز منفرد پڑھ رہا ہو اور اس اثناء میں جماعت شروع ہوا اور امام جماعت فاسق ہو یا مخالف مذہب ہو تو منفرد کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی نماز کو توڑ ڈالے۔ اور فاسق یا مخالف مذہب کی اقتدا کرے اور نفل پڑھنے والے کو نماز کے قطع کرنے سے مطلقا منع کرتے ہیں۔ اگر نافلہ صبح کے ادا کرنے کا موقع نہو تو بعضے کہتے ہیں کہ اوسکو شروع کر کر فریضہ صبح کی تکبیر کہے یا نافلہ کو قطع کرے پھر قضا پڑھ لے حال آنکہ پہلے بیان ہو چکا کہ نافلہ بعد شروع کے لازم ہو جاتا ہے اور اوسکا قطع کرنا حرام ہے اسی لئے انہیں میں سے بعضوں نے اس قول کو رد کیا ہے کہ مفسدہ کا دفع کرنا جلب منفعت سے مقدم ہے۔ جو شخص تمام رکعتیں نماز کی جماعت میں نہ پڑھے تو اگر چو رکعتی نماز کی دو رکعتوں میں شریک ہوا ہو اوسکو تو اتفاقا جماعت پڑھنے والا نہیں جانتے اور اگر تین رکعتوں میں شریک ہو تو اوسکو بھی جماعت پڑھنے والا نہیں کہتے پس اگر کوئی حلف کرے کہ ظہر کو جماعت سے پڑھیگا

در مختار + وهی عشرون رکعة حکمته مساواة المکمل للمکمل بعشر تسلیمات فلو فعلها بتسلیمة فان قعد لکل شفع صحت بکراهة والا نابت عن شفع واحد به یفتی - رد مختار + خلافا لما فی المنیة من عدم الکراهة - ایضا + قد اختلف التصحیح فی الزائد علی الاربعة بتسلیمة وقعدة واحدة هل یصح عن شفع واحدا ویفسد - ایضا قدمنا فی باب الامامة ان الاقتداء بالفاسق والاعمی ونحوهما اولی من الانفراد وکذا بالمخالف الذی یراعی فی الشروط والارکان وعلیه فیقطع و یقتدی به - تنویر - شرع فیها اداء منفردا ثم اقیمت یقطعها - والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا - در مختار + ثم ما قیل یشرع فیها ثم یکبر للفریضة او ثم یقطعها ویقضیها مردود بان درء المفسدة مقدم علی جلب المنفعة

ایضا + ولا یکون مصلیا جماعة اتفاقا من ادرک رکعة من ذوات الاربع لانه منفرد ببعضها - واللاحق کالمدرک لکونه موتما وکذا ادرک الثلث لا یکون مصلیا جماعة علی الاظهر وقال السرخسی للاکثر حکم الکل وضعفه فی البحر - ه

بخوف دشمن وآوا ہونا نماز بگفتن صرف تکبیر احرام در وقت +

جسکو فرض نماز کے وقت کے گذر جانے کا خوف نہو اوسکو اجازت دیتے ہیں کہ فرض سے پہلے جس قدر چاہے نوافل پڑہے ظاہر ہے کہ اس صورت میں نفل کی ترجیح ونقدیم فرض پر لازم آتی ہے۔ اور سنت کے ادا کرنے میں تو یہہ شرط بھی تعین کرتے بلکہ مطلقا سنت کے پڑہنے کا حکم دیتے ہیں گو وقت فرض کے گذر جانے کا خوف بھی ہو یا وہ سنت کا فرض سے مانع ہو نا ظاہر ہے اہلسنت کا امام زفر کہتا ہے کہ اگر کسیکو رکوع میں اقتدا ممکن ہو لیکن وہ امام کے ساتھ رکوع کرے تو یہہ رکعت اوسکو ملجائیگی۔ اسلئے کہ اوسنے امام کو اوس چیز میں پایا جسکو قیام کا حکم ہے۔ ظاہر ہے کہ اس بنا پر اگر کسیکو نماز جماعت پڑہنا ممکن ہو مگر پڑہے نہیں اوسکو بھی جماعت ملجائے آسی سبب اوروں نے کہا ہو کہ صورت مرقومہ میں اوسکو رکعت ملیگی دشمن کے مقابلہ کو نماز کے وقت میں نہ پڑہنے کا اور قضا کرنے کا عذر ٹھہراتے ہیں اور اوسکی سند میں کہتے ہیں کہ روز خندق جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ چار نمازیں فوت ہوگئیں تہیں حضرت نے اونکو قضا پڑہا اسیطرح کہتے ہیں کہ اگر قافلہ کو پیچہے نہ جانیکا خوف ہو وہ بھی معذور ہے وقت میں نماز نہ پڑہے پہر قضا کرے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص فقط تحریمہ یعنی تکبیر احرام جو اونکے نزدیک نماز کا رکن نہیں بلکہ شرط ہے اور اوسکے لئے طہارت اور استقبال قبلہ وغیرہ لازم نہیں جانتے وقت میں کہے اور تمام نماز خارج وقت پڑہے تو وہ نماز ادا ہوگی نہ قضا۔ بلا جس نماز کا ایک رکن بہی وقت میں

در مختار + واذا امن فوت الوقت تطوع ماشاء قبل الفرض والا لا ویاتی بالسنة مطلقا ولو صلی منفردا لکونها مکملات الخ ایضا + لو اقتدی بامام راکع فوقف حتی رفع الامام راسه لم یدرک الرکعة ۔ رد محتار + لان المسئلة فیها خلاف زفر فعنده اذا امکنه الرکوع فلم یرکع ادرک الرکعة لانه ادرک الامام فیما له حکم القیام ۔ در مختار + ومن العذر العدو وخوف القابلة موت الولد لانه علیه السلام اخرها یوم الخندق ۔ رد محتار + وذلک ان المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذهب من اللیل ما شاء الله تعالی فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر الخ ۔ در مختار + فالتحریمة بالوقت یکون اداء عندنا وبرکعة عند الشافعی ۔ رد محتار + نقل عن المحیط ان ما فی الوقت اداء والباقی قضاء ۔ +

جسکے ذمہ نماز عشا ہو اور وقت فجر کے تنگ ہونیکا
گمان کرکر فجر پڑھ لے حالانکہ وقت مین
وسعت ہو تو اوسکے لئے حکم دیتے ہین کہ
طلوع آفتاب تک فجر کو مکرر پڑھے جائے
اور اخیر نماز اوسکا فرض ہوگی — کہتے ہین
جسکی ایک نماز فوت ہوئی ہو گو وتر یکا رہ
اور وہ وقتی نمازون مین سے کوئی سی نماز
پڑھے حالانکہ وہ فوت ہونیوالی نماز بھی
یاد ہو تو وہ وقتی نماز فاسد ہوگی مگر اوسکا
فساد قطعی نہوگا — بلکہ معلق ہوگا اور فوت
ہونے والی نماز کے قضا کرنے پر موقوف
ہوگا پس اگر اوسکو پانچ نمازین پڑھنے سے
پہلے قضا کرے تو وقتی نمازون کا فساد قطعی
ہو جائیگا اور جو نمازین اوسکی قضا سے پہلے
پڑھی تہین نفل ہو جائینگی — اور اگر فوت ہونیوالی
نماز کو قضا نکرے یہانتک کہ پانچوین نماز کا
وقت نکل جاتے اور فاسد نمازین فوت ہونیوالی
نماز سمیت چھ ہو جائین تو وہ فاسد نمازین صحیح
ہو جائینگی اس لئے کہ اب اونکی کثرت ظاہر
ہوگئی اور وہ تکرار کی حد مین داخل ہوگئین —
جسکی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اور
اسکی نسبت کہتے ہین کہ ایک نماز ایسی ہے جو
پانچ نمازون کو فاسد کرتی ہے یا پانچ نمازون
کو صحیح کرتی ہے اور یون بھی کہتے ہین کہ ایک نماز
ہر چہ پانچ کو صحیح کرتی ہے اور ایک اور ہے جو

در مختار — وفیہ (مجتبی) ظن من علیہ
العشاء ضیق وقت الفجر فصلاها وفیہ سعۃ
یکررها الی الطلوع وفرضہ الاخیر۔
رد مختار — توضیحہ انہ اذا فاتتہ صلوۃ و
لو وترا فکلما صلی بعدها وقتیۃ وھو
ذاکر لتلک الفائتۃ فسدت تلک
الوقتیۃ فسادا موقوفا علی قضاء تلک
الفائتۃ فان قضاها قبل ان یصلی بعدها
خمس صلوات صار الفساد باتا وانقلبت
الصلوات التی صلاها قبل قضاء المقضیۃ
نفلا وان لم یقضها حتی خرج وقت الخامسۃ
وصارت الفواسد مع الفائتۃ ستا
انقلبت صحیحۃ لانہ ظهرت کثرتها
ودخلت فی حد التکرار المسقط للترتیب
در مختار — وفیها یقال صلوۃ تفسد خمسا
واخری تصحح خمسا — رد مختار — هذا
ذکره فی المبسوط وهو مبنی علی ما مشی
علیہ کافۃ الکتب من اشتراط اداء السادسۃ
اذا اداها صحت الخمسۃ التی قبلها ففی
صلوۃ تصحح خمسا والفائتۃ اذا قضاها
قبل اداء السادسۃ فسدت الخمسۃ التی
قبلها فهی صلوۃ اخری تفسد خمسا
اما علی اعتبار خروج وقت الخامسۃ
کما مشی علیہ الشارح فالمصحح والمفسد
صلوۃ واحدۃ وهی الفائتۃ فاذا قضاها

جو پانچ کو فاسد کرتی ہے یا پانچ نمازون کا معلق رہنا اور پھر فاسد یا صحیح ہو جانا فائدے لطف سے نہین ہے۔ ۱۰

عند صلوۃ الخامسۃ قبل خروج وقتها فسدت الخمس التی قبلها واذا خرج الوقت ولم یقضها صحت الخمس ای تحقق صحۃ الخمس والا فالصحیح
مقیۃ هی کثرۃ الفوائت بخروج وقت الخامسۃ فافهم۔

کسیکہ برین کارہ ہم ہم چیزی دید باگرو +

اگر کوئی شخص مرجاتے اور اوسکے ذمہ قضا نمازین ہون اور وہ کفارہ کی وصیت کرے تو ہر نماز کے لیے نصف صاع گیہون دینا تجویز کرتے ہین اور اس وصیت کو بھی ثلث مال سے متعلق ٹھراتے ہین آور اگر وہ وصیت نکرے تو اوسکو وارث کے ذمہ اوسکے قرض کے ادا کرنے کو مال میت سے بھی لازم نہین جانتے آور اگر وہ شخص مال نچھوڑے تو کہتے ہین اوسکا وارث نصف صاع گیہون قرض لیکر فقیر کو دے پھر فقیر وارث کو دیدے - آور اسیطرح کرتے رہین - یہان تک کہ تمام نمازون کا کفارہ ہوجاتے پھر روزون کے کفارہ کا دور کرے پھر قربانی کا پھر قسمون کے کفارات کا دور کرے -

بالجملہ نصف صاع مین تمام کام انجام ہوجاینگے آور اگر اوسکے وارث اوسکے کہنے سے میت کی نماز خود ادا کرین تو اسکو ناجائز سمجھتے ہین - کہتے ہین اگر کوئی عمر بھر کی نمازون کی وصیت کرے اور اوسکی عمر معلوم نہو تو وصیت باطل ہے - اور اگر ثلث مال نمازون کے لئے کافی ووافی نہو تو جائز بھی جانتے ہین آور اگر ثلث زیادہ ہو تو ناجائز ٹھراتے ہین - ختم قرآن اور تہلیلات کی وصیت کو علمائے اہلسنت صحیح نہین جانتے آور اس کام کے لئے لینے اور دینے والے کو گنہگار قرار دیتے ہین لطف یہ ہے کہ عملدرآمد بالکل اوسکے برخلاف ہے -

در مختار +

ولو مات وعليه صلوات فائتة و اوصى بالكفارة يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر كالفطرة و كذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله ولو لم يترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه للفقير ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم ولو قضاه ورثته لم يجز لانها عبادة بدنية -

رد المحتار + وبعد ذلك يعيد الدور لكفارة الصيام ثم للاضحية ثم للايمان الخ - ايضا + فيلزم ذلك من الثلث ان اوصى والا لا يلزم الوصى ذلك - ايضا رد المختار وفيها اوصى بصلوة عمره وعمره لا يدرى فالوصية باطلة ثم رمز ان كان الثلث لا يفى بالصلوات جاز وان كان اكثر منها لم يجز - ايضا رد المحتار + ويجعل معظم وصيته لقراءة الختمات والتهاليل التى نص علماءنا على عدم صحة الوصية بها وان القراءة لشئ من الدنيا لا تجوز وان الاخذ والمعطى آثمان - +

+ + +

وشک بسنت بودن سجدۂ سہو وکفایت دو سجدہ سہو برائے موجبات کثیرہ برائے
ترک واجبات عمدا۔ +

حربی جو دار الحرب مین مسلمان ہوا اور ایک مدت وہان رہے اور نماز نہ پڑہے اوسپر اون نمازون کی قضا لازم نہین جانتے۔ اسیطرح مرتد کو زمان ارتداد کی نمازین جو اوسنے نہ پڑہی ہون قضا کرلینے سے منع کرتے ہین۔ سہو ونسیان وشک کو فقہائے اہلسنت ایک کہتے ہین آور انہین باہم فرق نہین کرتے۔ سجدہ سہو جو نماز کی زیادتی اور نقصان کی اصلاح کے واسطے مشروع ہوا ہے بعض اوسکو سنت کہتے ہین آور بعد ایک سلام کے اوسکے بجالانے کو معہود جانتے ہین۔ آور اگر کوئی دو سلام کہدلے تو اوس سے سجود سہو کو ساقط سمجھتے ہین اور اوسکی بجا آوری کے لئے صلاحیت وقت کابہی اعتبار کرتے ہین پس اگر نماز فجر مین موجب سجود سہو متحقق ہوا ور آفتاب نکل آئے یا بعد سلام کے جس چیز کے وقوع سے بنا درست نہو پائی جاتے تو سجود سہو کو ساقط ٹہراتے ہین آور کتنے ہی موجبات سجود سہو عمل مین آئین سب کے لئے دو سجدہ سہو کافی جانتے ہین آور صاف کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام واجبات نماز سہوًا ترک کرے تو اوسپر دو ہی سجدے لازم ہونگے نہ زیادہ آور ترک واجبات نماز جو بطور سہو کے واقع ہو اوسکے لئے سجود سہو کو کہتے ہین۔ آور بعض حضرات پہلے قعود کے عمدا ترک کرنے کے لئے

درمختار + ویعذر بالجہل حربی اسلم ثمۃ ومکث مدۃ فلا قضاء علیہ لان الخطاب انما یلزم بالعلم او دلیلہ ولم یوجد کما لا یقضی مرتد ما فاتہ منہا۔ ایضا + ہو والنسیان والشک واحد عند الفقہاء۔

رد محتار + وذکر فی المحیط عن القدوری انہ (سجود السہو) سنۃ و ظاہر الروایۃ الوجوب۔ درمختار + یجب لہ بعد سلام واحد عن یمینہ فقط لانہ المعہود وبہ یحصل التحلیل وہو الاصح بحر عن المجتبی وعلیہ لو اتی بتسلیمتین سقط عنہ السجود یسجد ان اذا کان الوقت صالحا فلو طلعت الشمس فی الفجر او احمرت فی القضاء او وجد ما یقطع البناء بعد السلام سقط عنہ فتح بترک متعلق بیجب واجب مما مر فی صفۃ الصلوۃ سہوا فلا سجود فی العمد قیل الا فی اربع ترک القعدۃ الاولی وصلوتہ فیہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتفکرہ عمدا حتی شغلہ وتاخیر السجدۃ الرکعۃ الاولی الی آخر الصلوۃ وان تکرر لان تکرارہ غیر مشروع۔ انتہی ملخصا۔ ردمختار + لو ترک جمیع واجبات الصلوۃ سہوا لا یلزمہ الا سجدتان بحر۔ +

اگر کوئی شخص قعود اخیر کو کل کو یا بعض کو سہواً
ترک کرے تو جبتک فرض سے زیادہ رکعت کا
مثلاً دو رکعتی مین تیسری رکعت کا اور سہ رکعتی
مین چوتھی کا اور چہار رکعتی مین پانچوین کا سجدہ
نکیا ہو گو رکوع کر لیا ہو اوسکو حکم دیتے ہین کہ
وہ قعود کرے اور اگر کچھہ آخر رکعت مین قعود
کیا ہو تو دوبارہ اتنا بیٹھنا کہ دونون بار کا
قعود بقدر تشہد کے ہوجاے کافی جانتے ہین
اور رکوع کی زیادتی کو مبطل نماز نہین سمجھتے
اور اگر زائد رکعت کا قصداً یا سہواً یا خطاءً
سجدہ کرلے تب بہی اوسکا فرض باوجود زیادتی
رکعت کے محض بیکار نہوگا - بلکہ امام محمد کے قول
کی موافق جسکو یہہ حضرات مفتی بہ کہتے ہین سجدہ
سے سر اوٹھانے کے بعد نفل ہوجاتا ہے
اور اگر اثناے سجدہ مین سر اوٹھانے سے
پہلے حدث صادر ہوجاے تو حسب تصریح امام محمد
فرض کے فساد کی حدث سے اصلاح ہوجاتی ہے
اور وہ فرض فاسد صحیح ہوجاتا ہے - بہلا جنکے
نزدیک مفسدات نماز فاسد نماز کی اصلاح کرتے
ہین اونکی نماز کا کیا ٹھکانا ہے - اور زیادہ
رکعت کے سجدہ سے پہلے قعود کی بجا آوری مین
امام کا اعتبار کرتے ہین تو اگر امام کو سجدہ سے
پہلے یاد آجاے اور وہ قعود کو بجا لاے اور
قوم کو یعنی مقتدیون کو مطلع نفرماے یہانتک کہ
اونسے سجدہ عمل مین آے تب بہی اونکی نماز
فاسد نہوگی - اور اسیکی نسبت بطور لغز یعنے
چیستان کے پوچھا جاتا ہے کہ کونسا نماز پڑہنے
والا ہے جو چہار رکعتی نماز مین قعود اخیر کو ترک
کرے اور پانچوین رکعت کا سجدہ بھی عمل مین لاے تب اور باوجود اسکے اوسکا فرض باطل نہو - ✣

در مختار ✣

ولو سها عن القعود الاخير كله
او بعضه عاد ويكفي كون كلا
الجلستين قدر التشهد ما لم
يقيدها بسجدة لان ما دون
الركعة محل الرفض ويسجد للسهو
لتاخير القعود وان قيدها
بسجدة عامدا او ناسيا او
مخطيا تحول فرضه نفلا برفعه
الجبهة عند محمد وبه يفتى
لان تمام الشئ باخره فلو
سبقه الحدث قبل رفعه توضاء
وبنى خلافا لابي يوسف
حتى قال زه صلوة فسدت
اصلحها الحدث والعبرة
للامام حتى لو عاد ولم يعلم به
القوم حتى سجدوا لم تفسد
صلوتهم ما لم يتعمدوا
السجود وفيه يلغز اى
مصل ترك القعود
الاخير وقيد
الخامسة بسجدة
ولم يبطل
فرضه
✣ ✣ ✣
✣ ✣
✣

اقوال اہل سنت	حوالہ کتب اہلسنت
حضرات حنفیہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص چو رکعتی نماز مین پانچوین رکعت کے لئے عمداً کھڑا ہو جاوے اور قرارت و رکوع عمل مین لائے تو جبتک پانچوین رکعت کا سجدہ نکریگا اوسکی نماز ہمارے نزدیک باطل نہوگی جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ کہتے ہین کہ جو شخص قعود اخیر بھول جاوے اور پانچوین رکعت کا سجدہ بجالاوے تو وہ چھٹی رکعت اور ملاوے بعضے اوسکو واجب اور بعضے مندوب کہتے ہین۔ اور کسینے اگر چوتھی رکعت پر قعود کیا پھر کھڑا ہوگیا تو وہ اگر حالت قیام مین بھی سلام بجالاوے اُسکو صحیح جانتے ہین اور مقتدیون کو حکم دیتے ہین کہ وہ امام کا انتظار کرین اگر امام سلام کے لئے بیٹھے تو وہ بھی بیٹھ جائین اور اگر امام پانچوین رکعت کا سجدہ کرے تو وہ لوگ سلام بجالائین۔ بالجملہ جو شخص قعود اخیر بجالایا ہو اور زائد رکعت کا سجدہ کرلے تو وہ اسمین ایک رکعت اور ملاوے یعنی دو رکعتی نماز کی چار رکعتین اور سہ رکعتی کی پانچ رکعتین اور چو رکعتی کی چھ رکعتین کردے اور اخیر کی دو رکعتین انحضرات کے نزدیک نفل رہینگی اور پہلی فرض اور اس رکعت کے ملانے کو مفتی بہ کہتے ہین بعضے واجب جانتے ہین۔ اور بعضی مندوب موکد کہتے ہین۔ اور نماز کے قطع کرنے کی	رد محتار + قال فی الخلاصۃ فان قام الی الخامسۃ عامداً ایضاً لا یفسد ما لم یقید الخامسۃ بالسجدۃ عندنا۔ در مختار + وضم سادسۃ ولو فی العصر والفجر ان شاء الخ - رد محتار + اشار الی ان الضم غیر واجب بل ھو مندوب کما فی الکافی تبعا للمبسوط وفی الاصل ما تفید الوجوب۔ در مختار + وان قعد فی الرابعۃ مثلا قدر التشہد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائما صح ثم الاصح ان القوم ینتظرونہ فان عاد تبعوہ وان سجد للخامسۃ سلموا لانہ تم فرضہ اذ لم یبق علیہ الا السلام وضم الیھا سادسۃ ولو فی العصر وخامسۃ فی المغرب ورابعۃ فی الفجر بہ یفتی لتصیر الرکعتان لہ نفلا والضم ھنا آکد ولا عہدۃ لو قطع ولا باس باتمامہ فی وقت کراہۃ علی المعتمد۔ +

بھی اجازت دیتے ہین اور اوسکے پورا کرنے کو وقت کراہت مین بھی برا نہین سمجھتے۔ اس صورت مین فرض و نفل کا ایک تحریمہ سے ملاکر پڑہنا اور فرض مین ایک رکعت سہواً اور دوسری دوبارہ یا ندبا عمداً بڑہانا اور پھر نفل و فرض دونون کا صحیح ٹھہرانا نماز کا بازیچۂ طفلان بنانا ہے۔ + [illegible] +

صحیح بودن اقتدا بکسیکہ در نماز یک رکعت سہواً رکعت دیگر عمداً ازیادہ کردہ درین دو رکعت زائدہ

اقوال اہل سنت — و دیگر مسائل ہہ ہہ ہہ عجیبہ + — حوالہ کتب اہل سنت

اقوال اہل سنت

جو شخص چوتھی رکعت پر فرض نماز کی قعود کر کر
پانچوین رکعت کے لئے کہڑا ہو جاتے آور پانچوین
رکعت کا سجدہ بجالاتے اور حسب فتوای علما
چھٹی رکعت عمداً ابڑہاتے آور نفل و فرض کو
باہم ملاتے یہ حضرات کہتے ہین کہ اگر ان دونون
رکعتون مین جو اس شخص نے فرض پر زیادہ
کی ہین دوسرا اوسکی اقتدا کرے تو صحیح ہے لیکن
یہ بھی چھ رکعتین پڑہے دونون وہ جو اوسکے
امام نے اضافہ کی ہین ایک سہواً دوسری عمداً
اور چار اپنے فرض کی اور اگر مقتدی حقیقت
حال دریافت کر کر اون دونون رکعتون کو فاسد
کردے تو اونکا قضا کرنا اوسکے ذمہ لازم
ٹہراتے ہین۔ بہلا امام بیچارہ تو سہو کی وجہ سے
فرض و نفل کے خلط ملط مین مبتلا ہوا تہا ماموم
کو اس بلا مین دیدہ و دانستہ مبتلا ہونے کا
حکم دیتے ہین۔ کہتے ہین کہ جسکے ذمہ سجود سہو
ہو سلام اوسکو نماز سے خارج تو کرتا ہے
مگر اوسکا خروج قطعی نہین ہوتا بلکہ معلق ہوتا ہے
اگر سجود بجالائیگا تو پہر نماز مین داخل ہو جائیگا
ورنہ نہین۔ اس بنا پر یہ حضرات فرماتے ہین
کہ اگر بعد سلام کے کوئی شخص اوسکی اقتدا کرے
اور اوسکو اپنا امام ٹہرائے تو صحیح ہے اور
قہقہہ سے اوسکا وضو باطل ہو جائیگا۔ آور بعد
سلام کے حالت سفر مین اگر اقامت کی نیت
کریگا تو دو رکعتین دوسری اور فرض ہو جائینگی ۲

در مختار +

لو اقتدى به فيهما صلاهما ايضا
وان افسد[ل] قضاهما به يفتى
نقاية - رد محتار + اى لو اقتدى
شخص بالذى قعد على الرابعة
ثم قام وضم سادسة صلاهما
اى الركعتين ايضا اى مع الاربع
والاولى ان يقول صلى الاربع
ايضا لان صلوة الركعتين محل
وفاق فعند ابى يوسف يصلى ركعتين
فقط بناء على ان احرام الفرض
انقطع بالانتقال الى النفل وعند
محمد ستا وهو الاصح لانه
لو انقطعت التحريمة لاحتاج الى تكبيرة
جديدة فصار شارعا فى الكل ح
عن البحر ملخصا - در مختار + سلام
من عليه سجود سهو يخرجه من
الصلوة خروجا موقوفا ان سجد
عاد اليها والا لا وعلى هذا فيصح
الاقتداء به ويبطل وضوءه +
بالقهقهة ويصير فرضه اربعا
بنية الاقامة ان سجد للسهو فى
المسائل الثلث والا يسجد لا يثبت
الاحكام المذكورة كذا فى عامة الكتب
رد محتار + وعند محمد يصح الاقتداء
مطلقا ويبطل الوضوء الخ - +

ل اى المقتدى الركعتين قضاهما فقط لانه شرع فى ذا النفل قصداً ۱۲ رد مختار + + یعنی در [illegible] - سے [illegible] سجدہ [illegible] کہ ہے [illegible] رکعتین [illegible]

۲ اور مجموع چار رکعتین [illegible]

متاخرین حنفیہ کہتے ہین کہ اگر نماز عید اور نماز جمعہ مین موجبات سجود سہو واقع ہون یا اور طرح کا سہو ظہور مین آئے تو اوسکو معدوم سمجھا جائے - اور اوسکا تدارک کچھ نکیا جائے کہ لوگون مین فتنہ برپا ہو جائے اور بعضون نے سوائے نماز عید و جمعہ اور نمازون کا بھی وقت جماعت کثیر کے یہی حکم ظاہر ٹہرایا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کے نزدیک احکام شرع بازیچہ ہین کہ ادنی ادنی توہمات فاسدہ سے اونکا تغیر و تبدل کر دیتے ہین - + + +

در مختار +

والسهو فی صلوة العید والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الاولیین لدفع الفتنة كما فی جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر -

رد محتار

الظاهر ان الجمع الكثیر فیما سواهما كذلك كما بحثه بعضهم وكذا بحثه الرحمتی وقال خصوصا فی زماننا -

جس شخص کی عادت شک کی ہو اور اکثر مشائخ کے قول کی موافق وہ شخص جسنے اپنی بلوغ کے نماز مین شک نکیا ہو یہہ دونون جب عدد رکعات مین شک کرین تو یہ حضرات اونکو حکم دیتے ہین کہ نماز کی منافی کوئی کام کرکر از سر نو نماز کو شروع کرین اور ظن غالب پر اوسکو تمام نکرین پس اگر بعد شک کے از سر نو نماز کی نیت کرلین اور عمل منافی نکرین تو نماز سے خارج ہونگے۔ نماز سے نکلنے کی نیت کرنا اور پھر نہ نکلنا قابل ملاحظہ ہے۔

اور اگر گمان غالب کی موافق نماز کو پورا کرین تو کافی ہوگا بلکہ اگر فرض نماز ہو تو پھر اوسکا ادا کرنا اور اگر نفل ہو تو اوسکا قضا کرنا اونپر لازم ہوگا اور لطف یہہ ہے کہ اگر یہی دونون نماز کی صفت مین شک کرین مثلاً نماز ظہر کی دوسری رکعت ہین تو اونکو شک ہو کہ عصر پڑھ رہے ہین اور تیسری مین نفل کا اور چوتھی مین ظہر کا شک عارض ہو تو یہہ حضرات فرماتے ہین کہ اس شک کا اعتبار نہین اور باوجود ان سب شکوک کے اونکی ظہر کو صحیح ٹھہراتے ہین۔ اور جس شخص کا شک کثیر ہو اور کثیر الشک اکثر حضرات کے نزدیک وہ ہے جسکو عمر بھر مین دو بار شک عارض ہوا ہو تو اُسکو اپنے گمان غالب پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہین۔ اور اگر گمان غالب نہو تو بکمتر کے اختیار کرنے کو کہتے ہین مگر جہان قعود کا وہم ہو وہان قعود کرنے کو لازم ٹھہراتے ہین مثلاً اگر شک ہو کہ ظہر کی پہلی رکعت ہے یا دوسری تو اوسکو پہلی ٹھہرائے مگر اوسپر قعود کرے کیونکہ اوسکی نسبت دوسری رکعت کا احتمال ہے۔

پھر ایک رکعت پڑھے اور اوسپر بھی قعود کرے کہ یہہ احتمال اوسمین بھی موجود ہے پھر ایک رکعت پڑھے اور اوسپر بھی بیٹھے اس لئے کہ اوسکے چوتھی ہونیکا احتمال ہے۔ اسیطرح ایک اور پڑھے اور اوسمین بھی اسیوجہ سے قعود کرے۔ غرض چار قعود عمل مین لائے۔

جو کچھ کہ ان حضرات نے عمر بھر مین دو بار شک کرنے والے کو کثیر الشک ٹھہرایا ہی اور عقل و عرف سے ہاتھ اوٹھایا ہے اور اوسکے حکم کو ایکبار شک کرنیوالے کے حکم سے مغائر بنایا ہے۔ اور اوسکو اقل کے اختیار کرنے کو فرمایا ہے اور پھر قعود کے باب مین اوسکو ناچ نچایا ہے۔ ظاہر ہے محتاج بیان نہین۔

واذا شك فی صلوته من لم یکن ذلك ای الشك عادة له وقیل من لم یشك فی صلوة قط وعلیه اکثر المشائخ بحر عن الخلاصة کم صلی استانف بعمل مناف وبالسلام قاعدا اولی لانه المحلل۔ ردمحتار ÷ قوله کم صلی اشار بالکمیة الی ان الشك فی العدد فلو فی الصفة کما لو شك فی ثانیة الظهر انه فی العصر وفی الثالثة انه فی التطوع وفی الرابعة انه فی الظهر قالوا یکون فی الظهر ولا عبرة بالشك وتمامه فی البحر۔

قوله استانف بعمل الخ۔ فلا یخرج بمجرد النیة کذا قالوا وظاهره انه لابد من العمل فلو لم یات بمناف واکملها علی غالب ظنه لم تبطل الا انها یکون نفلا ولا یلزمه اداء الفرض ولو کانت نفلا ینبغی ان یلزمه قضاءه وان اکملها وجب الاستیناف علیه بحر۔ درمختار ÷ وان کثر شکه عمل بغالب ظنه ان کان له ظن للحرج والا اخذ بالاقل لتیقنه وقعد فی کل وضع توهمه موضع قعوده ولو واجبا لئلا یصیر تارکا فرض القعود او واجبه۔

ردمحتار ÷ قوله وان کثر شکه بان عرض له مرتین فی عمره علی ما علیه اکثرهم قوله والا) ای وان لم یغلب علی ظنه شئ فلو شك انها اولی الظهر او ثانیته یجعلها الاولی ثم یقعد لاحتمال انها الثانیة ثم یصلی رکعة ویقعد لما قلنا ثم یصلی رکعة ویقعد لاحتمال انها الرابعة ثم یصلی اخری ویقعد لما قلنا فیاتی باربع قعدات قعدتان مفروضتان وهما الثالثة والرابعة وقعدتان واجبتان ۔۔ +

جسکو شک عارض ہوا اور وہ اسوجہ سے بقدر ادای
رکن کے سوچ مین رہے اور حالت شک مین قراءۃ
وتسبیح کچہہ ادا نکرے اوسکی نماز کو صحیح بتاتے ہین
اور اوسپر سجدۂ سہو تمام شک کی صورتون مین
لازم ٹہراتے ہین جسکو نماز کے لیئے سر سے اشارہ
کرنا متعذر ہو اوسکو چشم و ابرو کے اشارہ سے
نماز پڑہنے کو نہین کہتے اور فوت کرنے کی اجازت
دیتے ہین اور اگر اوسکی نمازین نماز شبانہ روزی سے
زیادہ فوت ہوجائین تو اوس سے اون نمازون کی
قضا کو بہی ساقط کہتے ہین اور اسکا حال اسیسے ظاہر ہے
کہ اوسکو انہین مین بعضون نے ابرو کے اور قلب
کے اشارہ سے نماز ادا کرنیکا حکم دیا ہے اور فوت
ہونے کی صورت مین قضا کو بہی لازم کیا ہے — اور
ظاہر روایت سے بہی قضا کو مفہوم بتاتے ہین اور
پانچ نمازون کی اور اوس سے کم کی قضا کو اتفاقًا
کہتے ہین - بہلا پانچ نمازون کی قضا کا لازم
اور چہہ یا زیادہ کی قضا کا ساقط ٹہرانا کیا معنے
رکہتا ہے - جسکو نماز پڑہتے مین مرض عارض ہو
تو اہلسنت کے امام اعظم کہتے ہین کہ وہ نماز کو
توڑ ڈالے اور از سر نو شروع کرے کیونکہ اوسکی
تحریمہ موجب رکوع و سجود تہی اب اشارہ سے
کس طرح اوس تحریمہ سے نماز پڑہ سکتا ہے اور
اسکی قباحت اسی سے عیان ہے کہ اور حضرات
نے اپنے امام کے قول کو غیر معتمد ٹہرا کر صاف
کہدیا ہے کہ قابل اعتماد یہہ بات ہے کہ وہ شخص
نماز کو حسب مقدور پورا کرے اور اگر کوئی صـ

در مختار ❊ تاعلم انہ اذا شغلہ
ذلك الشك فتفكر قدر اداء
ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراءة
ولا تسبيح ذكره في الذخيرة وجب
عليه سجود السهو في جميع صور
الشك - ايض ❊ وان تعذر الايماء
براسه وكثرت الفوائت بان
زادت على يوم وليلة سقط القضاء
عنه وانكان يفهم في ظاهر الرواية
ولم يوم بعينه وقلبه و
حاجبه خلافا لزفر
رد محتار ❊ وقيل لا يسقط القضاء
عنه بل تؤخر عنہ اذا كان
يعقل وصححه في الهداية -
ايض ❊ فعنده (زفر) يومي بحاجبه
فان عجز فبقلبه بحر - در مختار ❊
ولو عرض له مرض في صلوته
يتم بما قدر على المعتمد - رد محتار
وعن الامام انه يستقبل لان
تحريمته انعقدت موجبة للركوع
والسجود ولا يجوز بالايماء - رد محتار
ولو صلى قاعدا بركوع وسجود فصح
بنى - رد محتار ❊ وقال محمد
يستقبل - در مختار ❊ ولو كان
يصلي بالايماء فصح لا يبنى الا
اذا صح قبل ان يومي بالركوع
والسجود - ❊

بوجہ بیماری کے بیٹھکر رکوع و سجود سے نماز پڑہتا ہوا اور اثنای نماز مین تندرست ہوجائے تو اہلسنت صحیح کے امام محمد فرماتے ہین کہ وہ نماز کو قطع کرے اور نئے سر سے شروع کرے اور اسکی سخافت بہی اس سے ظاہر ہے کہ اور دون نے اوسی نماز کے پورا کرنے کو کہا ہے اور اگر اشارہ سے نماز پڑہ رہا ہو اور رکوع و سجود اشارہ سے کرچکا ہو پھر تندرست ہوجائے تو اوسکو ظاہرا سب حضرات نماز کے توڑنے کا حکم دیتے ہین - غرض اس سے ظاہر ہے کہ یہہ حضرات نماز کو لڑکون کا کہیل سمجہتے ہین اور ادنیٰ ادنیٰ حیلون سے اوسکا توڑنا مباح جانتے ہین - +

اہلسنت کے امام اعظم چلتی ہوئی کشتی یا جہاز مین بغیر کسی عذر کے بیٹھکر نماز پڑہنے کو صحیح کہتے ہین - اور وجہ اوسکی یہہ بیان کرتے ہین کہ جہاز مین غالبًا سر پہرا کرتا ہے اور غالب مثل متحقق کی ہے تو غالب کو متحقق کے قائم مقام ٹہرالیا گیا - بہلا صاحب مشاہدہ ہے کہ غالبًا اسّی نوّے ۹۰ برس کی عمر مین آدمی مرجاتا ہے تو موافق اس قاعدہ کی کہ غالب متحقق کے قائم مقام قرار دیا جاتا ہے اوس شخص کو جو مثلًا نوّے برس کی عمر مین خوب چاق و تندرست ہو اور کوئی نو عمر عورت اوسکے نکاح مین ہو اوسکو مردہ ٹہرایا جائے - اور اوسکا ترکہ تقسیم کیا جائے اور اوسکی زوجہ سے نکاح صحیح و درست قرار پائے بلکہ اوسکو زندہ در گور کیا جائے اسی سبب سے اس مسئلہ مین صاحبین نے امام صاحب کی تقلید سے ہاتھ اوٹھایا ہے اور جہاز مین بغیر عذر بیٹھکر نماز پڑہنے کو ناجائز ٹہرایا ہے اور بعض حنفیون نے بہی صاحبین کے قول کو اظہر بتایا ہے جس شخص کی حالت جنون مین پانچ نمازین فوت ہوجائین اوسکو اونکے قضا کرنے کا حکم دیتے ہین - ظاہر ہے کہ مجنون دائرہ تکلیف سے باہر ہے تو یہان سے اوسپر قضا کے لازم کرنیوالون کا خلل دماغ باہر ہے - اہلسنت کا امام محمد کہتا ہے کہ بہنگ پینے سے جسکی عقل زائل ہوجاتے اور اوسکی نمازین بہی فوت ہون تو اوس سے اون نمازون کا قضا کرنا بہی ساقط ہے اسوجہ سے کہ بہنگ مباح ہے - بنگ نوشون کو چاہیئے کہ خوب بہنگ پیئین اور اس امام عالی مقام کے حق مین دعا کرین کہ اوسنے اونکو نماز کی تکلیف سے فارغ البال کردیا!

در مختار + صلی الفرض فی فلک جار قاعدا بلا عذر صح لغلبة العذر وقالا لا یصح الا لعذر وهو الاظهر برهان -

رد محتار + قوله لغلبة العذر ای لان دوران الراس فیها غالب والغالب کالمتحقق فاقیم مقامه کالسفر اقیم مقام المشقة والنوم مقام الحدث -

در مختار + ومن جن او اغمی علیه ولو بفزع من سبع او ادمی یوما ولیلة قضی الخمس وان زاد وقت صلوة سادسة لا للحرج -

ایضاً +

زال عقله ببنج او خمر او دواء لزمه القضاء وان طالت المدة لانه صنع العباد کالنوم -

رد محتار +

وعند محمد یسقط القضاء بالبنج والدواء لانه دواء فصار کالمریض -

+

اس قول کی بنا درایت کے خلاف ہے بلکہ بعضون نے اوسپر قضا کو لازم کہا ہے - +

جسکے ہاتھ کہنیون سے اور پانون ٹخنون سے کٹگئے ہون اور اوسکے منہ پر زخم ہو اوسکو بغیر طہارت کے نماز پڑہنے کا حکم دیتے ہین اور تیمم سے منع کرتے ہین اور اوس نماز کے جو بے طہارت پڑہی گئی ہے اعادہ کرلے کو بہی نہین کہتے ۔ اور بعض بزرگوارون نے ترقی کی ہے اور فرمایا ہے کہ جسکے ہاتہہ پانون قطع ہوگئے ہون اوسپر نماز فرض ہی نہین ۔ انکے نزدیک نماز کی تکلیف کا مدار فقط ہاتہون اور پانون پر ہے سجدہا ے قرآن مجید جو سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک واقع ہین جنمین سورۂ والنجم اور سورۂ انشقاق اور سورۂ علق یعنی اقرء ہے اہلسنت کے امام مالک نے اونکو نفی کردیا ہے اور امام اعظم نے چودہ سجدے واجب ٹہراتے ہین اور سورۂ حج کے دوسرے سجدہ کو صلوتیہ ٹہرایا ہے اور سجدہ کی پوری آیت پڑہنے کی بہی شرط نہین لگائی ۔ یہہ افراط و تفریط قابل ملاحظہ ہے ۔ اور یہہ حضرات جنب اور مست اور سوتے ہوے آدمی پر بھی سجدۂ قرآن کو واجب کہتے ہین اور حائض و نفسا اور کافر پر واجب نہین جانتے خواہ یہہ لوگ آیۂ سجدہ پڑہین یا سنین اور انہین کے پڑہنے سے اورون پر واجب قرار دیتے ہین اور جس مجنون کا جنون ایک شبانہ روز کا یا کم کا ہو اوسپر بہی اس سجدہ کو تلاوت و سماعت سے آیۂ سجدہ کے واجب ٹہراتے ہین اور اگر اس سے زیادہ ہو ٭

٭ تو اوسپر واجب نہین کہتے بلکہ جو اوس سے آیۂ سجدہ کو سنے اوسپر واجب کہتے ہین ۔+

در مختار :- ولو قطعت یداہ و رجلاہ من المرفق والکعب وبوجہہ جراحۃ صلے بغیر طہارۃ ولا یتیمم ولا یعید ہو الاصح ۔ وقدم فی التیمم وقیل لاصلوۃ علیہ ۔ رد مختار :- قولہ و قیل لاصلوۃ علیہ) اختارہ صاحب الدرر فی متنہ وشرحہ فقال قطعت یداہ ورجلاہ من المرفق والکعب لاصلوۃ علیہ کذا فی الکافی ۔ در مختار :- یجب بسبب تلاوۃ آیۃ ای اکثرہا مع حرف السجدۃ من اربع عشرۃ آیۃ اربع فی النصف الاول وعشر فی الثانی منہا اولی الحج اما ثانیتہ فصلوتیۃ لاقترانہا بالرکوع وص خلافا للشافعی واحمد ونفی مالک سجود المفصل ۔ رد مختار :- قولہ سجود المفصل ای من الحجرات الی الآخر وفیہ سورۃ النجم والانشقاق والعلق ۔ در مختار :- علی من کان متعلق بیجب اہلا لوجوب الصلوۃ لانہا من اجزائہا اداء کالاصم اذا تلا او قضاء کالجنب والسکران والنائم فلا تجب علی کافر وصبی ومجنون وحائض ونفساء قرءوا او سمعوا لانہم لیسوا اہلا لہا وتجب بتلاوتہم یعنی المذکورین خلا المجنون المطبق ۔

لا تجب بتلاوتہ لعدم اہلیتہ ولو قصر جنونہ فکان یوما ولیلۃ او اقل تلزمہ تلاوۃ او سمع وان اکثر لا تلزمہ بل تلزم من سمعہ علی ما حررہ ملا خسرو +

اگر پرند جانور سے آیہ سجدہ سنی جاے تو بعضے حضرات سننے والون پر سجدہ کا واجب ہونا صحیح سمجھتے ہین آور اگر مقتدی آیہ سجدہ تلاوت کرے تو اوسپر اور اوسکے امام پر اور اور مقتدیون پر جو وہی نماز پڑہتے ہون اور آیت کو سنین سجدہ واجب نہین جانتے اور سجدہ کا وجوب فوری نہین کہتے۔ بلکہ اوسکی بجا آوری مین تاخیر جائز رکہتے ہین اور ہمیشہ ادا ٹھہراتے ہین اور اوسکے قباحت اسی سے ظاہر ہے کہ انکے امام ابو یوسف کے نزدیک اس سجدہ کا وجوب فوری ہے۔ آور کہتے ہین کہ جسپر تلاوت کے سجدے واجب ہوے ہون اور ہنوز ادا نکئے ہون کہ مرتد ہو جاے تو وہ ساقط ہو جاتے ہین آور اگر عورت پر سجدے تلاوت کے واجب ہون تو حائض ہونے سے ساقط ہوتے ہین۔ اور باوجود اسکے کہ اس سجدہ مین تاخیر جائز جانتے ہین مگر اگر نماز مین آیہ سجدہ تلاوت کیجاے تو اثناے نماز ہی مین سجدہ کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہین اور تاخیر کو گناہ سمجھتے ہین اور اس سجدہ کے ساتھ ایک رکوع کا بہی اضافہ کرتے ہین تو جو شخص نماز مین آیہ سجدہ پڑہیگا سجدہ کے سوا ایک رکوع بہی نماز مین بڑہائیگا اور نماز کے رکوع سے بہی اس سجدہ کا ادا کرنا صحیح جانتے ہین بشرطیکہ رکوع نماز فوراً بعد قرارت آیت کے ادا کرے اور اوس کو رکوع سجود تلاوت کی نیت سے بجالاے آور بعضے بغیر نیت کے بہی صحیح جانتے ہین آور سجدہ تلاوت کا سجدہ نماز سے ادا ہو جانا تو بغیر نیت کے بہی بالاجماع جائز ٹہراتے ہین۔

در مختار + لا تجب بسماعه من الصدی والطیر ولا من المؤتم لو کان السامع فی صلوته ای صلوة المؤتم بخلاف الخارج کما مر۔ رد مختار + قوله والطیر) وقیل تجب وفی الحجة هو الصحیح تاتارخانیة۔ قوله ولا من المؤتم) ای لا یجب علی من سمعها منه سواء کان اماما او المقتدی به کما لا یجب علیه نفسه۔ در مختار + وهی علی التراخی علی المختار ویکره تاخیرها تنزیها ویکفیه ان یسجد عددها علیه بلا تعیین ویکون مؤدیا وتسقط بالحیض والردة ان لم یکن صلوتیة فعلی الفور۔ رد مختار + وعند ابی یوسف علی الفور۔ در مختار + ولو تلاها فی الصلوة سجدها فیها لا خارجها لما مر وفی البدائع واذا لم یسجد اثم فتلزمه التوبة۔ و تؤدی برکوع وسجود غیر رکوع الصلوة وسجودها فی الصلوة وکذا فی خارجها ینوی عنها الرکوع فی ظاهر المروی بزازیه لها ای للتلاوة وتؤدی برکوع صلوة اذا کان الرکوع علی الفور من قراءة آیة او آیتین وکذا الثلث علی الظاهر کما فی البحر ان نواها ای کون الرکوع لسجود التلاوة علی الراجح وتؤدی بسجودها کذلك ای علی الفور وان لم ینو بالاجماع۔ رد مختار + قوله علی الراجح) وقیل لا حاجة الی النیة عند الفور + + + + + +

آیۂ سجدہ ایک مجلس مین کتنی ہی بار پڑہی جائے
الحضرات کے نزدیک اوسکے لئے ایک ہی سجدہ
کافی ہے اور اوس ایک سجدہ کی بجا آوری مین
اختلاف ہے بعض صاحب کہتے ہین کہ پہلی دفعہ
پڑہنے کے بعد اوسکا کرلینا بہتر ہے پہر جتنی دفعہ
چاہے آیت سجدہ پڑہے سجدہ کی حاجت نہین
اور بعضے فرماتے ہین کہ تاخیر احوط ہے - اور
اگر پڑہنے والا سواری پر مکرر آیت سجدہ تلاوت
کرے اور اوسکا غلام پیدل سماعت کرتا ہو تو
کہتے ہین کہ اس صورت مین پڑہنے والے کی
مجلس نہین بدلی اُسکو ایک ہی سجدہ کفایت کرتا ہے
اور سننے والے کی مجلس مین تبدل واقع ہوا اوسکو
جتنی بار سنے اوسیقدر سجدے کرنا لازم ہین -
اور اسکے عکس کی صورت مین کہ مکرر پڑہنے والا
پیدل ہو اور سننے والا سوار ہو تکرار سجدہ کو نہین
کہتے اور اسی کو مفتی بہ سمجھتے ہین - جس مجلس مین
آیت سجدہ پڑہی جائے اور کوئی شخص وہان
کسی کام مین مشغول ہو اور آیت کو نہ سنے تو انکے
نزدیک راجح یہہ ہے کہ اوسپر بہی سجدہ واجب ہے
یہہ وہ صورت الحضرات نے نکالی ہے کہ جہان
بغیر سبب وجوب کے سجدہ واجب ہے اگر کوئی
شخص سجدہ کی پوری آیت تہوڑی تہوڑی کئی
آدمیون سے سنے تو اوسپر سجدہ کو واجب نہین
کہتے - سجدۂ شکر کو مستحب جانتے ہین اور اوسکے
استحباب کو مفتی بہ کہتے ہین باین ہمہ اوسکو
بعد نماز کے مکروہ تحریمی بتاتے ہین اور اوسکی
وجہ یہہ ٹہراتے ہین کہ جاہل لوگ اوسکے سنت
یا واجب ہونے کا اعتقاد کرلینگے - ۲

در مختار ÷

ولو کررها فی مجلسین تکررت وفی
مجلس واحد لا تتکرر بل کفته
واحدة وفعلها بعد الاولی اولی
وفی البحر التاخیر احوط - کما تتکرر
لو تبدل مجلس سامع دون تال
حتی لو کررها راکبا یصلی وغلام
یمشی تتکرر علی الغلام لا تتکرر
فی عکسه وهو تبدل مجلس التالی
دون السامع علی المفتی به -
ایضا در مختار + واختلف التصحیح
فی وجوبها علی متشاغل بعمل
ولا یسمعها والراجح الوجوب
زجرا له عن تشاغل عن کلام الله
فنزل سامعا لانه بعرضیة ان
یسمع - ولو سمع اٰیة سجدة من
قوم من کل واحد منهم حرفا
لم یسجد لانه لم یسمعها من تال
خانیه فقد افاد ان اتحاد التالی
شرط - در مختار + سجدة الشکر
مستحبة به یفتی لکنها تکره بعد الصلوٰة
لان الجهلة یعتقدونها سنة او واجبة
وکل مباح یؤدی الیه فمکروه - رد مختار
الظاهر انها تحریمیة لانه یدخل فی
الدین مالیس منه ط - ونقل فی
الذخیرة عن محمد عنه
انه کان لا یراها شیئا -
۱۲ الشکر سجدة ÷

حسبحان اللہ کیا معقول وجہ ہے جاہلون کو اس اعتقاد سے باز رکہنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اونکو بتا دیا جائے کہ سجدۂ شکر بعد نماز کے مستحب ہے سنت یا واجب نہین نہ یہہ کہ اس
خیال سے امر مستحب کو مکروہ تحریمی ٹہرایا جائے اور تشریع عمل مین لائی جائے - آور امام محمد سے تو امام اعظم سے نقل کیا ہے کہ اوسکی رائے مین سجدۂ شکر کوئی چیز نہین ہے ÷

طرفہ یہہ ہے کہ اہلسنت سجدہ واسطے غیر خدا کے جائز جانتے ہین حالآنکہ نص قرآن سے جائز نہین اور بعضون نے تصریح کی ہے کہ چاند اور سورج کو سجدہ کرنا کفر نہین بعضے علماے اہلسنت نے اکبر بادشاہ کو سجدہ کرنا جائز قرار دیا تہا اور بعض حسرت سے کہتے تہے کہ دریغ ہمنے یہہ امر ایجاد کیا چنانچہ شاہجہان کے جلوس تک یہہ امر جاری رہا اوسنے موقوف کرکر سجدہ کی جگہ زمین بوس پر اکتفا کی۔ مشائخ چشتیہ جنکو اہل سنت کامل ولی جانتے ہین جیسے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و شیخ فرید شکر گنج۔ اور سلطان شیخ نظام الدین انہین معمول تہا کہ جسوقت انکے مرید اور معتقد انکی خدمت شریف سے شرف پاتے تہے سجدہ مین جہک جاتے تہے اور یہہ مشائخ اپنے پیرون کے ساتھ یہی طریقہ عمل مین لاتے تہے۔ +

کافی مین جو فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب ہے لکہا ہے ذکر الصدر الشہید انہ لا یکفر بہذا السجود لغیر اللہ لانہ یرید بہ التحیۃ دون العبادۃ + شرح اشباہ ونظائر مین کہا ہے قال اکثرہم ہو ای السجود علی وجوہ ان اراد العبادۃ یکفر وان اراد بہ التحیۃ لا یکفر ولا لوم علیہ فی ذلک معجم البلدان مین ہے بشر بن غیاث المریسی صاحب الکلام مولی زید بن الخطاب اخذ الفقہ عن ابی یوسف صاحب ابی حنیفۃ ثم اشتغل بالکلام وجود القول بخلق القرآن وحکی عنہ اقوال شنیعۃ کقولہ ان السجود للشمس والقمر لیس بکفر × صاحب تاریخ بدایونی نے جو علماے اہلسنت سے ہے تاریخ مذکور مین ذکر مین قاضی نظام بدخشی کے لکہا ہے فصیح زبان خوش تقریر بودہ تصانیف معتبرہ دارد و از انجملہ در اثبات کلام و بیان ایمان وتحقیق تصدیق و بر شرح عقائد حاشیہ دارد و در تصوف رسائل متعددہ تصنیف وتالیف نمودہ بسن ہفتاد سالگی در اودھ در سنہ نہصد و نود و دو برحمت حق پیوست اول کسیکہ اختراع سجدہ پیش بادشاہ کرد در فتحپور او بود و ملا عالم کابلی بحسرت میگفت دریغ کہ من مخترع این امر نشدم۔ ابو طالب کلیم نے شاہجہان نامہ مین کہا ہے ~~ درین خاندان شرف رسم بود + بہنگام تعظیم شاہان سجود + شہنشاہ روشندل وحق پرست + ہمانم کہ بر تخت شاہی نشست + بلبش در فشان شد باین حکم باز + کہ از سجدہ مردم کنند احتراز + الخ۔ فوائد الفواد مین بعد حکایت برہان الدین نسفی کے لکہا ہے بعد ازان فرمود کہ بر من خلق می آیند در پاے و بر زمین می آرند چون پیش شیخ الاسلام فرید الدین وشیخ قطب الدین قدس اللہ سرہما العزیز منع نبودمن ہم منع نمیکنم

اقوال اہل سنت

بعض اہل سنت قائل ہین کہ پہلی شریعتین منسوخ نہین ہوتین اونپر عمل کرنا ہمپر لازم ہے اور آیہ وَکیفَ یحکمونکَ وَعندھم التوریٰۃ فیہا حکم اللہ کو اسکی دلیل ٹھہراتے ہین -

بخاری نے برہنہ غسل کرنے کے جائز ہونے پر حضرت موسےؑ اور حضرت ایوّب کے قصہ سے جو حدیثون مین منقول ہے استدلال کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ پہلی شریعتون مین نظر کرنا شرعاً ممنوع ہے

کفی اللہ المؤمنین القتال -

+ + + +
+ + + +
+ + + +
+ + +

حوالۂ کتب اہلسنت

تفسیر کبیر + احتج جماعة من الحنفیة بھذہ الآیة علے ان حکم التوریٰة وشرائع من قبلنا لازم علینا لم ینسخ وھو ضعیف ولو کان کذلك کان حکم التوریٰة کحکم القرآن فی وجوب طلب الحکم منه لکن الشرع نھی عن النظر فیه بل المراد الحکم الخاص وھو الرجم لانھم طلبوا الرخصة بالتحکیم - +

فتح الباری مین

حدیث بھز عن ابیه عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ احق ان یستحیی منه من الناس کی شرح مین لکھا ہے قال الحافظ ابن حجر حدیث بھز ان التعری فی الخلوة غیر جائزة لکن استدل المصنف علے الجواز فی الغسل بقصة موسیٰ وایوب علیھما السلام - +

اور قصۂ موسےؑ کی حدیث کی شرح مین لکھا ہے وفی الحدیث دلیل علے اباحة التعری فی الخلوة للغسل وغیرہ بحیث یامن اعین الناس وفیه دلیل علے جواز النظر الی العورة عند الضرورة الداعیة علیه من مداواة او ابراء من العیوب الی ان قال وکشف العورة حرام فی شرعنا واما فی شرعھم فلا والدلیل علیه انھم یغتسلون عراة وموسیٰ علیه السلام یراھم ولا ینکر علیھم ولو کان حراماً لانکرہ علیھم وموسیٰ علیه السلام انما کان یفعل ذلك من باب الحیاء لا انه کان یجب علیه ذلك -

اور اسیطرح شرح مین حدیث حضرت ایوبؑ کے کہا ہے

+ + +

قصر نماز کے لیے تین شبانہ روز کی مسافت کا اعتبار کرتے ہین اور عامہ مشائخ نے جو مسافت قصر بعضون نے اکیس فرسخ اور بعض نے اٹھارہ اور بعض نے پندرہ فرسخ ٹہرائی ہے اوسکو صحیح نہین کہتے ۔ ہرچند عامہ مشائخ کے قول کو اس وجہ سے کہ اونہون نے فرسخون کی مقدار بڑہائی ہے صحیح نہ کہنا صحیح ہے مگر تین شبانہ روز کی مسافت کو مسافت قصر ٹہرانا باوجود اسکے کہ ایک شبانہ روز اور دو شبانہ کی مسافت بہی عرف مین سفر کہی جاتی ہے صحیح نہین ۔ اور سفر کے مباح ہونیکا بہی لحاظ نہین رکھتے بلکہ سفر معصیت مین بہی قصر نماز جائز سمجھتے ہین ۔ اور آدہے مہینے سے کم ٹہرنے کی نیت کو موجب اتمام نماز نہین کہتے اور ٹہرنے کے مقام مین بہی شرط کرتے ہین کہ وہ قابل ٹہرنے کی ہو پس اگر کوئی مسافر جزیرہ اور دریا مین اقامت کا پندرہ دن یا مہینے کی قصد کرے تو اوسکو نماز قصر کا ہی حکم دیتے ہین اور اگر کوئی شخص اقامت کی نیت نکرے اور سفر کی امید پر کہ کل چلینگے اور پرسون چلینگے کسی شہر مین جو ٹہرنے کے قابل بہی ہو برس گذر جائین اوسکو برابر قصر کرنے کے لئے کہتے ہین سبحان اللہ برسون کا مقام مقام آسائش پر قیام اور قصر نماز کے لئے سفر کا نام ۔ اسیطرح اگر لشکر اسلام دار الحرب مین داخل ہو یا وہان کے کسی قلعہ کا محاصرہ کرے یا دار الاسلام مین باغیون کو گہیرے مگر شہر نہو

تنویر ÷

من خرج من عمارة موضع اقامتها قاصدا مسيرة ثلثة ايام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات صلے الفرض الرباعي ركعتين ولو كان عاصيا بسفره ۔
در مختار ÷ ولا اعتبار على الفراسخ على المذهب ۔

رد محتار ÷

قال فى الهداية هو الصحيح احترازا عن قول عامة المشائخ من تقديرها بالفراسخ فقيل احد وعشرون وقيل ثمانية عشر وقيل خمسة عشر ۔ تنوير ÷ حتى يدخل موضع مقامه او ينوى اقامة نصف شهر بموضع صالح لها فيقصر ان نوى اقل منه او فيه لكن فى بحر او جزيرة او بموضعين مستقلين او لم يكن مستقلا برائه او دخل بلدة ولم ينو مدتها بل ترقب السفر ولو بقى على ذلك سنين وكذا عسكر دخل ارض حرب او حاصر حصنا فيها او اهل البغى فى دارنا فى غير مصر مع نية الاقامة

اور دو ائی کی مدت تک ٹھہرنے کی نیت ہو اس حالت مین بھی وہ سب نماز قصر پڑھی جائین گو اونکو برس ہوجا ۔ ÷
مین تھا ۔ ÷

کہتے ہین کہ اگر مسافر نماز کو پوری پڑھ لے اور قصر نکرے تو اگر پہلی دو رکعتون پر اوسنے قعود کیا ہو فرض اوسکا درست ہو جائیگا اور دو رکعتین جو اوسنے زیادہ پڑہی ہین وہ نفل قرار پائینگی۔ اور اگر قعود نکیا ہوگا تو فرض باطل ہو جائیگا۔ مگر چارون رکعتین نفل ہو جائینگی۔ بالجملہ حکم خدا اور رسول صلعم سے عدول انکے نزدیک قبول ہے اور نفل مین شمول ہے۔ جہان آدمی پیدا ہو یا نکاح کرے اوس مقام کو بہی اوسکا وطن اصلی ٹھہراتے ہین۔

اور بعض کہتے ہین کہ اگر مسافر کسی شہر مین نکاح کرے اور وہان ٹھہرنے کی نیت بہی نکرے لیکن مقیم ٹھہر جائیگا اور نماز کو پورا بجا لائیگا۔

اور اگر کسی شخص کے دو بیبیان دو شہرون مین ہون اور ایک زوجہ مر جائے تو بعضے کہتے ہین کہ وہ شہر اوسکا وطن رہیگا گو اوسکے مکانات وغیرہ وہان ہون۔

بعضے حضرات کہتے ہین کہ اگر سلطان اپنی ولایت مین مہینون کی راہ پہرتا رہے قصر نکرے اسلیے کہ تمام ملک اوسکے حق مین بجاے وطن کے ہے۔

کہتے ہین کہ اگر حائض یا نابالغ سفر کرین اور جب راہ مسافت قصر سے کم رہجاتے اوسوقت حائض پاک ہو جاتے اور نابالغ بالغ ہو جاتے تو وہ نماز قصر کو قصر نکرین۔

اور اگر کافر ایسے حالت مین مسلمان ہو جاتے تو اوسپر قصر کو لازم ٹھہراتے ہین۔ +

+

تنویر + فلو اتم مسافر ان قعد فی الاولی تم فرضہ واساء وما زاد نفل وان لم یقعد بطل فرضہ۔ در مختار + وصار الکل نفلا۔ ایضا در مختار +

والوطن الاصلی هو موطن ولادته او تاهله او توطنه۔ رد محتار + قال فی شرح المنیة ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامة فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وهو الاوجہ ولو کان له اهل ببلدتین فایتهما دخلها صار مقیما فان ماتت زوجته فی احدهما وبقی له فیها دور وعقار قیل لا یبقی وطنا له اذ المعتبر الاهل دون الدار۔ در مختار + سافر سلطان قصر۔

رد محتار + قال فی شرح المنیة قیل هذا اذا لم یکن فی ولایته اما اذا طاف فی ولایته فلا یقصر۔ علل بان جمیع الولایة بمنزلة مصره۔ در مختار + طهرت الحائض وبقی لمقصدها یومان تتم کصبی بلغ بخلاف کافر اسلم۔ +

+

اگر ایک غلام مشترک ہو کہ اوسکا ایک آقا مسافر ہو اور دوسرا مقیم پس اگر غلام کی باری مقرر ہو تو یہہ حضرات کہتے ہین کہ وہ غلام مسافر کی باری مین نماز قصر پڑہے اور مقیم کی باری مین نماز پوری ادا کرے اور اگر غلام کی باری نہو تو نماز پوری پڑہے اور کسی مقیم کی اقتدا نکرے اور اسی کو احتیاط ٹہراتے ہین حال آنکہ یہہ محض خلاف احتیاط ہے احتیاط تو یہہ ہے کہ ہر چہار رکعتی نماز کو وہ دونون طرح یعنی قصر و اتمام سے پڑہے - جمعہ کی نماز کی نسبت کہتے ہین کہ اوسکے صحیح ہونے کی واسطے شہر کی شرط ہے وہ شہر مین صحیح ہوتی ہے - یعنی دیہات و صحرا وغیرہ مین صحیح نہین گو اور شرطین جمع ہون - اور ایک شہر مین بہت جگہ جمعہ کا ادا کرنا مذہب قرار دیتے ہین اور اسی پر فتوی بیان کرتے ہین اور اس ملک مین بہی انحضرات کا معمول ہے حال آنکہ خود کہتے ہین کہ کسی شخص سے صحابہ اور تابعین مین سے تجویز تعدد جمعہ محفوظ نہین اور ایک شہر مین ایک ہی جمعہ ہونا شافعی کا تو مذہب ہی ہے اور امام مالک سے یہی مشہور ہے اور احمد سے بہی روایت ہے اور ابو حنیفہ سے بہی اوسکو بعضے ظاہر الروایۃ اور بعضے اظہر الروایتین کہتے ہین اور طحاوی اور تمرتاشی اور صاحب مختار نے اسیکو اختیار کیا ہے اور عتابی نے اظہر قرار دیا ہے اور بعض اکابر نے اسی پر فتوی کہا ہے - بالجملہ

در مختار + عبد مشترک بین مقیم و مسافر ان تھایا قصر فی نوبۃ المسافر والا یفرض علیہ القعود الاول و یتم احتیاطا و لا یاتم بمقیم اصلا و ھو مما یلغز - ایضا در مختار + و یشترط لصحتھا المصر الخ - و تودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا و علیہ الفتوی الخ - رد محتار + و فیہ نظر بل ھو الاحتیاط بمعنی الخروج عن العھدۃ بیقین لان جواز التعدد و ان کان ارجح و اقوی دلیلا لکن فیہ شبھۃ قویۃ لان خلافہ مروی عن ابی حنیفۃ ایض و اختارہ الطحاوی و التمرتاشی و صاحب المختار و جعلہ العتابی الاظھر و ھو مذھب الشافعی و المشھور عن مالک و احدی الروایتین عن احمد کما ذکرہ المقدسی فی رسالتہ نور الشمعۃ فی ظھر الجمعۃ بل قال السبکی من الشافعیۃ انہ قول اکثر العلماء و لا یحفظ عن صحابی و لا تابعی جواز تعددھا اھ و قد علمت قول البدائع انہ ظاھر الروایۃ و فی شرح المنیۃ عن جوامع الفقہ انہ اظھر الروایتین عن الامام قال فی النھر و فی الحاوی القدسی و علیہ الفتوی و فی التکملۃ للرازی و بہ ناخذ اھ -+

حاصل یہ کہ تعدد جمعہ کا اثبات ان حضرات کا مذہب اور عمل آئمہ اربعہ و صحابہ و تابعین سے خارج ہے اور اس امر کا اقرار بہی ان مفتیون کو ہے -+

خطیب اگر جمعہ کا خطبہ تنہا پڑھے اور حاضرین کو نہ سنائے نہ کوئی سنے تو اہلسنت کے امام اعظم اور صاحبین اسکو جائز جانتے ہین آور بعض مشائخ حنفیہ نے اسیکو معتمد ٹھرایا ہے آور بعضون نے خطبہ کے وقت ایک شخص کے موجود ہونے کو کافی سمجھا ہی اہلسنت کے امام اعظم کے نزدیک جمعہ کے خطبہ مفروضہ کے ادا کرنے کے واسطے ایکبار الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہہ لینا کفایت کرتا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی چھینک کر الحمد للہ کہے خطبہ کے لیے کافی ہے۔ متقدمین اہلسنت نے تو خطبہ مین سلطان کی دعا اور تعریف کو منع کیا ہے آور بعض علماے اہلسنت نے کہا ہے کہ اگر بادشاہ وقت کی دعا کو واجب کہا جائے تو بعید نہین اس خیال سے کہ دعا نکرنے مین فتنہ کا خوف ہے آور یہہ حضرات صاف کہتے ہین کہ بدعت کبھی مندوب یا واجب بھی ہوجاتی ہے۔ بادشاہ کی تعریف مین یہہ الفاظ جو اہلسنت کے خطیب خطبون مین پڑھا کرتے ہین السلطان العادل الاکرم شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم ان الفاظ کی نسبت جو بعض اکابر فقہا سے پوچھا گیا کہ یہہ جائز ہے جواب دیا کہ نہین اسلئے کہ انمین بعضے الفاظ کفر ہین اور بعضے کذب ہین آور بعضے نے کہا ہے کہ جو شخص اوس بادشاہ کو جسکے بعض الفاظ ظلم ہون عادل کہیگا کافر ہو جائیگا۔ اور بزازیہ مین کہا ہے کہ خوارزم کے امام لوگ جمعہ اور عید کو محراب سے دور بیٹھا کرتے تھے کہ خطبہ نہ سنین۔ بالجملہ جو لوگ سلطان وقت کی تعریف و دعا کو عموماً واجب جانتے ہین ان اکابر کی تصریح کی موافق کفر و کذب کے مرتکب ہوتے ہین اور گویا کفر و کذب کو واجب ٹھراتے ہین۔ + + + + +

در مختار: فلو خطب وحده لم يجز على الاصح وجزم في الخلاصة بانه يكفي حضور واحد - رد محتار: قال في الحلية هذا احدى الروايتين عن ائمتنا الثلثة والاخرى انها غير شرط حتى لو خطب وحده جاز وافاد شيخنا يعني الكمال اعتمادها -

در مختار: وكفت تحميدة او تهليلة او تسبيحة للخطبة المفروضة مع الكراهة بنيتها فلو حمد لعطاس او تعجبا لم ينب عنها على المذهب لكنه ذكر في الذبائح انه ينوب - رد محتار: قوله لكنه ذكر اي المصنف حيث قال ولو عطس عند الذبح فقال الحمد لله لا يحل في الاصح بخلاف الخطبة اه فان مفاده ان حمد العاطس يكفي لها - ايضا رد محتار: وايضا فان الدعاء للسلطان على المنابر قد صار الآن من شعار السلطنة فمن تركه يخشى عليه ولذا قال بعض العلماء لو قيل ان الدعاء له واجب لما في تركه من الفتنة غالبا لم يبعد كما قيل به في قيام الناس بعضهم لبعض والظاهر ان منع المتقدمين مبني على ما كان في زمانهم من المجازفة في وصفه مثل السلطان العادل الاكرم شهنشاه المعظم مالك رقاب الامم ففي كتاب الردة من التاترخانية سئل الصفار هل يجوز ذلك فقال لا لان بعض الفاظه كفر وبعضه كذب وقال ابو المنصور من قال للسلطان الذي بعض افعاله ظلم عادل فهو كافر واما شاهنشاه فهو من خصائص الله تعالى بدون وصف الاعظم لا يجوز وصف العباد به واما مالك رقاب الامم فهو كذب اه قال في البزازية كان ائمة خوارزم يتباعدون عن المحراب يوم العيد والجمعة - ايضا رد محتار: وقد تكون البدعة واجبة او مندوبة - +

سنون بودن لباس سیاه و ترک سلام برای خطیب و جواز خطبہ بحالت جنابت و بدون ستر عورت و دیگر مسائل -+

خطیب کے لئے سنت سمجھتے ہین کہ سیاہ لباس جو مکروہ ہے پہنے اور اپنے نکلنے کے وقت سے نماز کے شروع تک سلام کو جو سنت اسلام ہے ترک کرے اور ستر عورت جو عموماً لازم ہے اوسکے لئے سنت کہتے ہین اور حالت جنابت مین بہی خطبہ پڑہنا جائز جانتے ہین - اگر کوئی امیر اپنے محل یا قلعہ کے اندر داخل ہوا اور اوسکا دروازہ بند کر دے اور اپنے اصحاب کے ساتھہ نماز جمعہ پڑہے تو کہتے ہین کہ جمعہ منعقد نہو گا - جو شخص نماز جمعہ سے معذور ہو یا قید ہو اوسکو نماز ظہر شہر مین جماعت سے پڑہنا مکروہ تحریمی کہتے ہین - اسیطرح اہل شہر کو جنکی نماز جمعہ فوت ہوئی ہو نماز ظہر جماعت سے پڑہنا مکروہ تحریمی بتاتے ہین -

ان لوگون کا خصوصاً معذور اور قیدی کا فضیلت جماعت سے محروم رکہنا بلکہ جماعت کو معصیت ٹھہرانا قابل ملاحظہ ہے - جو شخص نماز جمعہ کے تشہد مین یا سجود سہو مین شریک ہو اوسکو جمعہ کے طور پر نماز تمام کرنے کا حکم دیتے ہین - ظاہر ہے کہ اس شخص کو نماز جمعہ کا ایک رکن بہی نہین ملا پہر جمعہ کے طور پر تمام کرنے کے کیا معنی اسیوجہ سے امام محمد نے اسمین خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر دوسری رکعت کا رکوع امام کے ساتھہ کرے تب تو نماز کو بطور جمعہ تمام کرے ورنہ ظہر پڑہے -+-+-+

+

در مختار :: ومن السنة جلوسه فى مخدعه عن يمين المنبر ولبس السواد وترك السلام من خروجه الى دخوله فى الصلوة وطهارة وستر عورة - ولو خطب جنبا ثم اغتسل وصلى جاز -

ايضا

فلو دخل امير حصنا او قصره واغلق بابه وصلى باصحابه لم تنعقد - تنویر +

وكره تحريما لمعذور ومسجون اداء ظهر بجماعة فى مصر وكذا اهل مصر فاتتهم الجمعة -

ومن ادركها فى تشهد او سجود سهو يتمها جمعة كما فى العيد وينوى به جمعة لا ظهرا -

ردمختار + حيث قال (محمد) ان ادرك معه ركوع الركعة الثانية بنى عليها الجمعة وان ادرك فى ما بعد ذلك بنى عليها الظهر لانه جمعة من وجه وظهر من وجه -

+ + +

+ +

+

کہتے ہین کہ جو کچھ نماز مین حرام ہی خطبہ مین بھی حرام ہے، بلکہ تسبیح پڑہنے کو بھی اثنائے خطبہ مین بھی حرام کہتے ہین اور جواب سلام کو بھی جو فرض ہے اور امر بالمعروف کو بھی خطبہ کے وقت حرام جانتے ہین اور ان احکام کی بابت قریب و بعید مین فرق نہین کرتے یعنی جو شخص خطیب سے دور ہو کہ خطبہ کی آواز بھی اوسکے کان تک نہ پہونچتی ہو اوسکو بھی تسبیح پڑہنا اور جواب سلام دینا حرام جانتے ہین اور با این ہمہ خود بیان کرتے ہین کہ انکا امام ابو یوسف خطبہ کے وقت اپنی کتاب کو دیکھا کرتا تہا اور اوسکو صحیح کیا کرتا تہا - اور چونکہ ابو یوسف نے جواب سلام کو فرض جانکر اثنائے خطبہ مین جائز کہا ہے یہہ حضرات اسکے رد مین کہتے ہین کہ یہہ سلام ایسا نہین جسکا جواب فرض ہو بلکہ اس سلام کا کہنے والا گنہگار رہوگا - حجامت بنوانا اور ناخن تراشنا بعد جمعہ کے افضل کہتے ہین - اور اوسکی وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ جمعہ مین حج کے معنی ہین اور سر کا منڈانا اور ناخن تراشنا قبل حج کے مشروع نہین - سبحان اللہ کیا معقول وجہ ہے - ÷

÷ ÷ ÷ ÷
÷ ÷ ÷ ÷
÷ ÷ ÷
÷ ÷
÷

دُرّ مختار ÷

وکل ما حرم فی الصلوۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ خلاصۃ وغیرہا فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام او امر المعروف بل یجب علیہ ان یستمع ویسکت بلا فرق بین قریب وبعید فی الاصح -

رد مختار ÷

وکان ابو یوسف ینظر فی کتابہ و یصححہ - وعن ابی یوسف لا یکرہ (رد سلام) لانہ فرض قلنا ذلک اذا کان السلام ماذونا فیہ ولیس کذلک فی حالۃ الخطبۃ بل یرتکب بسلامہ ماثما لانہ بہ یشتغل خاطر السامع عن الفرض -

در مختار ÷ الا فضل حلق الشعر وقلم الظفر بعدہا -

رد مختار ÷ لما فیہ من معنی الحج و ذلک قبل الفراغ من الحج غیر مشروع -

÷ ÷ ÷
÷ ÷
÷

اہل بہشت خدا تعالی را بروز جمعہ و سنت بودن نماز عیدین و جواز تاخیر آن تا روز دیگر - +

اقوال اہل سنت	حوالہ کتب اہل سنت
یہہ حضرات کہتے ہین کہ جو سائل مسجد مین نمازی کے سامنے سے ہو کر گذرین یا چپٹ کر مانگین اونکو دینا جائز نہین ہے اور انکے امام ابو نصیر عباض نے کہا ہے کہ مین امیدوار ہون کہ حق تعالی مغفرت کریگا اوس شخص کی جو ان سائلون کو مسجد سے نکال دیگا - اور امام خلف بن ایوب نے فرمایا ہے کہ اگر مین قاضی ہوتا تو اون لوگون کی گواہی جو مسجد کے ان سائلون کو دیتے ہین قبول نکرتا - کہتے ہین کوئی شخص جس دن قوت بالفعل رکہتا ہو یا بالقوہ مثل تندرست پیشہ ورکی اوسکو سوال کرنا حلال نہین اور جو شخص یہہ حال جانکر اوسکو کچہہ دیگا گنہگار ہوگا کیونکہ وہ حرام کام پر اعانت کرتا ہے - کہتے ہین کہ بعضے اہل بہشت ہفتہ بہر مین جمعہ کے دن خدا کی زیارت اور رویت کرتے ہین اور بعضے اس سے کمتر مین اور بعضے زیادہ مین یہانتک کہ بعضون نے کہا ہے کہ عورتین صرف عیدون کے دنون مین وقت عام تجلی کے اوسکو دیکھتے ہین بعض بزرگوار نماز عیدین کو باوجود شرائط کے سنت قرار دیتے ہین چنانچہ علامہ نسفی نے اسی قول کو صحیح ٹہرایا ہے - نماز عیدین کو وقت سے پہلے نفل حرام کہتے ہین - یہہ حضرات نماز عیدین کی تاخیر دوسرے دن کے زوال تک بارش وغیرہ کے عذر سے جائز جانتے ہین بلکہ نماز عید اضحی کی تاخیر تو ۳	رد محتار: قال فی النہر والمختار ان السائل ان کان لا یمر بین یدی المصلی ولا یتخطی الرقاب ولا یسئل الحافا بل لامر لا بد منہ فلا باس بالسوال والاعطاء اذا لم یکونوا علی تلک الصفۃ المذکورۃ قال الامام ابو نصر العیاضی ارجو ان یغفر اللہ تعالی لمن یخرجہم من المسجد و عن الامام خلف بن ایوب لو کنت قاضیا لم اقبل شہادۃ من یتصدق علیہم وسیاتی فی باب المصرف انہ لا یحل ان یسئل شیئا من لہ قوت یومہ بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویاثم معطیہ ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم - در مختار: وفیہ (یوم الجمعۃ) یزور اہل الجنۃ ربہم تعالی - رد محتار: المراد بالزیارۃ الرویۃ لہ تعالی وہذا باعتبار بعض الاشخاص والبعض یراہ فی اقل من ذلک والبعض فی اکثر منہ حتی قیل بعضہم ان النساء لا یرینہ - فی مثل ایام الاعیاد عند التجلی العام - در مختار: تجب صلوتہما (عیدین) فی الاصح - رد محتار: مقابل القول بانہا سنۃ و صححہ النسفی - در مختار: و توخر (صلوۃ العیدین) بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط - رد محتار: ذکر فی المجتبی ان ما ذکرہ المصنف قول ابی یوسف

ہ بغیر عذر کے بہی کراہت کے ساتھ تجویز کرتے ہین اس مسئلہ مین اپنے امام اعظم سے بہی مخالفت روا رکہتے ہین اسیطرح نماز عیدین کا ایک شہر مین بہت مقامون مین ادا کرنا اتفاقاً جائز سمجھتے
اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان لوگون نے احکام ربانیہ کو شہوات نفسانیہ کا تابع کر رکہا ہے - +

+ وان ابا حنیفۃ قال ان فاتت فی الیوم الاول لم تقض - در مختار: واحکامہا احکام الاضحی لکن ہنا یجوز تاخیرہا بلا عذر مع الکراہۃ وبہ ای بالعذر بدونہا فالعذر ہنا لنفی الکراہۃ وفی الفطر للصحۃ - ایضاً در مختار: وتودی (صلوۃ العیدین) بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقاً - +

حضرات اہلسنت نماز کسوف (سورج گہن) کو سنت کہتے ہین آور بعضون نے تو صاف صاف اس نماز کے ترک کا اختیار دیا ہے آور اس قول کے دفع کے واسطے اسیقدر کافی ہے کہ بعضے اسی مذہب کے بزرگوار اس نماز کو واجب جانتے ہین۔ اور نماز خسوف (چاند گہن) وغیرہ کو یہہ حضرات حسنہ کہتے ہین یعنی سنت بہی نہین سمجہتے۔ اور نماز استسقا (طلب باران) کے سنت ہونے مین بہی اختلاف ہے۔ یعنی بعضے اس نماز کو بہی سنت نہین جانتے۔ بلکہ ہدایہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک استسقا مین کوئی نماز مسنون جماعت کے ساتہہ نہین حالانکہ حدیث مشکوۃ وغیرہ سے رسولخداصؐ کا نماز استسقا کو جماعت سے پڑہنا آشکار ہے۔ اہلسنت کے امام محمد نماز خوف کو بعد وفات سرور کائنات ناجائز کہتے ہین اور انکے امام اعظم وغیرہ جو جائز سمجہتے ہین اوسکے اداکی یہہ صورت قرار دیتے ہین کہ امام اپنے گروہ کے دو فریق کرے ایک فریق دشمن کے مقابل ہو اور دوسرے فریق کے ساتہہ دو رکعتی نماز مین ایک رکعت اور اوسکے ماسوا مین دو رکعتین پڑہے پہر یہہ فریق اپنی نماز کو ناتمام چہوڑ کر مقابلہ کو جائے اور امام باقی نماز پہلے فریق کو پڑہائے اور آپ تنہا نماز کو تمام کرے پہر یہہ لوگ بہی اپنی نماز کو بغیر پورا کئے مقابلہ کو جائین اور پہلے لوگ واپس آئین اور اپنی نماز کو بغیر قرارت کے پورا کرین پہر دوسرا گروہ آئے اور اپنی نماز کو قرارت کے ساتہہ تمام کرے سبحان اللہ کیا اچہی نماز ہے کہ بلا ضرورت نمازی لوگ اثنای نماز مین دشمن کے مقابلہ کو جائین اور لوازم جدال و قتال عمل مین لائین آور پہر واپس آکر نماز کو اتمام کو پہونچائین اور بوجہ نماز کے شرائط و آداب کو بالکل خاک مین ملائین حالانکہ یہی حضرات شدت خوف کی نماز کو جسے حالت سواری مین فرادی اشارہ سے جسطرف ہوسکے درست جانتے ہین چلنے سے فاسد بتاتے ہین اور قتال کثیر سے اور مرکب پر سوار ہونے سے بہی نادرست کہتے ہین آور تبرک کو حکم دیتے ہین کہ اگر ایک ساعت ٹہر سکے تو اشارہ سے نماز پڑہ لے ورنہ نہین۔
بعضے حضرات اہلسنت حالت یاس کی توبہ کو قابل قبول سمجہتے ہین۔ ❊

درمختار:۔ وفی العینی صلوۃ الکسوف سنۃ واختار فی الاسرار وجوبہا وصلوۃ الخسوف حسنۃ وکذا البقیۃ واختلف فی استنان صلوۃ الاستسقاء۔ ردمختار:۔ وان شاء والم یصلوا (للکسوف) غیاثیہ۔ تنویر:۔ باب صلوۃ الخوف ھی جائزۃ بعدہ علیہ السلام عندھما (خلافا للثانی درمختار) لبشرط حضور عدو او سبع فیجعل الامام طائفۃ بازاء العدو ویصلی باخری رکعۃ فی الثنائی ورکعتین فی غیرہ وذھبت الیہ وجاءت الاخری فصلی بہم ما بقی وسلم وحدہ وذھبت الیہ وجاءت الطائفۃ الاولی واتموا صلوتہم بلا قراءۃ وسلموا ثم جاءت الطائفۃ الاخری واتموا صلوتہم بقراءۃ وان اشتد خوفہم صلوا رکبانا فرادی بالایماء الی جہۃ قدرتہم فسدت بمشی ورکوب وقتال کثیر والسابح فی البحران امکنہ ان یرسل اعضاءہ ساعۃ صلی بالایماء والا لا۔ درمختار:۔ واختلف فی قبول توبۃ الیاس والمختار قبول توبتہ لا ایمانہ۔ ❊ ❊

مشروع بودن تلقین میت ونجس بودن میت بنجاست خبثیہ و کراہت تلاوت قرآن نزد میت بخوف آلودگی ۔ + +

حضرات اہلسنت کی معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ میت کی تلقین اوسکی قبر مین رکھہ دینے کے بعد مشروع ہے اور اتنی تلقین بھی کافی لکھی ہے یا فلان یا ابن فلان اذکر ماکنت علیہ وقل رضیت باللہ ربًا و بالاسلام دینًا وبمحمد نبیًا ۔ ہزار افسوس کہ یہہ لوگ شیعون کی مخالفت مین جو اس عمل خیر مین کوتاہی نہین کرتے تلقین مشروع کو مثل ممنوع سمجھتے ہین اور اپنی اموات کو ہدایت تلقین سے محروم رکھتے ہین ۔ اسیطرح غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن پڑھنے کو مکروہ کہتے ہین اور دلیل یہہ بیان کرتے ہین کہ اسمین نجاست میت سے قرآن شریف کی تنزیہ ہے ۔

اس دلیل ذلیل سے ثابت ہے کہ انحضرات کے اموات کی نجاست جسکو بعضے بزرگوارون نے خبثیہ کہا ہے اس درجہ متعدی ہے اور ایسی اوڑ اوڑ کر چیٹتی ہے کہ جس سے قرآن مجید کے الفاظ متلوہ اور نقوش مکتوبہ آلودہ اور ملوث ہوجاینگے اور ظاہر ہے کہ اس صورت مین قاری کا منہ بھی اوس نجاست سے محفوظ نہین رہ سکتا ۔ اور ظاہر ہے کہ اگر نجاست میت کی خبثیہ ہوگی تو وہ مانند براز وغیرہ نجس العین چیزون کی ہوگا تو پھر اوسکی طہارت غسل سے کیونکر ہوسکیگی اور میت آدمی کی نجاست ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد حنبل کے قول سے ظاہر ہے ۔ +

در مختار +

ولا یلقن بعد تلحیدہ وان فعل لا ینہی عنہ وفی الجوہرۃ انہ مشروع عند اہل السنۃ ویکفی قولہ یا فلان یا ابن فلان اذکر ما کنت علیہ وقل رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا ۔ +

ایضا در مختار +

وعبارۃ الزیلعی وغیرہ تکرہ القراءۃ عندہ (میت) حتی یغسل وعللہ الشرنبلالی فی امداد الفتاح تنزیہا للقرآن عن نجاسۃ المیت لتنجسہ بالموت قیل نجاسۃ خبث وقیل حدث +

میزان شعرانی +

واما ما اختلفوا فیہ فمن ذلک قول الشافعی واحمد فی ارجح قولیہما ان الآدمی لا ینجس بالموت مع قول ابی حنیفۃ انہ ینجس بالموت واذا غسل طہر وہو قول الشافعی واحمد فی روایتیہما الاخیرتین ۔

+ + + +
+ +
+

پیغمبرؐ غسل مس میت میفرمودند و دیگر مسائل +

تعجب ہو کہ یہی حضرات با این ہمہ تصریحات شیعون پر جو بموجب نصوص اہلبیت اطہار کہ حقیقتہً احکام حضرت ایزد غفار اور اوامر جناب رسول مختار ہین غسل مس میت کے قائل ہین کیا کیا طعن و طنز زبان پر نہین لاتے" اور واسطے اضلال عوام وجہال کے کون کون سے دام فریب نہین بچھاتے" لطف یہہ ہے کہ انکی معتبر حدیث مین عائشہ سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول جب کسی میت کو نہلاتے تھے تو خود بھی نہالے" تھے - ظاہر ہے کہ حضرت کا یہہ غسل غسل مس میت نہتھا تو اور کیا تھا - اور اہلسنت کی کتب فقہ مین بھی لکھا ہو کہ جو شخص میت کو غسل دے اوسکو خود بھی غسل کرنا مندوب ہے اور پہلے بیان ہوچکا کہ اسکی وجہ انکے نزدیک خلاف سے نکلنا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعضے بزرگوار انہین حضرات مین سے اس غسل مس میت کے وجوب کے قائل ہین - بالجملہ یہہ سب انحضرات کے عیوب خانگی سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی اور سر تا سر ناحق کوشی ہے - اہلسنت کے امام اعظم اور اونکے تابعین زوج کا اپنی زوجہ کو غسل میت دینا اور بعد موت کے اوسکے بدن کو مس کرنا ممنوع و حرام کہتے ہین - ظاہرا اسکی بھی وجہ ہے کہ یہہ گروہ لسنبت اور طوائف اہلسنت کے اہلبیتؑ کی پیروی سے بمراحل دور ہے بلکہ شراب مخالفت ائمۂ اطہار سے مخمور ہے اور یہہ بات مشہور ہے اور اہلسنت کی کتابون مین بھی مسطور ہے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیؑ نے حضرت صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا کو غسل میت دیا تھا سو امام اعظم نے اس فعل معصوم کی حرمت کا فتوی جاری کیا - اگر حضرات اہلسنت حضرت امیرؑ کی مخالفت مطلق خیال مین نہ لائین تو اپنے باقی تین امامون کا فتوی بھی اس مسئلہ کی بابت ملاحظہ فرمائیں کہ وہ بھی جواز کے قائل اور بیان حق کی جانب مائل ہوے ہین - + + +

سنن ابو داؤد میں اہلسنت کی صدیقہ عائشہ سے یہہ حدیث منقول ہے -

ان النبی ص کان یغتسل من اربع من الجنابۃ و یوم الجمعۃ و من الحجامۃ و من غسل میت -

ردمحتار

یندب الغسل من غسل المیت -

تنویر

و یمنع زوجھا من غسلھا و مسھا لا من النظر الیھا -

درمختار

و قالت الائمۃ الثلث یجوز لان علیاؑ غسل فاطمۃ رضی اللہ عنہا

+

+

اہلسنت کہتے ہین کہ اگر آدمی کا سریا آدہا بدن گو وہ
اوپر کا ہو پایا جاتے تو اوسکے لئے غسل و نماز نہین
ہے جمہور اہلسنت غسل میت مین بہی نیت کو شرط نہین کہتے
اور بغیر نیت کے غسل کو صحیح جانتے ہین کہا ہے
کہ اس صورت مین اگر کوئی شخص ڈوب کر مر جاے
اور اوسکی لاش نکالیجاتے تو اوسکو غسل میت کی
ضرورت ہوگی - یا اتفاقا کوئی مردہ پانی مین
گرجاتے اور پہر نکالا جاتے اوسکا غسل میت
خود بخود ہو جائیگا - کہتے ہین کہ اگر مسلمانون
اور کافرون کی لاشین باہم مخلوط ہو جائین تو
اکثر کا اعتبار کیا جائیگا یعنی اگر کافر زیادہ ہونگے
تو مسلمانون کا غسل وغیرہ بہی کچہ عمل مین نہ آئیگا
کہتے ہین کہ اگر مرد مرجاتے اور عورتون کے
سوا کوئی مرد نہو اسیطرح اگر عورت مرجاتے
اور مردون کے سوا کوئی عورت نہو تو دونون
صورتون مین محرم شرعی بہی کسیطرح غسل نہ دے
بلکہ تیمم کردے اور پہلی صورت مین کافر مرد کا اور
اس دختر کا جو حد شہوت کو نہ پہونچی ہو غسل دینا
تجویز کرتے ہین ایسے ہی دوسری صورت مین غسل
دینا کافرہ عورت اور اوس طفل کا جو حد شہوت
کو نہ پہونچا ہو جائز ٹہراتے ہین - یعنی مسلمان مرد
کو کافر مرد کا اور نابالغ لڑکی کا غسل میت دینا اور
مسلمان عورت کو کافرہ عورت اور نابالغ لڑکے
کا غسل دینا جائز سمجہتے ہین اور انکے نہ پہونچنے
کی صورت مین تیمم کردینا تجویز کرتے ہین اور محرمون
کا محرمون کو خصوصا نہ وجین مین سے ایک کا

در مختار ☆

وجد راس آدمی او احد شقیہ

لا یغسل ولا یصلی علیہ - ایضا ☆
وقال فی العنایۃ وفیہ نظر لان الماء
مزیل بطبعہ وکما لا یجب النیۃ فی
غسل الحی فکذا المیت ولذا قال
فی الخانیۃ میت غسلہ اہلہ من
غیر نیۃ الغسل اجزاءہم ذلک
وصرح فی التجرید والاسبیجابی
والمفتاح بعدم اشتراطہا - ایضا
اختلط موتانا بکفار ولا علامۃ
اعتبر الاکثر - ایضا ☆ ماتت بین
رجال او ہو بین نساء یمم المحرم
فان لم یکن فالاجنبی بخرقۃ
وییمم الخنثی المشکل لو مراہقا
رد محتار ☆ الا اذا کان المیت
امۃ لانہا کالرجل ثم اعلم ان
ہذا اذا لم یکن مع النساء رجل
لا مسلم ولا کافر ولا صبیۃ صغیرۃ
فلو معہن کافر علمنہن الغسل
لان نظر الجنس الی الجنس اخف
وان لم یوافق فی الدین ولو معہن
صبیۃ لم تبلغ حد الشہوۃ و
اطاقت غسلہ علمنہا غسلہ لان
حکم العورۃ غیر ثابت فی حقہا
وکذا فی المراءۃ الخ - ☆ ☆

اہلسنت میت کیلئے صرف دو پارچہ کفن لنگ اور چادر یا لفنی
اور چادر کافی سمجھتے ہین بعضے انکو واجب کہتے ہین
اور بعضی انکو بہی سنت قرار دیتے ہین - پس ظاہر ہوا
کہ کفن دینا سب کے نزدیک واجب نہین او
نے کفن دفن کر دینا بھی روا ہے - اور
نابالغ کے لئے تو ایک ہی پارچہ جائز جانتے
ہین اور عمامہ کو میت کے لئے مکروہ بتاتے
ہین - کیچڑ مینہ کے عذر سے نماز جنازہ کو سوار
ہو کر پڑہنا روا رکہتے ہین - جو شخص خود کشی
کرے اوسکی نماز جنازہ کو حکم نہین دیتے -
اگر کئی جنازے جمع ہون تو امام اون سب
جنازون کی ایک صف کرکے اسطرح کہ ایک
پاس تو کہڑا ہو جائے اور باقی اوسکے دہنے
بائین رہین نماز پڑہا سکتا ہے - یہہ حضرات
نماز جنازہ کو مسجد مین مکروہ تحریمی کہتے ہین
باوصف اسکے کہ اونکی روایات معتبرہ سے
ثابت ہے کہ حضرت رسولخدا نے دو شخصون کی
نماز جنازہ مسجد مین پڑہی - اور اگر خلافت
رسولخدا صحابہ ہو تو امام مالک کے موطا اور
اوسکی شرح مین لکہا ہے کہ عمر نے ابوبکر کے
جنازہ کی نماز اور صہیب نے عمر کے جنازہ کی نماز
مسجد ہی مین پڑہی اور پڑہائی - بالجملہ یہانسے
ابوبکر و عمر کی نماز جنازہ کا حرام طور پر واقع
ہونا ظاہر ہے - طرہ یہہ ہے کہ خود یہی لوگ
اکثر شہرون مین اسی مکروہ تحریمی کو اپنا
معمول ٹہرا لئے ہین اور ہمیشہ مسجدون مین نماز جنازہ پڑہتے پڑہاتے ہین - [illegible]

دُرِّ مختار +

وکفایہ لہ ازار ولفافۃ فی الاصح -
رد مختار + وقیل قمیص ولفافۃ -
وھل ھو سنۃ ایضا او واجب الخ -
در مختار + ومن لم یراھق ان
کفن فی واحد جاز - ایض + وتکرہ
العمامۃ للمیت فی الاصح -

رد مختار

ای قول ابی یوسف انہ (من قتل
نفسہ) یغسل ولا یصلی علیہ -
در مختار + وان جمع جاز ثم
ان شاء جعل الجنائز صفا واحدا
وقام عند افضلھم وان شاء جعلھا
صفا مما یلی القبلۃ - ایض +
ولم تجز الصلوۃ علیھا راکبا ولا
قاعدا بغیر عذر استحسانا وکراھۃ
تحریما وقیل تنزیھا فی مسجد جماعۃ
الخ - صحیح مسلم مین منجملہ ایک حدیث کے لکہا ہے
قالت (عائشۃ) لقد صلی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنی بیضاء فی
المسجد سھیل واخیہ - زرقانی شرح
موطا + وروی ابن شیبۃ وغیرہ
ان عمر صلی علی ابی بکر فی المسجد وان
صھیبا صلی علی عمر فی المسجد ووضعت
الجنازۃ بحذاء المنبر - رد مختار +

کہتے ہین کہ اگر جنازہ کے ساتھ عورتین ہون اور نوحہ کرنیوالی عورات بھی ہون توبھی جنازہ کی مشایعت ترک کرنا نچاہیئے اسوجہ سے کہ سنت بدعت کی نزدیکی سے چھوڑی نہین جاتی اسیطرح زیارت قبور مین کہتے ہین کہ گو قبور کے پاس بُرے کام اور مفسدی ہورہے ہون مثل اسکی کہ مردون اور عورتون مین اختلاط ہو پھر بھی زیارت چھوڑنا نچاہیئے

یہہ مسئلہ ثقہ لوگون نے عرس کے میلون مین شریک ہوکر مزے اوڑانے اور لطف اوٹھانے کے لئے تراشاہے کہ وہ اونکے لئے قربت وسنت اور اورون کے واسطے تماشاہے۔

یہہ حضرات جنازہ کے ساتھہ قرآن پڑہنا یا ذکر الٰہی کرنا مکروہ تحریمی بتاتے ہین اور چپ رہنے کو ہنر ٹہراتے ہین۔ اور اگر کوئی شخص ذکر کا ارادہ کرے تو اوسکے لئے اپنے جی مین ذکر کرنا تجویز فرماتے ہین اور آیۂ انہ لا یحب المعتدین کو دلیل مین لاتے ہین اور پکار کر دعا کرنے والون کو معتدین بتلاتے ہین۔ بااین ہمہ انہین حضرات کا معمول ہی کہ بعض شہرون مین جنازہ کے ساتھہ گاتے ہین اور بجائے نوحہ و بکا نغمہ و غنا سے مردہ کو اوٹھاتے ہین۔ بالجملہ تلاوت و ذکر کے ممانعت اور راگ کی مزاولت قابل ملاحظہ ہے۔ +

ردّ محتار

قال ابن حجر فی فتاوٰیہ ولا تترک (زیارۃ القبور) لما یحصل عندها من منکرات و مفاسد کاختلاط الرجال بالنساء و غیر ذلک لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلها و انکار البدع بل و ازالتها ان امکن اھ قلت و یؤیدہ ما مر من عدم ترک اتباع الجنازۃ و ان کان معها نساء و نائحات تامل۔

در مختار: کما کرہ فیها (مشایعۃ الجنازۃ) رفع صوت بذکر او قراءۃ فتح۔ رد محتار: قیل تحریما وقیل تنزیها کما فی البحر عن الغایۃ و فیہ عنها و ینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت و فیہ عن الظهیریۃ فان اراد ان یذکر اللہ تعالی یذکرہ فی نفسہ لقولہ تعالی انہ لا یحب المعتدین ای الجاهرین بالدعاء و عن ابراهیم انہ کان یکرہ ان یقول الرجل و هو یمشی معها استغفروا لہ یغفر اللہ لکم اھ قلت و اذا کان هذا فی الدعاء و الذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی هذا الزمان

یہ حضرات بغیر قبر کہودے روی زمین پر مردہ کا رکہہ دینا اور بنا سے اوسکا چہپا دینا جائز جانتے ہین ۔ اور قبر کا چونہ یا گارے سے لیپنا ممنوع اور مقبرہ کا زینت کے لئے بنانا حرام اور نامشروع بتاتے ہین ۔ اور ہر ظاہر ہے کہ عمل اسکے برخلاف ہے ۔ قبور پر کچہہ لکہنا درست ٹہراتے ہین اور اس امر کی نہی کی روایتون کو بہی صحیح کہتے ہین اور اجماع عملی کو صحیح روایتون کے رد کرنے کی وجہ قرار دیتے ہین ۔ اور اجماع اس طریق پر بتاتے ہین کہ ائمہ مسلمین مشرق سے مغرب تک کے اونکی قبور پر کتابت موجود ہے ۔

ظاہر ہے کہ اس طرح اجماع کا ثبوت مسلم نہین ۔ اسکے علاوہ محققین شافعیہ نے اس مسئلہ مین اجماع کو قبول نہین کیا ۔ اگر قبر مین کوئی چیز گر جاتے یا مردہ کے ساتہہ کچہہ مال دفن ہو جاتے اگرچہ ایک درہم ہی ہو اوسکے لئے قبر کا کہود ڈالنا اور مردہ کا دفن کے بعد نکالنا جائز سمجہتے ہین ۔ معتزلہ اور مالک اور شافعی اہلسنت کے امام عالی مقام کہتے ہین کہ نماز اور تلاوت قرآن وغیرہ بدنی عبادتون کا ثواب میت کو نہین پہنچتا ۔ اور اورون نے وسعت دی ہے اور کہا ہے کہ اگر کوئی شخص فرض یا نفل نماز پڑہے یا روزہ رکہے یا تصدق کرے اور اوسکا ثواب کسی غیر زندہ یا مردہ کے لئے قرار دے تو جائز ہے اور ان اعمال کا ثواب اوس غیر کو پہنچتا ہے ۔ +

ردمحتار +

ومفاده انه لا یجزی دفنه علی وجه الارض ببناء علیه کما ذکره الشافعیة ۔

درمختار + ولا یجصص (القبر) للنهی عنه ولا یطین ولا یرفع علیه بناء ۔ ردمحتار + ای یحرم لو للزینة ۔ ردمحتار + قوله لا باس بالکتابة الخ لان النهی عنها وان صح فقد وجد الاجماع العملی بها فقد اخرج الحاکم النهی عنها من طرق ثم قال هذه الاسانید صحیحة ولیس العمل علیها فان ائمة المسلمین من المشرق الی المغرب مکتوب علی قبورهم ۔ بعد کچہہ فاصلہ کے ہے ۔ قلت لکن تنازع بعض المحققین من الشافعیه فی هذا الاجماع الخ ۔ درمختار +

ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبة الخ ردمحتار + وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معه مال قالوا ولو کان درهما بحر ۔ ایضاً +

لکن استثنی مالک والشافعی العبادات البدنیة المحضة کالصلوة والتلاوة فلا یصل ثوابها الی المیت عندهما بخلاف غیرها وخالف المعتزلة فی الکل

۴ وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم وانه لا فرق بین الفرض والنفل ۔ + + +

کہتے ہین کہ مردہ کو اوسکے اہل و عیال کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے اور اس مضمون کی کوئی حدیث بھی گھڑ رکھی ہے۔ کتب تواریخ اہلسنت مثل معارج النبوۃ و مدارج النبوۃ مین لکہا ہے کہ حضرت رسولخدا ص نے اپنے عم نامدار حضرت امیر حمزہ پر گریہ وزاری فرمائی اور اپنے فرزند دلبند ابراہیم پر بکا کی تو ایسی حالت مین وہ حدیث کیونکر مسلم ہوسکتی ہے۔ اسکے علاوہ بیچارہ مردہ کا بھلا کیا قصور ہے کہ اورون کے فعل پر عذاب مین گرفتار ہو۔

بعضے اموات جو اہلسنت کے نزدیک رتبۂ شہادت سے سرفراز ہوتے ہین اونکا ذکر سنئے۔ کہتے ہین کہ عشق برا حرام کام ہے مگر جو شخص عشق مین پاکدامنی اور اخفای حال کے ساتھہ مرجائیگا درجۂ شہادت پائیگا اسیطرح جو راہزن حالت رہزنی مین ڈوب جائیگا وہ بھی شہید ہوگا اور رہزنی کی سزا پائیگا۔ ایسے ہی جو لوگ کسی مکان مین برے فعل زنا لواطہ شرابخواری وغیرہ کر رہے ہون اور اون پر مکان گر پڑے وہ بھی سب شہیدون مین داخل ہونگے۔ یہانتک کہ جو شخص شراب پینے مین پھندا لگ جانے سے مرجائے اور جو عورت فاحشہ زنا کا بچہ جننے مین ہلاکت پائے وہ بھی شہید ہین۔ +

ردمختار +

قال بعضهم يعذب لما فى الحديث ان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه

در مختار + او بالعشق مع العفاف والكتم وان كان سببه حراما۔

ردمختار +

ذكر الاجهورى قال فى المعارضة من غرق فى قطع الطريق فهو شهيد وعليه اثم معصيته ومن مات بسبب معصية فليس بشهيد وان مات فى معصية بسبب من اسباب الشهادة فله اجر شهادته وعليه اثم معصيته وكذلك لو قاتل على فرس مغصوب او كان قوم فى معصية فوقع عليهم البيت فلهم الشهادة وعليهم اثم المعصية انتهى ثم نقل عن بعض شيوخه انه يوخذ منه ان من شرق بالخمر فمات فهو شهيد لانه مات فى معصية لا بسببها۔ قال ويتردد النظر فى من ماتت بالولادة من الزنا فى ان سبب السبب هل يكون بمنزلة السبب فلا تكون شهيدة ام لا والظاهر الاول اه وجزم الرملى الشافعى بالثانى الخ۔ +

محمود در مجمع خوانده شده بود ۔

اہلسنت کا امام مالک تو کعبۂ شریفہ کے اندر نماز فرض پڑہنا صحیح نہین کہتا اور اوسکی دلیل یہہ ہے کہ اس صورت مین ضرور ہے کہ کعبہ کی ایک جہت سامنے ہوگی تو دوسری پیچہے ہوگی اور کعبہ کی طرف پشت ہوجانے مین نماز درست نہین اور ابو حنیفہ کعبہ کے اندر جماعت سے بہی نماز فریضہ کو صحیح جانتا ہے گو اس صورت مین امام اور ماموم باہم توجہ مین مختلف ہون یعنی بعضون کا منہ کسیطرف ہو دوسرون کا اور جانب اسیطرح اگر امام و ماموم ایکدوسرے کے روبرو بہی ہون اور بعضے حضرات اس طور پر بہی درست سمجہتے ہین کہ امام کعبہ سے باہر ہو اور ماموم اندر رہو ۔

ردمحتار ۔

وعند مالک لا یصح الفرض فیہا (کعبہ) لانہ انکان استقبل جہۃ کان مستدبرا جہۃ اخرے ۔

تنویر ۔

یصح فرض ونفل فیہا وان کرہ الثانی منفردا اوبجماعۃ وان اختلفت وجوہہم الا اذا جعل قفاہ الی وجہ امامہ ۔ ردمحتار اقول ولم ار من ذکر عکس المسئلۃ وہی ما لو کان المقتدے فیہا والامام خارجہا والظاہر الصحۃ ۔

اس فصل کو اہلسنت کے امام اعظم کی نماز کے ذکر پر جو سلطان محمود کی مجلس مین پڑہی گئی تہی مع ثبوت مسائل کے بعینہ کتاب الظفر المبین سے جو اہلسنت کی معتبر کتاب ہے ختم کیا جاتا ہے کہ لطف سے خالی نہین ۔

اور ابو حنیفہ کی نماز جو قفال مروزی نے پڑہی تہی وہ یہہ ہے دیکہہ لیجئے امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی نے کتاب **مغیث الخلق فی اختیار الحق** مین لکہا ہے کہ سلطان محمود بادشاہ امام ابو حنیفہ کے مذہب پر تہا اور علم حدیث کی حرص رکہتا تہا او مشائخ سے حدیث سنتا اور استفسار کیا کرتا پس اکثر احادیث کو اوسنے موافق مذہب شافعی کے پایا تو اُسکے دل مین اُس مذہب کی محبت پڑگئی پس اُسنے فقہا کو جمع کیا اور اُن سے ایک مذہب کی دوسرے مذہب پر ترجیح کا مطالبہ کیا تو اس بات پر سب کا اتفاق ہوا کہ دونون مذہب کے موافق دو رکعت نماز پڑہنی چاہئے پس اُس نماز مین نظر اور تفکر کرنے سے جو مذہب اچہا معلوم ہو اوسکو اختیار کرنا چاہئے پس قفال مروزی نے نماز پڑہنی شروع کی تو

وضو کو پوری شرطون سے ادا کیا اور لباس اور استقبال قبلہ بھی بخوبی کیا اور نماز کے ارکان اور ہیئتین اور فرض اور سنتین اور آداب کو بوجہ کمال ادا کیا اور ایسی نماز پڑہی جس سے کمی کرنا شافعی کے نزدیک درست نہین پھر اور دو رکعت اس طور سے ادا کین جو کہ ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہون پس کتے کی کھال دباغت دی ہوئی کو پہن لیا۔ اور اوسکی چوتھائی کو نجاست سے آلودہ کیا اور کہجور کے نچوڑن سے بدون نیت وضو کیا ایسے موقع پر کہ موسم گرم تہا اور میدان فراخ تہا۔ پس کہیان اور پھر اونپر جمع ہو گئے اور وضو بہی اُلٹا کیا (یعنی پہلے بایان پاؤن دہو یا پہر داہنا پہر بایان ہاتھ کہنی تک دہو یا پہر داہنا پہر چوتھائی سر کا اُلٹا مسح کیا پہر اُلٹا منہ دہویا پہر ناک مین تین بار پانی دیا پہر تین کلی کی پہر ہاتھ دہوئے) پہر جب نماز مین داخل ہوا تو بجائے تکبیر کے زبان فارسی مین کہا۔ کہ خدا بزرگ است۔ اور بجائے قرارت فارسی مین آیت قرآن مُدْهَآمَّتَانِ کا ترجمہ کیا۔ یعنی دو برگ سبز کہا پہر بجائے سجود مرغ کی طرح بغیر فاصلہ کے دو ٹہونگین مارلین اور بجائے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ کے گوز مار دیا اور کہا اے سلطان یہہ نماز ابو حنیفہ کی ہے بادشاہ نے کہا کہ اگر اس طرح کی نماز ابو حنیفہ کی ہوئی تو مین تجھکو مار ڈالونگا ایسی نماز تو کوئی بہی صاحب دین جائز نہ کہیگا۔ پس حنفیون نے ابو حنیفہ کی اس طرح کی نماز ہونے سے انکار کیا۔ پس قفال مروزی نے حنفی مذہب کی کتابین طلب کین۔ اور بادشاہ نے ایک نصرانی کو جو ذی علم تہا شافعی اور حنفی مذہب کی دونون کی کتابون کے پڑہنے کا حکم دیا تو ابو حنیفہ رح کی نماز ویسی ہی پائی گئی جس طرح سے قفال مروزی نے پڑہ کر دکہائی تہی۔ پس بادشاہ نے ابو حنیفہ کے مذہب کو چہوڑ دیا اور شافعی کے مذہب کو اختیار کر لیا انتہی **راقم کہتا ہے** عجب نہین کہ اسوقت کے حنفی بھی اس قصہ کو دیکھکر چونک اوٹھین اور کہنے لگین کہ یہہ افترا ہے اس طرح کی نماز ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نہین **تو جواب** یہہ کہ یہہ ہرگز ہرگز افترا نہین ابو حنیفہ کے نزدیک اس طرح پر نماز پڑہنی بے شک و بے شبہ جائز ہے دیکہو **مسئلہ** اول کتے کی کھال دباغت دی ہوئی کو پہن کر نماز کے جائز ہونے کے لئے ہدایہ[۵]

بقیہ حاشیہ ص ۴۷۰

هذه الصلوة صلوة ابی حنیفة فقال لو ان مثل هذه الصلوة لا یجوزها ذو دین فانکرت الحنفیة ان یکون هذه صلوة ابی حنیفة فامر القفال باحضار کتب ابی حنیفة وامر السلطان نصرانیا کاتبا یقرأ المذهبین جمیعا فوجدت الصلوة علی مذهب ابی حنیفة علی ما حکاه القفال فاعرض السلطان عن مذهب ابی حنیفة وتمسك بمذهب الشافعی رحمه الله انتهی کلام امام الحرمین ملخصا ۱۲

۵ یہ مضمون ہدایہ مترجم فارسی چھاپہ نولکشور کے جلد اول کے صفحہ ۲۲ مین اور شرح وقایہ عربی چھاپہ نولکشور کے صفحہ ۱۴ مین ہے ۔ ۱۲ ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

اور **شرح وقایہ** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کُلُّ اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ
طَهُرَ وَجَازَتِ الصَّلٰوۃُ فِیْهِ وَالْوُضُوْءُ مِنْهُ اِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِیْرِ وَالْاٰدَمِیِّ یعنی
جو چمڑا کہ دباغت دیا گیا پس تحقیق پاک ہوا اور جائز ہے نماز پڑہنی بیچ اوسکے اور وضو اوس سے
مگر چمڑا سور اور آدمی کا **فائدہ** اس سے معلوم ہوا کہ سوائے سور اور آدمی کے چمڑے کے
خواہ کتے کا چمڑہ ہو خواہ بھیڑیئے وغیرہ کا امام ابو حنیفہ کے نزدیک پاک ہے اور اُسکو پہن کر
یا اوسکو نیچے بچھا کر نماز پڑہنی جائز ہے۔ اور بموجب اسی روایت ہدایہ اور شرح وقایہ کے بیچارے
قفال نے کتے کے چمڑے دباغت دیئے ہوئے کو پہن کر ابو حنیفہ کی نماز پڑہی تہی لیکن اگر غور
سے دیکھئے تو کتب حنفیہ سے صاف ثابت ہے کہ اگر کتے کے چمڑے کو دباغت بہی نہ دیا جائے تو بہی
اُسپر نماز پڑہنی درست ہے منع نہین ہے چنانچہ **فتاویٰ قاضی خان** میں لکھا ہے
وَذَکَرَ النَّاطِفِیُّ عَنْ مُحَمَّدٍ اِذَا صَلّٰی عَلٰی جِلْدِ کَلْبٍ اَوْ ذِئْبٍ قَدْ ذُبِحَ
جَازَتْ صَلٰوتُهٗ یعنی اور ذکر کیا ناطفی نے کہ روایت کی امام محمد نے جبکہ نماز پڑہی جائے
اوپر کتے کے چمڑے کے یا بھیڑیئے کے چمڑے کے اگر ذبح کیا گیا ہے تو جائز ہے
نماز اُسکی اس سے معلوم ہوا کہ کتا اور بھیڑیا وغیرہ اگر بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے
تو اُسکا چمڑا بلا دباغت بہی پاک ہی اور دباغت دینے سے تو امام ابو یوسف کے
نزدیک سور کا چمڑا بہی پاک ہو جاتا ہے بلکہ اُنکے نزدیک تو اسکی بیچ بہی جائز ہے
چنانچہ **منیۃ المصلی** مین لکھا ہے اَمَّا اِذَا ذُبِحَ بِالتَّسْمِیَةِ وَصَلّٰی مَعَ لَحْمِهٖ
اَوْ جِلْدِهٖ قَبْلَ الدِّبَاغَةِ یَجُوْزُ اِلَّا الْخِنْزِیْرَ اِذَا ذُبِحَ بِالتَّسْمِیَةِ
لَا یَطْهُرُ وَاَمَّا اِذَا دُبِغَ جِلْدُهٗ فَفِیْ ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ عَنْ اَصْحَابِنَا لَا یَطْهُرُ
وَعَلَیْهِ عَامَّةُ الْمَشَایِخِ وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ یَطْهُرُ وَیَجُوْزُ بَیْعُهٗ
یعنی جن چیزون کا گوشت حرام ہے اگر وہ ذبح کیجاوین ساتھہ بسم اللہ کے اور
نماز پڑہی جاتے ساتھہ گوشت اُسکے کے یا چمڑے اُسکے کے پہلے دباغت دینے کے
تو جائز ہے مگر سور جب ذبح کیا جاوے ساتھہ بسم اللہ کے تو بہی نہین پاک ہوتا
اور لیکن جب دباغت دیا جاوے چمڑا اوسکا بموجب ظاہر روایت ہمارے اصحاب
کے پاک نہین ہوتا اور یہی مذہب ہے عام مشائخ کا اور روایت کی گئی ہے ابو یوسف
سے کہ پاک ہو جاتا ہے اور جائز ہے بیع اُسکی **مسئلہ دوم** نجاست سے
چوتہائی کپڑا آلودہ ہوسے ہوسے کے ساتھہ نماز جائز ہونے کے لئے ہدایہ

ل۱ ... قاضی خان ...
ل۲ ... منیۃ المصلی ...
ل۳ ...

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنْ کَانَتْ مُخَفَّفَۃً کَبَوْلِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ جَازَتِ الصَّلٰوۃُ مَعَہٗ حَتّٰی یَبْلُغَ رُبُعَ الثَّوْبِ یعنی اور اگر نجاست خفیفہ جیسے کہ پیشاب اُن حیوانون کا کہ گوشت اُنکا حلال ہے جائز ہے نماز ساتھ اُسکے یہان تک کہ پہونچے چوتھائی کپڑے کو **مسئلہ سوم** نبیذ تمر سے وضو کرنے کے لئے **ہدایہ** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے فَاِنْ لَمْ یَجِدْ اِلَّا نَبِیْذَ التَّمْرِ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ یَتَوَضَّأُ بِہٖ وَلَا یَتَیَمَّمُ یعنی اگر سوا نبیذ تمر یعنے چھوہارے کے پانی کے پانی نہ ملے تو کہا ابو حنیفہ نے وضو اُس سے کرے تیمم نہ کرے **مسئلہ چہارم** وضو کے واسطے نیت کے واجب نہونے کے لئے شیخ ابن ہمام نے **فتح القدیر** مین لکھا ہے لَا یَفْتَقِرُ اِعْتِبَارُھَا اِلٰی اَنْ یَّنْوِیَ یعنی وضو کے لئے حاجت نیت کی نہین ہے اسیطرح لکھا ہے **عینی** نے **شرح ہدایہ** مین **مسئلہ پنجم** وضو کے لئے ابو حنیفہ کے نزدیک ترتیب واجب نہین مستحب نہین ہے چنانچہ **عینی** نے **شرح ہدایہ** مین لکھا ہے عِنْدَ الْقُدُوْرِیِّ النِّیَّۃُ وَالتَّرْتِیْبُ وَالْاِسْتِیْعَابُ مِنَ الْمُسْتَحَبَّاتِ یعنی نزدیک قدوری کے نیت اور ترتیب اور سب اعضاؤن کا دہونا مستحب ہے **مسئلہ ششم** اللہ اکبر کی جگہ زبان فارسی مین خدای بزرگ است کہنے کے لئے اور قرارت کو زبان فارسی مین پڑہنے کے لئے **ہدایہ** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے فَاِنِ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ قَرَأَ فِیْھَا بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰی بِالْفَارِسِیَّۃِ وَھُوَ یُحْسِنُ الْعَرَبِیَّۃَ اَجْزَأَہٗ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی اگر شروع کرے نماز زبان فارسی مین (یعنے اگر بجاے اللہ اکبر خدای بزرگ ست کہے) یا پڑھے (یعنے قرارت) زبان فارسی مین یا ذبح کرے اور پڑہے بسم اللہ زبان فارسی مین اگرچہ عربی بھی اچھی جانتا ہو جائز ہے نماز اوسکی نزدیک ابی حنیفہ کے **مسئلہ ہفتم** نماز مین مثل آیت مدھامتان کے چھوٹی سی آیت کے پڑہنے کے لئے **فتاوی عالمگیری** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمِنْھَا الْقِرَاءَۃُ وَفَرْضُھَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یَتَأَدّٰی بِاٰیَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَاِنْ کَانَتْ

قَصِیْرَۃٌ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ یعنی اور اُس مین سے ہے قرارت اور وہ ابو حنیفہ کے نزدیک فرض اسی قدر ہے کہ پڑہی جاوے ایک آیۃ اگرچہ ہو چھوٹی **مسئلہ ہشتم** رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہونے کے لئے یعنی رکوع مین فقط جھکنے اور سجدون مین کوے کی طرح دو ٹھونگین مارنے سے نماز جائز ہوجانے کے لئے **فتاوی قاضیخان**[۱] مین لکھا ہے وَیُکْرَہُ تَرْکُ الطُّمَانِیْنَۃِ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَھُوَ اَنْ لَّا یُقِیْمَ صُلْبَہٗ یعنی رکوع اور سجود مین طمانینت کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ اور معنی طمانینت کے یہ ہین کہ نہ قائم کرے پیٹھ اپنی کو یعنی کوے کی طرح فقط دو ٹھونگین ہی مار لیوے **مسئلہ نہم** نماز سے ساتھ کام اپنے کے نکلنے کے لئے یعنے بجائے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ خواہ گوز مار دے خواہ کچھ اور کام کرنے لگ جاوے اس کے جائز ہونے کے لئے **ہدایہ** اور **شرح وقایہ** اور **کنز الدقائق**[۲] وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ اَوْ تَکَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلًا یُّنَافِی الصَّلٰوۃَ تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ لِاَنَّہٗ تَعَذَّرَ الْبِنَاءُ لِوُجُوْدِ الْقَاطِعِ لٰکِنْ لَّا اِعَادَۃَ عَلَیْہِ لِاَنَّہٗ لَمْ یَبْقَ عَلَیْہِ شَیْءٌ مِّنَ الْاَرْکَانِ یعنی اور اگر (بعد تشہد قبل سلام) جان کر بے وضو ہو جاوے (یعنے گوز مار دیا یا پاخانہ یا پیشاب کر دے) بیچ اس حالت کے یا بات کرے یا کوئی کام کرے ایسا کام کہ جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پوری (یعنے درست) ہو جاتی ہے نماز اسکی اس لئے کہ اس صورت مین یہ نہین ہو سکتا کہ وضو کرکے سلام پھیرے کیونکہ یہ کام نماز کے قطع کرنے والے ہین لیکن اس صورت مین دہرانا نماز کا فرض نہین ہے۔ اس لئے کہ ارکان مین سے اُسپر کوئی چیز باقی نہین رہی اور **کنز الدقائق**[۳] مین لکھا ہے وَالْخُرُوْجُ بِصُنْعِہٖ یعنی اور نکلنا (یعنی نماز سے) ساتھ کام اپنے کے **فائدہ** کہا میر سید شریف نے خلاصہ کیدانی کی شرح مین فَاِنْ قِیْلَ الْخُرُوْجُ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَدْ یَکُوْنُ بِمَعْصِیَۃٍ کَالْکِذْبِ وَالْمَعْصِیَۃُ لَا تُوْصَفُ بِالْوُجُوْبِ قُلْنَا الْخُرُوْجُ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ خُرُوْجٌ لَا یَتَّصِفُ بِالْمَعْصِیَۃِ فَالْکِذْبُ کَالزِّنَا سَبَبٌ لِحُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ سَبَبٌ

[۱] یہ عبارت فتاوے قاضی خان چھاپہ نولکشور کی جلد اول کے صفحہ ۵۹ مین ہے ۱۲

[۲] یہ عبارت ہدایہ مترجم فارسی چھاپہ نولکشور کی جلد اول کے صفحہ ۹۲ مین اور شرح وقایہ عربی چھاپہ ایضاً کے صفحہ ۳۴ مین اور کنز الدقائق کلان چھاپہ دہلی کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ مین ہے ۱۲

[۳] یہ مضمون کنز الدقائق کلان چھاپہ دہلی کے صفحہ ۳۲ مین ہے ۱۲

پیغمبران زکوٰۃ نیست ہمچنین بر کسیکہ مدیون باشد و کسیکہ ضرورت حرف نصاب داشتہ باشد و بر دائن زکوٰۃ است بابت جمیع مدت کہ قرض او بر ذمہ کسی باشد۔

اُولَدِ وَھُوَ بِھٰذَا الْوَجْہِ غَیْرُ مُتَّصِفٍ بِالْحُرْمَۃِ وَکَذَا سَفَرُ الْمَعْصِیَۃِ صَلَحَ لِلتَّخْفِیْفِ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ خُرُوْجٌ مَدِیْدٌ وَّھُوَ بِھٰذَا الْمَعْنٰی مُبَاحٌ وَّالْعِصْیَانُ فِیْ فِعْلِ قَطْعِ الطَّرِیْقِ وَالتَّمَرُّدِ عَلٰی مَوْلَاہُ وَذٰلِکَ مُجَاوِرٌ لَّہٗ کَذَا فِی الْکَافِیْ یعنی اگر کوئی یہہ شبہ کرے کہ نماز سے باہر ہونا کبھی گناہ سے بھی ہو سکتا ہے مثل جھوٹ بولنے کی اور گناہ واجب ہونے کی لائق نہین ہے تو ہم جواب مین کہین گے کہ نماز سے باہر ہونا (خواہ کسی گناہ سے ہو) اس نظر سے کہ وہ فعل خروج ہے گناہ نہین پس جھوٹ (جسکی مثال دی گئی ہے) ایسا ہے کہ وہ اس نظر سے کہ نماز سے باہر ہونے کا ذریعہ ہے گناہ نہین ہے جیسے زنا کہ وہ حرمت مصاہرت کا سبب ہی اس جہت سے کہ وہ اولاد کے ثبوت کا سبب ہے تو وہ زنا اس جہت سے صفت حرمت سے موصوف نہین ایساہی گناہ کا سفر ہے کہ وہ اس نظر سے کہ اسمین دور نکل جانا پایا جاتا ہے تخفیف نماز کا سبب ہوگیا ہے وہ اس نظر سے مباح ہے گناہ جو ہے تو وہ راہزنی اور اپنے مولیٰ کی اطاعت سے بغاوت ہے یہہ امر اس سفر کو لاحق ہے (یعنے اصل سفر گناہ نہین ہے) اسیطرح لکھا ہی کافی مین۔

اقوال اہل سنت	فصل پنجم	حوالہ کتب اہل سنت

کہتے ہین کہ پیغمبرون پر زکوٰۃ واجب نہین۔ بھلا جب انبیا پر زکوٰۃ واجب ہوگی تو امت آنکے کہنے سے کیونکر اوسکا وجوب قبول کریگی۔ یہہ حضرات کہتے ہین کہ جس شخص کے پاس نصاب یعنے اتنا مال ہو جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہی اگر اُسکے ذمہ کچھ دین ہوگا اوسپر زکوٰۃ نہوگی گو وہ دین زوجہ کا مہر موجل ہی ہو خواہ اُسکو ادا کرے یا نکرے مگر زکوٰۃ نہ دے۔ اسیطرح اگر اُسکو کوئی اصلی حاجت درپیش ہو تو بھی زکوٰۃ نہ نکالے اور اپنی حاجت کے لئے رہنے دے۔ اور اگر کسی کا مال دوسرے کے ذمہ قرض ہو اور قرضدار بوجہ

در مختار ÷ ولا تجب علی الانبیاء اجماعا۔

در مختار ÷ فارغ عن دین لہ مطالب من جہۃ العباد سواء کان للہ کزکوٰۃ وخراج او للعبد ولو کفالۃ او موجلا ولو صداق زوجتہ الموجل للفراق۔ وفارغ عن حاجتہ الاصلیۃ الخ۔ رد محتار ÷ فاذا کان ادراھم مستحقۃ بصرفھا الی تلک الحوائج صارت معدومۃ کما ان الماء المستحق بصرفہ الی العطش کان کالمعدوم وجاز عندہ التیمم تنویر ÷ ولو کان الدین علی مقر ملی او معسر او مفلس او جاحد علیہ بینۃ او علم بہ قاض

مفلس ہونے کے یا بد معاملگی کے برسون تک ادا نکرے مگر جب قرضہ قرضخواہ کو وصول ہوگا تمام زمان گذشتہ کی زکوٰۃ اوسپر لازم ہوگی۔ بیع بالوفا مین اگر سال بھر تک قیمت بائع کے پاس رکھی رہے تو اُسکی زکوٰۃ بعضے بائع پر اور بعضے بزرگوار مشتری پر اور بعضے دونون پر کہتے ہین۔ +

فوصل الی ملکہ لزمہ زکوٰۃ ما مضی۔ رد محتار ÷ قالوا الثمن المبیع وفاءً ان بقی حولا فزکوتہ علی البائع لانہ ملکہ وقال بعض المشائخ علی المشتری لانہ یعدہ مالا موضوعا عند البائع فیو اخذ بما عندہ بدائع وذکر فی الذخیرۃ ان زکوتہ علیھما للتعلیلین المذکورین۔ + + + + + + + +

زکوٰۃ کے فرض کو فرض عمری کہتے ہیں یعنی مکلف کو زندگی بھر اختیار ہے جب چاہے زکوٰۃ ادا کرے آور سابقا امام غزالی کے قول سے معلوم ہو چکا کہ اگر صاحب نصاب زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو ابو حنیفہ کے نزدیک زکوٰۃ ساقط ہے آور یہ حضرات صاف کہتے ہیں کہ بغیر وصیت کے ترکہ سے زکوٰۃ نہیں لیجاتی آور اگر ادای زکوٰۃ کے وصیت کرے تو ثلث ترکہ کا اعتبار ہوگا یعنی ثلث سے زائد کی وصیت نکرے آور اگر مرض میں خود ادا کرنا چاہے تو وارثوں سے چھپا کر دے ورنہ اگر ثلث سے زائد ہوگی تو وارث قدر زائد کو قاضی کے حکم سے لے لینگے ۔ چونکہ اس صورت میں شارع کی غرض کا جو حق مساکین کی رعایت ہے بطلان لازم آتا ہے بعضوں نے اپنے امام اعظم کی مخالفت کی اور کہہ دیا کہ فرض زکوٰۃ فوری ہے یعنی فی الفور ادا کرنا ضرور ہے ۔ تو حضرات حنفیہ کی تفریط تھی کہ زکوٰۃ کے فرض کو عمری ٹھہرایا اب افراط سنئے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کئی برس کی زکوٰۃ وقت سے پہلے دیدے یا ہنوز برس نہ گذرا ہو کہ زکوٰۃ ادا کرے تو جائز ہے گو وقت وجوب تک وہ شخص جسکو دی تھی مرتد ہو جائے یا مر جائے یا مالدار ہو جائے ہر حالت میں دینے والا بری الذمہ ہو جائیگا ۔ کہتے ہیں کہ اگر بادشاہ جرمانہ وغیرہ میں مال لے اور دینے والا زکوٰۃ کی نیت کرے تو جائز ہے ۔

[illegible]

در مختار ٭ وافتراضها عمری ای علی التراخی وقیل فوری ۔ رد محتار ٭ قال فی البدائع وعلیہ (عمری) عامۃ المشائخ ففی وقت ادی یکون مؤدیا للواجب ۔ در مختار ٭ ولا تؤخذ من ترکتہ بغیر وصیۃ لفقد شرطها وهو النیۃ وان اوصی بها اعتبر من الثلث ۔ رد محتار ٭ لو زادت عن الثلث واراد ان یؤدیها فی مرضہ یؤدیها سرا من ورثتہ ۔ وظاهر قولهم سرا ان الورثۃ ان علموا بذلک کان لهم اخذ الزائد قضاء ۔ تنویر ٭ ولو عجل ذو نصاب لسنین او نصب صح وان ایسر الفقیر قبل تمام الحول او مات او ارتد ۔ رد محتار ٭ اما لو اخذ منہ السلطان اموالا مصادرۃ ونوی اداء الزکوٰۃ الیہ فعلی قول المشائخ المتاخرین یجوز ۔ وفی مختارات النوازل السلطان الجائر اذا اخذ الخراج یجوز ولو اخذ الصدقات والجبایات او اخذ مالا مصادرۃ ان نوی الصدقۃ عند الدفع قیل یجوز ایضا وبہ یفتی وکذا اذا دفع الی کل جائر بنیۃ الصدقۃ لانهم بما علیهم من التبعات

اقوال اہل سنت

کہتے ہیں کہ اگر سلطان مغصوب مال کو اپنے
مال میں ملا لے تو اُس غصبی مال کا مالک
ہو جائیگا اور اوسکی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی
اور اُسکے وارثوں کو میراث میں بھی
پہونچے گا۔ اور اسکی دلیل یہ بیان
کرتے ہیں کہ خلط یعنے ملا دینا اس طرح سے
کہ تمیز نرہے ابو حنیفہ کے نزدیک استہلاک
ہے اور یہ قول زیادہ نرم ہے اسلئے
کہ کوئی مال ہو غصب سے کم خالی ہوتا ہے
لوگوں کا مال مارنے کے لئے امام اعظم نے
خلط کا آسان حیلہ خوب نکالا ہے اسیوجہ سے
کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مثلاً سو روپئے
ایک آدمی کے زبردستی سے لے اور
دوسرے کے اور اونکو ملا لے تو بعینہ
قطعاً حرام نہیں اس لئے کہ خلط سے استہلاک
ہوگیا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی
کسیکا مال ظلم سے لے اور اوسکو اپنے
مال میں ملا دے تو اُسکا مالک ہو جائیگا۔
اور پہلے مظلوم کا حق اُس سے منقطع ہوگا
اور اُس مال کا لینا بھی حرام نرہے گا۔
یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر
حلال مال کی زکوٰۃ حرام مال
سے نکالے تو کافی ہے۔

حوالہ کتب اہلسنت

در مختار:

ولو خلط السلطان المال المغصوب
بماله ملكه فتجب الزكوة فيه و
يورث عنه لان الخلط استهلاك
اذا لم يمكن تميزه عند ابى حنيفة۔
وقوله ارفق اذ قلما يخلو مال
عن غصب۔

ايضاً: وفى شرح الوهبانية انما
يكفر اذا تصدق بالحرام القطعى
اما اذا اخذ من انسان مائة
من اخر مائة وخلطها ثم تصدق
لا يكفر لانه ليس بحرام بعينه بالقطع
لاستهلاكه بالخلط۔

رد محتار: ففى البزازية قبيل كتاب
الزكوة ما ياخذه من المال ظلما و
يخلطه بماله وبمال مظلوم اخر يصير
ملكا له وينقطع حق الاول فلا يكون
اخذه عندنا حراما محضا۔

ايضاً: نعم لو اخرج زكوة المال
الحلال من مال حرام ذكر
فى الوهبانية
انه يجزى
عند
البعض

اگر غاصب مغصوب چیز کو اوسکی صفت سے
تغیر دیدے اسطرح کہ اوسکا نام بدل جائے
اور پہلا نام نہ رہے اور اکثر منفعتین جو اوس سے
مقصود تہین جاتی رہین جیسے کوئی بکری کو
غصب کرے اور اُسکو ذبح کرکے کباب پکوالے
یا اوسکا گوشت پکوالے یا گیہون غصب کرکے
اُنکا آٹا پسوالے تو اہلسنت کے امام اعظمؒ
کہتے ہین کہ اس صورت مین حق مغصوب منہ
کا یعنی اصلی مالک کا اُس سے منقطع ہو جائیگا
اور غاصب اُسکا حرام طور پر مالک قرار
پائیگا - اور غاصب پر واجب ہوگا کہ بغیر اذن
مالک حقیقی کے اُس مغصوب چیز کو تصدق
کردے اور بنا بر ایک روایت کے امام احمدؒ
بہی اس مسئلہ مین امام اعظم سے موافقت کی ہے
سبحان اللہ کیا عمدہ فتوی ہے جو شخص چاہے
کسیکے مال کی صورت بدلکر اوسکی ملکیت سے
خارج کردے گو اپنا کچھہ نفع نہو مگر دوسرے
کی نقصان رسانی کی عمدہ سبیل ہے اور امام
اعظم صاحب کی عظمت پر کافی دلیل ہے -
اہلسنت کی معتبر حدیثون سے جو معتبر کتابون
مین مذکور ہین ثابت ہوتا ہے کہ لقطہ یعنی
پڑی ہوئی چیز بعد تعریف کے ملتقط یعنے
اوٹہانے والے کی
مملوک ہوتی
ہے
+
+

متفق و مفترق +

واختلفوا فی الغاصب اذا غیر
المغصوب عن صفته بحیث یزول
الاسم واکثر المنافع المقصودة
نحو ان غصب شاة فیذبحها
ویشویها او یطبخها او حنطة
فیطحنها فقال ابو حنیفة ینقطع
حق المغصوب منها بذلك
ویجب على الغاصب ان یتصدق
بها لانه ملكها ملكا
حراما -
بعد تہوڑے فاصلہ کے لکہا ہے -
وقد روی عن احمد كمذهب
ابی حنیفة - +

صحیح بخاری

قال جاء رجل الی رسول الله
فسأله عن اللقطة فقال
اعرف عفاصها ووكاءها
فان جاء صاحبها والا فشأنك
بها - +

شرح مشکوة شیخ عبد الحق
دہلوی -

از اینجا معلوم میشود کہ لقطہ را
بعد از تعریف
مالک
میشود
+

اقوال اہل سنت

کہتے ہین کہ طالب علم کو زکوۃ کا لینا جائز ہے
اگرچہ غنی اور مالدار ہو لیکن یہہ شرط ہے کہ
اپنی ذات کو اور کامون سے علم کے لئے فارغ
کرے - +

یہہ حضرات کہتے ہین کہ زکوۃ دینا اسکو بھی
جائز ہے جو تندرست پیشہ ور کمانے والا
ہو - ظاہر ہے کہ ایسا شخص فقراء و مساکین
مین شامل نہین اسکے علاوہ یہہ مسئلہ دو
حدیثون کے جو مشکوۃ اور ترمذی وغیرہما مین
مرقوم ہین برخلاف ہے کیونکہ حدیثون سے
ظاہر ہے کہ قوی مکتسب کو زکوۃ حلال نہین -
تندرست پیشہ ور کا کیا ذکر ہے یہہ حضرات
تو غنی صاحب نصاب کو بھی زکوۃ کا لینا
حلال بتلاتے ہین کہتے ہین کہ جسکے پاس اونٹ
وغیرہ چوپاؤن کے نصاب موجود ہون مگر انکی
قیمت دوسو درم سے کم ہو جو چاندی کی پہلی
نصاب ہے تو اسکو زکوۃ لینا حلال ہے اور
دینا بھی لازم ہے - اگر کوئی شخص اپنی بی بی
سے کہے تو میرا فطرہ دیدے اور وہ بغیر اذن
شوہر کے اپنے فطرہ کے گیہوؤن مین اوسکے فطرہ
کے گیہون ملا کر فقیر کو دے تو کہتے ہین کہ اس
صورت مین بی بی کا فطرہ تو ادا ہوگا اور شوہر
کا نہوگا اس لیئے کہ بوجہ خلط کے شوہر کا حق
گیہوؤن مین سڑ ہا - کہتے ہین کہ فطرہ دینا کافر
ذمی کو اور اس طبل بجانیوالے کو جو سحر کے
وقت جگاتا ہے جائز ہے - +

حوالہ کتب اہلسنت

در مختار + و بہذا التعلیل یقوی ما
للواقعات من ان طالب العلم یجوز لہ
اخذ الزکوۃ و لو غنیا اذا فرغ نفسہ
لافادۃ العلم لعجزہ عن الکسب و
الحاجۃ داعیۃ الی ما لابد منہ کذا ذکرہ
المصنف - +

ہدایہ وغیرہ + یجوز دفعہا الی من یملک
اقل من ذلک و ان کان صحیحا مکتسبا -

مشکوۃ و ترمذی + عن عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ
لغنی و لا لذی مرۃ سوی -

اور دوسری حدیث جو مشکوۃ وغیرہ مین مذکور
ہے اوسکے آخر مین یہہ فقرہ مسطور ہے -
و لا حظ فیہا لغنی و لا لقوی مکتسب +

در مختار + و لا الی غنی یملک قدر النصاب
فارغ من حاجتہ الاصلیۃ من ای مال کان
کمن لہ نصاب سائمۃ لا تساوی مائتی درہم
کما جزم بہ فی البحر و النہر و اقرہ المصنف
قائلا و بہ یظہر ضعف ما فی الوہبانیۃ من
انہ تحل لہ الزکوۃ و تلزمہ الزکوۃ اھ لکن
اعتمد فی الشرنبلالیۃ ما فی الوہبانیۃ و
حرر و جزم بان ما فی البحر وہم - ایضا + +

خلطت امراتہ امرہا ان دجہا باداء فطرتہ
حنطتہ بحنطتہا بغیر اذن الزوج و دفعت
الی فقیر جاز عنہا لا عنہ لما مران الانخلاط

عند الامام استہلاک یقطع حق صاحبہ - ایضا + صدقۃ الفطر کالزکوۃ فی المصارف فی کل حال الا فی جواز الدفع الی الذمی - ر د محتار + قد منا فی
المصرف عن التتارخانیۃ لو دفع الفطرۃ الی الطبال الذی یوقظہم وقت السحر جاز - +

فصل ششم

کہتے ہین کہ روز عید وغیرہ جیسکے روزہ سے شرع مین نہی وارد ہوئی ہے اگر اس دن کوئی شخص روزہ رکھے تو صحیح ہوگا اور اُسپر ثواب کا مستحق ہوگا اور یہہ روزہ باصلہ مشروع اور بوصفہ ممنوع ہوگا ۔ اور اس مسئلہ کی اصل یہہ ہے کہ یہہ حضرات کہتے ہین کہ نہی جو شرع مین کسی نیک کام سے وارد ہوتی ہے وہی اوس ممنوع کام کے صحیح ہونے کو اور اُسپر استحقاق ثواب کو اور سقوط قضا کو اور امر شارع کی موافقت کو مقتضی ہوتی ہی - چنانچہ اسی وجہ سے مغصوب مکان مین نماز کو بھی صحیح کہتے ہین اور اگر عرفہ اور عید مین شک ہو تو روزہ کو افضل بتاتے ہین اور اسکی نادرستی کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ امام شافعی بھی اس روزہ اور نماز کو نادرست کہتا ہی - یہہ حضرات نذر معین مین تعیین کو لغو ٹھہراتی ہین اور کہتے ہین کہ جو شخص مثلاً رجب کے روزون کی نذر کرے اور جمادی الاخری من وقت سے پہلے روزے رکھے تو کافی ہے اسیطرح اگر کوئی ہر ہفتہ کے دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزہ کی نذر کرے اور بجائے انکے اور دنون کا روزہ رکھا کرے تو صحیح ہی ایسے ہی نماز و اعتکاف و حج کی نذر معین مین وقت سے پہلے ادا کر دینا صحیح جانتے ہین اور چونکہ نذر معین مین تعیین کو لغو ٹھہرانا محض لغو تھا انکے امام محمد نے بھی نذر معین کا وقت سے پہلے بجالانا عم نادرست قرار دیا ہے نہ مسافر اور مریض سے ماہ رمضان مین سوا روزہ رمضان کے سنتی روزہ یا کوئی اور واجب روزہ درست جانتے ہین - + + +

در مختار +

وحکمہ نیل الثواب ولو منهیا عنه کما فی الصلوة فی ارض مغصوبة - رد مختار + قلت صرح فی التلویح بان الخلاف بیننا وبین الشافعی ان النهی یقتضی الصحة عندنا بمعنی استحقاق الثواب وسقوط القضاء وموافقة امر الشارع ثم نقل عن العراقیه المعینیة ما حاصله ان الصوم فی هذه الایام ترک للمفطرات الثلث واعراض عن الضیافة فمن حیث الاول یکون عبادة مستحسنة ومن حیث الثانی یکون منهیا لکن الاول لازم له والثانی تابع فبقی مشروعا باصله غیر مشروع بوصفه - ایضا + فی الفیض وغیره لو وقع الشک فی ان الیوم یوم عرفة او یوم النحر فالافضل فیه الصوم - در مختار + وصح صوم المنذور النذر ولذا لو عین شهرا وصام شهرا قبله عنه اجزاه ویلغو التعیین - رد مختار + من هذا یوخذ انه لو نذر صوم الاثنین والخمیس من کل اسبوع فیصوم غیرهما عنهما - ایضا + وتمامه فی النهر حیث قال ولو نذر صوم معین فعجله جاز عند الثانی خلافا لمحمد وعلی هذا الخلاف الصلوة والاعتکاف ولو نذر حج سنة کذا فاتی به قبلها جاز عندهما خلافا لمحمد - تنویر + الا من مریض او مسافر بل یقع عما نوی - +

جو ماہ رمضان کا چاند دیکھے یا عید کا اور اُسکا قول مقبول نہو اُسکو بعضے مندوب کی نیت سے روزہ رکھنا کافی سمجھتے ہین اور اگر وہ روزہ نہ رکھے تو اُسپر کفارہ لازم نہین کہتے۔ اور روزہ کے لئے ایک عادل کی خبر قبول کرتے ہین خواہ غلام ہو یا عورت یا شرعی حد لگایا ہوا ہو جسنے توبہ کرلی ہو۔ اور جسنے چاند ماہ رمضان کا دیکھکر تیس روزے پورے کردیے ہون تو اُسکو حکم دیتے ہین کہ وہ امام کے ساتھہ ہی افطار کرے یعنی اُسدن جو اُسکے لئے یقیناً روز عید ہے اور اُسکا روزہ حرام ہے روزہ رکھے اور اس حرام کا مرتکب ہو۔ بعضے حضرات نجومیون کا قول ہلال کے لئے معتمد جانتے ہین۔ یہانتک کہ اگر تیسوین شب چاند دیکھنے کی عادل لوگ گواہی دین اور نجومی کہین کہ آج چاند کی رویت ممکن نہین تو نجومیون کے قول پر عمل ہوگا اسلئے کہ نجومیون کا حساب یقینی ہے اور شہادت ظنی ہے۔ کہتے ہین کہ اگر دو عادلون کی گواہی سے ہلال رمضان کی رویت قرار پاکر تیس دن روزے رکھے ہون تو اسکے بعد افطار حلال ہے اگرچہ باوجود مطلع صاف ہونے کے ہلال عید کی رویت نہو۔ اور بعضے اس صورت مین افطار کو جائز نہین کہتے اور اگر ایک عادل کے کہنے سے تیس روز

تنویر + رای هلال رمضان او الفطر ورد قوله صام فان افطر قضى فقط واختلف فی ما اذا افطر قبل الرد والراجح عدم وجوب الکفارة وقبل بلا دعوی ولفظ اشهد للصوم مع علة کغیم خبر عدل ولو قنا او انثى او محدودا فی قذف تاب۔ در مختار + لو صام رای هلال رمضان واکمل العدة لم یفطر الا مع الامام۔ ایضا + وفی فتاوی الشهاب الرملی الکبیر الشافعی سئل عن قول السبکی لو شهدت بینة برویة الهلال لیلة الثلثین وقال الحساب بعدم امکان الرویة عمل بقول اهل الحساب لان الحساب قطعی والشهادة ظنیة۔ رد مختار +

وبعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز وغم هلال الفطر لا یحل۔ در مختار + المصرح به فی الذخیرة وکذا فی المعراج عن المجتبى ان حل الفطر هنا محل وفاق وانما الخلاف فیما اذا لم یغم ولم یر الهلال فعندهما لا یحل الفطر وعند محمد یحل۔ ایضا + قوله ورویته بالنهار للیلة الآتیة مطلقا ای سواء رؤی قبل الزوال او بعده وقوله على المذهب ای الذی هو قول ابی حنیفة ومحمد وقال ابو یوسف ان کان قبل الزوال فکذلک وان کان قبله فهو للیلة الماضیة

اختلاف مطالع جسکے یہہ معنی ہین کہ کبھی دو شہرون مین اتنا فاصلہ ہوتا ہے کہ جس شب مین ایک شہر مین رویت ہلال ہو دوسرے مین نہو یہہ حضرات بالاتفاق اس اختلاف کے معترف ہین مگر مالکیہ اور حنبلیہ اور اکثر حنفیہ اوسکا اعتبار نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر روزہ واجب ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس صورت مین انحضرات کو لازم ہے کہ اوقات نماز و افطار مین بہی اسی کی پابندی کرین اور بدیہی ہے کہ اوقات طلوع وغروب آفتاب باعتبار اختلاف اقالیم و بلاد کے مختلف ہین اور مشاہدہ ہے کہ یہہ لوگ ہرگز ان امور مین اسکے پابند نہین اگر کوئی شخص روزے مین بھول کر کھانا پینا جماع وغیرہ عمل مین لائے اور دوسرا شخص اسکو یاد دلاتے اور وہ اسکے کہنے سے بہی باز نہ آتے بعض حضرات کہتے ہین کہ اسکا روزہ اس صورت مین بھی صحیح ہے اسیطرح اگر کوئی شخص ماہ رمضان کا شروع ہونا بھول کر روزہ کی نیت نکرے اور مفطرات عمل مین لائے اور پہر روزہ کی نیت کرلے تو اسکا روزہ بھی صحیح ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہین کہ مفطرات کا بھولے سے کرنا مطلق باعث فساد صوم ہے۔ یہہ افراط و تفریط بہی قابل ملاحظہ ہے جو شخص عورت کی فرج کی طرف بکرات ومرات نظر کرے یہانتک کہ منزل ہو جائے یا زمان دراز تک اسیکی فکر مین رہے جس سے انزال ہو تو روزہ صحیح ہے اگرچہ اسکی ودی یا مذی نکلے -

تنویر

اختلاف المطالع غیر معتبر علی المذهب فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب - رد محتار * اعلم ان نفس اختلاف المطالع لا نزاع فیه بمعنی انه قد یکون بین البلدتین بعد بحیث یطلع الهلال فیه لیلة کذا فی احدی البلدتین دون الاخری انما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی انه یجب علی کل قوم اعتبار مطلعهم ولا یلزم احد العمل بمطلع غیره ام لا یعتبر اختلافها بل یجب العمل بالاسبق رویة فقیل بالاول وظاهر الروایة الثانی وهو المعتمد عندنا وعند المالکیة و الحنابلة - در مختار * اذا اکل الصائم او شرب او جامع حال کونه ناسیا فی الفرض والنفل قبل النیة او بعدها علی الصحیح بحر عن القنیة الا ان یذکر فلم یتذکر او انزل بنظر ولو الی فرجها مرارا او بفکر وان طال لم یفطر - انتهی بقدر الحاجة ملخصا - رد محتار * ای اذا اکل ناسیا فذکره انسان بالصوم فلم یتذکر فاکل فسد صومه علی الصحیح خلافا لبعضهم ظهیریة نسب القهستانی الیه (ابی یوسف) فساد الصوم بالنسیان مطلقا

بعد کلی کے جو رطوبت منہ مین رہجاتی ہے اوسکا اور آب دہن جسمین دواؤن کا مزہ ہو اوسکا اور دانتون مین جو غذا چنے بہر سے کم رہگئی ہو اوسکا نگلنا اور خون کا دانتون سے نکل کر کے حلق مین داخل ہونا مفسد صوم نہین جانتے۔ جوف کے اندر کسی چیز کا ٹہرنا باعث فساد روزہ ٹہراتے ہین۔ اسیوجہ سے کہتے ہین کہ اگر کوئی سنی صاحب چہوٹا سا تنکا اپنی دبر مین اور سنیہ صاحبہ دبر یا قبل مین غایب کرین تو روزہ فاسد ہو جائیگا۔ اور اگر دونون نیچ ٹہوک لین اور اوسکا ذرا سا کنارہ باہر رہنے دین تو روزہ مین کچہہ خلل نہوگا۔ اسیطرح حلق کی طرف سے کسی ادنی چیز کو بالکل نگل جائین تو روزہ جاتا رہیگا۔ اور اگر بڑی لکڑی یا بڑے ڈورے کا اگرچہ اوسمین لقمہ بندہا ہوا ہو ذرا سا کنارہ نگلنے سے رہجاتے تو روزہ صحیح رہیگا۔ ایسے ہی تر اونگلی کے قبل یا دبر مین داخل کرنے سے روزہ لوٹ جائیگا اور خشک سے نہ ٹوٹیگا۔ کہتے ہین کہ اگر کسی کے حلق مین زبردستی سے یا سوتے مین کچہہ ٹپکا دیا جاتے تو اوسکا روزہ بہی فاسد ہو جائیگا۔ اگر کوئی شخص استنجے مین مبالغہ کرے یہانتک کہ آلۂ احتقان کے مقام تک پہونچے تو کہتے ہین اوسکا روزہ جاتا رہیگا۔ +

در مختار +

او بقی بلل فی فیہ بعد المضمضۃ وابتلعہ من الریق کطعم ادویۃ او ابتلع ما بین اسنانہ وھو دون الحمصۃ لانہ تبع لریقہ ولو قدرھا افطر کما سیجئی او خرج الدم من بین اسنانہ ودخل حلقہ الخ۔

ایضا + او ادخل عودا ونحوہ فی مقعدتہ وطرفہ خارج وان غیبہ فسد وکذا لو ابتلع خشبۃ او خیطا ولو فیہ لقمۃ مربوطۃ الا ان ینفصل منہا شیئ ومفادہ ان استقرار الداخل شرط فی الفساد بدائع او ادخل اصبعہ الیابسۃ فیہ ای دبرہ او فرجہا ولو مبتلۃ فسد۔

ردمحتار + ویفسد ایضا فی مالو اوجر مکرھا او نائما کما سیاتی لان فیہ صلاحہ۔

در مختار

ولو بالغ فی الاستنجاء حتی بلغ موضع المحقنۃ فسد۔ +

کہتے ہین کہ روزہ کے فساد کا مدار اسپر ہے کہ روزہ دار مفطر کو عمل مین لائے یا وسمین اُسکے بدن کی بہتری اور بھلائی ہو۔ بااینہمہ کہتے ہین کہ اگر کسی کے جوف مین تیر کی بھال رہجائے اوسکا روزہ جاتا رہیگا۔ کہتے ہین کہ مردہ عورت یا چوپایہ کی فرج مین دخول کرنے سے اور زندہ عورت کی فرج کے سوا اور اعضا مین مجامعت کرنے سے روزہ فاسد نہین ہوتا اسیطرح مشت زنی یعنی ہاتھہ سے منی نکالنے کی خواہش سے گو انزال بھی ہوجائے روزہ نہین بگڑتا ایسے ہی اگر چوپایہ کی فرج کو مس یا تقبیل کرے اور اوس سے منزل ہوجائے تو روزہ مین بگاڑ نہین ہوتا۔ اور ہاتھہ سے منی نکالنے کی شافعی اور احمد کے قول قدیم مین تو رخصت ہے۔ اور حنفیہ اگرچہ اس فعل کو حرام یا مکروہ تحریمی کہتے ہین مگر غلبۂ شہوت کے وقت تو اسکے مرتکب کو بے گناہ اور خوف زنا کی حالت مین اسکو واجب ٹہراتے ہین۔ اور تجویز کرتے ہین کہ اپنی زوجہ یا کنیز کے ہاتھہ سے استمنا

کرنے مین
کچھہ مضائقہ
نہیں

ردمختار ÷ حاصلہ الافساد منوط بما اذا کان بفعلہ او فیہ صلاح بدنہ۔ درمختار ÷ ولو بقی النصل فی جوفہ فسد۔ ایض ÷ او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل یعنی فی غیر السبیلین کسرۃ او فخذ وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما لحدیث ناکح الید ملعون ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال علیہ۔ ردمختار ÷ ای فی کونہ لایفسد لکن ھذا اذا لم ینزل فعلیہ القضا کما سیصرح وھو المختار کما یاتی لکن المتبادر من کلامہ الانزال فیکون علی خلاف المختار۔ درمختار ÷ او ادخل ذکرہ فی بہیمۃ او میتۃ من غیر انزال او مس فرج بہیمۃ او قبلہا فانزل۔ ایض ÷ الاستمناء حرام ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشہوۃ اما اذا غلبتہ الشہوۃ و لیس لہ زوجۃ ولا امۃ ففعل ذلک لتسکینہا فالرجاء ان لا وبال کما قالہ ابو اللیث ویجب لو خاف الزنی۔ ایض ÷ زاد فی معراج الدرایۃ وعن احمد والشافعی فی القدیم الرخص فیہ وفی الجدید یحرم ویجوز ان یستمنی بید زوجتہ وخادمتہ — +

اگر فرج کے سوا اور اعضا کی مجامعت سے
انزال ہوجاتے تو صرف روزہ قضا کرنے
کو کہتے ہین نہ کفارہ کو۔ اور دو عورتین
جو باہم مساحقہ کرین اُسکو اور اغلام کو
باعث فساد روزہ نہین جانتے اور
اگر کسی کو انزال ہو تو اُسپر کفارہ لازم
نہین جانتے۔ اور اگر کوئی عمداً حالت
جنابت مین صبح کرے اور تمام دن غسل
نہ کرے اسکے روزہ کو صحیح ٹہراتے ہین
کتاب ظفر مبین مین فتاوے قاضیخان کے
حوالہ سے لکھا ہے کہ امام زفر کے نزدیک
سوتی ہوئی اور مجنونہ عورت کے جماع سے
روزہ نہین ٹوٹتا۔ اور بعضے اس مجامعت
کو موجب قضا ٹہراتے ہین نہ باعث کفارہ۔
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کپڑا ذکر پر لپیٹکر
دخول کرے تو اگر وہ سخت ہو اسپر غسل بھی
نہین قضاے روزہ کا کیا ذکر ہے۔ امام
زفر تندرست آدمی سے جو سفر مین نہو بغیر
نیت کے روزہ کو صحیح بتاتا ہے۔ اور جو
شخص ماہ رمضان مین نہ روزہ کی نیت کرے
نہ افطار کی اور بغیر نیت کے امساک کرے
اکثر حضرات اس صورت مین قضا کے قائل
ہین نہ کفارہ کے۔ اور کفارہ کے نہونے کی
وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ کفارہ روزہ کے
فاسد کرنے سے واجب ہوا کرتا ہے اور یہان
روزہ ہی نہین۔ اور اس دلیل سے ظاہر ہو

[illegible] کفارہ نبود - +

ردمختار ∴ اما لو انزل قضی فقط
وعمل المرأتین کعمل الرجال جماع
فیما دون الفرج لاقضاء علی واحدة
منہما الا اذا انزلت ولا کفارة مع
الانزال۔ درمختار ∴ او اصبح جنبا
وان بقی کل الیوم۔ فتاوی قاضیخان
ولکن النائمة والمجنونة اذا جامعہما
زوجہما علیہما القضاء وقال زفر لا
یفسد صومہما۔ فتاوی برہنہ۔ +
اگر خرقہ بر ذکر پیچیدہ درآورد اگر نرم
باشد قضاست وکفارت واگر درشت
بود قضا وغسل لازم نہ۔ کما فی المجموعة۔
درمختار ∴ او لم ینو فی رمضان
کلہ صوما ولا فطرا مع الامساک
(قضی فقط) لشبہة خلاف زفر۔

ردمختار ∴

فان الصوم عندہ (زفر) یتأدی
من الصحیح المقیم بمجرد الامساک
ولو بلا نیة۔
والاولی التعلیل بعدم تحقق
الصوم لان الکفارة انما تجب
علی من افسد صومہ والصوم
ہنا
معدوم
+

یا من المفسد وان امن لا باس +

اگر کوئی بغیر نیت روزہ کے صبح کرے اور پھر قبل زوال کے نیت کر کے عمداً کھالے اُسپر صرف قضا ہی نہ کفارہ۔ بعضون کے نزدیک مینہ کا پانی اور بعضون کے نزدیک برف حلق کے اندر جانے سے روزہ نہین ٹوٹتا۔ ایسے ہی غبار اور آنسوؤن اور پسینے سے روزہ نہین جاتا۔ بعض اہلسنت کا قول ہی کہ قلیل قی کے نگل جانے سے روزہ نہین جاتا۔ اہلسنت کی معتبر کتابون مین منقول ہے کہ جو شخص روزہ مین سنگریزہ یا گٹھلی یا لوہا نگل جائے اُسپر نہ قضا ہے نہ کفارہ ہے۔ بعض اکابر اہل سنت کہتے ہین کہ اولا کھانے سے روزہ باطل نہین ہوتا۔ اور صحیح تر طریق سے روایت کرتے ہین کہ ابو قتادہ جو اعاظم اہلسنت سے ہی روزہ مین اولے کھایا کرتا تھا۔ ابو حنیفہ روزہ مین غسل کرنا ناک مین پانی پہنچانا مکروہ جانتا ہی۔ بھلا جو کام فرض یا واجب یا مسنون ہو اُسکا مکروہ ہونا کیا معنی۔ اگر کم عمر دختر سے جماع کرے یا بی بی کی فرج کے بوسے لے یا اُس سے مباشرت فاحشہ کرے تو بغیر انزال کے اُنسے روزہ نہین بگڑتا۔ مباشرت فاحشہ اُسکو کہتے ہین کہ مرد اور عورت دونون برہنہ ہون اور باہم معانقہ کرین اور مرد اپنے ذکر کو عورت کی فرج سے مس کرے۔ اسی مباشرت کو روزہ مین اُس شخص کے لئے جسکو مفسد سے امن ہو بلا کراہت جائز قرار دیتے ہین اور جسے امن نہو اُسکے حق میں م

در مختار + او اصبح غیر ناو للصوم فاکل عمداً ولو بعد النیۃ قبل الزوال + (قضی فقط) لشبہۃ خلاف الشافعی در مختار + قیل لا یفسد فی المطر و یفسد فی الثلج و قیل بالعکس در مختار + بخلاف نحو الغبار والقطرتین من دموعہ او عرقہ اما فی الاکثر فان وجد الملوحۃ فی جمیع فمہ او اجتمع شئ کثیر و ابتلعہ افطر والا لا خلاصہ۔ شرح وقایہ + وفی اعادۃ القلیل لا یفسد عند محمد مضمراً + فی الزاد من ابتلع حصاۃ او نواۃ او حدیداً لا کفارۃ علیہ ولا قضاء کتاب محلی روینا باصح طریق عن شعبۃ وعمران القطان کلاھما عن قتادۃ عن انس ان ابا طلحۃ کان یاکل البرد وھو صائم قال عمران ویقول فی حدیثہ لیس طعاماً ولا شراباً وقد سمعہ شعبۃ عن قتادۃ وسمعہ قتادۃ من انس فتاوی ولوالجی + وکرہ ابو حنیفۃ الاغتسال والاستنشاق للصائم در مختار + او وطی امرأۃ میتۃ او صغیرۃ لا تشتہی او قبل ولو قبلۃ فاحشۃ بان یدغدغ او یمص شفتہا او لمس ولو بحائل او باشرۃ فاحشۃ فانزل قید للکل حتی لو لم ینزل لم یفطر رد + وھی (المباشرۃ الفاحشۃ) ان یعانقہا وھما متجردان ویمس فرجہ فرجہا۔ ایضاً + قولہ بان یدغدغ لعل المراد بہ مص الشفۃ او تقبیل الفرج۔ ایضاً + لانہا لو قبلتہ ووجدت لذۃ الانزال +

جو شخص امر معیشت مین مشغول ہونے کے سبب سے روزہ رکہنے سے ضعیف ہو اسکو اجازت دیتے ہین کہ روزہ نرکہے اور ہر روزہ کے لیے نصف صاع دیدے۔ مسافر کو روزہ نرکہنے کی رخصت دیتے ہین۔ گو اوسکا سفر معصیت ہو یسنتی روزہ اگر کوئی شخص رکہے اوسکے ذمہ پورا کرنا اسکا لازم ٹہراتے ہین اور اگر اُس روز پورا نکرے گو بوجہ عذر شرعی کے ہو مثل اسکی کہ عورت کو اُس روز حیض آجاتے تو اُس روزہ کی قضا اُسپر واجب کرتے ہین۔ اگر مریض نذر کرے کہ اگر مین تندرست ہو جاؤنگا تو ایک مہینے کے روزے رکہونگا۔ پہر وہ ایک دن تندرست ہوکر مرجاے تو اُسپر لازم ہے کہ کل مہینے کے روزون کی وصیت کرے۔ اسیطرح اگر تندرست یہہ نذر کرے اور مہینہ تمام ہونے سے پہلے مرجاتے تو بالاتفاق کہتے ہین کہ اسکو کل مہینے کے روزون کی وصیت لازم ہے۔ ظاہر ہی کہ دونون صورتون مین روزون کا استقرار نہین پہر وصیت کی کیا وجہ۔ اگر کوئی شخص واللہ اصوم کہے یعنی قسم خدا کی مین روزہ رکہونگا تو کہتے ہین اوسکے ذمہ روزہ نہین ہی بلکہ اگر روزہ رکہیگا تو حانث ہوگا یعنی قسم کی مخالفت کریگا۔ وجہ اسکی یہہ بیان کرتے ہین کہ یہان جواب قسم مین نون تاکید نہین ہے تو نفی کی تقدیر واجب ہی۔ اُس سے ظاہر ہے کہ انکے نزدیک ظاہر کلام اور قصد متکلم کو دخل نہین یہی تقدیر ہو[illegible]

ردمحتار + وقال الرملی وفی جامع الفتاوی ولو ضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعیشة فله ان یفطر ویطعم لکل یوم نصف صاع اھ۔ تنویر + ولزم نفل شرع فیه اداء وقضاء۔ در + ای یجب اتمامه فان فسد ولو بعروض حیض فی الاصح وجب القضاء۔ ایضًا درمختار + لو قال مریض لله علی ان اصوم شهرا فمات قبل ان یصح لا شئ علیه وان صح ولو یوما ولم یصمه لزمه الوصیة بجمیعه علی الصحیح کالصحیح اذا نذر ذلك ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصیة بالجمیع بالاجماع کما فی الخانیة بخلاف القضاء فان سببه ادراك العدة۔ ایضًا + قال والله اصوم لا صوم علیه بل ان صام حنث۔ ردمحتار + لان المضارع المثبت لا یکون جواب القسم الا مؤکدا بالنون فاذا لم توجد وجب تقدیر النفی +

نذر مین تعیین کو لغو و باطل ٹھہراتے ہین کہتے ہین اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کل روزہ رکہونگا اور قصداً تاخیر کرے تو جائز ہے اور اسمین کچھہ بُرائی نہین ہے اسیطرح اگر کوئی نذر کرے کہ جمعہ کے دن مکہ مین یہہ درہم فلان شخص کو صدقہ مین دونگا اور ان امور مین کل مین یا بعض مین مخالفت کرے تو جائز ہی۔ اور تعجیل یعنی وقت سے پہلے نذر کا ادا کر دینا بھی صحیح جانتے ہین مثلاً اگر کوئی شخص خاص مہینہ کے روزون کی نذر کرے اور پہلے اُس مہینے سے روزے رکہہ لے تو صحیح ہی۔ چنانچہ پہلے بھی ذکر ہو گیا۔ اور اسکی قباحت اسی سے ظاہر ہے کہ انکا امام محمد تعجیل کی مطلق اجازت نہین دیتا اور امام زفر نے بھی بعض صورتون مین مخالفت کی ہی مگر لطف تو یہہ ہی کہ حسب وقت تعیین کے اعتبار مین دنیوی فائدہ پاتے ہین اوسی پر عمل فرماتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ اگر کسینے کچھہ درہم تصدق کے لئے معین کئے ہون اور وہ درہم تلف ہو جائین تو نذر ساقط ہو جائیگی اور اموات کے لئے جو نذر کیجاتی ہے اور جو نقد اور روشنی کا سامان وغیرہ اولیاء کے مزارون کے لئے ہو اسکو بالاجماع حرام کہتے ہین اسیطرح محفل میلاد شریف کی نذر کو بہت برا جانتے ہین۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ ‡ اگر کوئی شخص نذر کرے کہ مسجد الحرام مین یا مسجد نبوی مین نماز پڑھے یا بیت المقدس مین نماز پڑھے یا پیادہ ان متبرک مقامون مین ہو

در مختار + فلو نذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ بھذا الدرھم علی فلان فخالف جاز وکذا لو عجل قبلہ فلو عین شہرا للاعتکاف او للصوم فعجل قبلہ عنہ صح۔ رد محتار + قولہ فخالف ای فی بعضہا او کلہا بان تصدق فی غیر یوم الجمعۃ ببلد آخر بدرھم آخر علی شخص آخر وانما جاز لان الداخل تحت النذر ما ھو قربۃ وھو اصل التصدق دون التعیین فبطل التعیین ولزمت القربۃ کما فی الدرر۔ وفی المعراج ولو نذر صوم غد فاخرہ الی ما بعد الغد جاز وینبغی ان لا یکون مسیئا۔ قولہ فعجل خلافا لمحمد وزفر وعبارۃ محمد لا یجیز التعجیل مطلقا وزفر اذا کان الزمان المعجل فیہ اقل فضیلۃ۔ ایضا + ذکر العلامۃ ابن نجیم فی رسالۃ فی النذر بالصدقۃ انہ ذکر فی الخانیۃ انہ لو عین التصدق بدراھم فھلکت سقط النذر الخ۔ در مختار + واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فھو بالاجماع باطل وحرام۔ رد محتار + واقبح منہ النذر بقراءۃ المولد فی المقابر مع اشتمالہ علی الغنا واللعب وایھاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

ہو جاتے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اور بنا بر ایک قول کے بعض صورتون مین شافعی کے نزدیک بھی یہہ نذر منعقد نہین ہوتی اور اس نذر کی مخالفت سے اُس شخص کے ذمہ پر کچھہ لازم نہین ہوتا ہے

۴ متفق ومفترق ‡ واختلفوا فی ما اذا نذر ان یصلی فی المسجد الحرام فقال ابو حنیفۃ یجزیہ ان یصلی این شاء من المساجد وقال مالک والشافعی واحمد یلزمہ ان یصلی فیہ ولا یجزیہ الصلوۃ فی غیرہ واختلفوا فی ما ان نذر الصلوۃ فی مسجد رسول اللہ صلعم او فی بیت المقدس او یمشی الیہما فقال ابو حنیفۃ لا یلزمہ ولا ینعقد وقال مالک واحمد یلزمہ ذلک وینعقد وعن الشافعی قولان کالمذہبین - شرح منظومہ + ولیس فی ایجاب مشی الحرم والمسجد الحرام شئ یلزم قال ابو حنیفۃ اذا قال للہ علی المشی الی الحرم او الی المسجد الحرام لا یلزمہ شئ وقالا یلزمہ حجۃ او عمرۃ ۔ +

فصل ہفتم

شافعی اور بعض اکابر حنفیہ بھول کر جماع کرلینے سے اعتکاف کو فاسد نہیں کہتے اور فکر یا نظر سے جو انزال ظہور میں آئے یا رات مین شراب پیجائے اور نشہ لاتے تو ظاہر اکل حضرات حنفیہ کے نزدیک اس سے اعتکاف باطل نہین ہوتا۔ ❊	در مختار ❊ قال فی الشرنبلالیہ ولہٰذا یفسد ہ (الاعتکاف) الشافعی بالوطؤ ناسیا وھو روایۃ ابن سماعۃ عن اصحابنا۔ در مختار ❊ ولا یبطل (الاعتکاف) بانزال بفکر او نظر و کذا بسکر لیلا الخ۔ ❊

فصل ہشتم

کہتے ہین کہ اگر بالغ عاقل مستطیع لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکے باپ کو حج کرنے سے اسکو منع کردینے کا اختیار ہے جبتک کہ ڈاڑھی نہ نکلے اگر کسی کے ذمہ حج واجب ہوا ہو اور وہ حج نکرے یہانتک کہ مال تلف کردے تو اسکو گنجائش ہے کہ قرض لے اور حج کرے گو اس قرض کے ادا کرنے پر قادر نہو اور بعضون نے صورت مذکورہ مین قرض لینے کو لازم قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حالت مین بیچارہ حق اللہ سے سبکدوش اور حق العباد سے گرانبار ہوگا۔ جس شخص کو اونٹ کی سواری میسر ہو اور دراز گوش وغیرہ کی سواری پر حج کرسکتا ہو تو اوسپر حج کو واجب نہین کہتے ... اور حج کرنے کو پیادہ حج کرنے سے افضل بتاتے ہین اور افضل الاعمال احمزھا پر نظر نہین فرماتے مکلف مستطیع پر عمر بھر مین ایکبار عمرہ بھی فرض نہین۔ ❊	رد المحتار ❊ وفی النوازل لو کان الابن صبیحا فللاب منعہ حتی یلتحی۔ ایضاً ❊ و قالوا لو لم یحج حتی اتلف مالہ وسعہ ان یستقرض ویحج ولو غیر قادر علی وفائہ وقیل یلزمہ الاستقراض کما فی لباب المناسک۔ وافاد انہ لو قدر علی غیر الراحلۃ من بغل او حمار لم یجب۔ و فی السراجیۃ الحج راکبا افضل منہ ماشیا۔ والعمرۃ فی العمر مرۃ سنۃ موکدۃ علی المذاھب۔ کما کتاب الامۃ بہ من فرائض الطواف الطہارۃ و ستر العورۃ عند الثلاثۃ وقال ابو حنیفۃ لیسا بشرط اور انصاف مین بھی اسیطرح چاہیے۔ فتاوی عالمگیریہ ❊ لو طاف منکشفا لعورۃ قدر ما لا تجوز الصلوٰۃ فیہ اجزاہ الا کما فی الظہیریۃ۔ تفسیر حسینی لیوسفی۔ ❊

بسکتہ۔ چسپنون کا امام حنیفہ کعبہ شریف کے طواف مین طہارت اور ستر عورت مین شرط نہین کہتا بلکہ برہنہ بغیر طہارت کے طواف کرنا صحیح جانتا ہے۔ اہلسنت کے امام اعظم فرماتے ہین بحالت احرام مین اغلام سے حج مین کچھ خلل نہین ہوتا اور اسیطرح چوپایون کے ساتھ جماع کرنے سے ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک حج مین کوئی نقصان نہین آتا۔ ابوحنیفہ اندھے پر حج واجب نہین جانتا اگرچہ اسکو ہر طرح کی استطاعت ہو اور بہت سے غلام اور خادم اسکے پاس موجود ہون جو بخوبی اس سے حج ادا ...
و اللواطۃ و اتیان البہیمۃ فی الافساد کالوطی فی الفرج وبہ قال احمد خلافا لابی حنیفۃ فیہما و لمالک فی اتیان البہیمۃ ... ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊
مع العمی والقادۃ ... ❊ شرح منظومۃ ❊ لا یجب الحج علی الاعمی وان ملک عبیدا یقودونہ و وجد علی ذ...
لا یجب الحج علی الضریر ❊ ❊ ❊ ❊

مشعر الحرام مین نماز مغرب کو اُسکے وقت مین ترک کرنا اور عشا کے وقت مخصوص مین پڑہنا لازم کہتے ہین اور با این ہمہ اوسکو ادا قرار دیتے ہین اور اگر اپنے وقت مین پڑہی جاے تو اُسکے اعادہ کو واجب ٹہراتے ہین۔ اور اگر کوئی مشعر الحرام مین عشا کو مغرب سے پہلے پڑھ لے تو یہ عکس ترتیب بھی جائز ہے۔ بجائے سنگریزون کے مٹی اور کیچڑ اور لکڑی اور مینگنیون سے اور جواہر اور موتیون سے رمی جمرات جائز قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کوئی کنکر پھینکے اور آدمی یا اونٹ کے لگکر جمرہ کے پاس گرے تو جائز ہے۔ حالانکہ اس صورت مین رمی جمرہ متحقق نہین۔ +	تنویر + ولو صلی المغرب فی الطریق او عرفات اعادہ۔ در مختار + حتی لو وصل الی مزدلفۃ قبل العشاء لم یصل المغرب حتی یدخل وقت العشاء۔ رد محتار + ویقال ای صلوۃ تصلی فی غیر وقتها وهی اداء و ای صلوۃ اذا ادیت فی وقتها وجبت اعادتها فالجواب مغرب لمزدلفۃ۔ زادط — وای عشاء ادیت قبل المغرب من صاحب ترتیب وصحت فالجواب عشاء المزدلفۃ۔ در مختار + وجاز الرمی بکل ما کان من جنس الارض کالحجر والمدر والطین وکل ما یجوز التیمم بہ ولو کفا من تراب فیقوم مقام حصاۃ ولا یجوز بخشب وعنبر ولؤلؤ کبار وجواہر وقیل یجوز۔ رد محتار + فی المبسوط وبعض المتشفقۃ یقولون لو رمی بالبعرۃ اجزاہ۔ در مختار + ولو وقعت علی ظہر رجل او جمل ان وقعت

فصل نہم ۹

بعض بیاہ مین راگ کو بغیر کراہت کے جائز جانتے ہین۔ اگر کوئی شخص لوگون کے سامنے کسی عورت سے کہے یا عروسی یعنی اے میری دولہن اور عورت جواب مین لبیک کہدے تو نکاح ہوجائیگا۔ +	رد محتار + وکذا اختلفوا فی الغناء فی العرس والولیمۃ فمنهم من قال بعدم کراهتہ کضرب الدف۔ ایضا + وفی التاتارخانیۃ قال لامراۃ بمحضر من الرجال یا عروسی فقالت لبیک ینعقد النکاح۔ در + وقال لها یا عروسی فقالت لبیک انعقد علی المذهب +

اگر کوئی شخص کسی سے کہے ھَل اَعْطَیْتَنِیْھَا یعنے تونے اپنی بیٹی مجھکو دی تو اسی لفظ سے اگر نکاح کی مجلس ہوگی تو نکاح منعقد ہوگا اور اگر وعدہ کی ہوگی تو وعدہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص زبان سے نکاح کو قبول نکرے اور ایسا فعل عمل مین لائے جس سے قبول کرلینا ظاہر ہو تو اس فعل کو مثل قبول لفظی کے قرار دیکر نکاح کو اسی سے منعقد ٹھراتے ہین مثلا کوئی عورت کہے کہ مین نے فلان مرد سے ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اور مرد اسکے جواب مین کچھ نہ کہے لیکن مہر دیدے تو نکاح ہوجائیگا۔ غائب کا نکاح کتابت سے بھی صحیح بتاتے ہین۔

انکے نزدیک اقرار سے بھی نکاح ہوجاتا ہے مثلا کوئی شخص کسی عورت کے اپنی منکوحہ ہونے کا دعوے کرے اور وہ عورت اس سے انکار کرے پھر وہ مرد اُس عورت کو کچھ دیکر اقرار کرالے تو یہ اقرار بمنزلہ نکاح کے قرار پائیگا اور تزوجت بنصفک سے جسکے یہ معنی ہین کہ تیرے نصف سے مینے نکاح کیا۔ اسیطرح ان لفظون سے کہ مینے تیری بیٹہ سے یا پیٹ سے نکاح کیا نکاح انکے نزدیک صحیح ہوتا ہے۔

در مختار + او ھل اعطیتنیھا ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد۔

رد محتار + قال فی البحر وھل یکون القبول بالفعل کالقبول باللفظ کما فی البیع قال صاحب البزازیۃ اجاب صاحب الھدایۃ فی امرأۃ زوجت نفسھا بالف من رجل عند الشھود فلم یقل الزوج شیأ لکن اعطاھا المہر فی المجلس انہ یکون قبولا۔

در مختار

ولا بکتابۃ حاضر بل غائب الخ۔

رد محتار + فانہ (صاحب الذخیرۃ) قال ذکر فی صلح الاصل ادعی رجل قبل امرأۃ نکاحا فجحدت فصالحھا علی مائۃ علی ان تقر بذلک فھذا الاقرار منھا جائز والمال لازم وھذا الاقرار بمنزلۃ انشاء النکاح۔ در مختار

ولا ینعقد النکاح بتزوجت نصفک علی الاصح احتیاطا۔ رد + فلو اضاف النکاح الی ظھرھا وبطنھا ذکر الحلوانی قال مشائخنا الاشبہ من مذھب اصحابنا انہ ینعقد النکاح۔ +

+ + +

ایجاب وقبول مین فوریت کا اعتبار نہین کرتے
صرف اتحاد مجلس کی شرط لگاتے ہین گو کتنا
ہی فاصلہ ہو جاتے۔ کہتے ہین کہ اگر لڑکی کا
باپ کسی شخص سے کہے زوجتك بنتی یعنی
مینے اپنی بیٹی کا تجھ سے نکاح کیا اور وہ شخص
خاموش رہے اور کچھ نہ کہے پہر لڑکی کا باپ
اوس سے کہے کہ مہر دے تو اسکے جواب
مین وہ نعم کہدے تو یہ قبول ہو جائیگا۔
مرد اور عورت کی تمیز ایک کی دوسرے
نکاح مین شرط نہین کرتے۔ کہتے ہین کہ اگر
دو بچے ہون اور ایک کا باپ کہے زوجت
بنتی هذه من ابنك هذا یعنی مینے اپنی
اس بیٹی کا تیرے اس بیٹے سے نکاح کیا۔
اور دوسرے کا باپ قبول کرلے پہر ظاہر ہو کہ
جس بچہ کو لڑکی ٹہرایا تہا وہ لڑکا ہے اور
جسکو لڑکا قرار دیا تہا وہ لڑکی ہے تو اس
صورت مین بہی نکاح صحیح ہوگا۔ ایجاب و
قبول کے معنی کا جاننا عورت اور مرد اور گواہ
کیلئے شرط نہین کرتے کہتے ہین کہ اگر کسی
عورت کو جو زبان عربی سے مطلق واقف
نہو زوجت نفسی سکہا کر کہا لیا جائے حالانکہ
وہ اسکے معنی بالکل نجانتی ہو اور مرد قبول کرلے
اور گواہ بہی خواہ جانتے ہون یا نجانتے ہون
اس صورت مین نکاح صحیح ہو جائیگا اسیطرح

در مختار۔ ومن شرائط الایجاب والقبول
اتحاد المجلس لو حاضرین وان طال۔ رد
واما الفور فلیس من شرط قال فی المنیة
قال زوجتك بنتی فسکت الخاطب
فقال الصهر ای ابو البنت ادفع المهر
فقال نعم فهو قبول۔ **تنبیہ**
لم یذکر اشتراط تمیز الرجل من المرأة
وقت العقد للخلاف لما فی النوازل
فی صغیرین قال ابو احدهما زوجت بنتی
هذه من ابنك هذا وقبل ثم ظهر
الجاریة غلاما والغلام جاریة جاز
ذلك۔ در مختار۔ ولا یشترط
العلم بمعنی الایجاب والقبول فیما یستوی
فیه الجد والهزل اذا علم بحیح لنیة لا
یفتی۔ رد۔ صرح به (ای بعدم اشتراط
العلم بمعنی الایجاب والقبول) فی البزازیة
وجزم به فی متن الملتقی والبدر و
الوقایة۔ قال فی الفتح لو لقنت المرأة
زوجت نفسی بالعربیة ولا تعلم معناه
وقبل والشهود یعلمون او لا یعلمون
صح کالطلاق وقیل لا کذا فی الخلاصة و
مثل هذا فی جانب الرجل اذا لقنته
ولا یعلم معناه وهذا من جملة مسائل
الطلاق والعتاق والتدبیر والنکاح والخلع

اقوال اہل سنت

اہلسنت کے نزدیک لفظ تزویج و نکاح کے سوا بہت سے الفاظ ہیں جن سے نکاح صحیح ہے منجملہ انکے کل وہ لفظ ہیں جو تملیک عین کے لئے موضوع ہوئے ہیں جیسے ہبہ اور تملیک و صدقہ اور عطیہ اور قرض اور سلم اور استیجار اور صلح اور صرف۔ صلح کی مثال میں لکھتے ہیں کہ لڑکی کا باپ اپنے قرضخواہ سے کہے صالحتک عن الالف التی لک علی ببنتی ھذہ یعنی ہزار روپیہ جو تیرے مجھپر قرض ہیں اوسکے بدلے میں اپنی اس لڑکی پر صلح کر لی اس سے نکاح درست ہوگا۔ اگر مرد کسی عورت سے کہے کونی امرأتی یعنی تو میری بی بی ہوجا یا عورت مرد سے کہے عرستک نفسی یعنے میں نے اپکو تیری عروس کیا یا مرد کہے صرت لی تو میرے لئے ہوگئی یا کہے صرت لک میں تیرے لئے ہوگیا یا کہے ثبت حقی میرا حق ثابت ہوا تو قبول کے ساتھ ان سب صورتوں میں نکاح منعقد ہوگا۔ بعضے بزرگوار لفظ رہن و وصیت سے بھی نکاح کو جائز ٹھراتے ہیں اور لفظ جعل سے تو صنیفہ بالاتفاق انعقاد نکاح کے قائل ہیں جیسے جعلت بنتی لک بالف اور بیع و شرا سے بھی نکاح صحیح کہتے ہیں مثلاً عورت کہے بعت نفسی منک بکذا اسے ج

حوالہ کتب اہلسنت

در مختار * وانما یصح بلفظ تزویج و نکاح وما وضع لتملیک عین فی الحال کھبۃ وتملیک وصدقۃ وعطیۃ وقرض وسلم واستیجار وصلح وصرف وکل ما تملک بہ الرقاب بشرط نیۃ او قرینۃ وفہم الشہود المقصود۔ انتہی ملخصا۔ رد محتار * مثل ان یقول ابو البنت لدائنہ مثلا صالحتک عن الالف التی لک علی ببنتی ھذہ۔ ایضہ * اور رد علیہ فی البحر انہ ینعقد بالفاظ غیر ما ذکر مثل کونی امرأتی وقولہا عرستک نفسی وقولہ صرت لی او صرت لک وقولہ ثبت حقی وذکر الفاظا اخر وانہ ینعقد فی الکل مع القبول الخ اعلم ان الصریح ینعقد بہ النکاح بلا خلاف وغیرہ علی اربعۃ اقسام قسم لا خلاف فی الانعقاد بہ عندنا بل الخلاف فی خارج المذہب وقسم فیہ خلاف عندنا والصحیح الانعقاد وقسم فیہ خلاف والصحیح عدمہ فالاول ما سوی لفظی النکاح والتزویج من لفظ الھبۃ والصدقۃ والتملیک والجعل نحو جعلت بنتی لک بالف الثانی نحو بعت نفسی منک بکذا المشتریتک ۲

۲ سے اپنی ذات کو تیرے ہاتھ اتنے میں فروخت کیا یا مرد کہے اشتریتک بکذا یعنے میں نے تجھکو اسقدر میں خرید کیا اور دوسرا قبول کرے تو نکاح درست ہوگا۔ **

۴ بکذا فقالت نعم والثالث کالاجارۃ والوصیۃ۔ ایضہ نحو اوصیت لک ببضعۃ ابنتی للحال بالف ۷ ھ۔ *

اقوال اہلسنت

اہلسنت کے امام اعظم نے توحکم دیدیا ہے
کہ جس لفظ سے کوئی شئے یعنی عین یا منفعت
مملوک ہو جاتے اُس سے نکاح منعقد ہوتاہے
چنانچہ اسیوجہ سے بعض اکابر اہلسنت لفظ
کرایہ وعاریت سے بہی انعقاد نکاح کے
قائل ہین۔ لفظ اجازت اور ودیعت وغیرہا
جو ملکیت کا فائدہ نہین دیتے ان لفظون سے
گو نکاح کو صحیح نہین کہتے لیکن انہین الفاظ
کا استعمال کر کر کوئی شخص اگر کسی عورت سے
جماع کرے تو اسکو حد سے بچاتے ہین اور عورت
کو مہر مقرر اور مہر مثل سے جو کمتر ہو وہ دلواتے
ہین۔ لفظ رہن سے نکاح کے منعقد ہونے مین
مشائخ اہلسنت باہم اختلاف رکہتے ہین۔
بعضے اس لفظ سے بہی صحیح جانتے ہین۔
طلاق کو غلط لفظون سے جیسے تلاق اور
تلاک اور طلاک اور تلاغ اور طلاغ درست
جانتے ہین اور کہتے ہین کہ عالم اور جاہل مین فرق
نہین اور اسی پر فتوی ہے پہر فرماتے ہین کہ
نکاح وطلاق مین ظاہراً کچہہ فرق نہین یعنی جس
طرح غلط لفظون سے طلاق واقع ہوتی ہے اسیطرح
نکاح بہی غلط لفظون سے منعقد ہوگا چنانچہ فرماتے
ہین کہ اگر بجائے تزوجت سے جیم کی جگہ زا پڑہے تو زوزت
یا ازدجت کہا جائے نکاح صحیح ہوگا۔ ہنسی اور اکراہ
سے بہی نکاح کو صحیح کہتے ہین یعنی اگر کوئی شخص ہنسی سے
یا کسی کی زبردستی سے وہ الفاظ جنسے نکاح صحیح

حوالہ کتب اہلسنت

فتاوای ولوالجی + وعن ابیحنیفۃ انہ قال
کل لفظ یملک بہ شئ ینعقد بہ النکاح۔
فیدل ہذہ الروایۃ علی ان النکاح بلفظ
الاجارۃ ینعقد۔ شرح کنز + ولا ینعقد
بلفظ الاجارۃ والاعارۃ فی الصحیح خلافا
للکرخی فیہما۔ در مختار + لایصح بلفظ
اجارۃ براء او بزاء ونحوہا مما لا یفید
الملک لکن تثبت بہ الشبہۃ فلا یحد
ولہا الاقل من المسمی ومہر المثل وکذا
تثبت بکل لفظ لا ینعقد بہ النکاح۔
رد محتار + قولہ ورہن فیہ اختلاف
المشائخ۔ قولہ واما الطلاق فیقع بہا)
ای بالالفاظ المصحفۃ کتلاق وتلاک و
طلاک وطلاغ وتلاغ ولا فرق بین العالم
والجاہل وعلیہ الفتوی۔ ثم انہ لا فرق
یظہر بین النکاح والطلاق فبالاولی
اذا قال جوزت بتقدیم الجیم او زوزت
بالزاء بدل الجیم قاصداً بہ معنی النکاح
یصح۔ علم مما سردناہ جواز العقد بلفظ
ازوجت انتہی ملخصاً۔ ایضاً + اذ حقیقۃ
الرضا غیر مشروطۃ فی النکاح لصحتہ مع
الاکراہ والہزل رحمتی۔ بل عبارتہم مطلقۃ
فی ان نکاح المکرہ صحیح کطلاقہ
وعتقہ مما یصح مع الہزل ولفظ المکرہ
شامل للرجل والمرأۃ۔ +

ہوا معلوم ہوا کہ ہنسی سے نکاح درست ہوگا اور رضامندی طرفین کی شرط نہین الخ -+

مسلمان مرد کا نکاح کافرۂ ذمیہ سے صحیح کہتے ہین۔ اگر کسیکے دو لڑکیان ہون اور بڑی لڑکی کے نکاح کا ارادہ کرے اور غلطی سے چھوٹی لڑکی کا نام منہ سے نکل جاوے تو چھوٹی لڑکی کا نکاح صحیح ہو جائیگا۔ اسیطرح کہتے ہین کہ اگر صغیر سن لڑکی کا باپ کم عمر لڑکے کے باپ سے کہے زوجت ابنتی یعنی مینے اپنی بیٹی کا نکاح کیا پھر لڑکے کا باپ کہے قبلت یعنی مینے قبول کیا تو اس صورت مین یہہ نکاح لڑکے کے باپ کے ساتھ صحیح ہوگا گو پہلے سے قرارداد لڑکے کی بابت ہو چکی ہو اسکو مختار ٹھہراتے ہین۔ ایک اور صورت ہے جسکو کثیر الوقوع کہتے ہین اور اپنے ہم مذہبون کو اس سے غافل بتاتے ہین وہ یہہ ہے کہ لڑکے کا باپ کہتا ہے زوج ابنتك لابنی یعنی تو اپنی بیٹی کا نکاح میرے بیٹے سے کردے لڑکی کا باپ کہتا ہے زوجتك یعنی مینے تجھہ سے نکاح کیا پھر لڑکے کا باپ کہتا ہے قبلت یعنی مینے قبول کیا تو اس صورت مین محققین اہلسنت کے نزدیک لڑکے کے باپ کا نکاح ہو جاتا ہے اور یہہ لوگ بوجہ غفلت کے لڑکے کا نکاح سمجھتے ہین اور اس لڑکی کو جو باپ کی منکوحہ ہو کر لڑکے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہے اوسکے تصرف مین سے کہتے ہین اور ایسے ہی یہہ صورت ہے کہ لڑکی کا باپ

تنویر + کما صح نکاح مسلم ذمیۃ الخ در مختار + ولو لہ بنتان اراد تزویج الکبری فغلط فسماھا باسم الصغری صح للصغری خانیۃ۔ رد محتار + ونظیرہ ھذا ما فی البحر عن الظھیریۃ لو قال ابو الصغیرۃ لابی الصغیر زوجت ابنتی ولم یزد علیہ فقال ابو الصغیر قبلت یقع النکاح للاب ھو الصحیح۔ وقال فی الفتح یجوز النکاح علی الاب وان جری بینہما مقدمات النکاح للابن ھو المختار۔ قلت ویعلم بالاولی حکم ما یکثر وقوعہ حیث یقول زوج ابنتك لابنی فیقول لہ زوجتك فیقول الاول قبلت فیقع العقد للاب والناس عنہ غافلون وقد سئلت عنہا فاجبت بذلك وبانہ لا یمکن تطلیقھا وعقدہ للابن ثانیا لحرمتھا علی الاب موبدا۔ ویقع ایضا قولھم زوجتك بنتی لابنك فیقول قبلت ویظھر لی انہ ینعقد للاب لاسناد التزویج الیہ وقول ابی البنت لابنك معناہ لاجل ابنك فلا یفید وکذا لو قال الاخر قبلت لابنی لا یفید ایضا۔ +

+ +

زوجتك بنتی لابنك کہتا ہے اور لڑکے کا باپ قبلت یا قبلت لابنی کہتا ہے کہ اس صورت مین بھی لڑکے کے باپ کا نکاح ہو جاتا ہے اور یہہ لوگ لڑکے کا ٹھہراتے ہین۔ معاذ اللہ فروج کی بابت اتنا تغافل وتساہل۔ +

جو شخص خدا و رسول کی گواہی سے نکاح
کرے تو اُسکو ناجائز کہتے ہین بلکہ بعضے
حضرات اُس شخص کو کافر ٹہراتے ہین۔
کہتے ہین کہ جو مرد کسی عورت کو شہوت سے
مس کرے گو اُسکے سر کے ایک بال کا ہی
سہی اگرچہ بیچ مین کچہ حائل ہی ہو جو حرارت
کا مانع نہو یا اوسکی فرج کو دیکہے گو
عورت پانی مین ہو تو اوس عورت کے
اصول یعنی مان نانی دادی وغیرہا اور
فروع یعنی بیٹی پوتی نواسی اُس مرد پر
حرام ہو جائینگے اور اگر اُس مرد کو اُسکے
مس کرنے اور دیکہنے سے انزال ہو جائیگا
تو حرام نہوگی اسیطرح اگر عورت مرد کو
مس کرے یا اُسکے آلۂ تناسل کو دیکہ لیگی
اُسکے اصول و فروع ہی مرد پر حرام ہو جائینگے
اور اگر مرد عورت کی فرج کو آئینہ مین
دیکہیگا یا اُسکی دبر مین وطی کریگا یا ذکر پر
کپڑا لپیٹ کر فرج مین ہی جماع کریگا تو
حرمت نہوگی ایسے ہی اگر جماع سے عورت
کا مخرج بول و براز یا مخرج بول و حیض
ایک کردیگا تب ہی حرمت نہوگی۔ اور اگر
عورت کم عمر ہوگی تو اُسکے ساتہہ نکاح کرکر
جماع کرنیسے ہی حرمت ثابت نہوگی۔
مس و نظر و زنا کا کیا ذکر ہے۔ صاف
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کم سن لڑکی سے

در مختار + تزوج بشہادة اللہ و
رسولہ لم یجز بل قیل یکفر۔ ایضا + و
اصل ممسوسة بشہوة ولو بشعر علی
الراس بحائل لا یمنع الحرارة و اصل
ماسة و ناظرة الی ذکرہ و المنظور
الی فرجہا المدور الداخل و لو
نظرہ من زجاج او ماء ہی فیہ و
فروعہن مطلقا۔ و العبرة للشہوة
عند المس و النظر لا بعدہما۔ ہذا
اذا لم ینزل فلو انزل مع مس او
نظر فلا حرمة بہ یفتی لا تحرم المنظور
الی فرجہا الداخل اذا راہ من مرآة
او ماء لان المرئی مثالہ بالانعکاس
لا ہو ہذا اذا کانت حیة مشتہاة
و لو ماضیا اما غیرہا یعنی المیتة
و صغیرة لم تشتہ فلا تثبت الحرمة
اصلا کوطی دبر مطلقا و کما لو افضاہا
لعدم تیقن کونہ فی الفرج ما لم تحبل
منہ بلا فرق بین زنا و نکاح فلو تزوج
صغیرة لا تشتہی فدخل بہا فطلقہا
و انقضت عدتہا و تزوجت آخر
جاز للاول التزوج ببنتہا و کذا
تشترط الشہوة فی الذکر فلو جامع غیر
مراہق زوجة ابیہ لم تحرم فتح

+ + +

م نکاح کرکے دخول کرے پہر اُسکو طلاق دیدے اور وہ عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کرلے تو پہلے شخص کو اپنی منکوحہ مدخولہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔
مرد مین ہی بلوغ کی شرط لگاتے ہین اور کہتے ہین اگر نابالغ لڑکا اپنے باپ کی زوجہ سے جماع کرے تو وہ باپ پر حرام نہوگی ــ + + + + + + +

نو برس سے کم کی لڑکی کو گو کیسی ہی موٹی تازی ہو غیر مشتہاۃ ٹھراتے ہین یعنی وہ ایسی ہے کہ اوسکی طرف مرد کو رغبت نہین ہوتی اسی کو مفتیٰ بہ کہتے ہین۔ شہوت سے مس کرنے اور نظر کرنے کو جو موجب حرمت ٹھراتے ہین تو اوسمین عمد اور نسیان اور خطا اور اکراہ مین فرق نہین بتاتے اسی بنا پر کہتے ہین کہ اگر کوئی مرد اپنی بی بی کو یا بی بی اپنے خاوند کو جماع کے لئے جگاوے اور مرد کا ہاتھ عورت کی بالغ لڑکی کو یا عورت کا ہاتھ مرد کے بالغ لڑکے کو مس کرے تو وہ زوجہ اپنے خاوند پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیگی۔ کہتے ہین کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس کا کوئی عضو چوم لے تو اوسکی بی بی اوسپر حرام ہو جائیگی تا وقتیکہ شہوت کا نہونا ظاہر نہو۔ اور اس حکم مین نابالغ اور مجنون اور مست کو مثل بالغ عاقل ہوشیار کی ٹھراتے ہین اور کہتے ہین اگر مست مرد اپنی بیٹی کا یا مجنون اپنی ساس کا بوسہ لے تو اُسکی بی بی اُسپر حرام ہو جائیگی۔ اگر کوئی مرد اپنی بیٹی کی فرج کو شہوت سے دیکھے تو اُسکی بی بی اُسپر حرام ہو جائیگی ایسے ہی اگر بیٹی ننگی ڈر کر باپ کے بستر پر آجائے اور باپ کی شہوت حرکت پائے تب بھی اُس لڑکی کے ماں باپ پر حرام ہو جائیگی۔ اگر کسی مرد سے کہا جائے کہ تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا وہ جواب مین کہے کہ مینے جماع کیا ہے تو اُسکی بی بی اُسپر حرام ہو گئی

در مختار + و بنت سنها دون تسع لیست بمشتهاة به یفتی ولا فرق فیما ذکر بین اللمس والنظر بشهوة بین عمد ونسیان و خطاء واکراه فلو ایقظ زوجته او ایقظته هی لجماعها فمست ید ه بنتا المشتهاة او ید ها ابنه حرمت الام ابدا فتح قبل ام امرأته فی ای موضع کان علی الصحیح جوهرة حرمت علیه امرأته ما لم یظهر عدم الشهوة ومراهق ومجنون وسکران کبالغ بزازیة وفی القنیة قبل السکوان بنته تحرم الام - رد محتار قوله کبالغ ای فی ثبوت حرمة المصاهرة بالوطی او المس او النظر ولو تمم المقابلات بان قال کبالغ عاقل صاح لکان اولی - وعبارة القنیة هکذا قبل المجنون ام امرأته بشهوة او السکران بنته تحرم اھ ای تحرم امرأته در مختار + وفی الخانیة ان النظر الی فرج بنته بشهوة یوجب حرمة امرأته وکذا لو فزعت فدخلت فراش ابیها عریانة فانتشر لها ابوها تحرم علیه امها وفی الخلاصة قیل ما فعلت بام امرأتك فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا یصدق انه کذب ولو هازلا - وحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح والوطی بها لا یکون زنا - رد محتار + قال فی الحاوی ولا حد علیه وتثبت النسب اھ +

اگرچہ وہ بیچارہ کہے کہ مینے یہہ بات ہنسی سے جھوٹ کہدی ہے۔ اور کہتے ہین کہ یہہ حرمت جو اِن صورتون مین ثابت ہوئی ہے اس سے نکاح جاتا نہین رہتا اور بعد ثبوت حرمت کے اُس عورت سے مجامعت کرنا زنا نہین ہوتا اور اُسپر اس فعل حرام سے حد نہین لگائی جاتی اور بعد حرمت کے جو اولاد ہو وہ اُسی مرد کی ٹھرتی ہے +

کتابیہ عورت جو کسی رسول اور کتاب الٰہی پر
ایمان رکہتی ہو گو حضرت عیسٰی کے خدا ہونے کی
معتقد ہو اسکا نکاح مسلمان کے ساتھ صحیح جانتے ہین
اگرچہ مکروہ تنزیہی کہتے ہین - اور اہل کتاب کا
ذبیحہ بہی حلال سمجھتے ہین - اور اشاعرہ ہر چند
معتزلہ کی تکفیر کرتے ہین مگر اُنکی مناکحت جائز
ٹہراتے ہین اسیطرح اُن لوگون کی مناکحت بہی
جائز کہتے ہین جو حضرت امیر المومنین علیؑ بن
ابیطالب علیہ السلام کو اور صحابہ سے افضل
جانتے ہین یا بعض اصحاب کو بُرا کہتے ہین اور
اہلسنت انکو مبتدع کہتے ہین نہ کافر - یہان سے
ظاہر ہے کہ بعضے متعصب سُنی جو شیعون کے ساتھ
اپنی لڑکیون کا نکاح نہین کرتے اپنے مذہب کی
کتابون سے جاہل اور بیخبر ہین - کہتے ہین کہ جو
شخص کہے کہ مین مومن ہون انشاءاللہ تعالیٰ وہ
کافر ہے اوسکی مناکحت جائز نہین - بعض مشائخ
اہلسنت اُن لوگون کی مناکحت جو ستارہ پرست
ہون اور اُنکے لئے کتاب ہو جائز کہتے ہین -
اور بعض نے مجوس کا نکاح بہی جائز رکہا ہے -
جو عورت زنا سے حاملہ ہو حالت حمل مین اُسکا
نکاح صحیح کہتے ہین اور امام صاحب اُسکا نکاح بہی
جو کافر حربی سے حاملہ ہو صحیح بتاتے ہین -
اگر ایک عقد مین دو عورتون کو شامل کرے
جنمین ایک حرام ہو جیسے ماں بہن شوہر دار
اور دوسری حلال ہو تو امام اعظم اہلسنت ع

ع حلال عورت کا نکاح صحیح بتاتے ہین اور کل مہر مقرر اسیکو دلواتے ہین اور حرام عورت سے اگر اسی عقد کی وجہ سے جماع کرے تو اسکے لئے مہر مثل تجویز فرماتے ہین.
اور حد شرع سے بچاتے ہین - اور صاحبین مہر مقرر کو دونون کے مہر مثل پر تقسیم کراتے ہین - +

در مختار + صح نکاح کتابیة وان کرہ
تنزیہا مومنة بنبی مرسل مقرة بکتاب
منزل وان اعتقدوا المسیح الٰہا و
کذا حل ذبیحتہم علی المذہب بحر -
وفی النہر تجوز مناکحة المعتزلة -
رد مختار + معناہ وان وقع التصریح
بکفر المعتزلة الخ - بخلاف ما اذا کان
(الرافضی) یفضل علیا او یسب الصحابة
فانہ مبتدع لا کافر - قیل لا یجوز مناکحة
من یقول انا مومن انشاء اللہ تعالیٰ لانہ
کافر - فلو کانوا یعبدون الکواکب ولہم
کتاب یجوز مناکحتہم وہو قول بعض
المشائخ - وعدم جواز نکاحہم (المجوس)
ولو بملک یمین مجمع علیہ عند الائمة
الاربعة خلافا لداود - در مختار +
وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ
ای الزنا لثبوت نسبہ ولو من حربی - رد مختار
قولہ ولو من حربی کالمہاجرة والمسبیة
وعن ابیحنیفة انہ یصح - در مختار + و
صح نکاح المضمومة الی محرمة والمسمی کلہ
لہا ولو دخل بالمحرمة فلہا مہر المثل -
رد مختار + کان تزوج امرأتین فی عقد
واحد احدہما محل والاخری غیر محل لکونہا
محرما او ذات زوج - ای للمحللة عند الامام
ولم یجب الحد بوطی المحرمة - لان سقوطہ

+. من حکم صورة العقد لا من حکم انعقادہ - وعندہما یقسم علی مہر مثلیہما - +

دو بہنون سے نکاح ایک عقد مین صحیح بتاتے ہین اور آیۃ وان تجمعوا بین الاختین پر نظر نہین فرماتے اور دونون سے جماع کرنے کی صورت مین ہر ایک کے لئے مہر مثل اور مقرر مہر سے جو کمتر ہو واجب ٹہراتے ہین۔ اہلسنت کے امام اعظم کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی سے جیسے ماں بہن دادی نانی خالہ پھوپھی بیٹی پوتی بھتیجی بھانجی وغیرہا جنکو حق تعالی نے قرآن مجید مین حرام کردیا ہے دیدہ و دانستہ نکاح کر کر اُنکے ساتھ جماع کرے تو اُسپر حد شرع نہین۔ ظاہر ہے کہ یہہ فتوی آیہ حرمت علیکم امہاتکم الآیہ سے صریح مخالف ہے اور اس حدیث سے جو مشکوۃ مین مذکور ہے جسکا مضمون یہہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے باپ کی زوجہ سے نکاح کرلیا تھا تو رسولخدا نے اُسکے سر کاٹ کرلانے کا اور بنا بر دوسری روایت کے گردن مارنے اور مال لے لینے کا حکم فرمایا تھا صاف منافی ہے اسکے علاوہ امام ابو یوسف و محمد نے جو ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ہین اس مسئلہ مین اُس سے مخالفت کی ہے اور مثل امام شافعی کے اُس شخص پر حد کو واجب قرار دیا ہے۔ عقد کو مجامعت کا حکم دیتے ہین اسی بنا پر کہتے ہین کہ جو شخص مشرق مین ہو اگر وہ اُس عورت سے جو مغرب مین ہو نکاح کرلے اور بوجہ بُعد المشرقین کے اُسکی صحبت سے کبھی کامیاب نہو اور اس عورت کے بغیر مقاربت شوہر کے غیرون کے

ردالمحتار

فان قلت ما الفرق بینہما وبین ما اذا تزوج اختین فی عقد واحد ودخل بہما حیث اوجبتم لکل منہما الاقل من مہر المثل والمسمی الخ۔

ہدایہ ومن تزوج امراۃ لا یحل لہ نکاحہا فوطیہا لا یجب علیہ الحد عند ابیحنیفۃ لکنہ یوجع عقوبۃ اذا کان علم بذلک وقال ابو یوسف و محمد والشافعی علیہ الحد اذا کان عالما بذلک الخ۔ مشکوۃ وعن البراء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ مربی خالی ابو بردۃ بن نیار ومعہ لواء فقلت این تذہب فقال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ اتیہ براسہ رواہ الترمذی وابو داؤد وفی روایۃ لہ والنسائی وابن ماجہ والدارمی فامرنی ان اضرب عنقہ واخذ مالہ وفی ہذہ الروایۃ قال عمی بدل خالی۔

درمختار

لان للعقد حکم الوطی حتی لو نکح مشرقی مغربیۃ یثبت نسب اولادہا منہ الخ۔

م نطفہ سے اولاد ہو جو اُسکے عقد ہونیکے سبب سے ولد الزنا نہ ہوگی بلکہ اُسی شوہر کی اولاد ہوگی اگرچہ قطعاً معلوم ہے کہ اُس شخص کو اُس عورت سے مطلقاً صحبت کا اتفاق نہین ہوا۔

اقوال اہل سنت

نکاح متعہ کو اہلسنت کا امام مالک جائز کہتا ہی
اور بعضے حضرات مدت کے مجہول یا دراز ہونے کی
حالت مین صحیح کہتے ہین ۔ اور اگر کوئی شخص کسی
عورت سے نکاح کرے اس طور پر کہ ایک مہینے
کے بعد اسکو طلاق دیدیگا یا مدت معینہ تک اُسکے
پاس رہنیکا قصد کرے تو اسکو درست جانتے ہین
اگر کوئی عورت قاضی کے پاس کسی مرد پر دعوی
کرے کہ اسنے میرے ساتھہ نکاح کیا ہے حالانکہ
یہہ عورت نکاح کی قابل موانع سے خالی ہو اور قاضی
عورت کے جہوٹے گواہون کو معتبر سمجہکر اُس عورت کے
نکاح کا حکم دیدے یعنی عورت کو اسکے دعوے کی
موافق اُس مرد کی منکوحہ قرار دے تو اس صورت
مین اس مرد کو اس عورت کے ساتھہ جماع کرنا
حلال ہو جائیگا اگرچہ فی الواقع اُسنے اس عورت
سے نکاح نکیا تہا اور عورت کو بہی اپنے ساتھہ
صحبت کرنے پر مرد کو قدرت دینا مباح ہوگا ۔
اسیطرح اگر کوئی مرد کسی عورت پر جہوٹا دعوے
کرے کہ یہہ میری منکوحہ ہے اور قاضی اُس
عورت کو اُسکی زوجہ ٹہرادے تو اس صورت مین
بہی مرد کو اس عورت سے وطی کرنا حلال ہو جائیگا
اگرچہ فی الحقیقت وہ عورت اسکی منکوحہ نہتی
ایسے ہی اگر قاضی جہوٹی گواہی سے کسی عورت
کو طلاق یافتہ ٹہرادے تو اُس عورت کو باوجود
علم اس امر کے کہ حقیقت مین مطلقہ نہین ہی بعد
مدت عدت کے دوسرے شخص سے نکاح حلال
ہو جائیگا بلکہ جہوٹے گواہ کو بہی اس سے نکاح کرلینا مباح ہوگا اور اپنے پہلے شوہر پر جسنے حقیقت مین طلاق نہین دی تہی حرام ہو جائیگی ۔ اور ان فتوون
کا حال اس سے ظاہر ہے کہ صاحبین نے بہی بیان امام صاحب کی مخالفت کی ہے ۔ +

در مختار

وبطل نکاح متعۃ وموقت وان جہلت المدۃ او طالت فی الاصح و
لیس منہ ما لو نکحہا علی ان یطلقہا
بعد شہر او نوی مکثہ معہا مدۃ معینۃ

رد محتار :- ونسبۃ الجواز الی مالک
کما وقع فی الہدایۃ غلط ۔ لہ کان یتزوجہا
الی ان ینصرف عنہا ۔ لہ کان یتزوجہا
الی مأتی سنۃ وہو ظاہر المذہب

در مختار :- ویحل لہ وطی امرأۃ ادعت
علیہ عند قاض انہ تزوجہا بنکاح
صحیح وہی ای والحال انہا محل للانشاء
ای لانشاء النکاح خالیۃ عن الموانع
وقضی القاضی بنکاحہا ببینۃ اقامتہا
ولم یکن فی نفس الامر تزوجہا وکذا
لو ادعی ہو نکاحہا خلافا لہما ولو
قضی بطلاقہا بشہادۃ الزور مع
علمہا بذلک نفذ وحل لہا التزوج
باخر بعد العدۃ وحل للشاہد زورا
تزوجہا وحرمت علی الاول وعند الثانی
لا تحل لہما وعند محمد تحل
للاول ما لم یدخل الثانی ۔

رد محتار

وکذا یحل لہا تمکینہ من الوطی ۔ +

+ +

اور مسائل مذکورہ مین حلت کی وجہ یہہ ہے کہ امام اعظم اسکے قائل ہین کہ قاضی کا حکم ظاہراً و باطناً نافذ ہوتا ہے اور حضرات اہلسنت اپنے امام کے قول کو بہتر بتاتے ہین اور اُسپر یہہ دلیل لاتے ہین کہ یہہ امر اجماعی ہے کہ ایک شخص کنیز خرید ے پہر فسخ بیع کا جہوٹا دعوی کرے اور قاضی اس جہوٹے مدعی کو سچا کردے تو بائع کنیز کو اُسکا جماع وغیرہ حلال ہوجاتا ہے باوجود اسکے کہ مشتری کے دعوے کے جہوٹا ہونے کو جانتا ہے - اس صورت مین اور پہلی صورتون مین جو فرق ہو کسی صاحب فہم پر مخفی نہین - کہتے ہین کہ ولی کو جبکہ عصبہ ہو گو نامحرم ہی ہو جیسے چچا کا بیٹا اختیار ہے - کہ بالغہ رشیدہ کے نکاح کو جو اپنی رضامندی سے مہر مثل سے کم ہے یا غیر کفو کے ساتہہ کرلے قاضی سے فسخ کرادے اور یہہ اختیار ہر بار کے نکاح کے ساتہہ نئے سر سے حاصل ہوتا ہے مثلاً اگر خود ولی عورت کا نکاح غیر کفو سے کردے پہر وہ طلاق دیدے اور عورت دوبارہ اُسی کے ساتہہ نکاح کرے تو اسی ولی کو اختیار ہے کہ اس دوسرے نکاح کو فسخ کردے بلکہ غیر کفو کے ساتہہ جو نکاح ہو اُسکو ناجائز کہتے ہین - کفاءۃ مین نسب اور پیشہ اور حریت اور مال اور تقوی کا بہی اسلام کے علاوہ اعتبار کرتے ہین اور اس کفاءۃ کو مرد کی جانب سے معتبر سمجہتے ہین نہ عورت کی طرف سے اور اُسکو ولی کا حق ٹہراتے ہین نہ عورت کا غرض اسی کفاءۃ کے لحاظ سے کہتے ہین کہ عجمی مرد عربیہ عورت کا کفو نہین خواہ بادشاہ ہو یا عالم ہو ۳

رد مختار ÷ وثبوت الحل قول الامام بنفوذ القضاء بهذا النكاح باطنا وكذا ينفذ ظاهراً قال الكمال وقول الامام اوجه واستدل له بدلالة الاجماع على ان من اشترى جارية ثم ادعى فسخ بيعها كذبا وبرهن وقضى به حل للبائع وطئها واستخدامها مع علمه بكذب دعوى المشترى الخ - در مختار ÷ وله اى للولى اذا كان عصبة الاعتراض فى غير الكفو فيفسخه القاضى ويتجدد بتجدد النكاح - رد محتار ÷ وكذا الاعتراض فى تزويجها نفسها باقل من مهر مثلها حتى يتم مهر المثل او يفرق القاضى - اى اعتراض الولى يتجدد بتجدد النكاح كما لو زوجها الولى باذنها من غير كفو فطلقها ثم تزوجت نفسها منه ثانيا كان لذلك الولى التفريق در مختار ÷ ويفتى فى غير الكفو بعدم جوازه اصلا - ر د ÷ ونظم العلامة الحموى ما تعتبر فيه الكفاءة فقال ان الكفاءة فى النكاح تكون فى ÷ ست لها بيت بديع قد ضبط ÷ نسب اسلام كذلك حرفة ÷ حرية وديانة مال فقط ÷ اى تقوى فليس فاسق كفوا الصالحة او فاسقة بنت صالح - در مختار ÷ العجمى لا يكون كفوا للعربية ولو كان العجمى عالما او سلطانا تنوير ÷ الكفاءة معتبرة من جانبه ۴

۳ اور جولاہہ درزی کا اور درزی بزاز اور سوداگر کا اور یہہ دونون عالم و قاضی کے کفو نہین - اور فاسق مرد صالحہ عورت اور فاسقہ عورت صالح کی بیٹی کا کفو نہین - ÷

۴ لا من جانبها وهى حق الولى لا حقها - در مختار ÷ فمثل الحائك غير كفو لمثل الخياط ولا خياط لبزاز وتاجر ولا هما لعالم وقاض الخ - ÷ ÷ ÷ ÷

جس طرح کہ حنفیہ امور مذکورہ مین کفاءت کا اعتبار کرتے ہین اسیطرح امام مالکؒ و ثوری اور بعضے مشائخ حنفیہ کفاءت کا اصلا لحاظ نہین فرماتے۔ یہ افراط و تفریط قابل ملاحظہ ہے۔

نکاح کا ولی عصبہ کو ترتیب ارث و حجب پر قرار دیتے ہین اسیوجہ سے مجنونہ کے بیٹے کو ولایت نکاح مین اُسکے باپ سے مقدم سمجھتے ہین۔ اور اگر عصبہ نہون تو ولایت نکاح کی مان کے لئے پھر دادی کے پھر بیٹی کے پھر پوتی پھر نواسی پھر پوتے کی بیٹی پھر نواسی کی بیٹی کے لئے ٹھہراتے ہین۔

کہتے ہین کہ چچا کے بیٹے کو اختیار ہے کہ اپنے چچا کی صغیر بیٹی کا اپنے ساتھ نکاح کرلے۔ کمتر مقدار مہر کی دس درہم چاندی ٹھہراتے ہین اگر کوئی دس درہم سے کم مقرر کرے تب بھی دس درہم واجب ہوتے ہین۔ خلوت جسکے سبب سے نسب کو ثابت کرتے ہین اسکو بعضے حضرات مسجد مین بھی صحیح کہتے ہین۔ سنتی اور قضا اور نذر اور کفارہ کے روزہ کو اور سنتی نماز کو بلکہ بعضے واجبی نماز کو بھی خلوت کا مانع نہین سمجھتے۔ اور خلوت کو ثبوت نسب مین جماع کی مانند ٹھہراتے ہین گو شوہر عنین[ف] ہو یا خصی ہو یا مجبوب ہو۔ اور بعضے کہتے ہین کہ خلوت تکمیل مہر اور وجوب عدت مین مثل جماع کی ہے رہا نسب سو اُسکے ثبوت کے لئے صرف عقد ہی کافی ہے گو خلوت بھی نہو جیسے مشرقی مرد کی مغربیہ عورت سے نکاح کرنے مین نسب ثابت ہوجاتا ہے

رد محتار: فی اعتبار الکفاءۃ خلاف مالک والثوری والکرخی من مشائخنا کذا فی فتح القدیر۔ تنویر: الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب در مختار: فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا لانہ یحجبہ حجب نقصان۔ فان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم لام الاب (فی القنیۃ عکسہ) ثم للبنت ثم لبنت الابن ثم لبنت البنت ثم لبنت ابن الابن ثم لبنت بنت البنت الخ۔ تنویر: ولابن العم ان یزوج بنت عمہ الصغیرۃ من نفسہ۔ اقلہ عشرۃ دراہم فضۃ وتجب (العشرۃ) ان سماہا او دونہا۔ رد محتار: ولا تصح (الخلوۃ) فی المسجد والحمام وقال شداد الخلوۃ فی المسجد صحیحۃ لانہا کالساتر۔ تنویر: والخلوۃ کالوطی ولو مجبوبا او عنینا او خصیا فی ثبوت النسب

در: بل المانع صوم رمضان اداء و صلوۃ الفرض فقط وصوم التطوع والمنذور والکفارات والقضاء غیر مانع لصحتہا۔ رد: قال فی البحر لا شک ان افساد الصلوۃ بغیر عذر حرام فرضا کانت او نفلا فینبغی ان تمنع مطلقا مع انہم قالوا ان الصلوۃ الواجبۃ لا تمنع کالنفل مع انہ یاثم بترکہا الذی حققہ فی البحر بحثا ثمرا ہ منقولا ۴۹

ف عنین نامرد کو کہتے ہین اور خصی وہ ہے جسکے خصیے قطع ہوے ہون اور مجبوب وہ ہے جسکا آلۂ تناسل قطع ہوا ہو۔ ۱۲ منہ [illegible]

[illegible]

اگر کوئی شخص حربیہ آزاد عورت سے یا موقوفہ یا مرہونہ کنیز سے حلال ہونے کے گمان سے جماع کرے تو کہتے ہین کہ ان تینون صورتون مین مہر کا ہونا مناسب ہے۔ اگر کوئی اپنی کنیز کو خیار کی شرط پر فروخت کرکر اُسکے ساتھ مجامعت کرلے تو اُسپر حد نہین ہے آزاد منکوحہ سے عزل (فرج سے باہر منزل ہونا) مباح کہتے ہین اسیطرح چار مہینے سے پہلے حمل کا گرادینا بھی جائز جانتے ہین۔ اگر زوجہ مرتد ہوجاے تو بعضون نے آسانی کے لئے یہہ فتوی دیا ہے کہ وہ نکاح سے باہر ہوگی۔ اور امام اعظم فرماتے ہین کہ وہ کنیز کرلیجائیگی اور مسلمانون کے لئے فئے ہوگی اور اسکا شوہر اسکو امام وقت سے مول لیلیگا یا امام شوہر کو مستحق جانکر بغیر قیمت کے عطا کردیگا اور اگر مرتد ہونے کے بعد شوہر کا قابو ہوگا اور اُسپر غلبہ پائیگا تو خود اُسکا مالک ہوجائیگا اور شوہر کو اُسکے فروخت کرڈالنے کا بھی اختیار حاصل ہوگا۔ انکے فقیہ ابوبکر بلخی خلیفۂ اول کے ہمنام نے کچھہ مسلمان عورتون پر گذر کیا جنکے سر اور ہاتھہ کھلے ہوتے تھے تو لوگون نے اُس سے کہا کہ تو کسطرح گذرتا ہے تب جواب دیا کہ انکے لئے حرمت نہین۔ یہہ تو گویا حربیات ہین یعنی فئی ہین اور کنیزین ہین باجملہ امام اعظم کے فتوی اور فقیہ مذکور کے قول وعمل سے بعض علماے اہلسنت نے یہہ زعم کرلیا کہ جو زناکار عورتین بازارون مین پھرتی ہین اگر اُنپر استیلا اور غلبہ حاصل ہو تو اُنکے ساتھہ جماع کرنا جائز ہے۔ کہتے ہین اگر مسلمان منکوحہ بعد بلوغ کے اسلام کا[ه]

رد محتار + وكذا لو وطی حربیۃ او وطی الجاریۃ الموقوفۃ علیہ او المرهونۃ باذن الراهن ظانا الحل قال ینبغی ان لا مهر فی الثلثۃ الاخیرۃ ۔ وكذا المبیعۃ بشرط الخیار للبائع لبقاء ملكہ او للمشتری لانها لم یخرج عن ملكہ بالكلیۃ ۔ در مختار + ویعزل عن الحرۃ باذنها لكن فی الخانیۃ انہ یباح فی زماننا لفسادہ ۔ ایضـ + قالوا یباح اسقاط الولد قبل اربعۃ اشهر ولو بلا اذن الزوج ۔ ایضـ + وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتها زجرا وتیسیرا ۔ وحاصلها (روایۃ النوادر) انها تسترق وتكون فیئا للمسلمین عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی ویشتریها الزوج من الامام او یصرفها الیہ لو مصرفا ولو استولی علیها الزوج بعد الردۃ ملكها ولہ بیعها ۔ ومن هنا قال الفقیہ ابوبكر البلخی حین مر بنساء علی شط نهر كاشفات الرءوس والذراع فقیل لہ كیف تمر فقال لا حرمۃ لهن انما الشك فی ایمانهن كانهن حربیات ۔ رد محتار + ای فهن فئ مملوكات والراس والذراع لیس بعورۃ من الرقیق ۔ وبهذا ظهر غلط من ینسب نفسہ الی العلم فی زماننا فی زعمہ الباطل ان الزانیات اللاتی یظهرن فی الاسواق بلا احتشام یجوز وطئهن بحكم الاستیلاء ۔ تنویر + بانت بلغت المسلمۃ المنكوحۃ ولم تصف الاسلام

[ه] و وصف نکرے یعنی ضروریات اسلام بیان نکرے تو نکاح سے باہر ہوجائیگی۔ +

نکاح دوری مسائل حنفیہ کے قواعد کی بموجب جائز اور مباح ہے یعنی یہ امر جائز ہے کہ ایک دن مین بیس مرد موافق گنجایش وقت کی ایک عورت کے ساتھہ باری باری نکاح کرین اور اُس سے جماع کرین اور طلاق دین اسلیئے کہ اُنکی معتبر فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر ایک مرد اپنی زوجہ کو طلاق بائن دے پھر عدت مین اُسکے ساتھہ نکاح کرے اور پھر جماع سے پہلے طلاق دے تو محمد کے نزدیک نصف مہر اور پہلی عدت کا پورا کرنا واجب ہوتا ہی اور دوسرے طلاق کے لیئے عدت نہین ہے اسواسطے کہ دوسری طلاق جماع سے پہلے ہے اور امام زفر کے نزدیک اُسپر مطلق عدت نہین اسلیئے کہ پہلی عدت تو دوسرے نکاح سے ساقط ہوئی اور دوسری طلاق کے واسطے اس سبب سے واجب ہوئی کہ وہ جماع سے پہلے واقع ہوئی جسطرح امام محمد نے کہا ہے پس بنابر قول امام زفر کے جو امام اعظم کا شاگرد رشید ہے جائز ہوگا کہ مثلاً زید اپنی زوجہ ہندہ کو بعد جماع کے طلاق بائن دیکر فوراً اُسکے ساتھہ دوسرا نکاح کرے اور اسیوقت جماع سے پہلے پھر طلاق دے تو چونکہ امام زفر کے نزدیک اس صورت مین ہندہ پر مطلق عدت نہین ہے تو جائز ہے کہ اُسیوقت ہندہ سے عمر نکاح کرلے اور جماع کے بعد طلاق بائن دیکر فی الفور

شرح وقایہ + ولو نکح معتدۃ بہ من بائن وطلق قبل الوطی فعلیہ مہر تام وعدۃ مستقلۃ ھذا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف فان اثر الوطی فی النکاح الاول باق وھو العدۃ فصار کان الوطی حاصل من ھذا النکاح وعند محمد یجب علیہ نصف المھر وعلیھا اتمام العدۃ الاولی فقط ولاعدۃ للطلاق الثانی لان الزوج طلقھا قبل الوطی فیہ وعند زفر لاعدۃ علیھا اصلا لان العدۃ الاولی سقطت بالتزوج ولم یجب للنکاح الثانی بدلیل محمد فیہ۔

اور ہدایہ مین بعد نقل قول امام محمد کے لکھا ہے۔

قال زفر لاعدۃ علیھا اصلا لان الاولی سقطت بالتزوج فلا یعود والثانیۃ لم تجب۔ +

فصول عمادی ۰

ان اصحاب ابی حنیفۃ یقولون ان کل قول قلنا بہ فھذا کان قولا لابی حنیفۃ

+ +

+

تجدید مرات جماع بدوازده وحلال بودن خرچی کسبیان وعدم حد بزنای کسبی بدادن خرچی وعدم وجوب غسل بوطی خنثی وعدم حد بزنای غیر مکلف بمکلفه و بزنای کنیز مرہونہ۔ +

اگر زوج و زوجہ بابت اسکی کہ کتنی بار رات دن مین جماع چاہیئے جھگڑا کرین تو بعضے دس بار کا اور بعضے بارہ بار کا ایک شبانہ روز مین حکم دیتے ہین۔

اہلسنت کے امام اعظم زنا کار عورت کی اجرت جو اپنے اس فعل شنیع پر پہلے سے مقرر کر لیتی ہے یعنے کسبی کی خرچی پاک اور حلال جانتے ہین۔ اسی سبب سے جو شخص اجرت (خرچی) دے کر کسی عورت سے زنا کرے اُسکو حد زنا سے بچاتے ہین حالانکہ خرچی کا حلال ہونا قطع نظر شناعت علانیہ کے چار حدیثون سے بھی جو صحیحین وغیرہما مین مذکور ہین مخالف ہے۔ اسیطرح حنفیہ کہتے ہین کہ زبردستی کے زنا سے حد نہین۔ اور مرہونہ کنیز کے زنا سے بھی حد نہین گو اس فعل کا مرتکب کہے کہ مین جانتا تھا یہ عورت مجھپر حرام ہے۔

اگر خنثے مشکل کے قبل مین کوئی دخول کرے یا خنثے اپنا ذکر کسیکی فرج مین داخل کرے یا ایک خنثی دوسرے خنثی کے ساتھ فرج مین وطی کرے تو کسی پر غسل نہین۔ ایسے ہی غیر مکلف مرد کے مکلفہ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے کسی پر اُن دونون مین سے حد نہین ہے۔

+ + +

رد محتار +

فقیل یقضی علیہما (زوجین) باربع (مرات للجماع) فی اللیل واربع فی النہار وقیل باربع فیہما وعن انس بن مالک عشر مرات فیہما وفی دقائق ابن فرحون باثنی عشر مرۃ۔

چلپی حاشیہ شرح وقایۃ

ان ما اخذتہ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الاعظم لان اجر المثل طیب وان کان السبب حراما۔

کنز الدقائق

ولو استاجر امراۃ لیزنی بہا لا یحد فی قول ابیحنیفۃ

عینی شرح ہدایۃ

فان اولج فی قبل خنثی مشکل او اولج ذکرہ فی فرج او وطی احدہما الاخر فی قبلہ فلا غسل علی واحد منہما

+

الکے اہلسنت کے امام اور نافع جسکی روایتوں سے
صحاح بھری ہوئی ہیں اور ابن سحنون اور ابن
سفیان اور قول قدیم میں امام شافعی وغیرہم
نے وطی دبر کو بغیر کراہت کے جائز جانا ہے - بلکہ
بعض انمین سے جیسے امام مالک وغیرہ اس فعل
شنیع کے خود مرتکب ہوئے ہیں اور آیہ کریمہ نساءکم
حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم کو اسکی
دلیل ٹھراتے ہیں - فخر رازی نے تفسیر کبیر میں
اسکی توجیہ کی ہے - اور جو روایتیں اہل
سنت کی معتبر کتابوں میں مثل صحاح ستہ
وغیرہا کے شان نزول میں اس آیۃ کی مذکور
ہیں اس فعل کے مباح ہونے پر دلالت
کرتی ہیں - بلکہ فتح الباری میں لکھا ہے
کہ یہ مسئلہ مشہور ہے اور اسمین محمد بن سحنون
نے ایک جزء اور محمد بن شعبان نے ایک کتاب
تصنیف کی ہے - اور حنفیہ کے رئیس طحاوی
نے بعض اکابر سے روایت کی ہے کہ اسنے
کہا میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں پایا جسے دین
میں اپنا پیشوا قرار دوں کہ اسکو وطی فی الدبر کے
حلال ہونے میں شک ہو یعنی سب پیشوا اس فعل
کو بے شک حلال جانتے ہیں پھر آیہ نساءکم
حرث لکم پڑھی اور کہا اس سے زیادہ ظاہر کیا چیز
ہے - اسیوجہ سے حضرات حنفیہ بغیر خلاف کے
اس شخص پر جو اپنے غلام یا کنیز منکوحہ کے ساتھ

یہ فعل عمل میں لائے حد مارنے کے قابل نہیں - +

تفسیر در منثور + واخرج الخطیب فی
رواية مالك بن سليمان الجرجانی قال
سألت مالك بن انس عن وطی الحلائل فی
الدبر فقال فی الساعة غسلت راسی منه
ايض + واخرج الطحاوی والحاكم فی
مناقب الشافعی والخطیب عن محمد بن
عبد الله بن عبد الحكيم ان الشافعی
سئل فقال ما صح عن النبی صلعم فی
تحليله ولا تحريمه شئ والقياس انه
حلال - ايض + واخرج ابن جرير عن
الدراوردی قال ليزيد بن اسلم ان
محمد بن المنكدر ينهی عن اتيان النساء
فی ادبارهن فقال يزيد اشهد علی محمد
لاخبرنی انه يفعله - واخرج ابن جرير
عن ابی مليكة انه سئل عن اتيان النساء
فی دبرها فقال قد اردت من جارية
البارحة فاعتاص علی فاستعنت بدهن
ايض + واخرج اسحق بن راهويه فی
مسنده وتفسيره والبخاری وابن
جرير عن نافع قال قرأت ذات يوم
نساءكم حرث لكم فاتوا حرثكم انی
شئتم قال ابن عمر اتدری فيم نزلت
هذه الآية قال قلت لا قال نزلت
فی اتيان النساء فی ادبارهن اس م

م مضمون کی بہت سی روایتیں اسی تفسیر میں اور صحاح ستہ وغیرہا میں مسطور ہیں - فتح الباری + والمسئلة مشهورة وصنف فيها محمد بن سحنون جزءا وصنف فيها محمد بن شعبان كتابا الخ۔ تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن اور تفسیر اکلیل فی مقاصد التنزیل میں امام طحاوی کی یہ عبارت مرقوم ہے + روی اصبغ بن الفرج عن عبد الرحمن بن القاسم قال ما ادركت احدا اقتدی به فی دينی شك فی انه حلال يعنی وطی المرأة فی دبرها ثم قرأ نساءكم حرث لكم ثم قال فای شئ ابين من هذا - عینی شرح ہدایہ + ولو فعل هذا (الوطی فی الدبر) بعبده او امته او منكوحته لا يحد بالاتفاق - +

فصل دہم ۱۰

اہلسنت کہتے ہین کہ جس اچھے مطلب کا حاصل ہونا بغیر جھونٹھ کے ممکن نہ ہو تو جھونٹھ بولنا جائز ہے پس اگر اس مطلب کا حاصل ہونا مباح ہے تو جھونٹھ بھی مباح ہوگا اور اگر واجب ہے تو جھونٹھ بھی واجب ہوگا۔ اور بعض نے جھونٹھ کی پانچ قسمین کی ہین۔ چوتھی قسم وہ جھونٹھ ہے جس مین جھونٹھ بولنے والے کو اپنی ذات کے نفع کی امید ہو اور کسی غیر کو اسمین ضرر نہ ہو۔ اور اس قسم کو مستحب قرار دیا ہے۔	ریاض الصالحین نووی: وکل مقصود محمود یمکن تحصیلہ بغیر الکذب یحرم الکذب فیہ و ان لم یمکن تحصیلہ الا بالکذب ثم ان کان تحصیل ذلک المقصود مباحا کان الکذب مباحا و ان کان واجبا کان الکذب واجبا۔ منہج و فیہ شرح رسالہ عربیہ الرابع کذب الرجل بما یرجو بہ منفعۃ نفسہ و لا ضرر فیہ علی غیرہ ککذب الرجل لامرأتہ فیما یعدہا وکذلک الکذب بین المسلمین المتشاحین فہذا مستحب

مقبول بودن گواہی اطفال کمتراز دہ سال وگواہی کفار وحلال بودن ذبیحہ کہ وقت ذبح آن نام خدا گفتہ نشود۔۔

مالک سینوں کا امام بچوں کی گواہی معتبر اور مقبول جانتا ہے اگرچہ انکی عمر دس برس سے کمتر ہو۔

ابو حنیفہ کے نزدیک کافرون کی گواہی مسموع اور معتبر ہے۔

بعض اہلسنت اس ذبیحہ کو جسپر خدا کا نام عمداً نلیا جائے حلال جانتے ہیں۔ اور دلیل مین کہتے ہین کہ قرآن مین حق تعالے نے فرمایاہے کہ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔ اور وہ وقت ذبح خدا کا نام نہیں لیتے۔

شافعی کا مذہب بہی یہی ہے اور بنا بر ایک روایت کے مالک بہی اسی قول کا قائل ہے۔

منظومہ وشرح منظومہ

یشهد الصبیان فیما یقع ٭ من الجراح بینهم یسمع ٭ اذا شهد الصبیان علی ما وقع بینهم من الجراحات قبل شهادتهم وقضی بها عند مالک لان هذا لا یحضرها غیرهم فلو لم یقبل شهادتهم تعطلت هذه الحقوق۔

بیضاوی۔

قال ابی حنیفة یسمع شهادة الکفار بعضهم علی بعض۔

قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے۔

وقال الله تعالی وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وهم لا یسمون

تفسیر کبیر

ان متروک التسمیة عمداً عند الشافعی مباح۔

متفق ومفترق

وعنه ای مالک روایة ثالثة انه یحل اکلها علی الاطلاق سواء ترکها عمداً او سهوا۔ فتح الباری

واختلف العلماء فی التسمیة فمذهب الشافعی الی انها سنة فلو ترکها عمداً او سهواً یحل الصید والحدیث حجة علیه ۔۔۔

ابو حنیفہ کے نزدیک مردہ جانور کا دودھ اور پنیر پاک ہے۔ اور نزدیک امام محمد اور ابو یوسف کے اگر مردار جانور کا دودھ جامد ہو یعنے جما ہوا ہو تو پاک ہے۔ اور دہونے کے بعد اسکا کھانا بہی حلال ہے ظاہر ہے کہ دہونا شرع مین نجاست دور کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے۔ نہ حرمت دور کرنے کے واسطے ورنہ چاہیئے کہ اور حرام چیزین بہی دہونے سے پاک اور حلال ہو جائین۔

اہلسنت کے نزدیک جس روٹی کا خمیر شراب سے کیا ہو اس طرح کہ آٹے مین سرایت کرے اسکا کھانا حلال ہے

چنانچہ عبد اللہ احمد بن عمر النسفی نے کافی مین ذکر کیا ہے۔ حنفیہ کہتے ہین کہ اگر چوہے کی منگنیان گیہوون مین ملجائین اور منگنیان سمیت انکا آٹا تیار کیا جائے تو جب تک آٹے کا مزہ متغیر نہو اوسکا کھانا حلال ہے۔

اور فقیہ ابو اللیث نے کہا ہے کہ یہہ قول معمول اور مفتی بہ ہے۔

اور اگر منگنیان روغن مین ملجائین تو اسکا بھی یہی حکم ہے۔

+

کافی جو فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب ہے +

لبن المیتة وانفحتها طاهر عند ابی حنیفة مائعة کانت او جامدة وعندهما ان کانت جامدة فهی طاهرة ویوکل اذا غسلت۔

فتاوای عالمگیریہ

بعر الفارة وقعت فی وقر الحنطة فطحنت والبعرة فیها او وقعت فی وقر دهن لم یفسد الدقیق والدهن مالم یتغیر طعمهما قال الفقیه ابو اللیث وبه ناخذ۔

+ + + + + + +

بعض اہل سنت صدقہ واپس کر لینا بعد قبض مستحق کے جائز جانتے ہین۔ حال آنکہ انکی معتبر کتابون مین مذکور ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ صدقہ کا واپس پھیر لینے والا مانند کتے کی ہے جو اپنی قے کو کھا جاتا ہے۔

متصوفۂ اہل سنت سے ایک گروہ ترک نکاح کو بہتر اور مستحب سمجھتا ہے حالانکہ نکاح کا وجوب یا استحباب قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

اہل سنت نقل کرتے ہین کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے مکروہ جانا اس امر کو کہ مرد محاق مین اور جس وقت کہ قمر عقرب مین ہو نکاح یا سفر کرے اور محاق وہ زمانہ ہے کہ مہینہ کا ایک دن یا دو دن باقی رہ جائین۔

+ +
++
+

ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی

بدان کہ رجوع در ہبہ و صدقہ بعد از قبض جائز ست نزد ما مگر با سبابے کہ ذکر کردہ شدہ است در فقہ ازان جملہ تفویض و قرابت محرمیت ست و حدیثے درین باب آوردہ اند تحفہ اثنا عشریہ و پیغمبر میفرماید۔

العائد فی صدقتہ کالکلب یعود فی قیئہ +

تلبیس ابلیس

قال ابو حامد الطوسی ینبغی ان لا یشغل المرید نفسہ بالتزوج فانہ یشغلہ عن السلوک ویانس بالزوجۃ ومن انس بغیر اللہ شغل عن اللہ تعالیٰ۔

فیض القدیر شرح جامع صغیر +

ان علیا کرم اللہ وجہہ کرہ ان یتزوج الرجل او یسافر فی المحاق واذا نزل القمر العقرب قال والمحاق اذا بقی من الشہر یوما او یومان۔ +

واضح ہو کہ اگر مثل صاحب تحفہ کی تفریعات کیجائین تو لازم آتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک وہ طعام جس مین باز اور بہری اور چیل اور کوّے اور شپرہ اور پرندون کی بیٹ اور کمتر درم سے آدمی کا گوہ مخرج براز کے سوا اور اعضاے بدن کا اور بقدر درہم کے یا کچھ زیادہ موضع براز کا گر کر مضمحل ہو گیا ہو اور وہ شوربا اور فالودہ جس مین وہ پانی جو ہوا مین مرد یا عورت کے پیشاب مین ملگیا ہو اور بط اور طوطی اور خفاش اور اور پرندون کا فضلہ ڈال کر مرتب کیا ہو اور گلاب کے عوض مقعد کا عرق جو براز مین آلودہ ہو اُس سے اور بول خفاش سے خوشبودار کیا ہو حنفیہ کے نزدیک پاک اور پاکیزہ اور کھانے کی لائق ہو اور اسیطرح وہ فالودہ جو مرد و عورت اور اور حیوانون کی منی اور مذی سے بنا بر قول شافعیہ کے اور شیرخوار بچہ کے گوہ سے موافق قول بعض مالکیہ کے تیار کیا ہو۔ اور مطابق مذہب مالکیہ کے بلی کے پیشاب سے معطر کیا ہو پاک اور پاکیزہ اور کھانے کے قابل ہو۔

اسیطرح اگر قلتین کے پانی سے جسکی مقدار چار یا پانچ مشک کی ہے اور وزن مین پانسو رطل عراقی ہے اور نصف گز سے بھی کمتر ہے موافق مذہب شافعیہ اور احمد حنبل وغیرہما کے یا آب ہفت در ہفت یا ہشت در ہشت یا دہ در دہ سے جسکی گہرائی اتنی ہو کہ پانی لینے سے اُسکا نیچے کا سطح نمایان نہو اور اسمین بہت سے آدمیون نے استنجا اور بول و براز کیا ہو اور خون حیض و نفاس اور منی اور مذی بیشمار اسمین ڈالی گئی ہو اور کتون نے اسمین پیشاب کیا ہو غرض طرح طرح کی نجاستین اُسمین گری ہون آش اور فالودہ مرتب کرین۔ +

اور وہ اس سے روزہ کھولین یا خود اس پانی سے روزہ افطار کرین یا شربت
وغیرہ مین استعمال کرین ان حضرات کے نزدیک حلال ہوگا اور اگر تفنن طبع سے
عوض گلاب اور بید مشک اور کیوڑہ کے خفاش وگربہ کا پیشاب اور بجاے
تخم فرنجمشک وتخم ریحان کے بکری یا اونٹ کی منگنیان ڈالی جائین اور فوراً نکالی
جائین وہ بھی پاک وپاکیزہ ہوگا۔ فتاواے ولوالجی مین لکھا ہے
البعرة اذا وقع فی اللبن فاستخرج من ساعتہ لا باس بہ لما فیہ من الضرورۃ
لان فیہ عموم البلوی یعنے منگنی جس وقت دودہ مین گرجاے اور اسیوقت
نکالی جاے تو اوسمین کچھ برائی نہین۔ طرفہ یہ ہے کہ موافق کتب معتبرہ
اہل سنت کے ایک جماعت کا صحابہ وتابعین اور علماے اہل سنت سے یہ
مذہب ہے کہ آب قلیل بھی مثل آب کثیر کی صرف ملاقات نجاست سے نجس
نہین ہوتا جب تک اوسکا رنگ یا بو یا ذائقہ متغیر نہو جیسا کہ پہلے بیان
ہوا ہے تو اس بنا پر کہہ سکتے ہین کہ ایک گھڑا یا ایک مٹکا پانی جس مین
لوگون نے استنجا کیا ہو اور تہوڑا سا خون حیض ونفاس اور پرندون
کی بیٹ اوسمین گرکر مستہلک ہوئی ہو اور کتے نے بھی اوسمین پیشاب کیا ہو
اور سور نے بھی اوسمین سے پیا ہو مگر ان امور سے اس آب قلیل کا
کوئی وصف متغیر نہوا ہو اگر اس سے آش وفالودہ تیار
کرائین یا اوس پانی کا شربت بنائین اور افطار کے
وقت کام مین لائین یا اس پانی کو اسوقت
پی جائین تو پاک وپاکیزہ اور حلال
ومباح ہوگا۔ اور سب سے
زیادہ عجیب وغریب
بات تو یہ ہے
کہ۔ + +
+ +
+

استعمال جناب رسالتمآب واصحاب آب چاہ بضاعہ راکہ دران انواع نجاسات ریختہ میشد بلکہ شرب ازان - +

اقوال اہل سنت

محدثین اہلسنت نے مثل ابوداود
اور ترمذی اور نسائی کے
روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب
کے زمانہ مین اصحاب اور اور
آدمی مدینہ منورہ کے چاہ
بضاعہ کا پانی حاجت کے وقت
کام مین لاتے تھے اوسیکو
پیتے تھے اوسی سے وضو کرتے
تھے اور اوسی سے نہاتے
تھے اور ماہ مبارک رمضان مین
بھی اس سے اجتناب فرماتے
تھے حال آنکہ اوسمین آدمیون
کے گوہ اور کتون کے گوشت
اور خون حیض اور حیض کے
کپڑے ڈالے جاتے تھے اور
بعضون نے تو ادب کو مطلق
ہاتھ سے دیا ہے اور اوس
کنوئین کے پانی کا استعمال اور
شرب جناب اقدس نبوی کی طرف
منسوب کیا ہے منصف لوگ ملاحظہ
فرماتین کہ اس جرات وگستاخی
اور بے ادبی کی کوئی
انتہا ہے - +

حوالہ کتب اہل سنت

شرح مسند شافعی + اخبرنا الشافعی اخبرنا
الثقة عن ابن ابی ذیب عن الثقة عنده
عمن حدثه او عن عبید الله بن عبد الرحمن
العدوی عن ابی سعید الخدری ان رجلا
سئل رسول الله قال ان بئر بضاعة
یطرح فیه الکلاب والمحیض فقال رسول
الله ان الماء لا ینجسه شئ اخرجه فی کتاب
اختلاف الحدیث هذا حدیث صحیح قد
اخرجه ابو داود والترمذی والنسائی
فاما ابو داود فاخرجه عن احمد بن
شعیب وعبد العزیز بن یحیی الحرانیین عن
محمد بن سلمة عن محمد بن اسحق عن سلیط
بن ایوب عن عبید الله بن عبد الرحمن
بن رافع الانصاری ثم العدوی عن ابی
سعید الخدری قال سمعت رسول الله وهو
یقال له انه یستقی لک من بئر بضاعة وهی
یلقی فیها لحوم الکلاب والمحائض وعذر
الناس فقال رسول الله ان الماء طهور
لا ینجسه شئ اسی کتاب مین کئی روایتین کئی
طریقون سے اسی مضمون کی نقل کر کر کہا ہے
یرید بالمحیض ههنا الدم والمحائض وهی جمع
محیضة والمحیضة الخرقة التی تستثفر بها
المرأة - ایضا شرح مسند شافعی + قال الشافعی
فی القدیم اخبرنا رجل عن ابیه عن امه عن سهل بن سعد الساعدی قال سقیت رسول الله صلعم بیدی من بیر بضاعة - +

۲۷ عیاشی

حضرات حنفیہ کے مسائل مشہورہ مین
سے یہہ مسئلہ ہے کہ اگر ذبح کی ہوئی
بکری کے گوشت مین مردار کا گوشت
ملجائے اور مقدار مردار کی نصف سے
کم ہو تو بعد تحری کے حالت اختیار
مین اوسکا کہانا حلال اور مباح
ہے اور دلیل اس مسئلہ کی یہہ بیان
کرتے ہین کہ اباحت ثابت کرنے مین
غلبہ ضرورت کے قائم مقام
ہوتا ہے اس لئے کہ ہم خوب
جانتے ہین کہ مسلمانون کے بازار
حرام سے خالی نہین ہوتے۔ اور
باوجود اسکے باعتبار غالب کے
خرید وغیرہ جائز ہے۔ اور یہہ
اس لئے ہے کہ قلیل سے بچنا ممکن
نہین اور اوس سے باز رہنا
متعذر ہے تو وہ بسبب دفع حرج
کے مثل نجاست قلیلہ کے عفو
ہے۔ +

کافی جو فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب ہے +
غنم مذبوحۃ وفیہا میتۃ فالکانت
المذبوحۃ اکثر تحری فیہا و
الکانت المیتۃ اکثر اوکانتا
نصفین لم یوکل وھذا فی حال
الاختیار لنا ان الغلبۃ یقوم
مقام الضرورۃ فی اثبات الاباحۃ
لانا نعلم ان اسواق المسلمین
لا یخلو عن الحرام ومع ھذا
جاز التناول بالشراء وغیرہ
باعتبار الغالب وھذا لان
القلیل لا یمکن التحرز عنہ
ویتعذر الامتناع فیہ
فصار عفوا دفعا للحرج
کالنجاسۃ القلیلۃ۔

اور یہہ مسئلہ شرح وقایہ
وغیرہ مین بہی مذکور ہے

+ + +

+

بعض علماے اہلسنت ضیافت کو حق جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کوئی ندے تو زبردستی سے لینا چاہیے ۔ اور ایک حدیث سے جو اُنکی معتبر کتابون مین مذکور ہے حجت لاتے ہین ۔ اوسکا مضمون یہ ہے کہ راوی نے حضرت رسولخدا ص کی خدمت شریف مین عرض کی کہ آپ جہاد کے لئے یا اور کام کے لئے ہمکو روانہ فرماتے ہین تو ہم اُن لوگون مین اوترتے ہین جو ہماری ضیافت نہین کرتے آپ اس باب مین کیا ارشاد کرتے ہین آیا ہم اونسے اپنی ضیافت لین یا نہ لین حضرت نے اسکے جواب مین فرمایا اگر تم ایک قوم مین اوترو اور وہ لوگ جس طرح مہمان کی مدارات مناسب ہے عمل مین لائین تو اُسکو قبول کرو اور اگر ایسا نکرین تو مہمانی کا حق جو اُنکو مناسب ہے اونسے لیلو ۔ ٭

+ + +

صحیح بخاری و صحیح مسلم و مشکوۃ ۔

قال قلت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انك ترسلنا للجهاد او غیرہ فننزل بقوم لا یقروننا فما تری فقال ان نزلتم بقوم فامروا لکم بما ینبغی للضیف فاقبلوا فان لم یفعلوا فخذوا منهم حق الضیف الذی ینبغی لهم

شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمۂ مشکوۃ مین اس حدیث کا ترجمہ لکھنے کے بعد لکھا ہے ۔

ظاہر این حدیث دلالت دارد بر وجوب ضیافت تا اگر ندہند بزور باید گرفت و درین جا حجت است مر طائفۂ علما را کہ ضیافت را حق واجب دانند ۔ ٭

+ + +

اہلسنت کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تشنگی سے
اپنی یا اپنے چوپایہ کی ہلاکت کا خوف رکھتا
ہو اور دوسرا شخص اپنے کنوئین یا نہر
وغیرہما کے پانی سے اوسکو منع کرے تو
اوسکو جائز ہے کہ پانی کے مالک سے ہتھیار
کرے اور یہہ حکم خلیفہ ثانی سے منقول
ہے اور اگر ظروف مین منع کرنیوالے
کے پانی ہو تو اوس سے بغیر ہتھیار کے
لڑے اور اگر مالک پانی کی قیمت قیمت
مثل سے زیادہ طلب کرے تب بھی
اوس سے جنگ وجدال روا ہے۔
غرض اپنی اور اپنے چوپایہ کی حفاظت
مین سعی جمیل کرے اور تحصیل آب کی سبیل
کرے یہانتک کہ اگر مالک کو مار ڈالے
تو اسکے ذمہ اوسکا خون نہو گا اور اگر مالک
اوسکو قتل کرے تو اوسپر قصاص
لازم ہوگا۔
اور اگر مالک نہ دے اور وہ بیچارہ
مرجائے تو بعضون کے نزدیک اس
صورت مین بھی مالک کے ضامن
ہونے کا احتمال ہے۔
اور کھانے کی نسبت بھی یہی حکم
ہے۔ +

+

ف لہ بعضہم و ضعف احتمال الضمان در دکان ـ +

کافی + لو کانت البیر او العین او
الحوض فی ملک رجل فلہ ان
یمنع من یرید الشفۃ من الدخول
علیہ اذا کان یجد ماء بقربہ هذا
الماء فی غیر ملک احد لانہ
یتضرر بہ الخ۔ اسکے بعد لکھا ہے
ولو منعہ عن ذلک وھو یخاف
علی نفسہ او دابتہ العطش لہ ان
یقاتل بالسلاح باثر عمر رضی
اللہ عنہ ولانہ قصد اتلافہ
بمنع الشفۃ وھو حقہ لان الماء فی
البیر مباح غیر مملوک والکان
الماء محرزا فی الاوانی فلیس
للذی یخاف الھلاک عن العطش ان
یقاتل صاحب الماء بالسلاح علی
المنع ولکن یقاتلہ بغیر سلاح لانہ
ملک محرز لصاحبہ ولھذا کان
الآخذ ضامنا لہ وکذا الطعام
عند اصابۃ المخمصۃ۔
بحر مواج شرح منہاج + فان منعہ
فلہ قھرہ وکذلک لو بیع لہ باکثر من
ثمن المثل وان قتلہ یکون بذلک
ھدرا لانہ صائل علیہ بمنع الطعام فان
قتل المالک المضطر فی الدفع لزمہ
القصاص مات منعہ فمات جوعا

حضرات اہلسنت ابوسفیان بن حرب کو جسنے
کئی بار حضرت رسول مختار سے جنگ و پیکار کی
اور بعد ظہور شوکت اسلام کے جان ومال و
آبرو کے خوف سے رسم اسلام اظہار کی ہر
جنگ حنین مین جو کچھہ ضعف لشکر اسلام پر
طاری ہوا کلمہ الآن بطل السحر اسکی زبان
پر جاری ہوا کامل الایمان جانتے ہین اور
اس سے حدیثین روایت کرتے ہین چنانچہ
لکھا ہے کہ وہ حضرت رسولخدا سے روایت
کرتا ہے اور اُس سے ابن عباس اور قیس
بن حازم اور اُسکے بیٹے معاویہ نے روایت
کی ہے اور حدیث ہرقل ابن عباس نے
اُس سے روایت کی ہے اور حدیث
ہرقل صحیح بخاری مین بہی مذکور ہے اور
صحیح مسلم مین ایک باب اُسکے فضائل کا
مندرج ہے اور اُنکی معتبر کتابون مین یہ
بہی لکھا ہے کہ ابوسفیان جب سے مسلمان ہوا
منافقون کا پشت وپناہ تہا اور مولفۃ القلوب
سے تہا اور جاہلیت مین زندیق اور دہری
تہا اور جب عثمان خلیفہ ہوا تو ابوسفیان
اُسکے پاس آیا حال آنکہ اندہا ہوگیا تہا اور
کہا کہ بعد تیم وعدی کے بنی امیہ پر خلافت
آئی ہے تو اُسکے ارکان بنی امیہ مین مقرر کر
اور یہہ تو صرف بادشاہی ہے اور مین تو
بہشت و دوزخ کو نہین جانتا کہ کیا ہین ۱۲

سوم گروہ اہلسنت ابوسفیان از آنحضرت روایت کردہ اند و ابن عباس و قیس بن حازم و پسرش معاویہ از وی روایت [illegible] + + +

کتاب رجال مشکوۃ مین شیخ عبدالحق [illegible] ابوسفیان
کے ترجمہ مین لکہتے ہین واختلف فی حسن
اسلامہ فظہر منہ یوم حنین ما یدل
علی نفاقہ لانہ لما وقع یومئذ خذلان
وہزیمۃ علی المسلمین قال بطل السحر
واللہ اعلم قال ابن عبد البر واختلف
فی حسن اسلامہ وطائفۃ یروی انہ
کان کہفا للمنافقین منذ اسلم وکان
فی الجاہلیۃ ینسب الی الزندقۃ ولما
بویع لابی بکر جاء ابوسفیان الی علی
فقال ذل علیکم یا بنی ہاشم ارذل
بیت من قریش اما واللہ لاملانہا
خیلا ورجلا ان شئت فقال مازلت
عدوا للاسلام والمسلمین اور بعد کے
تہوڑے فاصلہ کے لکہا ہے روی عن
الحسن ان ابا سفیان دخل علی عثمان
وہو اعمی حین صار الخلافۃ الیہ فقال
صارت الیک بعد تیم وعدی فادرہا
کالکرۃ واجعل اوتادہا بنی امیۃ
فانما ہو الملک وانا لا ادری ما جنۃ
ولا نار مدارج النبوۃ مین تتمہ مین اس روایت
کے لکہا ہے پس بانگ زد بروی عثمان رضی
اللہ عنہ وگفت بکند خدا با تو آنچہ بکند و
بدکرد او را از پیش خود - رجوع بقبض سیئہ
ولہ اخبار ردیۃ ذکرہا اہل الاخبار ۱۲

حضرات اہلسنت عبد اللہ بن ابی سرح کے
نسبت جو مرتد تہا اعتقاد رکہتے ہین کہ اسکا
خاتمہ بخیر ہوا اُسکا قصہ بموجب کتب تواریخ
روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ و غیرہما
کے اس طرح ہے کہ وہ ابتدا مین مسلمان
ہوا تہا چونکہ لکہنا جانتا تہا حضرت رسولخدا
نے اُسکو وحی لکہنے پر مامور کیا ۔ قرآن کے
لکہنے مین خیانتین کرتا تہا اور ایک کلمہ کی جگہ
دوسرا کلمہ لکہدیتا تہا مثلاً بجاے عزیز حکیم
کے علیم حکیم تحریر کرتا رہا تاآنکہ اُس سے
یہ بات سرزد ہوئی کہ محمدؐ کہتا ہے اور
نہین جانتا کہ کیا کہتا ہے آور مین جو چاہتا ہون
لکہتا ہون بلکہ جس طرح اُسپر وحی اوترتی
ہے مجہبر بہی اوترتی ہے آور جب اوسکو
معلوم ہوا کہ حضرت اُسکی خیانت پر مطلع
ہوے تو مدینہ مین مرتد ہو کر مکہ کو
بہاگ گیا اور اُسکے حق مین نازل ہوئی یہہ
آیت و من اظلم ممن افتری علی
اللہ کذبا اذ قال اوحی الیّ ولم یوح
الیہ شیٔ اور جب مکہ فتح ہوا حضرتؐ نے
اُسکے قتل کا حکم دیا چونکہ عثمان کا رضاعی
بہائی تہا اُسکے پاس جا چہپا اور جب حضرتؐ
نے لوگون سے بیعت طلب کی عثمان نے
اُسکو لاکر حضرت رسولخداؐ کے پاس کہڑا
کر دیا اور کہا ای پیغمبرؐ خدا ۔ +

+ + +
+ +

معارج النبوۃ و روضۃ الاحباب +
وی در اول حال ایمان آوردہ چون
نوشتن میدانست حضرتؐ اورا کاتب
وحی گردانید و در نوشتن قرآن خیانتہا
و بدل نمودن کلمہ بکلمہ دیگر از وے
بوجود می آمد چنانچہ مثلاً بجاے عزیز حکیم
علیم حکیم نوشتے تا آنکہ سرزد از وے
این حرف کہ میگوید محمدؐ و نمیداند کہ چہ میگوید
و من ہرچہ میخواہم می نویسم بلکہ وحی چنانکہ
بروی فرود می آید بر من نیز می آید چون
دانست کہ حضرت بر خیانت وی مطلع شدہ
است در مدینہ نتوانست بود مرتد شدہ
گریختہ بمکہ رفت ۔
مدارج النبوۃ + در حق وی نازل شدہ است
قول وی تعالی سبحانہ و من اظلم
ممن افتری علی اللہ کذبا اذ
قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ
مواہب لدنیہ + و فی حدیث
سعید بن یربوع عند الدارقطنی
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اربعۃ لا اؤمنہم لا فی حل ولا
فی حرم الحویرث ابن نقید وہلال و
نفیس حسام و عبد اللہ بن ابی سرح
مواہب لدنیہ مین ایک عبارت لکہی ہی جسکا
ترجمہ عبد الحق دہلوی نے اسطرح کیا ہے
کہ چون حکم بقتل او کردند رفت بر عثمان بن
عفان و پنہان گشت نزد وی و بود وی
ہم برادر رضاعی عثمان و چون آوردند اورا نزد رسول خدا صلعم بیعت آورد و اورا امان داد و گردانید بر رسول خدا صلعم و گفت ای پیغمبر خدا ۔ +

عبداللہ بن ابی سرح بیعت کرتا ہے حضرتؐ نے سر مبارک اوٹھایا اور اسکی طرف نگاہ کی اور کچھہ نہ فرمایا عثمان نے پھر کہا حضرتؐ پھر خاموش رہے اور کچھہ ارشاد نکیا عثمان نے تیسری بار کہا حضرتؐ نے اسکی بیعت لینے سے انکار کیا پھر صحابہ سے ترش رو ہوکر فرمایا کہ آیا تم مین کوئی ایسا مرد رشید نہ تھا کہ جس وقت مین نے بیعت سے انکار کیا تھا کھڑا ہو جاتے اور اسکو قتل کرے صحابہ نے عرض کیا کہ ہمکو کیا معلوم ہے کہ آپ کے دل مین کیا ہے اگر آپ ارشاد فرماتے تو ہم اسکو قتل کرتے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبر کو خیانت و دغل کرنے والے آنکھین مناسب نہین ہین حضرتؐ کے عہد سعادت مہد مین تو خوف و امید مین بسر کرتا تھا یہانتک کہ عثمان نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اسکو مصر کا عامل کیا اور اسکے ظلم و تعدی سے جو ہوا سو ہوا باوجود ان تمام باتون کے صرف ایک مجہول خبر کی وجہ سے جو اسکے دوستون نے عثمان کی پاسداری کے لئے روایت کی ہے اور اسمین وضع اور استدراج کا احتمال قائم ہے اسکو کامل مومن اور عاقبت بخیر جانتے ہین اور وہ سب بیزاری اور ناخوشی حضرت رسولخداؐ کی جو اسکی نسبت واقع ہوئی محض بے وجود مانتے ہین تو روایت یہہ ہے کہ وہ آخر عمر مین طرف رملہ کی آیا جب وقت صبح ہوا تو کہا خداوندا میرا آخر عمل نماز صبح ٹہرا پھر وضو کیا اور نماز پڑھہ کر داہنی جانب سلام پھیرا پھر چاہتا تھا کہ بائین جانب سلام پھیرے کہ جان نکل گئی شیخ عبدالحق دہلوی نے یہہ روایت نقل کرنے کے بعد باوجود اسکے کہ انکو جناب سرور کائنات ؐ کی کمال محبت کا ادعا ہے لکھا ہے کہ در ینجا معلوم میشود کہ توبہ وے صحیح بود و عاقبتش بخیر اسکے بعد کہتے ہین ع کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد + صاحبان انصاف و شعور پر پوشیدہ نہین ہے کہ یہہ کلام سخافت انجام حضرت خیرالانام علیہ و آلہ الصلوۃ و السلام پر تعریض صریح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ امر کیسا قبیح ہے اور فی الواقع حضرت کا عبداللہ بن ابی سرح کے خون کو ہدر فرمانا ایک صریح معجزہ تھا اس لئے کہ امور دین مین اسکی مداخلت سے اور مصر مین اسکے حاکم ہونے سے بہت فساد واقع ہوئے یہانتک کہ خلیفہ سوم کے قتل کی نوبت پہونچی اور جمل و صفین کے معرکے ظہور مین آئے — + + +

بیعت میکند عبداللہ بن ابی سرح پس برداشت آنحضرت سر مبارک خود را و نگاہ کرد بجانب او و ہیچ نگفت باز گفت عثمان اے پیغمبر خدا بیعت میکند عبداللہ باز خاموش ماند و ہیچ نفرمود و باز گفت عثمان و ابا کرد آنحضرت از بیعت گرفتن وی پس ترش روئی آنحضرت کرد با صحابہ و فرمود آیا نبود در میان شما مردی رشید کہ بایستد بسوی این وقتیکہ ابا کردم از بیعت و بکشد پس وی گفتند صحابہ با چہ دانیم کہ در دل تو چیست ای پیغمبر خدا اگر اشارتی و ایمائی میکردی بسوی ما می کشتیم او را فرمود کہ نمی باید و سزاوار نیست مر پیغمبر را چشمہاے خیانت و دغل کنندہ —

+ + + + + + +

حضرات اہلسنت یزید پلید کو خلیفہ سید المرسلین اور امیر المومنین جانتے ہین اور اُسکی تکفیر اور لعن تجویز نہین کرتے حالانکہ اسکے اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ اس درجہ مشہور و معروف ہین کہ بیان کرنے کی حاجت نہین ۔

جلال الدین سیوطی نے "تاریخ الخلفاء" کے شروع مین کہاہے کہ یہ "تاریخ خلفا" کی واسطے مینے ترتیب دی ہے اور جو لوگ خلافت کا دعوے کرتے تھے اور خارجی تھے اور اونکا کام انجام کو نہین پہونچا جیسے بہت سے علوی اور تھوڑے سے عباسی کہ اُنھون نے خلافت کا دعوے کیا تھا اور خلافت اُنکو حاصل نہ ہوتی ۔ اُن لوگون کا ذکر نہ کرونگا ۔ اور بعد ذکر خلافت معاویہ کے یزید بن معاویہ کو خلفا مین شمار کیا ہے ۔ اور معاذ اللہ جناب سید الشہدا خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا کو خارجی قرار دیا ہے پس ان خوارج و نواصب کے یہ قساوت قلبی اور تعصب اور عناد اور بغض و عداوت اولاد امجاد حضرت رسول خدا صلعم سے "قابل ملاحظہ ہے ۔ + + +

+ + + +

+ +

تاریخ الخلفا

فافردت لھم ھذا الکتاب ولم اورد ممن ادعی الخلافۃ خروجا ولم یتم لہ الامر ککثیر من العلویین وقلیل من العباسیین ۔

ایضاً

یزید بن معاویۃ ابی خالد الاموی ولد سنۃ خمس او ست و عشرین وکان ضخیما کثیرا لشعر وامہ میسورۃ بنت بجدل روی عن ابیہ وعن خالد وعبد الملک بن مروان جعلہ ابوہ ولی عہد واکرہ الناس علی ذلک کما تقدم ۔

صواعق

لا یجوز لعن یزید ولا تکفیرہ فانہ من جملۃ المومنین ۔ +

یزید پلید کی حرکات شنیعہ مین سے
ایک یہہ بھی ہے کہ کعبۂ شریفہ کا کچھ
احترام نکیا اور اُسکے حکم سے اُسکے
لشکر نے حرم مکۂ معظمہ کا محاصرہ کیا اور
گوپہنون سے کعبۂ شریفہ پر پتھر پھینکے
اور اس مقدس مکان کو آگ لگا دی۔

دوسری یہہ ہے کہ اُس پلید نے
مسلم بن عقبہ کو ایک بڑی فوج کے
ساتھہ اہل مدینہ کے قتال کو روانہ کیا
اور اُس فوج شقاوت موج نے
یزید کے حکم سے حرۂ واقم مین جو ایک
مقام کا نام ہے کہ مسجد نبوی سے
ایک میل کی مسافت پر ہے اہل مدینہ
کو نہایت قباحت اور شناعت
سے قتل کیا اور تین دن تک حرم
نبوی کی حرمت کا ہتک کر کر وہان
الحاد و اباحت کی داد دی اور کفر
اور فسق و فجور کو مباح ٹھہرایا اسیوجہ
سے اس واقعہ کو واقعۂ حرہ کہتے ہین۔
اور ایک ہزار سات سو آدمی بقایاے
مہاجرین و انصار اور علماے تابعین
اخیار قتل کئے اور عام آدمیون مین سے
عورتون اور بچون کے سوا دس ہزار
آدمیون کو ہلاک کیا اور سات سو آدمی حاملان
قرآن مجید سے اور ستانوین قوم قریش
سے تحت تیغ بیدریغ کئے اور اس دعم
زنا کو مباح کیا۔ +

صواعق محرقہ + ثم صار جیشہ ہذا
الی قتال ابن الزبیر فرموا الکعبۃ
بالمنجنیق واحرقوہا بالنار۔ +
جذب القلوب تصنیف شیخ عبد الحق دہلوی
حصین بن نمیر بوصیت او بمکہ آمدہ وشصت
دچہار روز این بلدۂ معظمہ را محاصرہ کردہ
داد محاربہ وقتال داد ومجانیق را بہ کعبۂ
مشرفہ انداخت آوردہ اند کہ یکی از ایشان
آتشی بر سر نیزہ گرفتہ بود بادی در رسید
وآتش بخانۂ کعبہ در گرفت۔ جذب القلوب
یزید بن معاویہ مسلم بن عقبہ مری را با
لشکر عظیم از اہل شام بقتال اہل مدینۂ منورہ
فرستاد تا ایشان را بحرۂ مدینہ مطہرہ در
غایت شناعت بقتل رسانیدند وسہ روز
ہتک حرمت حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
نمودہ داد اباحت والحاد دادند ازین
جہت این را واقعۂ حرہ نام آمدہ وقوع
این واقعہ در حرۂ واقم بود کہ بر مسافت
یک میل از مسجد سرور انبیاست صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و یکہزار و ہفتصد تن از
بقایای مہاجرین و انصار و علماے
تابعین اخیار بقتل رسانیدند واز عموم
ناس ورای نساء واطفال دہ ہزار کس
را کشتند و ہفتصد تن از حاملان قرآن مجید
بود و ہفت از قوم قریش را در تحت
تیغ ظلم در آوردند و فسق و فساد و زنا
را مباح ساختند تا حدے کہ

کہ اہل تواریخ نے لکھا ہے کہ ہزارون عورتون سے اس واقعہ کے بعد اولاد زنا جنی ۔ اور جناب رسولخدا کی مسجد شریف مین گھوڑے دوڑائے اور روضہ مبارکہ مین کہ نام ایک مقام کا ہے جو درمیان قبر مطہر اور منبر انور کے واقع ہے ۔ اور صحیح حدیث مین وارد ہے کہ یہ مقام بہشت کے باغون مین سے ایک باغ ہے گھوڑے پیشاب اور لید کرتے تھے ۔ اور لوگون کو یزید پلید کی بیعت اور غلامی کے عہد پر کہ اگر چاہے تو بیچ ڈالے چاہے آزاد کردے اور چاہے طاعت خدا کرائے چاہے معصیت جبر و اکراہ کیا ۔ اور جب عبد اللہ بن زمعہ حکم قرآن و سنت پر بیعت کرنے کا ذکر زبان پر لایا اوسیوقت اوسکو گردن مارا ۔ اور مدینہ منورہ اوسوقت مطلق آدمیون سے خالی رہا ۔ اور ولمان کے میوے وحوش و بہائم کو نصیب ہوئے اور کتون نے اور اور حیوانون نے مسجد شریف مین آرامگاہ بنائی ۔

آوردہ اند کہ ہزاران زن بعد از این واقعہ اولاد زنا زائیدند و اسپان را در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جولان دادند و در روضہ شریف کہ نام موضعیست درمیان قبر شریف و منبر منیف و بحدیث صحیح ورود یافتہ کہ روضہ ایست از ریاض جنت ۔ اسپان بول و روث کردند مردم را بر بیعت یزید پلید بر عہد عبودیت کہ اگر خواہد بفروشد و اگر خواہد آزاد کند و خواہ بطاعت خدا جل و علا خواند خواہ بمعصیت جبر و اکراہ نمودند چون نزد یزید پلید عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ ذکر بیعت بر حکم قرآن و سنت بر زبان آورد در حال گردنش زدند ۔ وہم قرطبی گوید کہ اہل اخبار گویند کہ مدینہ منورہ در آن زمان مطلق از مردم خالی ماند ۔ و فواکہ و ثمرات او نصیب وحوش و بہائم آمد و کلاب و دیگر حیوانات در مسجد شریف آرامگاہ ساختند ۔

منقول ہے کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے
پاس مستغیث ہوئی اور اپنے بیٹے کے
باب مین جو اوسکی قید مین تہا گریہ وزاری
کی اوس ظالم نے حکم دیا کہ اوسکے بیٹے
کو جلد قید سے نکال کر قتل کیا اور اوسکا
سر اوسکی مان کے ہاتہہ مین دیدیا اور کہا کہ
تو اپنی جان بچنے پر کفایت نہین کرتی کہ
بیٹے کی سفارش کے واسطے بہی آئی ہے
اور منقول ہے کہ مدینہ منورہ کے اکثر
آدمیون کو تین دن تک قید مین رکہا کہ طعام
وشراب کی بو اونکے دماغ تک نہ پہونچتی تہی
اور یہی مسلم نامسلم اور مروان بن الحکم حرم کے
مقتولون کو بطور سیر و تفرج کے دیکہتے
تہے۔ اور اسی حادثہ مین ایک یہہ واقعہ
بہی ہوا کہ شام کے لشکریون نے ابو سعید
خدری کی تمام داڑھی اوکھاڑلی اور ایک
ایک بال نوچ ڈالا۔ لوگون نے جب یہہ
صورت دیکہی تو ابو سعید سے پوچہا کیا تو
اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے اور اوسکو کہاتا ہے
جواب دیا کہ ایسا نہین ہے یہہ اہل شام کے
ظلم کا ایک اثر ہے کہ واقعہ حرہ مین مجھکو پہنچا ہے
لشکر شام کا ایک گروہ میرے گھر مین داخل ہوا
او جو کچھ مال و متاع تہا لوٹ کر سب لیگئے پہر
دوسرا گروہ آیا جب اونہون نے گھر مین کچھ نپایا
تو غصہ مین آئے کہا شیخ کو ہلاؤ اونمین سے
ہر ایک نے میری داڑہی کے بال اوکھاڑے
اور اس حالت کو جو دیکہتے ہو پہونچایا۔ ح

ایضاً جذب القلوب ✣ آوردہ اند کہ زنے
بنزد مسلم بن عقبہ بفریاد آمد و درباب پسر
خود کہ دربند وی بود تضرع بسیار نمود
حکم کرد تا ز ودی پسرش را از بند بیرون
آوردہ گردن بزدند و سر اورا بدست آن
زن دادند و گفت تو بسلامت حیات خود
بس نمیکنی تا بشفاعت پسر نیز آمدۂ آوردہ
اند کہ تا سہ روز اکثر مردم مدینہ منورہ را
دربند داشت کہ بوی طعام وشراب بمشام
ایشان نرسید۔ ونیز آوردہ اند کہ ہمین
مسرف ومروان ابن الحکم بر کشتگان حرم
طوفے میکردند بصفت سیر و تفرج بر
سر این مظلومان بگذشتند۔ واز
جملۂ قبائح وشنائع این واقعۂ شنیعہ کہ
آوردہ اند کہ ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ را دیدند کہ موئے ریش او ہمہ
بریدہ است پرسیدند کہ این چہ صورت
است مگر بلحیۂ خود لعب میکنی و میخوری
گفت نہ چنین ست این از آثار ظلم اہل
شام است کہ در واقعہ حرہ بمن رسیدہ
طائفۂ درخانۂ من درآمدند و ہرچہ از متاع
بیت و اسباب خانہ باشد ہمہ را پاک
بردند جماعۂ دیگر رسیدند چون ہیچ چیز
درخانہ نیافتند آتش قہر در نہاد ایشان
افتاد گفتند شیخ را بجنبانید ہرکدام از ایشان
از ریش من موئی برکندند و باین حال کہ مرا
می بینید رسانیدند۔ و برہمین قیاس شنائع

ع وقبائح این قضیہ نامرضیہ خارج از حد تعقل و امکان تصور ست۔ +

شیخ عبد الحق بہت سی برائیان اس واقعہ کی بیان کر کر کہتے ہین کہ اسی قیاس پر قباحتین اور برائیان اس قضیہ نامرضیہ کی حد تعقل اور امکان تصور سے باہر ہین۔ +

تیسرے یہ ہے کہ اوس عنید پلید سے وہ ظلم شدید ہوئے کہ اوسکے حکم سے جناب خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا مع اقربا اور اصحاب باوفا کے تین روز کے بھوکے پیاسے دشت کربلا میں شہید ہوئے اور کئی دن تک اونکی لاشیں بے گور و کفن پڑی رہیں اور اہلبیت عصمت و طہارت کو رسن بستہ ننگے اونٹوں پے سوار کرکے بے مقنعہ و چادر شہر بشہر پھرایا جیسا کہ فریقین کی کتابوں میں مرقوم ہے چوتھے یہ ہے کہ بیٹیوں اور بہنوں اور امہات اولاد کا نکاح جاری کر دیا اور شراب خواری اور ترک نماز جائز ٹہرایا باوجود ایسے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ کے یزید پلید کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول اور امیر المومنین جاننا حضرات اہلسنت کے سوا کسیکا کام نہیں ۔ بعض علمای اہلسنت نے تاویل میں اوس مشہور حدیث شریف کے جسمیں بارہ خلیفوں کا ذکر ہے یزید پلید کو اور اور امرای بنی امیہ کو اِن بارہ خلیفوں میں شمار کیا ہے اور اِس قول کو اور قولوں سے بہتر اور برتر سمجھا ہے اور اوس حدیث کے لفظ یہ ہیں لا یزال ھذا الدین قائما حتی یقوم الساعۃ ویکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ اور بنا بر ایکروایت کے لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر ۴ خلیفۃ اور بروایت مسلم ھذا الدین عزیزا منیعا الی اثنی عشر خلیفۃ الی غیر ذلک من الروایات -+

صواعق محرقہ + قال القاضی عیاض لعل المراد باثنا عشر فی ھذہ الاحادیث وما شابھھا انھم یکونون فی مدۃ عزۃ الخلافۃ وقوۃ الاسلام واستقامۃ امورہ والاجماع علی من یقوم الخلافۃ وقد وجد ھذا فی من اجتمع علیہ الناس الی ان اضطرب امر بنی امیۃ ووقعت بینھم الفتنۃ زمان ولید بن یزید فاتصلت تلک الفتن بینھم الی ان قامت الدولۃ العباسیۃ قال شیخ الاسلام ابن حجر فی فتح الباری ھذا احسن ما قیل فی ھذہ الاحادیث وارجحہ لتائیدہ بقولہ فی بعض طرقہ الصحیحۃ کلھم یجتمع علیہ الناس والمراد باجماعھم انضارھم لبیعتہ والذین اجتمعوا علیہ الخلفاء الثلثۃ ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن ثم علی ولدہ یزید ولم ینتظم علی ولد علی ای الحسین امر بل قتل قبل ذلک ثم لما مات یزید اختلفوا الی ان اجتمعوا علی عبد الملک بن مروان ثم علی اولادہ الاربعۃ ۴

۴ الولید ثم سلیمان فیزید فھشام ثم تخلل بین سلیمان ویزید عمر بن عبد العزیز فھولاء سبعۃ بعد الخلفاء الراشدین والثانی عشر الولید بن یزید بن عبد الملک فجمعوا علیہ لما مات عمہ ھشام فولی اربع سنین ثم قاموا علیہ فقتلوہ وانتشرت الفتن وتغیرت الاحوال من یومئذ + تاریخ الخلفاء وصواعق + قال الواقدی من طرق ان عبد اللہ بن حنظلۃ بن الغسیل قال ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح امہات الاولاد و البنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ -+ + + + + + + +

خلاصہ یہ ہے کہ ایسے شخصون کا امیرالمومنین اور خلیفۂ خاتم المرسلین ہونا
بداہت عقل کے خلاف اور ضروریات دین کے مخالف ہے زیادہ تر
تعجب اسمین ہی کہ مسلم کی روایت مین وارد ہی کہ ان بارہ خلیفون کے
عہد مین دین کا عروج اور اعزاز ہوگا علماے اہلسنت حیا اور غیرت
سے ہاتھ اوٹھا کر یزید وغیرہ کو اُن بارہ خلیفون مین شامل کرتے ہین او
اُنکے ایام نافرجام بدانجام مین دین کی عزت اور بلندی خیال کرتے ہین
بھلا حرم کعبہ کی حرمت کا خاک مین ملانا اور اُس مقدس مکان کو آگ
لگانا اور گوپھنون سے وہان پتھر برسانا اور حرم مین مسلمانون کا خون
بہانا اور مدینۂ منورہ کے احترام سے ہاتھ اٹھانا اور اس متبرک مقام مین غارت
و تاراج اور ہزارون آدمیون کا ناحق قتل جنمین سیکڑون صحابہ کبار اور
تابعین اخیار اور حاملین کتاب پروردگار تھے زنا وغیرہ انواع فسق و فجور
عمل مین لانا اور روضۂ مقدسہ مین گھوڑے دوڑانا اور اسکو گھوڑون
کے فضلہ کی جگہ اور مسجد نبوی کو کتون کے رہنے کا مقام بنانا اور شراب خواری
اور قماربازی اور بیٹیون اور بہنون کا نکاح جائز ٹھہرانا اور اہلبیت اطہار
کو نہایت بیکسی سے شہید کرانا اور مخدرات عصمت و طہارت کو بے ردا
برہنہ اونٹون پر رسن بستہ شہر بشہر پھرانا اگر دین کی عزت اور عروج اور
اسلام کی قوت و شوکت کا سبب ہے تو نہایت عجب بلکہ سراسر غضب ہی اور
پھر دین کی ذلت و اہانت سے کیا مطلب ہی پہلے پیغمبرون کی بھی ذریت
اور امت اور خلافت تھی مگر کسی زمانہ مین اس قسم کی اہانت اور ہتک
حرمت کی نوبت اُنکی اولاد امجاد کی نسبت ظہور مین نہین آئی بلکہ باوجود
کثرت وسائط اور گذر جانے بہت سی پشتون کے امت کے لوگ پیغمبر
زادون کی تعظیم و توقیر کرتے رہے ہین چنانچہ منقول ہی کہ جسوقت
جناب سید الشہدا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کا سر مطہر یزید پلید کے پاس لائے

صواعق محرقہ +
وقال ذمی اخو
بینی وبین داود
سبعون اباءً
وان اليهود
يعظمني الى ان
يحرموني وانتم
قتلتم ابن نبيكم
ايضا صواعق +
كان عنده
رسول قيصر
فقال متعجبا
عندنا في
بعض الجزائر حافر
حمار عيسى عليه السلام
فنحن نحج اليه كل عام
من الاقطار وننذر
النذر ونعظمه كما تعظمون
كتبكم فاشهد
انكم على الباطل
+ + +

اہلسنت کے بارہ خلیفون مین سے ولید بن عبدالملک ہی جسنے مسجد نبوی بڑہانے کے بہانے سے مکانون کو حوالی مسجد کے ظلم وستم سے گروادیا اور صاحب مکانون کو جبر وقہر سے نکلوا دیا حکم تہا کہ جو شخص مکان دینے سے انکار کرے گھر کو اُسکے سر پر گرادو اور تمام حجرون کو پیغمبر خدا کے منہدم کرادیا جس روز یہہ حکم ولید پلید کا مدینۂ منورہ مین آیا اور حجرات مقدسہ منہدم ہوئی ایک مصیبت عظیم لوگون مین برپا ہوئی کوئی شخص مدینہ مین نہ تہا جو اس حال پر ملال پر نہ روتا تہا سعید بن المسیب کہتا ہی کاش پیغمبر خدا کے حجرون کو بدستور رہنے دیتے تو لوگ دیکھتے کہ سرور کائنات نے اس دار فنا مین کس طرح عمر بسر کی ہی منقول ہی کہ جب ولید پلید مدینۂ منورہ مین آیا ایک روز منبر پر مسجد نبوی کے خطبہ پڑہتا تہا اس اثنا مین اسکی نظر جناب حسن بن امام حسن بن علی علیہ السلام کے جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت فاطمہ زہرا صلوۃ اللہ علیہا کے مکان ملائک پاسبان مین رونق افروز تھے اور آئینہ مین چہرۂ انور دیکہ رہے تھے جب ولید پلید منبر سے اُترا تو عمر بن عبدالعزیز کو بلا کر زجر و توبیخ کی کہ انکو یہان کیون رہنے دیا اور کس لئے نہین نکالا۔ مین نہین چاہتا کہ بعد اسکے انکو یہان دیکھون مکان انسے مول لے اور مسجد مین داخل کر حضرت فاطمہ دختر امام حسین اور حسن بن امام حسن اور انکی اولاد امجاد علیہم السلام مکان کے اندر تشریف رکھتے تھے باہر آنے سے انکار کیا حکم کیا کہ اگر باہر نہ نکلین مکان انپر گرادین گھر کا اسباب بغیر انکی رضامندی کے باہر لاتے تھے اور گہر کو ویران کرتے تھے ناچار نکلے اور دن دہاڑے سے مخدرات اہلبیت مدینہ سے باہر گئین اور ایک گہر کو سکونت کے واسطے اختیار کیا۔ اور جب حفصہ والے مکان پر اولاد عمر بن الخطاب سے نزاع ہوا اور اُنہون نے کہا کہ ہم اس مکان سے ہرگز نہ نکلین گے اور رسولخدا کی دولتسرا کا عوض نہ لینگے اور ولید کو اسکی اطلاع ہوئی عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ عمر بن الخطاب کی اولاد کی استرضاء خاطر مین کوتاہی نہ کر مکان کی قیمت دے اور اگر نہ لین اُنکا اکرام کر اور ایک قطعہ مکان اُنکو چھوڑ دے اور مسجد کی طرف ایک دروازہ بھی اُنکا رہنے دے سبحان اللہ آل رسول پر یہہ جور وستم اور اولاد عمر پر یہہ لطف وکرم اور جس حجرہ مین حضرت رسولخدا کی قبر منور ہے اُسکی نیو کہودنے مین خلیفۂ دوم کا قدم ظاہر ہوا ظاہرا بسبب طول قامت کے بہینچے اور بیچ

ظہور مین آئی تعمار مسجد کے وہ لوگ تھے جنکی النسبت لکھا ہی کہ ایک نے اُنمین سے چاہا کہ حجرۂ شریفہ پر پیشاب کرے قصد کرتے ہی ایسا زمین پر گرا کہ اُسکا سر چور چور ہوگیا دوسرے نے سور کی صورت مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بنائی ۔ واہ کیسے معمار تھے۔ منقول ہے کہ جب ولید مسجد دیکھتا تہا ایک شخص عثمان کی اولاد مین سے حاضر تہا اُس سے کہا تیرے باپ کی عمارت کیا تہی اور ہماری عمارت کیسی ہے گستاخ جواب دیا کہ میرے باپ کی عمارت مسجدون کی عمارت تہی اور تمہاری عمارت کنائس کی عمارت ہے ۔ +

جذب القلوب ثالث تغیرے که در مسجد شریف وقوع یافت زیادت ولید بن عبد الملک بن
مروان بود پیش از وی هیچ یکی از خلفاء و امراء در عمارت عثمانی دخل نکردند و عمر بن عبد العزیز
در آن وقت از جهت ولید عامل مدینهٔ منوره بود و بوے نوشت که هر که از حوالی مسجد خانه باشد
از وے بخر و هر که از فروختن ابا آرد خانه را بر وی بلیه از وے و بدل آنرا از مال بده اگر بگیرد خانه
را بگیر و مال را صرف فقرا کن و حجرات ازواج پیغمبر را صلی الله علیه و آله وسلم نیز داخل مسجد
کن عمر بن عبد العزیز بفرموده وی عمل کرد و حجرات را منهدم ساخت و داخل مسجد
گردانید آورده اند روزیکه این حکم از ولید بمدینهٔ مطهره آمده و حجرات پیغمبر را هدم
کردند مصیبتی عظیم درمیان مردم برپا شد هیچکس در مدینه نبود که برین حال گریه نمیکرد
سعید بن المسیب میگوید کاشکے حجرات رسول خدا را صلی الله علیه و آله وسلم بحال خود
میگذاشتند تا مردم میدیدند که سرور کائنات چگونه درین دار فنا حیات بسر برده آن
زیاله از بعضی اهل علم روایت می آرد که چون ولید بن عبد الملک بحج آمد بعد از اتمام مناسک
حج قدوم بمدینهٔ مطهره آورد و روزی بر منبر مسجد خطبه میخواند و در اثنای آن نظرش بر جمالی
حسن بن حسن بن علی رضی الله عنهم افتاد که بر در بیت حضرت فاطمه زهرا سلام الله علیها
نشسته بود و آئینه در دست میداشت کردے و جمال جهان آرای خود مشاهده می نمود -
چون از منبر فرود آمد عمر بن عبد العزیز را طلبیده زجر نمود که چرا ایشان را درینجا هنوز
گذاشته و بیرون نه آورده نخواهم که ایشان را بعد ازین اینجا ببینم خانه را از ایشان بخر و
و داخل مسجد کن فاطمه بنت حسین و حسن بن حسن و اولاد ایشان سلام الله علیهم درون خانه
بودند و از بدر آمدن ابا نمودند حکم کرد اگر بیرون نیایند خانه را بر ایشان بیندازند اسباب خانه را
بر رضای ایشان بدر می آوردند و خانه را ویران میکردند بحکم ضرورت برآمدند و هم در روز
همچنین در بیت حفصه رضی الله عنها که در دست اولاد عمر بن الخطاب بود نزاع شد چون گفتند
که هرگز نخواهیم برآمد و عوض خانهٔ رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم نخواهیم ستانید
حجاج بن یوسف نیز در آنوقت در مدینه بود حکم کرد خانه را بر سر ایشان بیندازند ولیکن
روشن مخدرات اهلبیت بیرون مدینه رفتند و موضعی برای سکونت اختیار کردند - ایضا +

سم چون قصه بولید رسید وی بجانب عمر بن عبد العزیز نوشت که در استرضای خاطر اولاد عمر بن عبد الخطاب بحصیر راضی مشو ثمن خانه را بده و اگر نستانند ایشان را اکرام کن و بقهر از خانه بالیشان
بگذار و ایشان را دری بجانب مسجد نیز بگذار - ایضا + و از محمد بن عبد العزیز روایت آمده است که در وقت حفر اساس حجره قدمی ظاهر شد و بعد از تحقیق حال ظاهر شد که آن پای امیرالمومنین
عمر بود - ایضا + آورده اند که یکی از عمال روم خواست که بر حجرهٔ شریف بول کند بمجرد قصد آنجنان بر زمین افتاد که سرش ریزه ریزه شد و بعضی از ایشان بمشاهدهٔ این حال در ربقهٔ اسلام در آمدند
و یکی دیگر از ایشان صورت خنزیر بر دیوار قبلهٔ مسجد نقش کرد عمر بن عبد العزیز حکم کرد تا گردنش زدند - ایضا + و نیز آورده اند که در اثنای بنای مسجد یکی از اولاد عثمان حاضر بود ولید با وی ژ
گفت ببین عمارت پدرت چه بود و عمارت ما چگونه است وی گفت ملی عمارت پدر من عمارت مساجد بود و عمارت شما عمارت کنائس

اکثر حضرات اہلسنت اہلبیت نبوت کی محبت واجب و لازم نہین جانتے بلکہ بمقتضائے شدت تعصب و عناد کے آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ جو بالاتفاق اہلبیت اطہار کی شان مین نازل ہوئی ہے اور اُس سے انکی محبت کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے منسوخ کہتے ہین اور آیہ کریمہ ما سألتکم من اجر فہو لکم ان اجری الا علی اللہ کو بلاوت طبائع کی وجہ سے اُسکے مخالف و منافی سمجھتے ہین ۔

ظاہر ہے کہ رسول مختار اور اہلبیت اطہار کی محبت فرائض اور ضروریات دین سے ہے اور یہہ ایسا حکم ہے جو ہمیشہ رہیگا بلکہ خدا یتعالے کا تقرب جو عبادت و طاعت اور نیک کامون سے حاصل ہوتا ہے اور ہمیشہ تک باقی رہیگا اُسکے اسباب مین شامل ہے نہین نہین بلکہ اُسکی فرد کامل ہے اُسکے علاوہ ہزارون حدیثین اہلبیت کی محبت کے واجب اور فرض ہونے کے باب مین اہلسنت کی کتابون مین مذکور ہین پھر اُس آیت کے منسوخ ہونے کے کیا معنے اور دوسری آیت سے منافات کی کیا وجہ +

اہلسنت کی احادیث و اقوال اس بارہ مین کہ آیہ شریفہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ اہلبیت کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی محبت واجب و فرض کرنے کے لئے اُتری ہے اسقدر ہین کہ یہان اُنکے بیان کی وسعت نہین صرف ایک حدیث نقل کیجاتی ہے ۔

صواعق محرقہ

ان ہذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین وجب علینا مودتہم قال علی و فاطمۃ وابناہما ۔

ایضاً صواعق

وقیل الآیۃ منسوخۃ لانہا نزلت بمکۃ والمشرکون یؤذونہ امر لہم بمودتہ وصلۃ رحمہ فلما ہاجر الی المدینۃ وآواہ الانصار ونصروہ الحقہ اللہ باخوانہ من الانبیاء قال ما سألتکم من اجر فہو لکم ان اجری الا علی اللہ - +

+ + +

محبت تو ایک طرف طرفہ یہ ہے کہ اکثر اکابر اہلسنت حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کی دشمنی اور بغض کو مستحب جانتے ہین اور ان حضرات کے نزدیک متواترات اور مشہورات سے ہے کہ حضرت امیرؑ کا بغض جو بموجب قرآن کے نفس رسولؐ اور تمام اہلبیت مین افضل و اکمل ہین بقدر رشتہ کے یا بقدر رنجم مرزع کے علی اختلاف الاقوال دل مین رکھنا مستحب ہے ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین علی بن جہم شاعر کے ذکر مین جو اس درجہ ناصبی اور حضرت امیرؑ کا دشمن تھا کہ اپنے باپ پر لعنت کرتا تھا کہ میرا نام علی کیون رکھا لکھا ہے انہ کان معتنیا فی بغض علی والانحراف عنہ لان محبتہ لا یجتمع مع التسنن جیساکہ پہلے ہی مذکور ہوا۔ تورک تیموریہ کے بعض ترجمون مین لکھا ہے کہ ماوراء النہر کے عالمون نے امیر تیمور کے حضور فیض گنجور مین عرض کیا کہ اگرچہ حضرت علیؑ چوتھے خلیفہ ہین مگر اس سبب سے کہ عثمان کے قتل مین شریک تھے انکا بغض دل مین رکھنا چاہیئے اور اس شاہ عالی جاہ سے درخواست کی کہ اس مضمون کا فرمان تمام قلمرو مین جاری کیا جائے شاہ جم جاہ نے اپنے مرشد شیخ زین الدین سے اس مسئلہ کا استفتا کیا۔ جناب شیخ نے جواب مین تحریر فرمایا کہ ؎ بر عرش برین باشد اگر منزل تو ✣ وز کوثر اگر سرشتہ باشد گل تو ✣ گر حب علیؑ نباشد اندر دل تو ✣ مسکین تو و سعیہائے بیحاصل تو ✣ وائے بر عثمانے کہ علیؑ بقتلش رضا داده باشد۔ استحباب بغض کیسا اہلسنت کے امام حنبل نے کہا ہے کہ الرجل لا یکون من مناجحتہ یبغض علیا قلیلا یعنے کوئی مرد مومن نہین ہوتا جبتک کہ علیؑ کے ساتھ تھوڑی سی دشمنی رکھے اس امام دشمن ایمان و اسلام کے نزدیک حضرت امیرؑ کا بغض ضروریات ایمان سے ہے کہ بغیر اس بغض کے کوئی مومن نہین ہوتا اور وفیات الاعیان مین تو صاف صاف کہدیا ہے کہ علی کی محبت تسنن کے ساتھ جمع نہین ہوتی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ کی محبت اور تسنن ضدین یا نقیضین کا حکم رکھتے ہین جنکا جمع ہونا محال ہے اس صورت مین اہلسنت کو لازم ہے کہ یا تو اپنے سنی ہونے سے انکار کرین یا حضرت علیؑ کی دشمنی کا اقرار کرین یہ تو ممکن نہین کہ یہ بزرگوار انصاف کو اپنا شعار کرین اور پہلی شق اختیار کرین تو ضرور دوسری شق ان صاحبون کی مختار ہے اور بغض حیدر کرار پر انکے مذہب کا مدار ہے حالانکہ قرآن و احادیث بیشمار سے انکی محبت کا فرض ہونا آشکار ہے ✣ ✣ ✣

بلکہ یہہ حدیثیں تواتر معنوی کی حد تک پہونچی ہیں بعض کا مضمون یہہ ہے کہ جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ حق تعالےٰ نے مجھہ کو چار شخصوں کی دوستی کا حکم دیا ہے اور مجھہ کو خبر دی ہے کہ بیشک آپ بھی اونکو دوست رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمکو اُنکی نام بتا دیجئے فرمایا کہ اُنمیں سے ایک تو علیؑ ہیں اور اس بات کو تین بار تکرار ارشاد کیا پھر حضرت ابوذر اور مقداد اور سلمان کے نام لئے۔

اور ایک حدیث کا حاصل یہہ ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ مجھہ سے حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے کہ مومن کے سوا میرا کوئی دوست نہوگا۔ اور سوا منافق کے کوئی اور میرا دشمن نہوگا۔

اور بعض کے معنے یہہ ہیں کہ صحیفۂ مومن کے عنوان علی بن ابیطالب کی محبت ہے۔ یہاں سے حضرات اہلسنت کا نفاق بخوبی عیان ہے کہ انکے نزدیک حضرت علیؑ کا بغض جزو یا شرط ایمان ہے۔

سبحان اللہ اس ایمان کا جو عین نفاق ہے کیا بیان ہے۔

تاریخ الخلفاء

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یارسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر و مقداد و سلمان۔

صحیح مسلم میں حضرت علیؑ سے منقول ہے۔

قال والذی فلق الحبۃ وبرئ النسمۃ انہ لعہد النبی الامی الی انہ لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق۔

شیخ ابن حجر مکی نے روایت کی ہے۔

عن انس ان النبی صلے اللہ علیہ و سلم قال عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی بن ابیطالب۔

اور اسی بغض کی بنا پر بعض اکابر اہلسنت نے حضرت امیرؑ کو بُرا کہنا جائز قرار دیا ہے اور اُنھون نے حضرتؑ کے بُرا کہنے والون کو امیر المومنین اور خلیفۂ سیّد المرسلین کے لقب سے ملقب کیا ہے آحادیث وسیر کی کتابون مین مذکور ہے کہ معاویہ اور خلفاء امویہ اور اُنکے امرا اور ارکان دولت جیسے مغیرہ بن شعبہ وغیرہ جناب امیرؑ کو خود بُرا کہتے تھے اور اور لوگون کو حضرتؑ کے بُرا کہنے کی ترغیب کرتے تھے۔ چنانچہ جامع الاصول مین منقول ہے کہ معاویہ نے سعد کو حکم کیا کہ تو ابو تراب کو بُرا کیون نہین کہتا سعد نے جواب دیا کہ مجھکو وہ تین باتین یاد ہین جنکو جناب رسولخداؐ نے اُنکے باب مین ارشاد فرمایا ہے تین آنکو ہرگز بُرا نکہونگا وہ ایسی باتین ہین کہ مین لپنے لیئے اُنمین سے ایک کا ہونا سُرخ اونٹون سے زیادہ پسند کرتا ہون ایک یہہ ہے کہ مینے خود سنا کہ جب حضرت رسولخداؐ نے ایک جہاد کا قصد کیا اور جناب امیرؑ کو ساتھہ نہ لیا تو جناب امیر نے کہا کہ آپنے مجھکو عورتون اور بچون کے ساتھہ چھوڑ دیا تب حضرت رسولخداؐ نے فرمایا کہ آیا تم پسند نہین کرتے کہ میرے جانشین ہو جیسے ہارون موسےؑ کے جانشین تھے مگر ہان میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہے۔ دوسرے یہہ ہے کہ مینے سنا کہ روز خیبر حضرت رسولخداؐ فرماتے تھے کہ کل اس شخص کو علم دونگا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اوسکو دوست رکھتے ہین سعد کہتا ہے کہ ہمنے طمع کی گردنین درازکین تو جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ علیؑ کو میرے پاس بلاؤ تو جناب امیر آئے اور اُنکو عارضۂ رمد لاحق تھا حضرت رسولخداؐ

ابن اثیر نے جامع الاصول مین صحیح مسلم اور صحیح ترمذی سے روایت کی ہے اور صحیح ٹہرایا ہے ان معاویۃ امر سعداً فقال له ما یمنعك ان تسب ابا تراب فقال اما ما ذكرت ثلثا قالهن له رسول الله فلن اسبه ان یکون لی واحدة احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله یقول اذ خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی یا رسول الله اخلفتنی مع النساء والصبیان فقال له رسول الله اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وسمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله قال فتطاولنا فقال ادعو لی علیا فاتی به ارمد فبصق فی عینه ودفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الایة ندع ابناءنا وابناءکم دعی رسول الله علیا وفاطمة وحسنا وحسینا

ؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اُنکی آنکھون مین لگایا اور علم ظفر پرچم مرحمت فرمایا حق تعالے نے اُنکو فتح عنایت کی تیسرے یہہ ہے کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو حضرت رسولخداؐ نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو طلب فرمایا اور کہا بارخدایا یہہ میرے اہل ہین۔ +

[illegible]

اقوال اہل سنت	حوالہ کتب اہلسنت
حضرات اہلسنت درود وسلام میں اہلبیتؑ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شامل نہیں کرتے اور لفظ آل کو گرا کر صلی اللہ علیہ وسلم کہتے اور لکھتے ہیں۔ حال آنکہ بموجب انکی روایات معتبرہ کے منقول ہے کہ جناب رسولخداؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھپر صلوٰۃ بترا نہ بھیجو لوگوں نے عرض کیا کہ صلوٰۃ بترا کیا ہے۔ حضرت نے جواب میں کہا کہ تم کہتے ہو اللھم صل علی محمد اور رکجاتے ہو بلکہ کہو اللھم صل علی محمدؐ وعلی آل محمدؐ۔ اور انکی معتبر کتابوں میں یہہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت رسولخدا نے اہلبیتؑ کو کسا میں داخل کیا تو کہا اے اللہ بیشک یہہ مجھہ سے ہیں اور میں انسے ہوں تو اپنی صلوٰۃ اور رحمت اور مغفرت اور خوشنودی میرے لئے اور انکے لئے مقرر کر اور یہہ دعا قبول ہوئی کہ حق تعالےٰ نے پیغمبرؐ کے ساتھہ اہلبیتؑ پر درود وصلوٰۃ بھیجے۔ پس مومنین سے یہہ مطلوب ہے کہ رسولخدا پر مع اہلبیتؑ کے درود بھیجیں۔	صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے فرمایا۔ لا تصلوا علیّ الصلوٰۃ البتراء فقالوا وما الصلوٰۃ البتراء فقال تقولون اللھم صل علی محمد و تمسکون بل قولوا اللھم صل علی محمدؐ وعلی آل محمدؐ۔ ایضاً ومن ثم لما ادخلھم فی الکساء قال اللھم انھم منی وانا منھم فاجعل صلواتک ورحمتک ومغفرتک ورضوانک علیّ وعلیھم وقضیۃ استجابۃ ھذا الدعاء ان اللہ تعالی صلی علیھم معہ فح طلب المومنین صلوتھم علیہ معھم

باایں ہمہ حضرات اہلسنت اہلبیت کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام تجویز نہیں کرتے اور تحریر و تقریر میں کبھی عمل میں نہیں لاتے اور کہتے ہیں کہ ائمہ اہلبیت پر درود و سلام بھیجنا شیعوں نے ایجاد کیا ہے اور تشبہ اہل بدعت سے ممنوع ہے تو انکی مخالفت واجب ہے اور صاف کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام نہ کہا جائے چنانچہ جو شخص انکی کتابوں کو ملاحظہ فرمائیگا اہلبیت میں سے کسی کے حق میں لفظ علیہ السلام یا علیہ الصلوٰۃ والسلام یا مثل اسکی کہیں نہ پائیگا۔ بلکہ انکی بعض معتبر کتابوں میں سوا رسول خدا اور باقی انبیا کے اوروں کی نسبت صلوٰۃ و سلام کے ممنوع ہونیکا حکم دیکھنے میں آئیگا اور تحریر پر تقریر کو بھی قیاس کر لینا چاہیے حالانکہ قرآن و حدیث سے زکوٰۃ دینے والوں کے حق میں جو عام مسلمان ہیں تجویز صلوٰۃ ثابت ہے تو اہلبیت نبوت کے لیے بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی اور حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود اہلبیت اطہار کو شرف سلام سے مشرف فرمایا ہے چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے لکھا ہے کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ آیہ سلام علی آل یاسین میں آل یاسین سے آل محمد مراد ہے اسکے علاوہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے[م]

قال اللہ تعالیٰ وصل علیہم فان صلوٰتک سکن لہم اور اہلسنت کی معتبر کتابوں میں حدیث کی منقول ہے کہ جس وقت آل ابی اوفی نے زکوٰۃ ادا کی تو جناب رسولخدا نے فرمایا اللہم صل علی آل ابی اوفی۔ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر آیہ مذکورہ کے ذیل میں کہا ہے الرابعۃ اصحابنا یمنعون عن ذکر صلوٰۃ اللہ علیہ و علیہ السلام الا فی حق الرسول والشیعۃ یذکرونہ فی حق علی و اولادہ واحتجوا بان نص القرآن دل علی ان ہذا الذکر جائز فی حق من یؤدی الزکوٰۃ فکیف یمتنع فی حق علی والحسن والحسین ورایت بعضہم قال الیس ان الرجل اذا قال سلام علیکم فیقل لہ و علیکم السلام فدل ہذا علی ان ذکر ہذا اللفظ جائز فی حق جمہور المسلمین فکیف یمتنع ذکرہ فی حق اہلبیت الرسول۔ صواعق محرقہ میں لکھا ہے قولہ تعالیٰ سلام علی آل یٰسین فقد نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس ان المراد بذالک سلام علی آل محمد -- ا ز د ھفتار ۲ ب ی قال القاضی عیاض الذی ذہب الیہ المحققون و امیل الیہ ما قالہ مالک و سفیان واختارہ غیر واحد من الفقہاء والمتکلمین انہ یجب تخصیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم[۲]

م اور کہے السلام علیکم تو اسکے جواب میں و علیکم السلام کہنا واجب ہے پس جو امر تمام عام مسلمانوں کے لئے مشروع ہو وہی اہلبیت علیہم السلام کے واسطے ممنوع ہو بجز بلا کا تعصب و عناد ہے خداوند افزاید ہے -+

۲ وسائر الانبیاء بالصلوٰۃ والتسلیم۔ والیضہ فہوا مر لم یکن معروفا فی الصدر الاول وانما احدثہ الرافضۃ فی بعض الائمۃ والتشبہ باہل البدع منہی عنہ فیجب مخالفتہم۔ فلا یستعمل (السلام) فی الغائب ولا یفرد بہ غیر الانبیاء فلا یقال علی علیہ السلام الخ -+

اہلسنت ولید بن یزید بن عبد الملک کو
امیر المومنین اور خلیفہ خاتم المرسلین
جانتے ہین اور کلام سے صاحب صواعق
کے واضح ہے کہ وہ نواصب لیام کا
بارہوان امام ہے آور سیوطی نے
تاریخ الخلفا مین اسکو خلیفہ قرار دیا ہے
حالانکہ اُسکے اعمال شنیعہ اور افعال
قبیحہ اُس سے زیادہ ہین کہ یہان اُنکے
ذکر کی گنجایش ہو دمیری شافعی نے
کتاب حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ ولید بن
یزید لذات دنیا مین مدہوش اور آخرت
سے غافل وبیہوش تہا شراب پینے مین
اور لہو ولعب مین اور طبل اور دف اور
مزامیر بجانے مین مشغول رہتا تہا اور
شراب کی ایک حوض بنائی تہی جسوقت سرور
مین ہوتا تہا اُس حوض مین کود پڑتا تہا
اور اسقدر شراب پیتا تہا کہ بدن کانپنے
لگتا تہا۔ آور یہہ بہی لکہا ہے کہ اُسنے
ایک رات ایک کنیز سے مجامعت کی تہی۔
فاعل ومفعول دونون نشے مین سرشار
تہے کہ صبح کی اذان ہوئی ولید نے
قسم کہائی کہ آج کوئی اس کنیز کے سوا نماز جماعت
نہ پڑہائے اسکو حکم دیا سی مخموری وجنابت کی حالت مین جا
اُس کنیز نے نماز جماعت پڑہائی اور
تمام مسلمانون نے اُسکی اقتدا کی
آور بہی کتاب دین ودنیا سے جو باوردی
کی تصنیف ہے دمیری نے حکایت
کی ہے کہ ولید نے ایک روز قرآن مجید
مین فال دیکہی آیہ فاستفتحوا وخاب
كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ اوسکی فال مین نکلی
اُس بے باک نے قرآن کو پہاڑ ڈالا۔
اور یہہ شعر مین جو اُسکی کہی ہوئی ہین
پڑہین۔ ؏

اتو عد کل جبار عنید + فہا انا
ذالک جبار عنید + اذا ما جئت
ربک یوم حشر + فقل یا رب
مزقنی الولید + یعنی آیا تو ہر جبار
عنید کو وعید کرتا ہے۔ تو خبردار ہو
وہ جبار عنید مین ہون جسوقت
بروز قیامت تو اپنے پروردگار کے پاس
آئے تو کہہ کہ مجہکو ولید نے چاک چاک
کیا۔ تاریخ دیار بکری مین لکہا ہے کہ وہ جس
زمانہ مین مکہ معظمہ مین حج آیا تہا ایک دن کعبہ شریفہ
کے کوٹھے پر مجلس شراب منعقد کرکے
شرابخواری مین مشغول ہوا آور اسی کتاب
مین یہہ بہی۔ +

لکھا ہے کہ وہ ایکدن اپنی محلسرا مین داخل ہوا آپنی دختر جمیلہ کو دیکھا کہ پرستارون کے پاس بیٹھی ہے اُسکے حسن وجمال اور غنج و دلال نے آتش شہوت کو دوبالا کیا اور اپنی دختر کی بکارت کا ازالہ کیا ایک پرستار نے کہا یہ مجوس کا طریقہ ہے آسنے جواب مین یہ شعر پڑہی ع من کان اقبا لناس

ماتہما + و فاز باللذة الجسو +

باوجود صدور ایسے قبائح اور شنائع کے اہلسنت اُسکو خلفاے اثنا عشر مین شمار کرتے ہین اور شرم وحیا سے ہاتھ اُٹھاتے ہین۔ حضرات اہلسنت حجاج بن یوسف سقفی کو جو حرو انیون کا سپہ سالار تہا۔ اور نہایت ظالم اور خونریز اور مردم آزار تہا حافظ اور ثقہ اور اخیار سے جانتے ہین حالانکہ انہین کی معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ وہ کہتا تہا میرے نزدیک سب چیزون سے زیادہ مزہ دار چیز خونریزی ہے اور جن لوگون کو اُسنے ظلم وستم سے قتل کیا تہا اُنکا شمار ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو لڑائیون مین قتل کئے گئے تھے وہ اُنکے سوا تھے اور اُسکے مرنے کے دن پچاس ہزار آدمی اُسکی قید سے نکلے۔ اہل ہوش پر ظاہر ہے کہ یہ باتین یہودیت اور نصرانیت اور وساتیر صابئین اور شاستر سے بدتر ہین۔ پہلی امتون مین بہی پیغمبر ہوے اور اُنکی ...

شیخ عبدالحق دہلوی رجال مشکوة مین حجاج بن یوسف کے ترجمہ مین لکھتے ہین واخبارہ فی الظلم کثیرة مشہورة ولاحاجة لنا الی ذکرہا بل کنا لانحتاج الی ذکرہا وکان یقول الذ الاشیاء عندی صب الدم ووصل عدد من قتل ظلما مائة الف وعشرون الفا سوی ماقتل فی الحروب وخرج من سجنه یوم مات خمسون الف نفس وکان آخر من قتله سعید بن جبیر رضی الله عنه الخ۔ جو برائیان اُس سے صادر ہوئین ہین اوسکی تفصیل سے تطویل مانع ہے جو شخص چاہے تواریخ کی کتابون مین ملاحظہ کرے۔ یافعی اپنی تاریخ مین کہتا ہے اراح الله المسلمین بمیتة الحجاج بن یوسف الثقفی فی لیلة مبارکة لسبع وعشرین قالوا کان شجاعا مقداما مهیبا نقیبا بلیغا سفاکا للدماء عاملا لعبد الملک بن مروان انتہی بنوع من الاختصار۔ عمدة المحدثین تذہیب التہذیب مین اُسکے ترجمہ مین لکھتے ہین قال ابن حاتم ثقة من الحفاظ ممن یحسن الحدیث وقال ابوداؤد هو خبیث من مائة مثل الرمادی۔

+ + +

+

حوالہ کتب اہلسنت	اقوال اہل سنت
صواعق محرقہ + وقد سئل بعض ائمۃ الحدیث والفقہ عن الکحل والغسل والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشورا فقال لم یرد فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا عن احد من اصحابہ ولا استحبہ احد من ائمۃ المسلمین ولم یرو فی الکتاب المعتمد فی ذلک صحیح ولا ضعیف ۔ +	اہلسنت روز عاشورا کہ حضرت سید الشہدا خامس آل عبا علیہ و علی جدہ و ابیہ و امہ و اخیہ آلاف التحیۃ و الثنا کی شہادت کا روز غم اندوز ہے عید کرتے ہیں اور ادا کرنے میں مراسم فرحت و نشاط و لوازم مسرت و انبساط کے اتباع یزید پلید کرتے ہیں ۔ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ نواصب اس روز عید کرتے ہیں اور بہت سی حدیثیں اس دن کی فضیلت میں بنائی ہیں کہ یہ وہ روز ہے کہ اسمیں حضرت آدم ع کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت نوح ع کی کشتی جودی پر ٹھہری اور حضرت ابراہیم کیلئے آتش نمرود سے نجات پائی اور دنبہ سے حضرت ذبیح کا فدیہ ہوا اور حضرت یوسف حضرت یعقوب سے ملے حالانکہ یہ سب امور محض بے اصل ہیں خود محدثین اہلسنت نے صاف انکی بے اصلی بیان کی ہے ۔ اس زمانہ میں بھی ان شہروں کے اکثر نواصب عاشورہ کے دن عمدہ لباس پہنتے ہیں اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے ہیں اور انکی عورتیں ہاتھوں اور پاؤں پر حنا بندی کرتی ہیں اور طرح طرح کی زینت و آرائش سے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہیں اور عیش و سرور کے لوازم ادا کرتی ہیں ۔ اور بعضی خوشی کی تقریبیں مثل نکاح اور ختنہ کے عمل میں لاتی ہیں اور کبھی دنیا ہی میں اسکی سزا پاتے ہیں ۔ ہندوستان میں اکثر نابھی مطلع (؟) عیدوں کی طرح اطفال نواصب کو عیدیاں دیتے ہیں بعضوں نے اس طرح کہا ہے **عیدی** عاشورا آمد شد حری بدید ☆ دیگر بد ہر موسم عیش و طرب رسید ☆ برابل عورتیش توسعہ فرما بعیش کوش ☆ تا روئی دخول جنانت شود کلید ☆ یہاں سے کمال دینداری ان حضرات کی محبت جناب رسول مختار صلعم اور آل اطہار سے دریافت ہوتی ہے کہ جس روز اہلبیت پر اس طرح کی مصیبتیں پڑیں کہ ہر دل کو نہایت ظلم و ستم سے بھوکا پیاسا شہید کیا اور مخدرات عصمت و طہارت کو اسیر کر کے ننگے اونٹوں پر سوار کیا اور شہر بشہر پھرایا جس دن یہ سانحہ ہوش ربا یہ واقعہ دین و ایمان کا ہوا عید کرتے ہیں اور عیش و طرب میں کوشش کرتے ہیں کیسے
مختار + وتعقبہ ابن العز بانہ لم یصح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر صوم وانما الروافض لما ابتدعوا اقامۃ الماتم واظہار الحزن یوم عاشورا لان الحسین قتل فیہ ابتدع جہلا اہل السنۃ اظہار السرور واتخاذ الحبوب والاطعمۃ وادعوا اتخاذ موضوعۃ فی الاکتحال والتوسعۃ علی العیال ۔ +	

ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ + بعض علمای اہلسنت نے صاف کہہ دیا ہے کہ جب شیعوں نے بوجہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراسم ماتم و اظہار حزن ادا کیں گروہ اہلسنت نے اظہار سرور وغیرہ آپکے مقابلہ میں شروع کیا اور احادیث موضوعہ باب میں سرمہ لگانے اور عیال پر وسعت کرنے کی روایت کیں ۔ +

اہلسنت بعد جناب رسالتمآب کے بعض اصحاب کے مرتد ہو جانے کی بہت سی روایتین صحاح ستہ وغیرہا مین ذکر کرتے ہین جنمین سے بعض کا حاصل یہہ ہی کہ جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ روز قیامت ایک گروہ میرے اصحاب کا میرے پاس وارد ہوگا اور حوض سے محروم رہیگا مین عرض کرونگا ای پروردگار یہہ میرے اصحاب ہین تو جناب باری ارشاد فرمائیگا کہ تجھکو اُن بدعتون کا علم نہین جو ان لوگون نے تیرے بعد کی ہین۔ بیشک یہہ لوگ مرتد ہوے اور اُلٹے پاؤن پیچھے کو پھرے اور بعض کا خلاصہ یہہ ہے کہ کچھہ لوگ میرے اصحاب مین سے حوض پر میرے پاس آئینگے یہانتک کہ مین جسوقت اُنکو دیکھونگا اور شناخت کرونگا تب میرے پاس سے نکالدئے جائینگے مین عرض کرونگا اے پروردگار میرے اصحاب قابل ترحم ہین تو مجھکو جواب دیا جائیگا کہ تو نہین جانتا جو فتنے تیرے بعد انہون نے برپا کیے ہین اور اہلسنت مین اختلاف ہی کہ یہہ صحابہ کون لوگ ہین بعضون نے کہا ہی کہ یہہ اہل ردت ہین اور بعض کا قول ہی کہ وہ لوگ ہین جنہون نے گناہ کبیرہ کیے اور بدعتین کین اور ظلم و جور مین اور حق مٹانے مین حد سے گذر گئے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ منافقین ہین اور قاضی ص

صحیح بخاری ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ترد علی یوم القیمۃ رھط من اصحابی فیحلون علی الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک ما احدثوا بعدک انھم ارتدوا علی ادبارھم القھقری یہہ کتنی ہی سندون سے اور بہت طریقون سے مختلف عبارتون کے ساتھہ صحیحین اور اور صحاح وغیرہا مین منقول ہی۔ احمد بن حنبل اور بخاری اور مسلم نے انس اور حذیفہ سے روایت کی ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بھی اسکی تخریج کی ہی کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ لیرعن علی ناس من اصحابی الحوض حتی اذا رأیتھم عرفتھم اختلجوا دونی فاقول یا رب اصیحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔+

مناوی نے فیض القدیر شرح جامع صغیر مین کہا ہے قیل ھم اھل الردۃ بدلیل روایۃ سحقا سحقا وقیل اھل الکبائر والبدع والظلمۃ المسرفون فی الجور وطمس الحق وقیل المنافقون وقال القاضی ھم صنفان المرتدون عن الاستقامۃ والعمل الصالح والمرتدون عن الدین۔+

تعجب ہے کہ اہلسنت خود بعض صحابہ کو بموجب ان صحیح حدیثون کے مرتد اور فاسق اور فاجر اور بدعتی اور ظالم بلکہ ظلم و جور مین اور حق کی مخالفت مین حد سے گذرنیوالے جانتے ہین اور باوصف اسکے اگر شیعہ بعض اصحاب کی نسبت جنسا انواع و اقسام کے ظلم و ستم اہلبیت اطہار کے حق مین انہین حضرات کی معتبر کتابون کی موافق ظہور مین آئے کچھ کہتے ہین تو اسقدر برا مانتے ہین اور انکی بیجا حمایت کے لئے بھیجہ اٹھاتے ہین۔ اہلسنت کہتے ہین کہ کسی ملت مین لعن کرنا بہتر نہین۔ حالانکہ قرآن سے اور انہین کی معتبر حدیثون سے لعن مستحقین لعن کا استحباب بلکہ وجوب ثابت ہوسکتا ہے۔ ایک آیت کا مضمون یہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے جو لوگ ہماری اوتاری ہوئی روشن دلیلون کو اور رہنمائی کو چھپاتے ہین بعد اسکے کہ ہمنے انکو آدمیون کے لئے کتاب مین واضح اور ظاہر کر دیا وہی ہین جنکو خدا لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے انکو لعنت کرتے ہین۔ دوسری کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالی اس قوم کی کس طرح ہدایت کریگا جو اچھے مومن ہونے کے بعد کافر ہوگئے اور رسول کے حق ہونے کی گواہی دی اور انکو صریح دلیلین پہنچین اور ظالم قوم کی خدا ہدایت نہین کرتا ان لوگون کی سزا یہ ہے کہ انپر لعنت ہے خدا کی اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی تیسری آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حق سبحانہ اصحاب سے

قرآن مجید پہلی آیت ✣ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللعنون ۵ دوسری آیت کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق وجاءھم البینت واللہ لا یھدی القوم الظلمین اولئک جزاءھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین ۵ تیسری آیت فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم ۵ چوتھی آیت والذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار ۵ پانچوین آیت ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا ۵ چھٹی آیت ✣ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ✣

خطاب کرتا ہے کہ اگر تم حاکم ہوگے تو قریب ہے کہ زمین مین فساد برپا کر دیگے اور رشتون کو توڑ دوگے یہ لوگ ایسے ہین جنکو خدا نے لعنت کی اور انکو بہرا کر دیا اور انکی آنکھون کی بینائی کھو دی۔ چوتھی کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ خدا کا عہد پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہین اور جس چیز کے وصل کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے اسکو قطع کرتے ہین اور زمین مین فساد کرتے ہین وہی ہین جنکے لیے لعنت ہے اور برا گھر ہے۔ پانچوین کا یہ مفاد ہے کہ جو لوگ خدا اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین خدا نے انکو دنیا اور آخرت مین لعنت کی اور انکے واسطے رسوا کرنے والا عذاب مہیا کیا ہے۔ چھٹی کا مقصود یہ ہے کہ آگاہ ہو ظالمون پر خدا کی لعنت ہے۔ اور بعض یہان اگرچہ خبر کی صورت مین واقع ہوئی ہے مگر اوس سے انشاء اور امر مراد ہے جیسا کہ مفسرین کے کلام کا صریح مفاد ہے اور امر کا وجوب کے لئے ہونا اصول فقہ سے مستفاد ہے اور یہان یہ فائدہ مستزاد ہے کہ ان آیتون کا مصداق ظاہرا وہ صاحب ہین جنکے ملعون ہونے کا شیعون کو اعتقاد ہے۔ اور پہلی دونون آیتون سے جس طرح کہ ملعونین کی تفضیح اور تذلیل ظاہر و روشن ہے ایسے ہی لاعنین کی ترجیح و تفضیل بھی ظاہر و مبرہن ہے اس لئے کہ حق تعالی نے ان کے اس عمل جزیل (لعنت) کو اپنے اس فعل جمیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور اس اعزاز و اکرام سے ان کا رتبہ بڑھایا ہے۔ ✣

اور لعن زبان کا ایک جہاد ہے جسکے باب مین جناب رسولخدا کا ارشاد ہدایت بنیاد ہے کہ مشرکون پر مال و جان و زبان سے جہاد کرو اور اہلسنت کی حدیثون سے ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ چہہ قسم ہین جنپر مینے لعنت کی اور خدا نے بہی اونپر لعنت کی۔ کتاب اللہ مین زیادتی کرنے والا اور تقدیر خدا کا جہٹلانے والا اور ساتہہ جبروت خدا کے تسلط کرنیوالا تاکہ خدا کی عزت دئے ہوئے شخص کو ذلیل کرے اور خدا کے ذلیل کئے ہوئے کو عزت دے اور میری سنت کا چہوڑنے والا اور میری عترت سے جو چیز خدا نے حرام کی ہے اوسکا حلال شمار کرنیوالا۔ اور حرام خدا کا حلال گننے والا

جامع صغیر جلال الدین سیوطی

جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم +

مستدرك حاكم

قال سمعت علی بن الحسين يحدث عن ابيه عن جده رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه و سلم ستة لعنتهم و لعنهم الله و كل نبی مجاب۔ الزائد فی كتاب الله والمكذب بقدر الله و المتسلط بجبروت الله ليذل من اعز الله و يعز من اذل الله والتارك لسنتی والمستحل من عترتی ما حرم الله والمستحل بحرم الله اور کچہہ تفاوت واختلاف عبارت سے یہہ حدیث مشکوۃ اور جامع الصغیر مین بہی مذکور ہے۔

+

اور اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ میرے
اقربا کے ساتھہ وہ کام کرے جسکا کرنا جائز
نہین جیسے اُنکو ایذا دینا یا اُنکی تعظیم نکرنا
پس اگر اسکے حلال ہونے کا اعتقاد کرے
تو کافر ہے ورنہ گنہگار ہے آور جو شخص له
عترت رسول و حرم خدا سے سبے ادبی
کرے اُسکے لعن کے ساتھہ مخصوص کرنے
کی یہہ وجہ ہے کہ ان دونون کے حق
مین تاکید ہے اور خدا اور رسول کی طرف
منسوب ہونے سے انکی قدر بڑی ہے
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جو لوگ
امامیہ کے نزدیک ملعون و مطعون ہین وہ
خدا و رسول ؐ کی لعنت سے بہی ملعون ہین
اور اپنے مقام پر ثابت ہوا ہے کہ مباح
کام حضرت رسولخدا ؐ سے مباح ہونے کی
حیثیت سے صادر نہین ہوا اور حضرت ؐ
کے تمام کام خصوصًا جو غیر عادی اور
غیر معمول ہین سب عبادت پر محمول ہین۔
پس یہان سے لعن کا عبادت ہونا بہی
ظاہر ہے۔ صحاح اہلسنت وغیرہا سے
ظاہر ہے کہ حضرت رسول مختار کفار پر
لعن کرتے تہے خصوصًا نماز کی قنوت مین
اور مقتدی آمین کہتے تہے۔ +

فیض القدیر

المستحل من عترتی وقرابتی
ما حرم الله یعنی من فعل باقاربی
ما لا یجوز فعله من ایذائهم او
ترك تعظیمهم فان اعتقد حله
فهو کافر والا فمذنب الخ۔
صحیح مسلم مین منقول ہے قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی صلوة اللهم العن بنی لحیان
ورعلا وذکوان وعصیة عصوا
الله ورسوله غفار غفر الله لها
واسلم سالمها الله۔ مستدرك
حاکم ؒ قال قنت رسول الله صلی الله
علیه وسلم شهرا متتابعا فی الظهر والعصر
والمغرب والعشاء والصبح فی دبر کل صلوة
اذا قال سمع الله لمن حمده من الرکعة
الاخرة یدعو علی حی من بنی سلیم وعلی ذکوان
وعصیة ویؤمن من خلفه وکان ارسل
الیهم یدعوهم الی الاسلام فقتلوهم حاکم نے
کہا ہے قال عکرمة هذا مفتاح القنوت
اور یہہ بہی کہا ہے هذا حدیث صحیح علی
شرط البخاری اور یہہ حدیث صحاح ومشکوة
مین بہی مذکور ہے۔ +

له [illegible] منہ

اور اہل سنت نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا جس وقت کسیکے حق مین بد دعا یا نیک دعا کا ارادہ کرتے تھے تو بعد رکوع کے قنوت پڑھتے تھے اور مشہور ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام حاکم شام اور اُسکے اتباع لیام پر لعنت کرتے تھے۔ اور بعض صحابہ کا بھی یہی حال تھا کہ اُنکو نماز مین اس کام کی طرف اشتغال تھا۔

کتب سیر و احادیث و تفاسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسول انام اور اصحاب کرام سب اصنام کرتے تھے یعنے بتون کو بُرا کہتے تھے اور اس کام مین مشغول رہتے تھے۔

الغرض لعن مستحقین لعن طاعت مین شمار ہے اور سنت سنیہ رسول مختار اور سجیہ مرضیہ حیدر کرار و صحابہ کبار ہے۔ اور بعض اوقات قنوت نماز مین ورد کیا ہے تو اُسکا انکار کار مکابر جہالت شعار ہے۔

مشکوٰۃ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان یدعو علی احد او یدعو لاحد قنت بعد الرکوع۔

صحیح مسلم مین ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے۔ انہ سمع ابا ہریرۃ یقول واللہ لاقربن لکم صلوۃ رسول اللہ صلعم فکان ابو ہریرۃ یقنت فی الظہر والعشاء الآخرۃ ویدعو للمومنین ویلعن الکفار۔

تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ الخ۔ کے مرقوم ہے لقائل ان یقول شتم الاصنام من اصول الطاعات فکیف یحسن من اللہ تع ان ینہی عنہا۔ والجواب ان ہذا الشتم وان کان طاعۃ الا انہ اذا وقع علی وجہ یستلزم وجود منکر عظیم وجب الاحتراز منہ والامر ہہنا کذلک لان ہذا الشتم یستلزم اقدامہم علی شتم اللہ وشتم رسولہ وعلی فتح باب السفاہۃ وعلی تنفیرہم عن قبول الدین وادخال الغیظ والغضب فی قلوبہم فلکونہ مستلزما لہذہ المنکرات وقع النہی عنہ۔

اہلسنت عید غدیر کو بدعت کہتے ہین ۔ حال آنکہ بموجب اُنکی کتب معتبرۂ تفسیر و حدیث کے یہہ دن وہ ہے جسمین بحکم احکم الحاکمین جناب ختم المرسلین نے حضرت یعسوب الدین کو امیر المومنین اور اپنا وصی اور خلیفہ اور جانشین کیا اور بسبب ولایت حضرت امیر المومنین اکمال دین اور اتمام نعمت رب العالمین واقع ہوا اور جس وقت صحابہ نے آیۂ اکملت لکم الآیہ سنی نہایت فرحت و مسرت ظاہر کی اور جناب رسالتمآب نے حکم دیا کہ حضرت امیر اُس خیمہ مین جو حضرت کیلئے مقرر ہوا تہا جلوس میمنت مانوس فرمائین اور اشراف قریش وہان حاضر ہوکر رسم تہنیت بجا لائین اور اول جو شخص تہنیت بجا لایا عمر بن الخطاب تہا کہ حضرت امیرؑ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر نہایت رغبت و شوق سے اسنے کہا کہ خوشا حال تمہارا ای ابن ابیطالب کہ تم میرے اور ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہو پس اگر مومنین بلحاظ ان امور موفور السرور کے لوازم مسرت و انبساط اور مراسم فرحت و نشاط ادا کرین اور اصحاب کی اقتدا کرین تو کیا مقام تعجب ہے ۔

✦ ✦ ✦

تفسیر کبیر مین آیۂ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ کی تفسیر مین لکہا ہے نزلت ہذہ الآیۃ فی فضل علی ولما نزلت ہذہ الآیۃ اخذ بیدہ و قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ہنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ وہو قول ابن عباس والبراء بن عازب و محمد بن علی ✦ اور تفسیر مین آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کے لکہا ہے لما قرأ ہذہ الآیۃ علی الصحابۃ فرحوا و اظہروا السرور العظیم ۔ اور بعض علمائے شرح مصابیح البغوی سے نقل کیا ہے کہ در آن روز حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امیر المومنین را علیہ السلام فرمان داد کہ در خیمہ کہ بجہت آنحضرتؑ معین شدہ بود رفتہ بنشیند تا عامۂ اشراف و اعیان قریش در خدمت آنحضرت رفتہ اورا بولا تہنیت کنند و اول کسیکہ از شرائط این تہنیت نمود عمر بن الخطاب بود کہ در خدمت آنحضرت رفتہ بشغف تمام گفت بخ بخ لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ منہ ۲

۲ خوشا شرا ای پسر ابیطالب بتحقیق و یقین گردیدی مولای من و مولای ہر مومن و مومنہ ✦

اور اگر اسوجہ سے کہ اقرار امامت مستلزم اقرار دیگر اصول وضروریات اور عند الفریقین موجب فوز ونجات ہے اور اسی لئے اس اصل اصیل کی تکمیل اکمال دین سرور کائنات ہے پس جس تاریخ امامت حضرت امیر منصوص ہوئی اور وہ اس شرف سے مخصوص ہوئی اگر کہیں کہ یہہ بڑی عید ہے تو کیا بعید ہے اس لئے کہ کسی اور عید کا یہہ حال نہیں اور اُنسے سوائے تکمیل فرع صوم وحج کے کسی اصل کا کمال نہیں۔

حضرات اہلسنت نہم ربیع الاول کی عید کو بھی بدعت کہتے ہیں حالانکہ اس تاریخ میں عمر بن سعد واصل جہنم ہوا ہے اور اُس شقی کے ہاتھ سے اہلبیت اطہار پر نہایت ظلم وستم ہوا ہے جسکے تصور سے محبوں کے دل دردناک اور جگر چاک ہیں اور بعض روایت اہل سنت کی موافق خلیفۂ دوم بھی اسی تاریخ راہی ملک عدم ہوا ہے اہلبیت کے دوستدار جو پیروی ابرار کرتے ہیں اس روز فرحت وسرور کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اہلسنت جو حمایت اشرار کرتے ہیں اس عید سے انکار کرتے ہیں۔ ✣

خزانۃ المتقین + والرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فہو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق فہو کافر + شرح مقاصد تفتازانی واما ما جری بعدہم من الظلم علی اہلبیت النبی صلعم فمن الظہور بحیث لا مجال للخفاء ومن الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الاراء یکاد یشہد بہ الجماد العجماء ویبکی لہ الارض والسماء وتنہدم الجبال وتنشق منہ الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور والدہور فلعنۃ اللہ علی من باشر او رضی او سعی ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی۔ +

مستدرک حاکم

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الخلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ قال سعید امسک ابوبکر سنتین وعمر بن الخطاب عشر سنین وعثمان بن عفان اثنی عشر سنۃ وعلی ست سنین اور بنابر ایک روایت کے تاریخ وفات سرور کائنات ربیع الاول کی آٹھوین ہے اور مدت خلافت کا اُس سے ہے تو خلافت نوین سے ہوئی اور وفات خلیفۂ دوم کی ربیع الاول کی نوین کو ہوگی۔

+ + +

اہلسنت عید نوروز کو مجوس کی عیدون
سے اور رسوم جاہلیت سے جانتے ہین۔
جائے غور ہے کہ اتنا نہین جانتے ہم کہ نوروز
مجوس اور ہے اور نوروز اسلام اور ہے۔ بعض
علمائے اہلسنت نے اس مغایرت
کی تصریح کی ہے اور بر تقدیر تسلیم جہت
تعظیم مختلف ہے انما الاعمال بالنیات
جسطرح اتفاقاً کوئی عید نوروز کے
دن واقع ہو تو اوسکی تعظیم سب اہل
اسلام کو لازم ہوگی۔
اور تواریخ سے ظاہر ہے کہ اکثر
سلاطین اسلام اور ملوک سلسلہ
نمود بہ عید نوروز کرتے تھے۔ بلکہ
موجد ہدایاے نوروز کے معاویہ
ہین۔
اور اہلسنت نقل کرتے ہین کہ ابوحنیفہ
کا دادا اپنے بیٹے ثابت کو صغر سن
مین حضرت امیرؑ کی خدمت اسعادت
مین لیگیا اور نوروز کو فالودہ بطور
ہدیہ کے پیشکش کیا۔
حضرت امیرؑ نے ثابت اور اوسکی
اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی
تعجب ہے کہ یہ سب باتین ان
حضرات کی معتبر کتابون مین تحریر
ہین اور شیعہ سے بے تقصیر سخن
دار وگیر
ہین۔

صاحب تعلیقہ کتابہی در کتاب روضۃ المنجمین آوردہ کہ فرس تعظیم
دہ روز پیش از شروع آفتاب در برج حمل میکردند و چون
آفتاب بلند گی شروع در حمل میکرد ترک میکردند و این نیز
دلیل ست برآنکہ کفار عجم تعظیم اول روز حمل کہ نوروز
اسلامی ست نمیکردند و ہمچنیکہ فرق نزد ایشان روشن شد
میان این نوروز قدیم و جدید و شعار کفار عجم و این عجم
لاجرم بے سبب منع کنند از انبساط در مباحات درین
روز اسلامی متصور تا کہ حدیث ناظر این نوروز است
و این سہو از اشتراک لفظ واقع شدہ چون فرق
ظاہر شد منع مستند گشت قل من حرم زینۃ اللہ
التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔
پس بنابرین اگر کسی از جہت فال رفاہیت سال
ارتکاب بعضے از مباحات درین روز کند مثل لباس
پاکیزہ و غذاے لطیف و تفرج مرغزارہا و استماع
طیبہ مباحہ منع نباید کرد زیرا کہ منع شرعی ثابت
نشدہ و زیادت و نقصان در مباحات بسبب
میل و رغبت تعلق باختیار مکلف دارد و حجۃ الاسلام
در باب سماع میفرماید کہ افراد مباحات را چون
جمع کنند مباح باشد۔
فوائد الفواد مین لکھا ہے سلطان المشائخ روی
بہ بندہ کردہ فرمود کہ دیروز کہ عید بود چیزی
برسم تہنیت موسم گفتہ شدہ باشد بندہ عرضہ
داشت کرد پیش ازین بچہار پنج روز کہ نوروز بود
بندہ شعری گفتہ است دران ذکر نوروز و عید
کی کردہ گذرانیدہ۔ استیعاب مین معاویہ کے ذکر
مین لکھا ہے وقال الزبیر وھو اول من اتخذ
دیوان الخاتم وامر بھدایا النیروز۔
شیخ عبدالحق دہلوی نے تحصیل الکمال مین لکھا ہے
قال اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ انہ ذھب
والد ثابت جد ابی حنیفۃ بابیہ ثابت الی علیؑ
ابن ابی طالب و ھو صغیر فاہدی الیہ الفالودج فی یوم النیروز فدعا لثابت بالبرکۃ فیہ و فی ذریتہ

نماز ظہر و عصر کو اور اسیطرح مغرب و عشا کو ملا کر پڑھنا قرآن سے اور احادیث اہلسنت سے بھی ثابت ہے خود بعض علماے اہلسنت ظہرین و مغربین کے جمع کرنے کے جواز پر کئی آیتوں سے دلیل لاتے ہین پہلی آیت یہ ہے

واللہ یقدر اللیل والنہار علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءوا ماتیسر من القرآن۔ +

یعنی خدا ہی رات اور دن کی مقدار مقرر فرماتا ہے اور ایک یہ بہت بڑی نعمت ہے اسکا مقتضا یہہ ہے کہ بندے اوقات شبانہ روزی طاعت و عبادت مین بسر کرین اور ایک لمحہ غافل نہون لیکن حق تعالی نے جانا کہ یہہ امر ممکن نہین تو معاف فرمایا اور حکم دیا کہ جس قدر قرآن یعنی نماز پڑھ سکو ان اوقات مین ادا کرو اور ہمارے لئے خاص ان وقتون کو مقرر فرمایا جنمین اسکی قدرت کاملہ احوال کے بدلنے مین خوب ظاہر ہے اور وہ تین وقت ہین جو پانچ وقتون پر مشتمل ہین۔ +

صاحب رسالہ غایۃ الاعذار فی جواز الجمع فی الحضر بلاخوف ولا مطر بشواہد السمع والنظر جو اکابر علماے اہل سنت سے ہے اور شاہ عبدالعزیز دہلوی کے مشائخ اجازہ کے سلسلہ مین شامل ہے۔ رسالۂ مذکورہ مین کہتا ہے

دلیل جواز الجمع بینہما قولہ تعالی۔

(۱) واللہ یقدر اللیل والنہار علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم

فاقرءوا

ماتیسر

من

القرآن

+

اسکا بیان یہہ ہے کہ دنیا مین ہر چیز کے واسطے تین مرتبے ہین **پہلا** مرتبہ جہان مین پیدا ہونا یہانتک کہ اپنے حد کمال کو پہونچے جیسے انسان پیدا ہوکر جوان ہوتا ہے۔ **دوسرا** مرتبہ یہہ ہے کہ اُسمین نقصان شروع ہو جاتے اور یہہ مرتبہ دو مرتبون پر مشتمل ہے ایک یہہ کہ نقصان اسمین ظاہر نہو جیسے انسان سن کہولت مین دوسرا وہ جسمین نقصان ظاہر ہو جیسے انسان سن پیری مین۔ **تیسرا** مرتبہ فنا ہونا اور اس مرتبہ مین بھی دو مرتبے ہین ایک یہہ کہ فنا کے بعد اُس چیز کے کچھہ آثار باقی رہین دوسرا یہہ کہ اُسکا اثر بھی محو ہو جاتے اور آفتاب کے لئے بھی ہر روز طلوع وغروب کے سبب سے یہہ تینون مرتبے حاصل ہوتے ہین اس لئے کہ جس وقت طلوع کرتا ہے تو اُسکی حالت بچہ کی سی ہوتی ہے جو پیدا ہوتا ہے پہر لحظہ بلحظہ اُسکی بلندی اور روشنی زیادہ اور حرارت تیز ہوتی ہے یہانتک کہ آسمان کے بیچ پر پہنچتا ہے پھر پستی کی طرف مائل ہوتا ہے اور اسمین پہلے پوشیدہ پوشیدہ نقصان پھر رفتہ رفتہ ظاہر ظاہر نقصان ظہور مین آتے ہین تو اسکی روشنی ضعیف اور حرارت کم اور پستی زیادہ ہوتی ہے یہان تک کہ غروب کرتا ہے اور بعد غروب کے اُسکا اثر رہتا ہے کہ وہ شفق ہے اور کچھہ دیر کے بعد وہ اثر بھی محو ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہوتی ہے کہ گویا آفتاب جہان مین موجود نہ تھا۔ پس حق تعالیٰ نے جو قادر مختار ہے اور اُسی کی قدرت کاملہ سے یہہ تغیر و تبدل ہویدا و آشکار ہے ایک حالت کے عوض کے وقت ایک نماز فرض کی تو طلوع آفتاب کے قریب اس بڑی نعمت کے شکر مین کہ تاریکی اور غنود جو مثل موت کی ہے زائل ہوتی اور روشنی اور بیداری جو مانند حیات کی ہے حاصل ہوئی نماز فجر کو فرض کیا اور جب آفتاب کو بعد کمال کے زوال ہوا اور علی التدریج اُسکی حرارت و روشنی کو اضمحلال ہوا نماز ظہرین کو واجب کیا۔ اور اس وجہ سے کہ پوشیدہ نقصان اور ظاہر نقصان کا وقت باہم ملا ہوا ہے نماز ظہرین کا وقت بھی ایسا ہی مقرر فرمایا اور جب آفتاب نے غروب کیا اور تھوڑی دیر کے بعد اُسکے آثار بھی محو ہو گئے اس وقت مین نماز مغربین کو فرض کیا اور اس سبب سے کہ حالت غروب اور محو آثار کی باہم قریب ہے نماز مغربین کو باہم قرین ٹھہرایا

دوسری آیت یہ ہے اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر یعنے ابتدائے زوال آفتاب سے سیاہی شب تک نماز پڑھ اور قرآن فجر کو قائم کر یعنے نماز صبح پڑھ ۔

سنیون کا وہی عالم بعد نقل اس آیت کے لکھتا ہے کہ دلوک شمس جو زوال آفتاب ہے ظہر و عصر کا وقت ہے اور غسق اللیل رات کی سیاہی ہے وہ مغرب و عشا کا وقت ہے۔ اور قرآن فجر صبح کی نماز ہے ۔

اور بعض مفسرین نے غسق لیل کی تفسیر مین نصف شب لکھا ہے جیسے امامیہ کہتے ہین ۔ پس آیت سے ثابت ہوا کہ ظہرین و مغربین کا وقت زوال آفتاب سے سیاہی شب تک ہے اور بالاتفاق اس تمام وقت مین ان نمازون کا ادا کرنا مراد نہین ہے ۔ اس لئے کہ انکے ادا کرنے کو تھوڑا سا وقت کفایت کرتا ہے ۔ تو بالضرور وقت کا وسیع ہونا مراد ہے ۔ اس طرح پر کہ اس وسیع وقت کا ہر حصہ انکے ادا کرنے کی قابل ہے ۔

اور نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے جس حصہ مین چاہے ادا کرے ۔

اور ترتیب جناب رسول خداؐ کے فعل سے لیگئی ہے جو بمنزلہ بیان کے ہے ۔

پس ظاہر ہوا کہ ظہرین کا وقت زوال سے غروب تک ہے اور مغربین کا وقت غروب آفتاب سے سیاہی شب تک یا نصف شب تک ہے ۔ +

+ + +
+

ایضاً رسالہ نہایۃ الاعذار ؒ وقولہ تعالیٰ اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر فان دلوک الشمس هو زوالها وقت للعصرین وغسق اللیل و هو سواده وقت للعشائین وقرآن الفجر هو صلوۃ الصبح ۔ +

تیسری آیت یہہ ہے اقم الصلوۃ طرفی
النہار و زلفا من اللیل یعنی دن کی دو
طرفون مین نماز پڑھ اور بعض شب مین
نماز ادا کر۔ اس آیت کے ذکر کے بعد
وہی عالم لکھتا ہے کہ دن کی پہلی طرف نماز
صبح کا وقت ہے اور دوسری طرف
مسا ہے اور وہ بعد زوال کے غروب
تک ہے ظہر و عصر کا وقت ہے اور
زلفا من اللیل مغرب و عشا کا وقت
ہے۔ آلوسی عالم نے آیتون سے دلیل
لانے کے بعد کہا ہے کہ اسی آیت کے معنی
مین وہ روایت ہے جو عبد الرزاق نے
بواسطہ ابن جریج کے عطا سے نقل
کی ہے کہ اُسنے کہا کہ دن کی نماز ظہر و
عصر رات تک فوت نہین ہوتی۔ اور
رات کی نماز مغرب و عشا دن تک فوت
نہین ہوتی اور صبح کی نماز فوت نہین ہوتی
یہانتک کہ آفتاب طلوع کرے۔ اور
ابن جریج اسیکا قائل تھا اور عبد الرزاق
نے بواسطہ ابن جریج کے طاوس سے بھی
اسیطرح روایت کی ہے اور ظہرین اور مغربین
کے جمع کرنے کے جواز پر بعض حالتون مین
اجماع ہے اور اتفاق ہے اس امر پر کہ جو
نمازین خواہ ظہر و عصر خواہ مغرب و عشا
جمع کرکے پڑھی جاتی ہین وہ ادا قرار پاتی ہین
اور جو شخص انکو ملا کر پڑھتا ہے وہ نماز کو
اُسکے وقت مین ادا کرتا ہے۔ +

ایضاً رسالہ غایۃ الاعذار

وقولہ تعالی اقم الصلوۃ طرفی
النہار و زلفا من اللیل فالطرف
الاول للنہار و ھو وقت الصبح
والطرف الثانی المساء و ھو
بعد الزوال الی الغروب وقت
للعصرین و زلفا من اللیل
وقت للعشائین۔

ایضاً

وفی معنی الآیۃ ما روی
عبد الرزاق عن ابن جریج
عن عطا قال لا یفوت صلوۃ
النہار الظہر والعصر حتی اللیل
ولا یفوت صلوۃ اللیل المغرب
والعشاء حتی النہار ولا یفوت
صلوۃ الصبح حتی تطلع الشمس
وکان یقول ابن جریج بذلک
وروی عبد الرزاق عن ابن
جریج عن طاوس مثلہ ویجوز
الجمع بین الظہرین والعشائین
اجماعا بالنسک واما بالسفر
واما بالاعم من ذلک
کما یاتی مفصلا واتفاقہم
علی ان الجمع عند مؤداۃ
وان الجامع مؤد للصلوۃ
فی وقتہا۔ +

+ + +

حضرات اہلسنت اپنی معتبر کتابون مین نقل کرتے ہین کہ حضرت رسولخدا ص نے بغیر کسی خوف کے اور بدون سفر کے ظہر و عصر کو جمع فرمایا اور مغرب و عشا کو بھی ساتھ پڑہا۔

ابن عباس نے کہا ہے کہ حضرتؐ کی مراد جمع کرنے سے یہہ تھی کہ آپکی امت پر حرج نہو۔

اور ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جناب پیغمبرؐ خدا نے مدینہ منورہ مین سات اور آٹھہ رکعتین پڑھین ظہر و عصر اور مغرب و عشا۔

اور بہی ابن عباس نقل کرتے ہین کہ حضرت رسولخدا ص نے سات رکعتین ملاکر پڑھین اور آٹھہ رکعتین جمع کرکے ادا کین۔ اور عمرو سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتا ہے مینے ابو الشعثا سے سنا اور ابو الشعثا کہتا ہے کہ مین نے ابن عباس سے سنا کہ فرماتے ہین کہ مینے حضرت رسولخدا ص کے ساتھ آٹھہ رکعتین ملاکر پڑہین اور سات رکعتین ساتھہ ادا کین عمرو کہتا ہے کہ مینے ابو الشعثا سے کہا میرا گمان یہہ ہے کہ حضرتؐ نے ظہر مین تاخیر کی اور عصر مین تعجیل کی اور عشا مین تعجیل کی اور مغرب مین تاخیر کی ابو الشعثا نے جواب دیا کہ میرا بہی یہی گمان ہے۔ +

جمع بین الصحیحین حمیدی ہے قال صلی رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم الظہر والعصر جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا من غیر خوف ولا سفر قال ابن عباس اراد ان لا یحرج علی امتہ۔

بخاری نے باب تاخیر الظہر الی العصر مین نقل کیا ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنہما ان النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم صلی بالمدینۃ سبعا وثمانیا الظہر والعصر والمغرب والعشاء

ایضا بخاری نے باب وقت مغرب مین لکہا ہے۔ عن ابن عباس قال صلی النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم سبعا جمعا وثمانیا جمعا۔

ایضا بخاری

عن عمرو قال سمعت ابا الشعثا جابرا قال سمعت ابن عباس قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم ثمانیا وسبعا جمیعا قلت یا ابا الشعثا اظنہ اخر الظہر وعجل العصر وعجل العشاء واخر المغرب قال وانا اظنہ۔ +

+ + +

صحیح مسلم مین بھی کئی حدیثین اس مضمون کی اُس باب مین جسکی یہہ عنوان ہے باب الجمع بین الصلوتین فی السفر والحضر منقول ہین انمین سے ایک کا حاصل یہہ ہے کہ عبد اللہ بن شفیق کہتا ہے کہ ایک دن عصر کے بعد ابن عباس نے خطبہ پڑہا یہان تک کہ آفتاب نے غروب کیا اور تارے نکل آتے اور لوگون نے الصلوۃ الصلوۃ کہنا شروع کیا۔ اور ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور برابر الصلوۃ الصلوۃ کہے جاتا تہا تو ابن عباس نے اُسکو بُرا کہا کہ تو مجھہ کو سنت تعلیم کرتا ہے مینے حضرت رسولخدا صلعم کو دیکھا ہے کہ حضرتؐ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع کیا۔

عبد اللہ کہتا ہے کہ مجھکو اس سے کچھہ تردد ہوا مین ابوہریرہ کے پاس گیا اور اُس سے دریافت کیا ابوہریرہ نے ابن عباس کے مقولہ کی تصدیق کی۔ آور اس طرح بھی روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے الصلوۃ کہا تو ابن عباس خاموش رہے اُسنے پہر الصلوۃ الصلوۃ کہا تب بھی سکوت کیا پہر اُسکو جھڑک کر کہا کہ آیا تو مجھکو نماز تعلیم کرتا ہے۔ حالانکہ ہم رسولخدا کے زمانہ مین دونون نمازین جمع کیا کرتے تھے اس روایت سے ظاہر ہے کہ دو نماز دن کا ایک وقت مین جمع کرنا جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ مین جاری تہا امر اتفاقی نہین تہا۔ آور موطا اور مسوی مین بھی اس قسم کی روایتین مذکور ہین۔ +

صحیح مسلم

قال خطبنا ابن عباس یوما بعد العصر حتی غربت الشمس وبدت النجوم وجعل الناس یقولون الصلوۃ الصلوۃ فجاءہ رجل من تمیم لا یفتر ولا ینثنی الصلوۃ الصلوۃ فقال ابن عباس اتعلمنی بالسنۃ لا ام لک رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع بین الظہر والعصر والمغرب والعشاء قال عبد اللہ بن شقیق فحاک فی صدری من ذلک شیء فاتیت ابا ہریرۃ فسألتہ فصدق مقالتہ۔

ایضا

قال قال رجل لابن عباس الصلوۃ فسکت ثم قال الصلوۃ الصلوۃ فسکت ثم قال لا ام لک اتعلمنا بالصلوۃ وکنا نجمع بین الصلوتین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

+ +

+

علماے اہلسنت نے جوان صریح وصحیح حدیثون کی تاویلین کی ہین نہایت ضعیف و سخیف ہین چنانچہ خود انہین مین سے بعض حضرات نے وجوہ تاویل مین کسیکو ضعیف اور کسیکو باطل ٹھرایا ہے اور شرح صحیح مسلم مین اسطرح فرمایا ہے کہ یہہ روایتین مسلم مین ثابت ہین اور عالمون کی انمین کچھہ تاویلین ہین اور چند مذہب ہین بعض نے یہہ تاویل کی ہے کہ بوجہ عذر بارش کے حضرت نے جمع فرمایا تہا اور یہہ کبار متقدمین کے نزدیک مشہور ہے اور اسکو دوسری روایت جسمین من غیر خوف ولا مطر ہے ضعیف کرتی ہے اور بعض نے یہہ توجیہ کی ہے کہ ابر کے دن نماز ظہر پڑھی پھر ابر کھل گیا اور ظاہر ہوا کہ عصر کا وقت داخل ہوگیا تو اسکو بھی پڑھ لیا یہہ تاویل باطل ہے اس لئے کہ اس مین اگرچہ ظہر وعصر کی نسبت ادنی احتمال ہے مگر مغرب وعشا مین تو یہہ احتمال نہین ہے۔ اور بعض نے یہہ تاویل کی ہے کہ پہلی نماز اخیر وقت مین پڑھی جب اس سے فراغت ہوئی دوسری کا وقت آگیا اسکو ادا کیا تو یہہ جمع کی صورت ہوگئی یہہ بھی ضعیف یا باطل ہے اس لئے کہ یہہ قول اس درجہ مخالف ظاہر ہے جس کا احتمال نہین اور ابن عباس کا

شرح صحیح مسلم نووی +

هذه الروايات ثابتة في مسلم كما تراها وللعلماء فيها تاويلات ومذاهب منهم من تاول على انه جمع لعذر المطر وهذا مشهور عند جماعة من كبار المتقدمين وهو ضعيف بالرواية الاخرى من غير خوف ولا مطر ومنهم من تاول على انه كان في غيم فصلى ثم انكشف الغيم وبان ان وقت العصر دخل فصلاها هذا باطل لانه وان كان فيه ادنى احتمال في الظهر والعصر فلا احتمال فيه في المغرب والعشاء ومنهم من تاول على تاخير الاولى الى غير وقتها فصلاها فيه فلما فرغ منها دخلت الثانية فصارت في صورة جمع وهذا ايضا ضعيف او باطل لانه مخالف للظاهر مخالفة لا يحتمل وقول ابن عباس الذي ذكرناه حين خطب واستدلاله بالحديث لتقوية فعله وتصديق ابي هريرة وعدم انكاره صريح في رد هذا التاويل — +

فعل اور خطبہ پڑھنا اور اپنے فعل کی تقویت کے لئے حدیث سے دلیل لانا اور ابوہریرہ کا ابن عباس کی تصدیق کرنا اور انکار نکرنا اس تاویل کو رد کرتہین صریحی۔

اور بعضون نے مرض وغیرہ کے عذر پر جمع
کو حمل کیا ہے اور یہ قول احمد بن حنبل و قاضی
حسین وغیرہما کا ہے اور اس حمل کو اگرچہ اس
بزرگوار نے اختیار کیا ہے اور موافق ظاہر حدیث
وغیرہ کی قرار دیا ہے اور عذر کو بھی ایسا عام
کیا ہے کہ کمتر مکلفین اس سے خالی ہین ۔ او
ر یہ حمل امامیہ کے قول سے قریب ہے ۔ مگر
عند التامل وہی اعتراض جو اس سے پہلے
توجیہ پر وارد کیا ہے اس پر بھی وارد ہوتا ہے
پھر شارح کہتا ہے کہ ایک جماعت کا اماموں
مین سے یہ مذہب ہے کہ دو نمازون کا جمع
کرنا اس شخص کو جائز ہے جو جمع کو اپنی عادت
نکرے اور وہ قول ابن سیرین اور اشہب کا ہے
جو اصحاب مالک سے ہے اور ایک جماعت کا
اصحاب حدیث سے بھی یہی مذہب ہے اور ابن
منذر نے بھی اسکو اختیار کیا ہے اور ظاہر ہے
قول کا ابن عباس کے کہ حضرت نے ارادہ کیا کہ امت
کو حرج نہو اور مرض وغیرہ کو اسکا سبب نہین ٹھرایا
واضح ہو کہ حدیثین مطلق ہین اونمین قید عادت
نکرنے کی نہین ہے بغیر کسی دلیل کے قید لگانا
درست نہین پس چونکہ حدیثین عام ہین اور انمین
جمع کا سبب آسانی اور رفع حرج و مشقت بیان
ہوا ہے اور بیماری اور خوف اور بارش اور سفر
وغیرہ کے سبب سے ہونیکی نفی کیگئی ہو تو اس مقام مین

ومنهم من قال محمول على الجمع
بعذر المرض ونحوه مما هو
في معناه من الاعذار وهو
قول احمد بن حنبل والقاضي
حسين من اصحابنا واختاره
الخطابي والمتولي والروياني
من اصحابنا وهو المختار في
تاويله بظاهر الحديث
ولفعل ابن عباس وموافقة
ابي هريرة ولان المشقة
فيه اشد من المطر وذهب
جماعة من الائمة الى جواز
الجمع لمن لا يتخذه عادة وهو
قول ابن سيرين واشهب من اصحاب
مالك وحكاه الخطابي عن القفال
والشاشي الكبير من اصحاب
الشافعي عن ابي اسحاق المروزي
من جماعة من اصحاب الحديث
واختاره ابن المنذر ويؤيده
ظاهر قول ابن عباس رضي الله
عنهما اراد ان لا يحرج امته
فلم يعلله بمرض
ولا غيره ۔

امامیہ کا مذہب حق ہے جو جمع کو مطلقا جائز کہتے ہین اور وقت فضیلت مین ادا کرنے کو افضل جانتے ہین ۔

یہہ تو معلوم ہو گیا کہ ابن سیرین اور اشہب جو اصحاب مالک سے ہے اور ایک گروہ محدثین کا اور ابن منذر دو نمازون کا جمع کرنا جائز جانتے ہین اور خلاف اصل عادت نکر لینے کو قید گردانتے ہین طرفہ یہہ ہے کہ اہلسنت کے امام شافعی اور بنا بر مشہور کے امام احمد بہی علی الاطلاق جواز جمع کے قائل ہین ۔ شافعی کا مذہب یہہ ہے کہ مصیبت مین نوحہ کرنا اور گریبان پہاڑنا اور منہ پر طمانچے مارنا اور رخسارے خراشیدہ کرنا اور چیخین مارنا مکروہ ہے حنفیہ بہی تعزیت مین سیاہ کپڑے پہننا اور کپڑے چاک کرنا مردون کے لئے مکروہ جانتے ہین اور کہتے ہین کہ عورتون کو سیاہ کپڑے پہننے مین کچھہ برائی نہین اور پہلے ذکر ہو چکا کہ انحضرات کے نزدیک خطیب کو سیاہ لباس پہننا مسنون ہے پس اس صورت مین اہلسنت کا اعتراض عزادارون پر جہل ہے یا تجاہل ۔ +

ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی + وارد شدہ است احادیث صحیحہ در جمع بین الصلوتین در سفر و در بعضے احادیث مطلق و در بعضے مقید بحالت سیر و در بعضے بحالت جد در سیر و در بعضے بتعجیل سیر و از ینجا اختلاف کردہ اند علما پس بعضے قائل شدہ اند بجواز جمع علی الاطلاق و امام شافعی از ایشان است ۔ ایضا + و نزد بعضے جائز ست جمع تاخیر نہ تقدیم و این مرویست از امام احمد و نیز نزد وی مقید ست بحالت سیر و مشہور از مذہب وی جواز است مطلقا ۔

شرح مسند شافعی + والذی ذهب الیہ الشافعی ان النیاحة وشق الجیوب وضرب الخدود وتخمیشها والصیاح مکروہ ۔ فتاوای عالمگیریہ + ویکرہ للرجال تسوید الثیاب وتمزیقها ولا باس بالتسوید للنساء ۔ +

بدتر قرار دادن نصاری از یہود بر خلاف قرآن و بہتر داشتن مجوس از معتزلہ و صحیح بودن
طلاق وغیرہ باکراہ و صحت طلاق دور و وقوع آن بالفاظ غلط و دیگر مسائل ۔

اہلسنت کہتے ہین کہ نصرانی دونون جہان مین یہود سے
بدتر ہین اور آخرت مین اونکا عذاب زیادہ سخت ہے
اس باب مین مبالغہ کر کر یہانتک کہدیا ہے کہ اگر کوئی شخص
یہہ بات کہے کہ نصرانی ہونا یہودی یا مجوسی ہونے سے
بہتر ہے تو وہ کافر ہو جائیگا۔ یہہ قول صریح قرآن مجید
کے خلاف ہے اس لئے کہ حق تعالی اپنے پیغمبر آخر الزمان
سے خطاب بہ استطاب کرتا ہے کہ تو تحقیق پائیگا سب
لوگون مین زیادہ دشمنی مسلمانون سے یہود کو اور
مشرکون کو اور تو پائیگا سب سے زیادہ نزدیک محبت
مین مسلمانون کی ان لوگون کو جو کہتے ہین ہم نصاری
ہین یہہ اسواسطے کہ انمین عالم اور درویش ہین اور
بے شک وہ تکبر نہین کرتے الخ ۔ اور یہہ بات ان لوگون
سے جائے تعجب نہین کیونکہ یہہ حضرات تو مجوسیون کو
معتزلہ سے جو انہین کے ہم مشرب ہین بہتر بتاتے ہین
اور مسلمانون کو کافرون سے بدتر ٹھہراتے ہین نکاح
اور طلاق اور ظہار اور ایلاء اور رجعۃ اور قسم اور
نذر اور تدبیر اور عفو اور خلع اور عتق اور تدبیر وغیرہ
کو اکراہ کے ساتھ بھی صحیح قرار دیتے ہین ۔ طلاق دور
جسکا وقوع اسکے عدم وقوع کو مستلزم ہوتا ہے اور
اسیوجہ سے اسکو دور کہتے ہین انحضرات کے نزدیک
بالاجماع واقع ہوتی ہے جیسے ان طلقتک فانت
طالق قبلہ ثلاثا ۔ امام احمد لڑکے کی طلاق جائز
رکھتا ہے ۔ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص طلاق تختی وغیرہ پر
کھلی لکھدے طلاق واقع ہوگی اگرچہ طلاق کی نیت
نہ کی ہو البتہ اگر پانی وغیرہ پر لکھے تو واقع نہوگی ۔
کنایت سے طلاق دینا اور مطلقہ عورتون سے ...

۸ در مختار ۔ والنصرانی شر من الیہود
فی الدارین لانہ لا ذبیحۃ لہ بل یخنق
کمجوسی وفی الآخرۃ اشد عذابا
وفی جامع الفصولین لو قال النصرانیۃ
خیر من الیہودیۃ او المجوسیۃ کفر الخ
قرآن مجید ۔ لتجدن اشد الناس
عداوۃ للذین آمنوا الیہود والذین
اشرکوا ولتجدن اقربہم مودۃ للذین
آمنوا الذین قالوا انا نصاری ذلک بان
منہم قسیسین ورہبانا وانہم
لا یستکبرون ۵ الخ ۔ ایضا ۔ لکن
ورد فی السنۃ ان المجوس اسعد
حالا من المعتزلۃ ۔ رد المحتار ۔
۵ طلاق واعتاق نکاح ورجعۃ
ظہار وایلاء وعفو عن العمد
یمین واسلام وفیء ونذر ۔
قبول الصلح لعمد تدبیر للعبد
ثلث وعشر صححوہا لمکرہ وقد
قلنا وقد خمسا وہی خلع علی النقد
وفسق وتکفیر وشرط لغیرہ
وتوکیل عتق او طلاق فقل عد
در مختار ۔ ورب یعلم ان طلاق
الدور بعنوان طلقتک فانت طالق
قبلہ ثلثا واقع اجماعا ۔ ایضا
وجوہ (طلاق الصبی) الامام
احمد ۔ ایضا ۔ کتب الطلاق ان ۴

حوالہ کتب اہلسنت	اقوال اہل سنت
رد محتار + وعما لو سبق لسانہ من قول انت حائض مثلا الی انت طالق فانہ یقع قضاء فقط۔	اگر اپنی زوجہ سے کوئی انت حائض کہنا چاہتا تھا اور اسکی زبان سے انت طالق نکل گیا تو اُسکے طلاق کا حکم دیا جائیگا۔
در مختار + قال نساء الدنیا او نساء العالم طوالق لم تطلق امرأتہ بخلاف نساء المحلة الخ۔ ایضاً +	اگر کوئی شخص کہے نساء العالم طوالق یا نساء الدنیا طوالق یعنی جہان کی عورتیں طلاق یافتہ ہیں تو اس صورت میں اس شخص کی زوجہ مطلقہ نہوگی اور اگر نساء المحلة طوالق کہے یعنے محلہ کی عورتیں مطلقہ ہیں تو اسکی بی بی کو طلاق ہو جائیگی۔
اکثر مدة الحمل سنتین وعند الائمة الثلثة اربع سنین واقلہا ستة اشہر اجماعا فیثبت نسب ولد معتدة الرجعی ولو بالاشہر لایاسہا بدائع وفاسد النکاح فی ذلک کصحیحہ قہستانی وان ولدت لاکثر من سنتین ولو بعشرین سنة فاکثر لاحتمال امتداد طہرہا وعلوقہا فی العدة ما لم تقر بمضی العدة والمدة محتملة۔	حضرات اہلسنت اکثر مدت حمل دو برس اور بعضے چار برس قرار دیتے ہیں اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ جو عورت عدۃ رجعیہ میں جنے گو دو برس سے زیادہ مدت میں جنے اگرچہ بیس برس کا زمانہ یا اس سے زیادہ بھی ہو جائے اُسکا بچہ طلاق دینے والے کا ٹھہرایا جائیگا تا وقتیکہ عدت کے گذرنے کا وہ عورت اقرار نکرے۔
غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذہب لکن فی آخر دعوی المجمع حکی اربعة اقوال۔ رد محتار قولہ حکی اربعة اقوال حاصل عبارتہ مع شرحہ لابن الملک ان الاولاد للاول عند ابیحنیفة مطلقا ای سواء اتت بہ لاقل من ستة اشہر اولا ہون نکاح الاول صحیح فاعتبارہ	اگر کسی عورت کا شوہر غائب ہو جائے پھر وہ دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرے اور بہت سے بچے جنے تو اس اولاد کی نسبت ائمہ اہلسنت کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ ہر حالت میں وہ اولاد پہلے شوہر کی ٹھہرائی جائیگی دوسرا یہ کہ ہر صورت میں کل اولاد شوہر ثانی کی قرار پائیگی۔ اور مطلقہ بائنہ مدخولہ کا بچہ جو دو برس تک جنے مُطلّق کا ٹھہراتے ہیں اور اگر بچے کا سر دو برس سے کم میں نکلے اور باقی زیادہ میں تو وہ بچہ اسکا نہیں ٹھراتے تا وقتیکہ سر اور آدھا بدن دو برس سے کم میں نہ نکلے۔ اگر کوئی شخص حلف کرے کہ میں آج قرآن نہ پڑھونگا تو اس حلف کو صحیح ٹھراتے ہیں اور اس شخص کو نماز میں قرآن

ہو پڑھنے سے بھی حانث قرار دیتے ہیں اور بسم اللہ کے پڑھنے سے حانث نہیں کہتے بشرطیکہ سورۂ نمل میں جو بسم اللہ ہے اوسکی نیت نہ کرے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ انکے نزدیک بسم اللہ قرآن کا جزو نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص بعد کھانے کے حلف کرے کہ میں آج روزہ رکھونگا تو اسیوقت حانث ہو جائیگا۔ اسیطرح اگر اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر تو آج نماز نہ پڑھیگی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اسیوقت حائض ہو جاتے تو فی الحال مطلقہ ہو جائیگی۔ +

ماصلت ماکرة فان الیمین تقع وتطلق فی الحال۔ +

ع اولی وفی روایة للثانی الخ۔ ایضاً + ای لو جاءت البائنة المدخولة بولد فخرج راسہ لاقل من سنتین وخرج الباقی لاکثر لم یلزمہ حتی یخرج الراس ونصف البدن لاقل من سنتین بحر۔ در مختار + حلف لا یقرء القرآن الیوم یحنث بالقراءة فی الصلوٰة او خارجہا ولو قرء البسملة فان نوی ما فی النمل حنث والا لا۔ ایضاً + حلف لیصوم من ہذا الیوم وکان بعد اکلہ او بعد الزوال صحت الیمین وحنث للحال۔ کما قال لامرأتہ ان لم تصلی الیوم فانت کذا فحاضت من ساعتہا او بعد

اگر زانی اُس عورت کی نسبت جس سے زنا کیا ہے بغیر بینہ کے دعوی کرے کہ یہہ میری زوجہ ہے تو کہتے ہین اُس سے حد ساقط ہوجائیگی اگرچہ وہ عورت غیر کی زوجہ ہو۔ اسیطرح اگر چور دعوی کرے کہ مسروقہ چیز میری ہی تو اُس سے بھی صرف اسی دعوے سے حد ساقط ہوگی۔ مرتہن پر تو مرہونہ کنیز کی مجامعت سے حد کا ہونا پہلے بیان ہوا آب سُنئے کہ یہہ حضرات کہتے ہین کہ جو شخص مرہونہ کنیز کو بطور عاریت کے لے لے اور اُس سے جماع کرے اُسپر بھی حد نہین۔ اہلسنت کے امام اعظم کے نزدیک وطی فی الدبر پر حد نہین خواہ کسی سے یہہ فعل شنیع کرے۔ بعضے بزرگوار کہتے ہین کہ بہشت مین منجملہ اور لذات کے لواطہ بھی ہوگا۔ اگر کسیکی کنیز کو کوئی شخص زنا سے قتل کرڈالے تو امام ابو یوسف کے نزدیک اُسپر صرف کنیز کی قیمت ہے نہ حد زنا۔ اگر کسیکی کنیز کو کوئی غصب کرے پھر اُس سے زنا کرے پھر قیمت کا ضامن ہو جاتے تو اُسپر اتفاقاً حد نہین ہے۔ اگر کوئی شخص غیر کی زوجہ یا معتدہ سے یا اپنی تین بار کی مطلقہ سے یا مجوسیہ سے یا ایک عقد مین پانچ عورتون سے یا دو بہنون سے ایک عقد مین یا ایک سے بعد دوسری کے نکاح کرکر وطی کرے تو باوجود علم حرمت کے سب صورتون مین انکے نزدیک بالاتفاق حد نہین ہے۔

کہتے ہین کہ خلیفہ پر خواہ زنا کرے یا شراب پیئے حد نہین ہے۔ یہہ حضرات بھنگ کو مباح کہتے ہین۔ کہتے ہین جو شخص ادنی چیز مین احتیاط اور پرہیزگاری

درمختار + ادعی الزانی انہا زوجتہ سقط الحد عنہ و ان کانت زوجۃ الغیر بلا بینۃ۔ ردمختار + کما لو ادعی السارق ان العین ملکہ سقط الحد بمجرد دعواہ۔ در + وفی الہدایۃ المستعیر للرہن کالمرتہن الخ۔ ردمختار + قولہ بوطی دبر الحلاقۃ فشمل دبر الصبی و الزوجۃ والامۃ فانہ لاحد علیہ مطلقا عند الامام فتح۔ ایضا + و فی الاشباہ حرمتہا (اللواطۃ) عقلیۃ فلا وجود لہا فی الجنۃ وقیل سمعیۃ فتوجد۔ فقال ابن الولید لا یمنع ان یجعل ذلک من جملۃ اللذات فی الجنۃ الخ۔ ایضا + اما عند ابی یوسف فعلیہ (الزانی فی قتل الامۃ) القیمۃ لا الحد۔

درمختار + ولو غصبہا ثم زنی بہا ثم ضمن قیمتہا فلا حد علیہ اتفاقا۔ ردمختار + واشار الی انہ لو عقد علی منکوحۃ الغیر او معتدتہ او مطلقتہ الثلاث او تزوج مجوسیۃ او تزوج خمسا فی عقدۃ فوطئہن او جمع بین اختین فی عقدۃ فوطئہما او الاخیرۃ متعاقبا بعد التزوج فانہ لاحد ہو بالاتفاق۔ تنویر +

گونگے کو حدود شرعیہ سے مثل حد زنا و سرقہ و شرب خمر کی بچاتے ہین اور محدود کے واسطے ناطق کی قید لگاتے ہین۔ امام اعظم اہلسنت کے انگور کے کچے پانی کو جو خود جوش مین آئے اور شدت اور جھاگ لائے خمر کہتے ہین یہان سے ظاہر ہے کہ انگور کے پانی کو اگر پکا لیا جائیگا یا وہ جھاگ نہ لائیگا امام کے نزدیک خمر نہ کہلائیگا اور اسکا پینے والا تا وقتیکہ مست نہوگا حد سے محفوظ رہیگا اسیطرح اگر کوئی خمر کو پانی مین ملائے اور پانی غالب ہو اسپر بھی بغیر نشہ کے حد نہوگی چنانچہ یہہ امور تفصیل سے انکی کتب معتبرہ مین مذکور ہین۔ جس شخص نے شراب پی ہو اور پکڑنے کے وقت اسکی بو موجود نہو تو اسپر حد کو جاری نہین کرتے۔ بعضے کہتے ہین کہ خمر بھی جب کثیر مسکر پی جائے تو حرام ہے نہ قلیل۔ اسیطرح بعضون کا قول ہے کہ اگر خمر مین تھوڑی شکر یا گڑ ملا لیا جاے جس سے میٹھی ہو جائے یا تھوڑی ترشی اسمین شامل کر لیجائے تو حلال ہو جائیگی اور طِلا جو وہ شیرۂ انگور ہے جسکو پکایا گیا ہو اور دو ثلث سے کم اسمین سے کم ہوا ہو اور مسکر ہو گیا ہو بعضے اسکو بھی مباح کہتے ہین۔ اسیطرح سکر جو خرما تر کا شیرہ ہی خام جو شدت اور جھاگ لائے بعضون نے اسکو بھی مباح ٹھہرایا ہے ایسے ہی نقیع زبیب جبکہ بے جوش کے جھاگ لائے بعضے حضرات اسکی اباحت کا بھی حکم دیتے ہین۔ شراب کے ان تینون قسمون کو حرام

تنویر + یحد مسلم ناطق مکلف شرب الخمر ولو قطرة او سکر من نبیذ طوعاً بعد الافاقة اذا اخذ وریح ما شرب موجود ۃ۔ رد + قولہ شرب الخمر) هو التی من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد فانلم یقذف فلیس بخمر عند الامام ولو خلط بالماء فانکان مغلوباً حد وانکان الماء غالباً لا یحد الا اذا سکر۔ فی اشربة القهستانی من قال انها لو تنق خمر بالطبخ لم یحد شاربها الا اذا سکر۔ ایض + واحترز عما قالہ بعض المعتزلة ان الحرام هو الکثیر المسکر لا القلیل۔ فی المجتبی عن شرح السرخسی لو صب فیها سکرا او فانیذا حتی صار حلوا حل۔ وتحل بزوال المرارة وعندهما بتقلیل الحموضة۔ در مختار + والثانی

الطلاء بالکسر وهو العصیر یطبخ بذهب اقل من ثلثیہ ویصیر مسکرا والثالث

السکر بفتحتین وهو التی من ماء الرطب اذا اشتد وقذف بالزبد والرابع نقیع

الزبیب بشرط ان یقذف بالزبد بعد الغلیان والکل ای الثلاثة المذکورة حرام اذا غلا واشتد والا لم یحرم اتفاقا وان قذف حرم اتفاقا ۱۲

اور چونکہ ابو حنیفہ کا یہہ قول اہلسنت کی احادیث معتبرہ کے بہی خلاف تہا اُسکے شاگرد امام محمد نے بہی اُسکی مخالفت کی اور ان شرابون کو حرام کہا۔ کہتے ہین کہ اگر اندہا یا گونگا چوری کرے اُسپر حد نہین اسیطرح اگر کوئی کپڑا چورائے جسکی قیمت دس درم سے کم ہو اور اُسمین ایک دینار ہو یا بہت سے درم ہون تو اُسپر بہی حد نہین ایسے ہی اگر کوئی محفوظ جگہ سے دینار نگل کر نکل آئے اُسپر بہی نہین اور اگر مسلمان دار الحرب مین مسلمان کا مال چورائے اُسپر بہی حد نہین۔ اگر چہ بقدر نصاب قطع ایک دفعہ نہ نکالے بلکہ دو بار یا زیادہ مین نکالے تو بہی حد نہین۔ دودہ اور گوشت وغیرہ جو چیزین جلد بگڑ جاتی ہین اُنکے چورانے مین بہی حد نہین۔ جو شخص چور کے گھر چوری کرے اسپر حد نہین ہے اور چور کے ہاتھ کاٹنے کے لئے مدعی اور گواہون کے حاضر ہونے کی شرط لگاتے ہین پس اگر گواہ بعد اداے شہادت کے یا مدعی بعد دعوے کے غائب ہو جاتین یا مر جاتین تو حد ساقط ہو جائیگی۔ چور اگر اکراہ سے اقرار کرلے تو اُسکو صحیح ٹہراتے ہین اور اُسکا مارنا اقرار کرانے کے واسطے مباح جانتے ہین۔ اور چور کا اقرار سے پہر جانا بہی صحیح کہتے ہین اور قرآن مجید اگرچہ مطلا ہو اُسکے چورانے مین اسیطرح کتابون کی چوری مین کیسی ہی ہون حد کے قائل نہین اگرچہ قرآن اور کتب دین کا

تنویر + وحرمها محمد مطلقا - رد محتار + لقوله علیه الصلوة والسلام کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواه مسلم وقوله علیه الصلوة والسلام ما اسکر کثیره فقلیله حرام رواه احمد وابن ماجه والدارقطنی وصححه - و قوله ان من الحنطة خمرا وان من الشعیر خمرا ومن الزبیب خمرا ومن العسل خمرا - تنویر + هی (السرقة) اخذ مکلف ناطق بصیر عشرة دراهم جیادا او مقدارها مقصودة ظاهرة الاخراج من صاحب ید صحیحة مما لا یتسارع الیه الفساد فی دار العدل من حرز لا شبهة ولا تاویل فیه - در مختار + فلاه قطع بثوب قیمته دون عشرة وفیه دینار او دراهم مصرورة - فلو ابتلع دینارا وخرج لم یقطع - فلا یقطع السارق من سارق - رد محتار + فلوسرق بعض تجار المسلمین من البعض فی دار الحرب ثم خرجوا الی دار الاسلام فاخذ السارق لا یقطعه الامام - ایضا + فلو اخرج بعضه ثم دخل واخرج باقیه لم یقطع - در + من المشائخ من افتی بصحة اقراره مکرها وعن الحسن یحل ضربه حتی یقر ما لم یظهر العظم - تنویر + وصح رجوعه عن اقراره بها

...جاہل ہی ہو۔ ایسے ہی نبش قبور اور کفن چورانے مین حد کو نہین کہتے گو قبر مکان مقفل ہی مین کیون نہ ہو۔ +

...قطع حضور شاهدیها وقت القطع لحضور المدعی بنفسه حتی لو غابا او ماتا لا قطع - در مختار + ومصحف وصبی حر ولو محلیین لان الحلیة تبع وعبد کبیر ودفاتر غیر الحساب ...یة ککتب تفسیر وحدیث وفقه فکمصحف والا فکطنبور - ونبش لقبور ولو کان القبر فی بیت مقفل - رد محتار + لان الآخذ یتاول فی اخذه القراءة والنظر فیه ولا ...ه فی اعتبار المکتوب واحرازه لاجله لا للجلد والاوراق هدایه والاطلاق یشمل الکافر وغیر القاری - +

اسیطرح جس مکان مین قبر یا میت ہو اُسمین
چوری کرنے پر بھی حد کو نہین کہتے اگر قرضخواہ
قرضدار کا مال چورائے خواہ اپنے قرضہ کی
برابر خواہ زیادہ یا اُس سے عمدہ خواہ
ہمجنس خواہ غیر جنس اُسپر حد بھی ہوگی ۔ محرم
رشتہ دار کے گھر چوری کرنے مین بھی حد نہین ۔
اگرچہ رشتہ دار کے گھر سے غیر کا مال چورایا جائے
اگر خاوند بی بی کا مال چورائے یا بی بی خاوند کا
اسی پر حد ہوگی اگرچہ بعد حکم قطع کے اُس عورت سے نکاح کرتے
اگر غلام آقا کا یا آقا کی بی بی کا مال چورائی اُسپر حد نہین
سسر اور داماد کا بھی یہی حال ہے ۔ چور اگر مال کو نقب مین
رکھدے پھر نکلی اور لے لے تو اُسپر بھی نہین ۔ اگر بعضی چوریون
مین چور کا ہاتھ کاٹا جائے تو کہتے ہین کہ وہ کسی
چیز کا ضامن نرہیگا ۔ اگر ایک کپڑا
چورائے اور اُسکے دو ٹکڑے
کر دے پھر نکالے تو
بعد پھاڑنے کے اگر اُسکی قیمت بقدر نصاب
نرہیگی تو اُسپر حد جاری ہوگی گو پھاڑنے سے پہلے
کتنا ہی بیش قیمت ہو ۔ اگر بکری چورا کر ذبح
کرے پھر نکالے تو اسپر بھی حد نہین اگرچہ گوشت
بقدر نصاب ہو ۔ اگر چاندی سونا بقدر نصاب
چور اگر اُسکے درم و دینار یا برتن بنالے تو
صاحبین فرماتے ہین کہ وہ درم وغیرہ مالک کو
چور سے واپس نہ کرائے جائینگے ۔ اور اگر
تانبا چورا کر برتن بنوالے اور گنتی سے خرید و
فروخت جاری ہو تو بالاتفاق وہ برتن م
چور کے ہین مالک کا اونسے کچھ تعلق نہین ۔ اگر کپڑا چورا کر سرخ رنگ لے یا گیہون پیسوا لے یا کسنو کھول لے اور اُسپر حد جاری کیجائے تو ان چیزون کا اُسکے ذمہ نہ واپس کرنا ہے نہ تاوان
اور اگر کپڑے کو سیاہ رنگے تو واپس کرنا ہوگا ۔ ایک سلطان کی ولایت مین چوری کرے تو دوسرے سلطان کو اُسپر حد مارنے کی اجازت نہین ۔ جو شخص دن مین کسی دکان یا مکان کا
قفل کھول کر مال نکال لے اُسپر بھی حد نہین ۔ +

در مختار + وکذا لو سرقہ من بیت فیہ قبر
او میت ۔ ومثل دینہ ولو موجلا ای
زائدا علیہ او اجود لصیر ورتہ شریکا اذا
کان من جنسہ ولو حکما بان کان لہ دراہم
فسرق دنانیر و بعکسہ ہو الاصح لان النقدین
جنس واحد حکما بخلاف العرض ومنہ الحلی
فیقطع بہ ما لم یقل اخذتہ رہنا او قضاء
واطلق الشافعی اخذ خلاف الجنس
للمجانسۃ فی المالیۃ قال فی المجتبی وھو اوسع
فیعمل بہ عند الضرورۃ ۔ او من ذی رحم
محرم لا برضاع ولو المسروق مال غیرہ ای غیر
ذی رحم ۔ ولا بسرقۃ من زوجتہ وان
تزوجہا بعد القضاء جوہرۃ ودرجہا ولو کان
المسروق من حرز خاص لہ ولا عبد من
سیدہ او عرسہ او زوج سیدتہ ولا من
مکاتبہ وختنہ وصہرہ ۔ ولو وضعہ فی
النقب ثم خرج واخذہ لم یقطع فی الصحیح
تنویر + لو قطع لبعض السرقات لم
یضمن شیئا ۔ سرق ثوبا فشقہ نصفین
ثم اخرجہ قطع ان بلغت قیمتہ نصابا بعد
شقہ ما لم یکن اتلافا ولو سرق شاۃ
فذبحہا فاخرجہا لا وان بلغ لحمہا
نصابا ۔ در مختار + ولو فعل ما سرق
من الحجرین وھو قدر نصاب تحت الاخذ
دراہم او دنانیر او آنیۃ قطع ورد ت
وقالا لا ترد لتقوم الصنعۃ عند ھما
مع خلاف حالہ واما نحو النحاس لو جعلہ اوانی فان کان یباع وزنا فکذلک وان عدا فہی للسارق اتفاقا ۔ ولو صبغہ احمر او طحن الحنطۃ او لت السویق فقطع لا رد ولا ضمان ولکن
لو صبغ بعد القطع ولو صبغہ اسود ردہ ۔ تنویر + سرق فی ولایۃ سلطان لیس لسلطان آخر قطعہ ۔ در مختار + ولا یقطع) فتاش بانفاء ہو من یفتح لغلق الباب ما یفتحہ اذا فتش
حالہ تا او نابت دار نہارا الخ ۔ +

اگر کوئی شخص مرا اور اُسکا وارث جانتا ہے کہ مورث وجہ حرام سے مال حاصل کرتا تھا مگر اُسکے طالب کو بعینہ نہیں جانتا تو کہتے ہین کہ اس صورت مین وارث کو وہ مال حرام میراث مین لینا حلال ہوگا - اگر کوئی حرام طور پر روپیہ پیدا کرے پھر خرید کرے تو اس خرید کے پانچ صورتین ٹھیراتے ہین ایک یہہ کہ وہی حرام روپیہ پہلے بائع کو دے اور اُسی سے خریدے دوسرے یہہ کہ دینے سے پہلے اُسی روپیہ سے خریدے اور وہی روپیہ دے تیسرے یہہ کہ دینے سے پہلے اُسی روپیہ سے خرید کرے اور اور روپیہ دے چوتھے یہہ کہ مطلقاً خریدے اور وہی روپیہ دے پانچوین یہہ کہ اور روپیہ سے خریدے اور یہہ روپیہ دے تو بعض اکابر اہلسنت جیسے فقیہ ابو اللیث اور ابو نصر کہتے ہین کہ پہلی صورت کے سوا پچھلی چارون صورتون مین حرام روپیہ سے خرید کی ہوئی چیز حلال طیب ہوگی اور بعضون نے دوسری کو بھی پہلی کی مانند کہا ہے اور اسی پر فتوی ہے - امام اعظم اہلسنت کہتے ہین کہ اگر مکلفہ آزاد عورت اقرار کرے کہ مین فلان شخص کی مقروض ہون اور اُسکا شوہر تکذیب کرے تو اُسکا اقرار زوج کے حق مین بھی صحیح ہوگا اور وہ عورت بابت قرضہ کے قرضخواہ کے پاس حبس کیجائیگی گو زوج کو ضرر ہو پہنچے - ظاہر ہے کہ اس صورت مین عورت جسکے پاس رہنا چاہیگی اُسکے قرضہ کا اقرار کریگی اور شوہر محض بے اختیار ہو جائیگا - اسیطرح اجیر کی نسبت کہتے ہین کہ اُسکا اقرار

رد محتار + وفی منیۃ المصلی مات رجل ویعلم الوارث ان اباہ کان یکسب من حیث لا یحل ولکن لا یعلم الطالب بعینہ حل لہ الارث الخ توضیح المسئلۃ علی ما فی التتارخانیۃ حیث قال رجل اکتسب مالا من حرام ثم اشتری فہذا علی خمسۃ اوجہ اما ان دفع تلک الدراہم الی البائع اولاً ثم اشتری منہ بہا او اشتری قبل الدفع بہا ودفعہا او اشتری قبل الدفع بہا ودفع غیرہا او اشتری مطلقا ودفع تلک الدراہم او اشتری بدراہم اخر ودفع تلک الدراہم قال ابو نصر یطیب لہ ولا یجب علیہ ان یتصدق الا فی الوجہ الاول والیہ ذہب الفقیہ ابو اللیث وقال الکرخی فی الوجہ الاول والثانی لا یطیب وفی الثلث الاخیر یطیب - لکن الفتوی الآن علی قول الکرخی دفعا للحرج عن الناس - در مختار + اقرت الحرۃ المکلفۃ بدین لآخر فکذبہا زوجہا صح اقرارہا فی حقہ ایضا عند ابی حنیفۃ فتحبس للمقر لہ وتلازم وان تضرر الزوج - وینبغی ان یخرج ایضا من کان فی اجارۃ غیرہ فان لہ حبسہ وان تضرر المستاجر - رد محتار و قد اجاب المصنف فی فتاواہ فی من لہ بنت یسکنہ مدۃ تزید علی ثلث

کہتے ہین جو شخص حرام طور پر مست ہوا ہو اوسکا اقرار ہر حق کی بابت حالت مستی مین صحیح ہی پس اگر وہ کہے کہ فلان شخص کو مین نے قتل کیا ہے تو اوسپر حالت نشہ مین حد قایم کیجاےگی اور اگر چوری کا اقرار کرے تو مال مسروق کا ضامن ٹھریگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میرے باپ نے وصیت کی ہی کہ اوسکا تہائی مال زید کے لئے بلکہ عمرو کے لئے بلکہ بکر کے لئے ہے تو اہلسنت کے امام زفر کہتے ہین کہ اوسکا کل مال ان تینون کو ملیگا اور بیٹا محروم رہیگا۔ اور اورون نے کہا ہے کہ ایک تہائی زید کو ملیگی اور عمرو و بکر کچھ نہ پاینگے۔ اگر کوئی شخص اجیر مقرر کیا جاتا ہے کہ زید کے پاس خط یا کوئی اور چیز پہنچاوے اور وہ اجیر بیچارہ زید کے پاس جاتا ہے اور بوجہ زید کے مرجانے کے یا گھر پر نہ ملنے کے خط کو یا اوس چیز کو واپس لاتا ہے تو کہتے ہین کہ وہ اجیر مطلق اجورہ کا مستحق نہوگا اور اگر اجیر زید کے مرجانے کی حالت مین اوسکے وارثون کو اور غایب ہونے کی صورت مین کسی ایسے شخص کو جو زید کو پہنچاوے وہ خط یا چیز دے آئے تو اوسوقت مین اوسکو نصف اجورہ کا مستحق ٹھراتے ہین۔ ظاہر ہے کہ اجیر کا جو کام تہا اوس بیچارے نے انجام دیا پھر اوسکا کل یا نصف اجرت سے محروم رہنا خصوصًا زید کے مرجانے کی حالت مین کیا معنی۔ کرایہ مکان کی مدت گذر گئی ہو اور مالک مکان کہین چلا جاے اور کرایہ دار اوسکے بعد ایک برس تک اوس مین رہے تو کہتے ہین کہ اس برس کا کرایہ دینا لازم نہین کیونکہ یہہ سکونت کرایہ ٹھرا کر نہین ہوئی۔ اسیطرح اگر مدت گذر گئی ہو اور کرایہ دار کہین چلا جائے اور اوسکی زوجہ مکان پر رہے

در مختار۔ اقرار السکران بطریق محظور ای ممنوع محرم صحیح فی کل حق فلو اقر بقود اقیم علیہ الحد فی سکرہ وفی السرقۃ یضمن المسروق۔ قال رجل اوصی ابی بثلث مالہ لزید بل لعمرو بل لبکر فالثلث للاول ولیس لغیرہ شیٔ وقال زفر لکل ثلث ولیس للابن شیٔ۔ استاجر رجلا لایصال قط ای کتاب او زاد الی زید اذ ردہ ای المکتوب او الزاد لموتہ ای زید او غیبتہ لاشیٔ لہ لانہ نقضہ بعودہ فان دفع القط الی ورثتہ فی صورۃ الموت او من یسلم الیہ اذا حضر فی صورۃ غیبتہ وجب الاجر بالذہاب وہو نصف الاجر المسمی۔ انقضت مدۃ الاجارۃ ورب الدار غائب فسکن المستاجر بعد ذلک سنۃ لا یلزمہ الکراء لہذہ السنۃ لانہ لم یسکنہا علی وجہ الاجارۃ وکذلک لو انقضت المدۃ والمستاجر غائب والدار فی ید امرأتہ لان المرأۃ لم تسکنہا باجرۃ وتفسد ایضا بالشیوع بان یوجر نصیبا من دارہ او نصیبہ من دار مشترکۃ من غیر شریکہ او من احد شریکیہ۔ در۔ وفی التاتارخانیۃ استاجر بقرۃ لیشرب اللبن او کرما او شجرا لیاکل ثمرہ او ارضا لیرعی غنمہ الفصیل او شاۃ لیجز

حشفہ را قطع کردہ باشد وجہ انشدن زوجہ کسیکہ باکراہ کلمہ کفر بگوید و دیگر مسائل۔

اگر کوئی شخص کپڑا بننے والے کو سوت دے کہ آدھے سوت پر کپڑا بن دے یا خچر کرایہ کرے کہ غلہ پہنچا دے اور اوسی غلہ سے کسی قدر اجرت کرایہ ٹھہرا دے یا بیل کرایہ کرے کہ آٹا پیسوائے اور اوسی آٹے میں سے کچھہ اجورہ مقرر کرے تو ان صورتوں کو فاسد بتاتے ہیں۔ اجارہ منفعت کا منفعت سے اگر منفعتین مختلف ہوں تو جائز اور متحد ہوں تو ناجائز کہتے ہیں اور دلیل میں بیان کرتے ہیں کہ جنس کا ایک ہونا عورتوں کو حرام کر دیتا ہے اتحاد جنس کی یہہ صورتیں ہیں کہ اجارہ سکونت کا سکونت پر یا سواری کا سواری پر یا لباس کا لباس پر کیا جائے یہہ حضرات اس معاملہ کو ناجائز اور موجب تحریم ازواج ٹھہراتے ہیں۔ اگر ختنہ کرنیوالا حشفہ کو کاٹ ڈالے اور مختون اچھا ہو جائے تو اوسپر پورا دیت لازم کہتے ہیں اور اگر مر جائے تو نصف دیت واجب ٹھہراتے ہیں۔ اگر کسیکو قرآن مجید دیا جائے کہ غلاف بنا دے اور اوسکے پاس سے ضائع ہو جائے گو اوسکی کوتاہی سے ہو وہ ضامن نہوگا ایسے ہی دائی کو بچہ کا جو اوسکے پاس سے ضائع ہو اور زیور کا جو بچہ پہنے ہو ضامن نہیں کہتے ابو حنیفہ کے نزدیک سن کی راہ سے بلوغ لڑکے کا اٹھارہ اور لڑکی کا سترہ برس کی عمر میں ہوتا ہے اور باقی تینوں اماموں اور صاحبین کے نزدیک دونوں کا بلوغ سنی پورے پندرہ برس میں کہتے ہیں کہ اگر کسیکو مردار یا سور کا گوشت کہانے یا شراب پینے پر حبس یا ضرب یا قید سے اکراہ کیا جائے تو اوسکو کہانا اور پینا حلال نہیں اور اگر عضو کاٹے یا مار ڈالنے سے اکراہ کیا جائے تو حلال ہے بلکہ اس صورت

در مختار + ولو دفع غزلا لآخر لينسجه له بنصفه ای بنصف الغزل او استاجر بغلا ليحمل طعامه ببعضه او ثورا ليطحن بره ببعض دقيقه فسدت فی الكل۔ اجارة المنفعة بالمنفعة تجوز اذا اختلفا جنسا كاستيجارة سكنی بالسكنی واللبس باللبس الركوب بالركوب ونحو ذلك لما تقرر ان الجنس بانفراده يحرم النساء۔ تنوير + ولو قطع الختان الحشفة وبرئ المقطوع تجب عليه دية كاملة وان مات فالواجب عليه نصفها۔ رد محتار + فان اعطاه مصحفا ليعمل له غلافا لو يضمنه الخ۔ در + ولا يضمن ما ملك فی يده وان شرط عليه الضمان فلا ضمان على ظئر فی صبی ضاع فی يدها او فی ما عليه من الحلی لكونها اجيرة وحد وكذا لا ضمان على حارس السوق وحافظ الخان۔ تنوير + بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما فحتی يتم لكل منهما خمس عشر سنة به يفتی۔ رد + هذا عندهما وهو رواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلثة وعند الامام حتی يتم له ثمانی عشر سنة ولها سبع عشر سنة۔ تنوير + فان اكره على اكل

اگر قتل عمد کا ایک شخص حکم کرے اور دوسرا عمل مین لائے تو ابو حنیفہ کے نزدیک فقط حکم دینے والے سے قصاص لیا جائیگا بعضے اس قصاص مین اوسکے مکلف ہونے کی شرط لگاتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حکم دینے والا بالغ ہو یا نہو عاقل ہو یا نہو اوسی سے قصاص ہوگا اور امام زفر صرف فاعل کے قصاص کو فرماتے ہین اور ابو یوسف دونون کو قصاص سے بچاتے ہین اور امام شافعی دونون کو مستحق قصاص ٹھراتے ہین - یہہ تناقض و تخالف بابت دماء کے قابل ملاحظہ ہے - کہتے ہین کہ اگر غاصب ایک چوپایہ کو غصب کرے اور اوسکا بچہ یا دوسرا چوپایہ اوسکے ساتھ ہولے تو غاصب اوسکا ضامن نہوگا - ایسے ہی اگر کوئی شخص مواشی کے مالک کو اونکی حفاظت و خبر گیری سے باز رکھے یہانتک کہ وہ مواشی ضائع ہو تو کہتے ہین وہ شخص مواشی کا ضامن نہوگا - اہلسنت کے امام اعظم کہتے ہین کہ غیر منقول چیز مین غصب نہین ہوتا اگر کوئی شخص کسیکا مکان چہین لے اور اسکی قبض و تصرف مین وہ مکان ڈہ جائے بلکہ بالکل نیست و نابود ہو جائے تو یہہ ضامن نہین - مغصوب درمون سے جو کھانا خریدا جائے اوسکا کھالینا حلال جانتے ہین - خبیث مال سے جو طعام و لباس شوہر مول لے بی بی کو اوسکا کھانا اور پہننا باوجود علم کے حلال ٹہراتے ہین - اگر غاصب مغصوب کپڑے کو ایسا رنگے جس سے اوسکی قیمت کم ہو جائے اس طور پر کہ مثلاً اگر تیس روپیہ کا تھا تو بیس کا رہجائے تو امام محمد فرماتے ہین کہ اوس کپڑے کو دیکھا جائے جسکی قیمت اس رنگ سے بڑہتی ہو پس اگر پانچ کی

در مختار + ویقاد فی القتل العمد المکرِه بالکسر لو مکلفا علی ما فی المبسوط خلافا لما فی النہایۃ فقط لان القاتل کالآلۃ واوجبہ الشافعی علیہما ونفاہ ابو یوسف عنہما - رد مختار + من قولہ سواء کان الآمر بالغا او عاقلا او معتوہا فالقود علی الآمر - ایضا + وقال زفر یقاد الفاعل - ولا یضمن ما صار مع المغصوب بغیر صنعہ کما اذا غصب دابۃ فتبعتہا اخری او ولدہا لا یضمن التابع لعدم الصنع وکذا لو حبس المالک عن مواشیہ حتی ضاعت لا یضمن لما ذکرنا -

در مختار + والغصب انما یتحقق فیما ینقل فلو اخذ عقارا وہلک فی یدہ بآفۃ سماویۃ کغلبۃ سیل لم یضمن خلافا لمحمد وبقولہ قالت الثلثۃ -

رد مختار + رایت فی الطوری عن المحیط ولو اشتری طعاما بالدراہم المغصوبۃ حل التناول - وفی جامع الجوامع اشتری الزوج طعاما او کسوۃ من مال خبیث جاز للمرأۃ اکلہ ولبسہا - فلو کان ثوبا ینقصہ الصبغ بان کانت قیمتہ ثلاثین درہما مثلا فرجعت بالصبغ الی عشرین فعن محمد ینظر الی ثوب یزید فیہ ذلک الصبغ فان کانت الزیادۃ

اقوال اہلسنت

اگر کوئی کسیکا کہانا غصب کرے اور اوسکو اتنا چبائے کہ مستہلک ہو جائے تو اوسکا نگلنا حلال جانتے ہین۔ مغصوبہ چیز کی منفعتون کا غاصب کو ذمہ دار نہین ٹہراتے اگرچہ غاصب نے پورے طور اوس سے نفع اوٹہایا ہو۔ حیوان کا ذبح آگ سے اور بغیر ضرورت کے کہیچ سے اور پتہر سے اور بعض صورتون مین ناخن اور دانت سے حلال جانتے ہین۔ معاملات مین کافر کا قول بالاجماع مقبول ٹہراتے ہین۔ اسیوجہ کہتے ہین کہ اگر کافر کہے کہ مینے گوشت کتابی سے خریدا تو وہ حلال ہے۔ اگر پاک و ناپاک کپڑے یا ذبیحہ اور مردار کی پوستین ملجائین تو ہر حالت مین بعد تحری کے اونکا استعمال جائز بتاتے ہین۔ اور اگر برتن اسیطرح مخلوط ہو جائین تو غلبہ کا اعتبار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اغلب پاک اور مزکی ہون تو تحری کرے ورنہ نہین۔ کہتے ہین اگر کوئی شخص ولیمہ مین بلایا جائے اور وہان راگ اور لہو ولعب ہو بے تکلف بیٹہے اور کہائے حالانکہ انکی معتبر کتابون مین ایک حدیث مذکور ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ راگ نفاق کو قلب مین پیدا کرتا ہے۔ اور ایک اور حدیث کا یہہ مضمون ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ راگ کا سننا معصیت ہے اور وہان بیٹہنا فسق ہے اور اوس سے لذت پانا کفر ہے۔ باین ہمہ یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر کوئی تنہا اپنی وحشت دور کرنے کی غرض سے گاتے تو کچہہ برائی نہین۔ ایسے ہی نظم قوافی کے استفادہ کے لئے اور فصیح ہونے کے واسطے گانا برا نہین جانتے۔ سیاہ لباس کو مستحب کہتے ہین اور وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ یہہ عباسیون کی

حوالہ کتب اہلسنت

درمختار:- فلو غصب طعاماً فمضغہ حتی صار مستہلکا یبتلعہ حلالاً۔ بخلاف الحرمۃ ومنافع الغصب استوفاہا او عطلہا۔ فانہا لا تضمن عندنا۔

ایضاً:- وحل الذبح بکل ما افری الاوداج اراد بالاوداج کل الاربعۃ تغلیباً وانہر الدم ای اسالہ ولو بنار او بلیطۃ ای قشر قصب او مروۃ وہو حجر ابیض کالسکین یذبح بہا الا سنا وظفراً قائمین ولو کانا منزوعین حل عندنا مع الکراہۃ۔ ویقبل قول کافر ولو مجوسیاً قال اشتریت اللحم من کتابی فیحل واصلہ ان قول الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات۔ تنویر:- دعی

الی ولیمۃ وثمۃ لعب وغناء قعد واکل۔ رد محتار:- رواہ فی السنن مرفوعاً الی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلفظ ان الغناء ینبت النفاق فی القلب لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر۔ وقیل ان تغنی وحدہ لنفسہ لدفع الوحشۃ لا باس بہ۔ وقیل ان تغنی لیستفید نظم القوافی ویصیر فصیح اللسان لا باس بہ۔ ویستحب الابیض وکذا الاسود لانہ شعار

[illegible]

کتّے بن اگر کوئی شخص غیر کی شرمگاہ کو اوسکی اجازت سے دیکھے تو گنہگار ہوگا - امام مالک اور شافعی عورت یا غلام کو اوسکے محرم کی مثل ٹھراتے ہین - عورتون کا اجنبی مردون کی طرف نظر کرنا جائز جانتے ہین اور اوسکو مردون کی مردون کو دیکھنے کی مثل قرار دیتے ہین - اور بعضون نے ترقی کی ہی اور عورتون کو اجنبی مردون کی طرف نظر کرنی کو مستحب کہا ہی - بعضے حضرات اجنبی عورت کا آلۂ بدن دیکھنا حرام نہین کہتے - بعضے حرام کام کی آلہ کو بھی حرام کہتے ہین - امام اعظم فرماتے ہین کہ صاحب حمام کو شرمگاہ کا دیکھنا جائز ہی - بیمار کو دوا کے طور پر پیشاب اور خون کا پینا اور مردار کا کھانا جائز سمجھتے ہین - حنفیہ کافر ذمی کا ہر مسجد مین داخل ہونا بغیر کراہت کے روا رکھتے ہین - یہانتکہ کہ مسجد الحرام اور مسجد نبوی مین گو کافر جنب بھی ہو - امام اعظم شیرۂ انگور کا اوسکے ہاتھ بیچنا جسکے نسبت علم ہو کہ وہ بیشبہ اس شیرہ کی شراب بنائیگا جائز کہتے ہین - اسیطرح یہہ حضرات کنیز کا اوسکے ہاتھ بیچنا جو اوسکے دُبر مین وطی کریگا اور غلام کا اوسکے ہاتھ فروخت کرنا جو اوس سے لواطت کریگا بغیر کراہت کے جائز جانتے ہین - اجرت لیکر کافرون کی عبادتگاہ بنانا یا شراب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا جائز کہتے ہین - حالانکہ انکی حدیث سے ظاہر ہی کہ حسب ارشاد رسولخدا حامل خمر بھی ملعون ہی - مکان کرایہ پر دینا اس غرض سے کہ اوسکو آتش پرستون کا یا یہود کا یا نصاریٰ کا عبادتخانہ ٹھرایا جائے یا وہان شراب فروخت کیجائے جائز جانتے ہین - سور چرانے کی

دُر مختار + ثم نقل عن الزاهدی انه لو نظر بعورة غیره باذنه لم یاثم - و عند الشافعی و مالک کمحرمه - وکذا نظر المرأة من الرجل کنظر الرجل للرجل

ردّ المحتار + فقد ذکر الاستحباب فی نظر المرأة الی الرجل ومفاد هذا انه لا یحرم نظر الاجنبیة من المرأة او الماء ذکر بعض الشافعیة انه کما یحرم النظر لما لا یحل یحرم التفکر فیه - در +

عن ابی حنیفة لصاحب الحمام ان ینظر الی العورة - رد + وفی التهذیب یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاءه فیه - در +

وجاز دخول الذمی مسجدا مطلقا - رد + ولو جنبا کما فی الاشباه - در +

وجاز بیع عصیر عنب ممن یعلم انه یتخذه خمرا - رد + والذی جزم به الزیلعی فی الحظر والاباحة انه لا یکره بیع جاریة ممن یاتیها فی دبرها او بیع غلام من لوطی در +

وجاز تعمیر کنیسة وحمل خمر بنفسه او دابته باجر - رد + لانه علیه الصلوة والسلام لعن فی الخمر عشرة وعد منها حاملها - در +

وجاز اجارة بیت بسواد الکوفة ای قراها لا بغیرها علی الاصح لیتخذ بیت نار او کنیسة او بیعة او یباع فیه الخمر - رد + او اجر نفسه لیرعی له الخنازیر یطیب له

۳ نوکری اور زنارون کا فروخت کرنا روا رکھتے ہین - امام شافعی اور قاضی ابو یوسف شطرنج کو مباح بتاتے ہین - یہہ حضرات یحی رسلک و انبیائک و اولیائک کہنا یا بحق البیت کہنا مکروہ کہتے ہین - امام شافعی کا قول ہے کہ بندہ بڑے سے بڑا گناہ کر کے خدا کے سامنے جائے اس سے بہتر ہے کہ علم کلام کا عالم ہوکر خدا تعالے کے حضور مین حاضر ہو یعنی علم کلام کا جاننا اتنا بڑا گناہ ہے کہ سب کبائر اوس سے کمتر ہین صاحب درر یہہ قول نقل کر کے کہتا ہے کہ جب اوس زمانہ کے علم کلام کا یہہ حال ہے تو پھر اس علم کلام کی نسبت جسمین فلاسفہ کی بدیان مخلوط ہین تیرا کیا گمان ہے یہہ اوس سے بھی بدتر ہے - +

۴ الاجر فی المحیط لا یکره بیع الزنار من النصرانی - در + واباحه (الشطرنج) الشافعی وابو یوسف فی روایة - وکره قوله بحق رسلک وانبیائک واولیائک او بحق البیت - رد + وحکی عن الامام الشافعی رحمه الله انه قال لان یلقی الله عبد باکبر الکبائر خیر من ان یلقاه بعلم الکلام فاذا کان حال الکلام المتداول فی زمانهم هکذا فما ظنک بالکلام المخلوط بهذیان الفلاسفة المغمور

مذمت علم کلام و متکلمین و نجس العین ہونا خوک و حلال بودن مردار ہا و پاک شدن گوشت جملہ حیوانات سوائے
نجس العین بشکار کردن و ذبح نمودن و عدم وجوب قصاص در قتل بچوب و سنگ بزرگ و قتل آزاد بقصاص غلام
و قتل مسلمان بقصاص کافر +

اور امام شافعی نے یہہ بہی کہا ہے کہ میرا حکم اہل کلام کے
بارہ مین یہہ ہے کہ اونکو لکڑی اور جوتیون سے مارا جائے
اور اونکو قبائل و عشائر مین تشہیر کیا جائے۔ اور
یہہ بہی کہا ہے کہ مین اہل کلام کی کچہہ اقوال سے مطلع ہوا
میری گمان مین کوئی مسلمان ایسے قولون کا قائل ہو گا۔
اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ جو علم کلام طلب کریگا زندیق
ہو گا اور یہہ بہی کہا ہے کہ متکلم کی پیچہی نماز جائز نہین
امام احمد کا قول ہے کہ علمای کلام زندیق ہین۔ اور
صاحب علم کلام ہمیشہ نجات نپائیگا اور تو کسیکو
نپائیگا جسنے اس علم مین نظر کی ہو مگر ضرور اوسکی دل
مین کہوٹ ہو گی۔ امام مالک نے کہا ہے کہ اہل کلام کی
گواہی معتبر اور مقبول نہین۔ یہان سے حال و آل
اہلسنت کی علم کلام و متکلمین کا بخوبی ظاہر ہے۔ امام
اعظم سور کو نجس العین نہین جانتے۔ ابو حنیفہ اور
ابو یوسف اور شافعی گر کر ہوے اور چوٹ کہائے ہوے اور
سینگ کہائے ہوے اور درندون کی پہاڑے ہوے اور
بیمار جانورون کو جو بوجہ عجز کے ذبح نکئے جائین اور
مر جائین حلال کہتے ہین۔ حلت کا حکم پہلے چارونکی
نسبت اس آیہ کے خلاف ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ
الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ
لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا
ذَكَّيْتُمْ اور پانچوان صریح مردار ہے۔ کہتے ہین کہ
ہر جانور کا گوشت نجس العین کے سوا شکار کرنے اور
ذبح کر لینے سے پاک ہو جاتا ہے اور بعض حضرات ص

تتمہ اخبار سفیر ہند مین ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر
سے نقل کیا ہے + وقال الشافعی حکمی فی اهل
الکلام ان یضربوا بالجرید والنعال ویطاف بهم
فی العشائر والقبائل۔ وقال ایضا لقد اطلعت
من اهل الکلام علی شئ فما ظننت مسلما یقوله
وعنه (ابی یوسف) من طلب العلم بالکلام
تزندق۔ وذکر فی غیاث المفتی من ابی یوسف
انه لا یجوز الصلوة خلف المتکلم۔ وعن احمد بن
حنبل انه قال علماء الکلام زنادقة وقال ایضا
لا یفلح صاحب الکلام ابدا ولا تکاد تری احدا نظر
فی الکلام الا وفی قلبه دغل۔ وقال مالک
لا یجوز شهادة اهل البدع والاهواء فقال
بعض اصحابه فی تاویل ذلک انه اراد باهل
الاهواء اهل الکلام علی ای مذهب کانوا۔ در
والخنزیر لیس بنجس العین عند ابی حنیفة علی
ما فی التجرید وغیره۔ والمعتبر فی المتردیة و
اخواتها کنطیحة وموقوذة وما اکل السبع
والمریضة مطلق الحیوة وان قلت وعلیه الفتوی
فان ترکها عمدا فمات حرم وکذا یحرم لو عجز
عن التذکیة فی ظاهر الروایة وعن ابی حنیفة
وابی یوسف یحل وهو قول الشافعی۔ ویطهر
لحم غیر نجس العین کخنزیر الخ۔ در مختار
ای بالاصطیاد وکذا بالذبح وهل یشترط
فی الطهارة کون ذلک من اهله مع التسمیة
فیه خلاف قد مناه اخر الذبائح استظهر فی

اگر کوئی شخص کسیکو زہر دے اور وہ نادانستہ اوسکو کہا کر مرجائے تو انحضرات
کے نزدیک زہر دینے والے پر نہ قصاص ہے نہ خون بہا بلکہ زہر دینے والا
اگر وارث ہوگا تو مسموم کا ترکہ بہی پائیگا - اسیطرح اگر پینے کی چیز میں زہر
ملاکر کسیکو دیدے اور وہ خود پی کر مرجائے - اور اگر کسی کے حلق مین اچہی طرح
زہر ڈالی اور وہ مرجائے تب بہی قصاص کو نہین کہتے - اگر کوئی شخص کسیکو
کدال سے مارڈالے تو کہتے ہین کہ اگر اوسکو دہار لگی ہوگی تو قصاص ہوگا ورنہ
نہین - اگر کوئی کسیکو تلوار جو غلاف مین ہو مارے اور تلوار غلاف کو چیر کرکے
اوسکو ہلاک کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اس صورت مین بہی قصاص نہین -
ایسے ہی گلا گہونٹ کر مارڈالنے مین اور ڈبو دینے مین اور کنوئین مین دہکیلنے
اور پہاڑ یا کوٹہے پر سے گرا دینے مین بہی قصاص نہین - اگر کوئی کسیکو مکان مین
بند کردے کہ وہ بہوک کے مارے مرجائے تو اوسکے ذمہ کچہہ بہی نہین - اور اگر زندہ کو
دفن کردے تو انکا فتوی یہہ ہے کہ اس حالت مین بہی قصاص نہین - اگر
کوئی شخص کسی مرد کے ہاتہہ پانون باندہکر شیر کے یا اور درندہ کے سامنے ڈالدے
اور وہ اوسکو مارڈالے تو اوسپر نہ قصاص ہے نہ خون بہا - اگر کوئی شخص
کسی سے کہے تو مجہکو مارڈال یا میرے بہائی کو یا باپ کو یا بیٹے کو قتل کر اور وہ
تلوار سے ہی قتل کرے تو کہتے ہین کہ اس صورت مین بہی قصاص نہین - اور بعضون
کے نزدیک خونبہا بہی نہین - اور جو شخص اسی طرح اپنے باپ کو قتل کرائیگا
بعضون کے نزدیک خونبہا بہی پائیگا - اگر کوئی کسی سے کہے تو میری بیٹی کا
سر توڑدے اور وہ ویسا ہی کرے تو اوسکے ذمہ کچہہ نہین - اگر مغصوب غاصب
کو مارڈالے تو قصاص کو واجب کہتے ہین - اگر وہ شخص جسکا خون مباح ہو
حرم مین پناہ لے تو امام شافعی اوسپر حرم مین ہی حد جاری کرنیکا حکم دیتا ہے
حالانکہ قرآن مجید مین ہے ومن دخلہ کان آمنا - اگر کوئی شخص کسیکی آنکہہ پر
مارے کہ وہ سپید ہوجائے اسطرح کہ اوسکی بینائی جاتی رہے تو اہلسنت کے
تمام علما کے نزدیک اسمین قصاص نہین - کہتے ہین کہ دہنی آنکہہ کا بائین سے
اور بائین کا دہنی سے قصاص نہین لیا جاتا - +

در مختار + سقاہ سما حتی مات ان
دفعہ الیہ حتی اکل ولم یعلم بہ
فمات لا قصاص ولا دیۃ - در مختار
ویرث منہ ہندیہ - در +
ولو اوجرہ السم ایجارا تجب الدیۃ
علی عاقلتہ - وان دفعہ لہ فی شربۃ
فشربہ ومات منہ فکالاول -
تنویر + ان قتلہ بمر قیشمی ان اصابہ
حد الحدید والا لا کالخنق و
التغریق - در + وفی المجتبی ضربہ
بسیف فی غمدہ فخرق السیف
الغمد وقتل فلا قود عند ابی حنیفۃ
رد محتار + وفی شرح الحموی
عن خزانۃ المفتین ولو طرحہ فی
بیرا ومن ظہر جبل او سطح لم یقتل
بہ - در + ولو ادخل بیتا فمات
فیہ جوعا لم یضمن شیئا ولو دفنہ
حیا فمات عن محمد یقاد بہ - در +
ہذا قول محمد والفتوی انہ علی
عاقلتہ الدیۃ - قمط رجلا وطرحہ
قدام اسد او سبع فقتلہ فلا قود
ولا دیۃ - ولو قال اقتلنی فقتلہ
بسیف فلا قصاص وتجب الدیۃ
وکذا لو قال اقتل اخی او ابنی
او ابی فقتلہ - الدیۃ وفی +

ع اقتل ابنی علیہ دیۃ لابنہ - وفی شرح ابنی فسنجہ لا شئ علیہ وقیل لا تجب الدیۃ ایضا وصححہ رکن الاسلام کما فی العمادیۃ واستظہرہ الطرطوسی کالمغصوب منہ اذا قتل الغاصب فانہ
القود الخ - مباح الدم التجأ الی الحرم لم یقتل فیہ خلافا للشافعی - در + ضرب عین انسان فابیضت بحیث لا یبصر بہا لا قصاص فیہ عند عامۃ العلماء - اجمع المسلمون علی انہ لا توخذ
الیمنی بالیسری ولا الیسری بالیمنی - +

اسیطرح انگلیکے نکال لینے مین بھی قصاص کو نہین کہتے اور دانت	در مختار ÷ ولو قلعت لا قصاص رد ÷
کے توڑنے مین انکے نزدیک قصاص نہین - اگر مرد عورت	وفی ظاهر الروایة اذا کسر السن او العین لا قصاص
کے ہاتھہ یا نون ناک کان کاٹ ڈالے - یا عورت مرد کے ایسے ہی	فیه - در ÷ ولا قود عند نا فی طرفی
اگر غلام آزاد کی یہہ اعضا قطع کرے یا آزاد غلام کی ان صورتون	رجل وامراة وطرفی حر وعبد وطرفی
مین قصاص کو نہین تجویز کرتے - اگر کوئی کسی کو ایسا زخمی	عبدین - رد ÷ عبارة القدوری ولا
کرے کہ زخم جوف تک پہونچ جاوے یا کسیکا ہاتھہ نصف ساعد	قصاص بین الرجل والمراة فی ما دون
سے یا زبان یا ذکر کاٹ ڈالے اگرچہ ان دونون کو جڑ سے	النفس الخ ومفاده ان المراد بالطرف
اڑادے اسمین بھی قصاص نہین - ایک مقتول کی قصاص	ما دون النفس فیشمل السن والعین
مین بہت سے قاتلون کا قتل کرنا تجویز کرتے ہین - بغیر	والانف ونحوها وهو مفاد الدلیل الخ
اسکے کہ ولی مقتول کچھہ دے - اگر دو شخص یا زیادہ کسیکا	در ÷ ولا فی قطع ید من نصفها ساعد
ہاتھہ یا پانون بعمد کاٹ ڈالین تو اس صورت مین کسی ایک پر بھی قصاص	ولا فی جائفة ولسان وذکر ولو من
کو نہین کہتے مسجد کے لئے وصیت کرنا اہلسنت کے امام اعظم کے نزدیک	اصلهما به یفتی - تنویر ÷ ویقتل جمع
صحیح نہین اسیطرح اگر کوئی وصیت کرے کہ یہہ تہائی مال	بمفرد - در ÷ قطع رجلان او اکثر ید
اللہ کے لئے ہے امام اعظم کے نزدیک یہہ وصیت بھی باطل ہو اگر کوئی	رجل او رجله او قلعا سنه ونحو ذلک
شخص قضا نمازون کی وصیت کرے اور اوسکا تہائی مال	مما دون النفس جوهرة بان اخذ سکینا
ناداروں پر قرض ہو تو اگر وصی اوس مال کو نماز کی فدیہ مین	وامراها حتی انفصلت فلا قصاص عندنا
نادار قرضدارون کو چھوڑ دے یہہ کافی نہین سمجھو اور اگر حکم	علی واحد منهما او منهم - رد ÷ والحاصل
کرے کہ تہائی مال تصدق کردینا پہر مرجاے اور اوسکا تہائی	ان فی الایصاء للمسجد قولین قول بعدم
مال کوئی غاصب غصب کرلے اور مستہلک کردے تو اگر مامور	الصحة والقائل بعدم الصحة الشیخان
وہ مال نادار غاصب کو بطور صدقہ کے چھوڑ دے اسکو کافی	وفی الظهیریة قال اوصیت بثلث مالی
ٹھراتے ہین کہتے ہین کہ وصیت کا قبول کرنا اور کسیکا وصی بننا	لله تعالی فالوصیة باطلة علی قول ابی حنیفة
مناسب نہین کہ اسمین خطرہ ہے - اور انکے امام ابو یوسف نے کہا ہے	در ÷ اوصی لصلوته وثلث ماله دین
کہ وصی ہونا پہلی بار غلطی ہے اور دوسری اور تیسری بار چوری ہے	علی المعسرین فترکها الوصی لهم عن
اور حسن سے نقل کرتے ہین کہ وصی عدل پر قدرت نہین رکہتا اگرچہ	الفدیة لم تجزه ولا بد من القبض ثم
عمر خطاب ہی ہو - ظاہر ہے کہ اس صورت مین باب وصیت ص	التصدق علیهم ولو امران یتصدق

سد و د ہو جائیگا - کہتے ہین کہ وصی کا وصی وصی اور اوسکے موصی دونون کے مال مین وصی ہو جاتا ہے خواہ وصی اوسکو اپنے مال کی نسبت وصی کرے یا اپنے موصی کی مگر وہ خود بخود وصی دونون کا ٹھر جاتا ہے - ÷ ÷

ثلث فمات فغصب غاصب ثلثها مثلا واستهلکه فترک صدقة علیه وهو معسر یجزیه - رد ÷ واعلم انه لا ینبغی للوصی ان یقبلها (ای الوصیة) لانها علی خطر وعن ابی یوسف الدخول فیها اول

مرة غلط والثانیة والثالثة سرقة وعن الحسن لا یقدر الوصی ان یعدل ولو کان عمر بن الخطاب - در ÷ ووصی الوصی سواء اوصی الیه فی ماله او مال موصیه وقایة وصی فی الترکتین خلافا للشافعی =

ب پشتک موش و ہمچنین بفضلہ شپرہ نجس نشدن پارچہ خشک بہ پیچیدن پارچہ نجس تر و ران و وارث بودن
۴ عدم بطلان۔ در حالت حیات مورث و دیگر مسائل۔ +

اہلسنت کے امام حلوانی فرماتی ہین کہ اگر کسی شخص کے پاس کسیکی امانت ہو اور سپرد کرنیوالا لاوارث مرجاوی تو اوسکو جائز ہی کہ اس زمانہ مین مال ودیعت کو خود خورد برد کرے۔ اگر قاضی کسی مقدمہ مین گواہون کی موافق حکم دیدی پہر کہی کہ مین اپنی حکم سی پہر گیا یا مجھکو اس حکم کی خلاف ثابت ہوا یا مین گواہون کے فریب مین آگیا یا مینی اپنی حکم کو باطل کیا تو یہہ بات قاضی کی معتبر نہو گی اور پہلا حکم ہی معتبر رہیگا۔ بعض حضرات کہتی ہین کہ دائم الخمر کا پسینا نجس اور ناقض وضو ہی حالانکہ بعض بزرگوار کہتی ہین کہ یہہ مسئلہ ایسا ہی کہ جسکی شاہد نہ کوئی روایت ہی نہ درایت بلکہ اس بکری کی بچہ کا حلال ہونا جسکی غذا سور کا دودہ ہو اس مسئلہ کی باطل ہونے کی شہادت دیتا ہی۔ چوہی کی مینگنی اگر روٹی مین پائی جاتے اور سخت ہو تو کہتی ہین کہ اوس مینگنی کو پہینک دیا جائی اور روٹی کو کہا لیا جائی۔ کہتے ہین کہ چوہی کی مینگنی روغن اور پانی کو فاسد نہین کرتی مگر جبکہ اوسکا مزہ یا رنگ روغن وغیرہ مین ظاہر ہو۔ چمگادر کی پیشاب اور مینگنی کو بہی مفسد آب و طعام نہین کہتی۔ کہتے ہین کہ دعا مانگنا دل سی کافی ہی یعنی زبان سی دعا کرنی کی حاجت نہین۔ کہتی ہین کہ اگر تر نجس کپڑا خشک پاک کپڑی مین لپیٹا جائی اور نجس کپڑی کی تری پاک کپڑی مین ظاہر ہو مگر نچوڑنی سی بہنی کی نوبت نہ پہونچی تو وہ خشک کپڑا نجس نہو گا۔ اسیطرح بہیگا ہوا کپڑا اگر خشک نجس رسی پر پہیلایا جائی وہ بہی نجس نہو گا۔ ایسے ہی اگر پانو دہو کر نجس زمین پر چلے یا نجس فرش پر سوے اور پسینا آتے تب بہی پانون اور بدن نجس نہنگی جبتک کہ اسکا

رد مختار + قال الامام الحلوانی اذا کان عنده ودیعة فمات المودع بلا وارث له ان یصرف الودیعة الی نفسه فی زمننا هذا۔ در + قضی القاضی ببینة فی حادثة ثم قال رجعت عن قضائی او بدا لی او وقعت فی تلبیس الشهود او ابطلت حکمی ونحو ذلك لا یعتبر۔ تنویر + عرق مدمن الخمر خارج نجس و کل خارج نجس ینقض الوضوء فینبغی ان عرق مدمن الخمر ینقض الوضوء۔ در + قلت قال شیخنا الرملی حفظه الله تعالی کیف یقول علیه وهو مع غرابته لا یشهد له روایة ولا درایة ویشهد لبطلانها مسئلة الجدی اذا غذی بلبن خنزیر فقد علم حل اکله بصیرورته مستهلکا۔ در + خبز وجد فی خلاله خرء فارة فان کان الخرء صلبا رمی به واکل الخبز ولا یفسد خرء الفارة الدهن والماء والحنطة للضرورة الا اذا ظهر طعمه او لونه فی الدهن ونحوه۔ رد + وفی الخانیة وبول الخفاش وخرءه لا یفسد۔ ویکفی الدعاء بقلبه کما ذکره الشرنبلالی۔ در + لف ثوب رطب نجس فی ثوب طاهر یابس فظهر رطوبته علی ثوب طاهر لکن لا یسیل لو

موجب حرمت نبودن جماعیکہ بجز ذکر پیچیدہ کردہ شود و از ان جواز آنچنین جماع با مادر و خواہر و غیرہما ظاہر میگردد عدم
نبودن مدینۂ طیبہ خلاف حدیث و مکروہ دانستن عقیقہ مخالف احادیث و منع از خیار بیع خلاف احا

+ + +

اہلسنت کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کپڑا ذکر پر لپیٹکر کسی عورت سے جماع کرے تو اوس سے حرمت ثابت نہین ہوتی پس جبکہ یہہ جماع موجب حرمت نہین ہے تو اگر کوئی اپنے ماں بہن خالہ پھوپہی سے اسیطرح سے جماع کرے انحضرات کے نزدیک جواز اوسکا بعید نہین۔ اور بعض اصحاب شافعی بہی اس امر کے قائل ہین کہ اگر کوئی شخص کپڑا ذکر پر لپیٹکر کسی عورت سے مجامعت کرے اور انزال نہو تو اوسپر غسل واجب نہین ہے۔ اسسے ظاہر ہے کہ اس طریق پر جماع کرنے کو حکم معدوم مین ٹھہراتے ہین۔ تو پھر اوسکی ماں بہن وغیرہما کے ساتھہ جائز ہونے مین ان لوگون کے نزدیک کچھہ بعد نہین۔

کتاب ظفر مبین مین ترجمہ مشکوۃ کے جو آگے لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک مدینۂ طیبہ حرم نہین ہے حالانکہ یہہ مسئلہ اون حدیثون کے جو انکی صحاح وغیرہا مین مذکور ہین مخالف ہے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ مدینۂ منورہ بھی مثل مکۂ معظمہ کے حرم ہے۔ حنفیہ کہتے ہین کہ عقیقہ کرنا مکروہ ہے حالانکہ اہلسنت کی حدیثون سے ظاہر ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا عقیقہ کیا اور فرمایا کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ مین مرہون ہے کہ اوسکی طرف سے ساتوین دن ذبح کیا جائے اور سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔

بیع مین خیار کو جو اہلسنت کی معتبر حدیثون سے ثابت ہے امام اعظم منع کرتے ہین۔ بعض حدیثون کا مضمون یہہ ہے کہ بائع اور مشتری جبتک جدا نہون ہر ایک کو فسخ بیع کا اختیار ہے مگر بیع خیار کہ اوسمین جدا ہونے کے بعد بہی تا مدت خیار اختیار ہے۔ +

بحر الرائق شرح کنز الدقائق + جامعہا بخرقۃ علی ذکرہ لما ثبت الحرمۃ کما فی الخلاصۃ ـ نووی شرح صحیح مسلم + لو لف خرقۃ واولج فی فرج امرأۃ ففیہ ثلاثۃ اوجہ لاصحابنا الثانی لایجب لانہ اولج فی خرقۃ ـ حاشیہ چلپی بر شرح وقایہ + وان اولج الحشفۃ فی القبل والدبر ملفوفۃ بخرقۃ فان وجد الموالج اللذۃ وجب الغسل والا فلا لان الحائل یوجب النقصان فی سبب الغیبۃ کذا فی العیون ـ صحیح مسلم + عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ الحرام ما بین عیر الی ثور فمن احدث فیہا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا متفق علیہ ـ فتاوای عالمگیری ـ ذکر فی الجامع الصغیر ولا یعق عن الغلام ولا عن الجاریۃ وانہ اشارۃ الی الکراہۃ ـ سنن ابو داود + عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا ـ بلوغ المرام + عن سمرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل غلام مرتہن بعقیقتہ تذبح عنہ یوم سابعہ ویحلق ویسمی رواہ احمد وابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجہ وصححہ الترمذی ـ شرح وقایہ وغیرہ + اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منہما ـ

مشکوۃ + عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتبایعان کل واحد منہما بالخیار علی صاحبہ ما لم یتفرقا الا بیع الخیار متفق علیہ ـ + + +

حنفیہ پہلون کی بیع ظہور صلاح سے پہلے جس سے احادیث اہلسنت مین نہی وارد ہوئی ہی جائز ٹہراتی ہین - ایک حدیث کا یہ مضمون ہی کہ حضرت رسولخدا نے منع فرمایا ثمرات کی بیع سی قبل ظہور صلاح کے بائع اور مشتری دونون کو منع کیا - اور جب حضرت سے پوچھتے تہے کہ صلاح سے کیا مراد ہی تو فرماتے تہے کہ اوسکی آفت جاتی رہے - ابو حنیفہ کی نزدیک دوودہ پلانی کی مدت اڑہائی برس ہی اور اونکی شاگرد رشید امام زفر کی نزدیک تین برس ہی جیسا کہ تفسیر فتح البیان وغیرہ سی ظاہر ہے - اس مسئلہ مین امام اعظم اور اونکی شاگردنی قرآن مجید کی چند آیتون کی اور حدیث کے بہی خلاف کیا ہی جنسے صاف ظاہر ہے کہ دوودہ پلانی کی مدت دو برس ہی -

حنفیہ کہتی ہین کہ رضاع (دوودہ پینے) مین عورتون کی گواہی مقبول نہین - حال آنکہ ایک حدیث سی جو صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسالتمآب نی رضاع مین ایک عورت کی گواہی کو بہی قبول فرمایا - حنفیہ قلیل و کثیر رضاع کو تحریم مین برابر قرار دیتی ہین - حال آنکہ یہ حکم دو حدیثون کی جو صحیح مسلم مین مذکور ہین مخالف ہی اور نیل الاوطار سی ظاہر ہی کہ اکابر ائمہ اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ پانچ بار دوودہ پینی سے تحریم ہوتی نہ کم سی - محصن زانی کے سنگسار کرنے کے لئے مسلمان ہونی کی قید لگاتی ہین - یہ حکم بہی اوس حدیث کی مخالف ہی جو مشکوۃ مین مذکور ہے -٠-

کنز الدقائق وغیرہ + من باع ثمرۃ لم یبد صلاحہا او قد بدا جاز البیع - بلوغ المرام عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحہا نہی البائع والمبتاع متفق علیہ وفی روایۃ وکان اذا سئل عن صلاحہا قال حتی تذہب عاہتہ قرآن مجید + والوالدات یرضعن اولادہن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ الظفر المبین + تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن، و نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام مین اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہی کہ اس آیت مین رد ہی ابو حنیفہ کی قول کا اس لئی کہ ابو حنیفہ کے نزدیک مدت دوودہ پلانی کی اڑہائی برس ہی اور اس مین رد ہی (ابو حنیفہ کی شاگرد) زفر کے قول کا بہی اس لئی کہ اسکی نزدیک مدت دوودہ پلانی کی تین برس ہی - ہدایہ وغیرہ + مدۃ الرضاع ثلثون شہرا عند ابی حنیفۃ - بلوغ المرام + وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال لا رضاع الا فی الحولین - فتاوی عالمگیری وغیرہ + ولا یقبل فی الرضاع شہادۃ النساء - شرح وقایہ وغیرہ + قلیل الرضاع وکثیرہ سواء اذا حصل فی مدۃ الرضاع یتعلق بہ التحریم - صحیح مسلم عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت م

م قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحرم المصۃ والمصتان - وعنہا قالت کان فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات ثم نسخن بخمس معلومات فتو
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہو فی ما یقرأ من القرآن - کنز الدقائق وغیرہ + واحصان الرجم ان یکون حرا عاقلا بالغا مسلما قد تزوج امرأۃ نکاحا صحیحا و
ہما علی صفۃ الاحصان - +

موجب حرمت نبودن جماعیکہ حرف بر ذکر پیچیدہ کردہ شود و ازان جواز آنچنین جماع با مادر و خواہر و غیرہا ظاہر میگردد عند …
نبودن مدینہ طیبہ خلاف حدیث و مکروہ دانستن عقیقہ مخالف احادیث و منع از خیار بیع خلاف احا…

+ + +

اہلسنت کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کپڑا ذکر پر لپیٹکر کسی عورت سے جماع کرے تو اوس سے حرمت ثابت نہین ہوتی پس جبکہ یہہ جماع موجب حرمت نہین ہے تو اگر کوئی اپنے ماں بہن خالہ پھوپھی سے اسیطرح سے جماع کرے انحضرات کے نزدیک جواز اوسکا بعید نہین۔ اور بعض اصحاب شافعی بھی اس امر کے قائل ہین کہ اگر کوئی شخص کپڑا ذکر پر لپیٹکر کسی عورت سے مجامعت کرے اور انزال نہو تو اوسپر غسل واجب نہین ہے۔ اسسے ظاہر ہے کہ اس طریق پر جماع کرنے کو حکم معدوم مین ٹھہراتے ہین۔ تو پھر اوسکی ماں بہن و غیرہا کے ساتھہ جائز ہونیمین ان لوگون کے نزدیک کچھہ بعد نہین۔

کتاب ظفر مبین مین ترجمہ مشکوٰۃ کے جو آگے لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک مدینہ طیبہ حرم نہین ہے حالانکہ یہہ مسئلہ اون حدیثون کے جو انکی صحاح و غیرہا مین مذکور ہین مخالف ہے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ بھی مثل مکہ معظمہ کے حرم ہے۔ حنفیہ کہتے ہین کہ عقیقہ کرنا مکروہ ہے حالانکہ اہلسنت کی حدیثون سے ظاہر ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا عقیقہ کیا اور فرمایا کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ مین مرہون ہے کہ اوسکی طرف سے ساتوین دن ذبح کیا جائے اور سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔

بیع مین خیار کو جو اہلسنت کی معتبر حدیثون سے ثابت ہے امام اعظم منع کرتے ہین۔ بعض حدیثون کا مضمون یہہ ہے کہ بائع اور مشتری جب تک جدا نہون ہر ایک کو فسخ بیع کا اختیار ہے مگر بیع خیار کہ اوسمین جدا ہونے کے بعد بھی تا مدت خیار اختیار ہے۔ +

بحر الرائق شرح کنز الدقائق + جامعہا بخرقۃ علی ذکرہ لما ثبت الحرمۃ کما فی الخلاصۃ۔ نووی شرح صحیح مسلم + لو لف خرقۃ واولج فی فرج امرأۃ ففیہ ثلاثۃ اوجہ لاصحابنا الثانی لا یجب لانہ اولج فی خرقۃ۔ حاشیہ چلپی بر شرح وقایہ + وان اولج الحشفۃ فی القبل والدبر ملفوفۃ بخرقۃ فان وجد الموجب اللذۃ وجب الغسل والا فلا لان الحائل یوجب لنقصان فی سبب الغیبۃ کذا فی العیون۔ صحیح مسلم + عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ الحرام ما بین عیر الی ثور فمن احدث فیہا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین۔ لا یقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا متفق علیہ۔ فتاوی عالمگیری ذکر فی الجامع الصغیر ولا یعق عن الغلام ولا عن الجاریۃ وانہ اشارۃ الی الکراھۃ۔ سنن ابوداود عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا۔ بلوغ المرام + عن سمرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل غلام مرتھن بعقیقتہ تذبح عنہ یوم سابعہ ویحلق ویسمی رواہ احمد وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجہ وصححہ الترمذی۔ شرح وقایہ وغیرہ + اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منہما۔

مشکوٰۃ + عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتبایعان کل واحد منہما بالخیار علی صاحبہ ما لم یتفرقا الا بیع الخیار متفق علیہ + + +

حنفیہ پہلون کی بیع ظہور صلاح سے پہلے جس سے احادیث اہلسنت مین نہی وارد ہوئی ہے جائز ٹہراتے ہین - ایک حدیث کا یہہ مضمون ہے کہ حضرت رسولخدا نے منع فرمایا ثمرات کی بیع سے قبل ظہور صلاح کے بائع اور مشتری دونون کو منع کیا - اور جب حضرت سے پوچھتے تہے کہ صلاح سے کیا مراد ہے تو فرماتے تہے کہ اوسکی آفت جاتی رہے - ابو حنیفہ کے نزدیک دودہ پلانے کی مدت اڑہائی برس ہے اور اونکے شاگرد رشید امام زفر کے نزدیک تین برس ہے جیساکہ تفسیر فتح البیان وغیرہ سے ظاہر ہے - اس مسئلہ مین امام اعظم اور اونکے شاگرد نے قرآن مجید کی چند آیتون کی اور حدیث کے بہی خلاف کیا ہے جنسے صاف ظاہر ہے کہ دودہ پلانے کی مدت دو برس ہے - حنفیہ کہتے ہین کہ رضاع (دودہ پینے) مین عورتون کی گواہی مقبول نہین - حالانکہ ایک حدیث سے جو صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب نے رضاع مین ایک عورت کی گواہی کو بہی قبول فرمایا - حنفیہ قلیل وکثیر رضاع کو تحریم مین برابر قرار دیتے ہین - حالانکہ یہہ حکم دو حدیثون کے جو صحیح مسلم مین مذکور ہین مخالف ہے اور نیل الاوطار سے ظاہر ہے کہ اکابر ائمہ اہلسنت کا یہہ مذہب ہے کہ پانچ بار دودہ پینے سے تحریم ہوتی ہے نہ کم سے - محصن زانی کے سنگسار کرنے کے لئے مسلمان ہونے کی قید لگاتے ہین - یہہ حکم بہی اوس حدیث کے مخالف ہے جو مشکوۃ مین مذکور ہے -

کنز الدقائق وغیرہ + من باع ثمرۃ لم یبد صلاحہا او قد بد اجاز البیع - بلوغ المرام عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الثمار حتی یبد وصلاحہا نہی البائع والمتباع متفق علیہ وفی روایۃ وکان اذا سئل عن صلاحہا قال حتی تذہب عاہتہ - قرآن مجید + والوالدات یرضعن اولادہن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ - الظفر المبین + تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن؛ ونیل المرام من تفسیر آیات الاحکام مین اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے کہ اس آیت مین رد ہے ابو حنیفہ کے قول کا اس لئے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک مدت دودہ پلانے کی اڑہائی برس ہے اور اس مین رد ہے ابو حنیفہ کے شاگرد زفر کے قول کا بہی اس لئے کہ اسکے نزدیک مدت دودہ پلانے کی تین برس ہے - ہدایہ وغیرہ + مدۃ الرضاع ثلثون شہرا عند ابی حنیفۃ - بلوغ المرام + وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال لا رضاع الا فی الحولین - فتاوی عالمگیری وغیرہ + ولا یقبل فی الرضاع شہادۃ النساء - شرح وقایہ وغیرہ + قلیل الرضاع وکثیرہ سواء اذا حصل فی مدۃ الرضاع یتعلق بہ التحریم - صحیح مسلم عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت م

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحرم المصۃ والمصتان - وعنہا قالت کان فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو فی ما یقرأ من القرآن - کنز الدقائق وغیرہ + واحصان الرجم ان یکون حرا عاقلا بالغا مسلما قد تزوج امرأۃ نکاحا صحیحا ودخل بہا ہما علی صفۃ الاحصان - +

حرمت بچہ کہ از شکم مذبوح برآید ومنع از بیع مدبر خلاف احادیث - + + + + + + + +

حنفیہ حل وحرم کے لقطہ کو برابر سمجھتے ہین حالانکہ یہہ حکم اوس حدیث سے جو صحیح مسلم مین مذکور ہے مخالف ہے۔ کہتے ہین کہ اگر کافر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو قتل کرے یا پیغمبر خدا ص کو برا کہے یا مسلمان عورت سے زنا کرے تب بہی اوسکا عہد نہ ٹوٹیگا اور وہ بااین ہمہ حرکات ذمی رہیگا۔ اور یہہ حکم بہی دو حدیثون کے جو سنن ابوداود وغیرہ مین مذکور ہین مخالف ہے۔ حنفیہ کہتے ہین کہ اگر ناقہ کو نحر کیا جائے یا گائے کو ذبح کیا جاے اور اوسکے پیٹ مین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو اوس بچہ کو کہایا نجائے۔ خواہ اوسکے بال ہون یا نہون۔ یہہ مسئلہ بہی اوس حدیث کے خلاف ہے جو بلوغ المرام مین مذکور ہے۔ حنفیہ اوس غلام کی بیع کو جس سے مولیٰ کہدے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے اور اوسکو مدبر کہتے ہین۔ ناجائز بتاتے ہین۔ حالانکہ ایک حدیث سے جو مشکوٰۃ مین مذکور ہے ثابت ہوتا ہے کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر کیا تہا اور اوسکے پاس کچہہ اور مال نہ تہا حضرت رسول خدا ص کو یہہ حال معلوم ہوا تو فرمایا کہ اوس غلام کو مجہہ سے کون خریدتا ہے۔ ایک شخص نعیم نام نے اوسکو آٹہہ سو درم کو خرید کیا۔ اور وہ درم حضرتؐ کی خدمت مین حاضر کئے۔ حضرتؐ نے وہ درم اوس انصاری کو مرحمت کئے۔ اور فرمایا کہ پہلے اپنا خرچ کر پہر اگر کچہہ بچ رہے تو وہ تیرے اہل وعیال کا حق ہے اور اگر اونسے بچے تو تیرے اقربا کے لئے ہے۔ + الخ - + +

هدایہ وغیرہ + لقطۃ الحل والحرم سواء۔ صحیح مسلم + عن عبد الرحمن بن عثمان التیمی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن لقطۃ الحاج۔ هدایہ وغیرہ + من امتنع من الجزیۃ او قتل مسلما او سب النبی علیہ السلام او زنی بمسلمۃ لم ینقض عہدہ۔ سنن ابوداود + عن علی رضی اللہ تعالی عنہ ان یہودیۃ کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقع فیہ فخنقہا رجل حتی ماتت فابطل النبی صلی اللہ علیہ وسلم دمہا۔ کنز الدقائق وغیرہ + من نحر ناقۃ او ذبح بقرۃ فوجد فی بطنہا جنینا میتا لم یوکل اشعر اولم یشعر۔ بلوغ المرام + عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ رواہ احمد وصححہ ابن حبان۔ هدایہ وغیرہ اذا قال المولی لمملوکہ اذا مت فانت حر عن دبر منی او انت مدبر او قد دبرتک فقد صار مدبرا ثم لا یجوز بیعہ۔ مشکوٰۃ + عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ ان رجلا من الانصار دبر مملوکا ولم یکن لہ مال غیرہ فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من یشتریہ منی فاشتراہ نعیم بن النحام بثمان مائۃ درہم متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم فاشتراہ

نعیم بن عبد اللہ العدوی بثمان مائۃ درہم فجاء بہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدفعہا الیہ ثم قال ابدأ بنفسک فتصدق علیہا فان فضل شیٔ فلاہلک فان فضل عن اہلک شیٔ فلذی قرابتک فان فضل عن قرابتک شیٔ فہکذا وہکذا الحدیث - +

... حضرت ابراہیم ع در سن
ہشتاد سالگی یا صد و بیست سالگی و حرمت خضاب سیاہ و وجوب تعظیم عرب عموماً و دیگر مطالب شریفہ۔

+ +

اقوال اہل سنت	حوالہ کتب اہلسنت
اہلسنت کی امام اعظم کی نزدیک اگر کوئی شخص جسپر ماہ رمضان کا روزہ فرض ہو ہر روز عمداً روزہ نرکہی اور کہانا پینا جماع کرنا ماہ مبارک مین ہر روز عمل مین لاتا رہی اور ہر روزہ کا کفارہ ہر روز نہ دیتا رہی تو اوسکو کل مہینہ کی روزون کا ایک کفارہ اونتیس ۲۹ یا تیس ۳۰ کفارون کی جگہ کافی ہی۔ اور اگر ایک ماہ مبارک مین عمداً ایک روزہ نرکہی اور اوسکا کفارہ ادا نکری پہر دوسری ماہ رمضان مین بہی ایک روزہ نرکہی تو اس صورت مین حنفیہ کی نزدیک صحیح یہہ ہی کہ ان دونون روزون کی لئے ایک ہی کفارہ کفایت کرتا ہی۔ اہلسنت کی امام خود رای ایسی خود آرای تہی کہ چارسو اشرفی کی ردا اوڑہا کرتے تہے اور اپنی اصحاب کو بہی یہی حکم دیتی تہی۔ کہتی ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر مین یا ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی سن مین اپنا ختنہ کرایا قدوم سے جو بنا بر ایک قول کے درودگر کا ایک اوزار ہے۔ بعض اکابر اہلسنت کہتی ہین کہ ہمارا مذہب یہہ ہی کہ بہری کا خضاب مرد اور عورت کو زردی یا سرخی سے مستحب ہے اور سیاہی سے حرام ہی۔ بنابراس قول کی بے شمار اہلسنت جو سیاہی سے خضاب کرتے ہین حرام کا ارتکاب کرتی ہین اور عقبی کی روسیاہی کا اکتساب کرتے ہین۔ کہتی ہین کہ سب عرب کی تعظیم واجب ہے خصوصاً اہل حرمین شریفین کی خصوصاً اولاد مہاجرین و انصار کی خصوصاً اولاد خلفاء اربعہ کی۔ ہزار افسوس کہ اس قاعدہ کی مراعات اولاد امجاد سرور کائنات کی ساتہہ جو ان سب خصوصیتون سے مخصوص اور اسکی علاوہ قرآن وحدیث مین بیشمار فضیلتون سی منصوص تہی عامہ خلفای خاصہ سے بہی عمل مین نہ آئی ہے اورون کا کیا ذکر ہے ان لوگون نے بعد غروب آفتاب نبوت اہلبیت اطہار کی رعایت سے منہ موڑا اور اون	محلی + ومن وطی فی یومین عامداً فعلیہ بکل یوم کفارۃ سواء کفر قبل ان یطأ الثانیۃ اولم یکفر وقال ابو حنیفۃ علیہ بکل ذلک ولو انہ افطر فی کل یوم من رمضان عامداً کفارۃ واحدۃ فقط - درمختار + افطر فی رمضان فی یوم ولم یکفر حتی افطر فی یوم آخر فعلیہ کفارۃ واحدۃ ولو فی رمضانین علی الصحیح - ردالمحتار + وابو حنیفۃ کان یرتدی برداء قیمتہ اربع مائۃ دینار وکان یامر اصحابہ بذلک - ایضاً + وقد اختتن ابراہیم علیہ السلام وھو ابن ثمانین سنۃ او مائۃ وعشرین بالقدوم اسم موضع وقیل آلۃ النجار - ایضاً + وقال النووی مذھبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأۃ بصفرۃ او حمرۃ وتحریم خضابہ بالسواد علی الاصح - ایضاً + ویجب تعظیم العرب خصوصاً اھل الحرمین خصوصاً اولاد المھاجرین والانصار خصوصاً اولاد الخلفاء الاربعۃ - +

حضرات کی توہین وتذلیل اور قلع اور قمع اور قتل واسر وغیرہ مین کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا ۔ +

و بدعت بودن ہر چہار مصلات کعبہ +

کتابون کی نسبت جبکہ اس قابل نرہین کہ اونسی نفع حاصل ہو حکم دیتی ہین کہ اونمین سے
خدا کے اور فرشتون کے اور پیغمبرون کے نام محو کر دیے جائین اور باقی کو جلا دیا جا
ظاہر ہے کہ قرآن مجید کتابون مین شامل ہی بلکہ اونکی فرد کامل ہی۔ اسیطرح کتب
تفسیر و حدیث و فقہ اور جلانی مین جو کچہ استحقاق ہی بدیہی ہی مگر ان لوگون کو تو
محرق القرآن کی پیروی درکار ہی۔ قرآن مجید کی استحقاف سے کیا سروکار ہی۔
بعض محققین اہلسنت نے تصریح کی ہی کہ جاہل کا تقدم عالم پر حرام ہی کہ اوسکے
مرتبہ کی پستی سے مشعر ہی اور اس آیت کی مخالف ہی یرفع اللہ الذین امنوا منکم
والذین اوتوا العلم درجات ۵ اور یہہ مجمع علیہ ہی تو جو جاہل کسی عالم پر تقدم اور
پیشدستی کریگا خواہ کسی کام مین ہو عاصی اور قابل تعزیر ہوگا۔ بالجملہ یہان سے
مفضول کے فاضل پر تقدم کرنے کا حال ظاہر ہے اور خلفاء ثلثہ کا مسائل مشکلہ
مین حضرت امیر ع سے رجوع رہنا اور اول کا اقیلونی لست بخیرکم و علی
فیکم اور ثانی کا لولا علی لہلک عمر اور ثالث کا لولا علی لہلک عثمان
کہنا اہلسنت کی تواریخ معتبرہ سے ظاہر ہی۔ ان لوگون نے مسلمانون کی باہمی اختلاف
کو رحمت قرار دیا ہی اور اس مطلب کے لئے رسولخدا صپر افترا کیا ہی کہ حضرت نے فرمایا ہے
اختلاف امتی رحمۃ للناس صاحب مواہب لدنیہ جو مشاہیر علماء اہلسنت سے
ہی خصائص امت رسول ایزد متعال مین کہتا ہی کہ بہت اماموں نے کہا ہی کہ یہہ
قول محض بے اصل ہی اور اسحاق موصلی وغیرہ نے اسپر یہہ اعتراض کیا ہی کہ اگر اختلاف
رحمت ٹہریگا تو اتفاق عذاب ہوگا۔ کفی اللہ المومنین القتال۔ مکہ معظمہ میں
اہلسنت کے چارون اماموں کی چار مصلی جنپر یہہ حضرات کمال فخر و مباہات فرماتے
ہین بلکہ عوام کالانعام اوسکو اس مذہب کے حق ہونے کی دلیل ٹہراتے ہین اونکی
نسبت صاحب ظفر مبین کہتے ہین کہ مکہ مین چارون مصلی چارون اماموں کی علحدہ
علحدہ ۸۰۱ آٹہ سو سات ہجری مین یعنی نویہم زمانہ فرج بن کوک کے
بنائے ہین لیکن اونکی بنا اور مقرر کرنے کی لئے نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول ص
مسلم مین روایت ہی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تہے فرماتے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ یعنی ہر بدعت گمراہی ہی اور بخاری اور مسلم مین

رد المحتار +
الکتب التی لا ینتفع
بہا یمحی عنہا
اسم اللہ و ملئکتہ و
رسلہ و یحرق
الباقی۔ و صرح
الرملی بحرمۃ
تقدم الجاہل
علی العالم حیث
اشعر بنزول درجتہ
عند العامۃ
لمخالفتہ لقولہ
تعالی یرفع اللہ
الذین امنوا منکم
والذین اوتوا
العلم درجات ۵
وہذا المجمع
علیہ فالمتقدم
ارتکب
معصیۃ
فیعزر۔
+ + +
+ + +
+ + +
+ + +

در روایتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا [illegible] من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد [illegible]

[illegible] امتی بالفقہ [illegible] شاہ عبد العزیز [illegible] بدعت بودن [illegible] کیا ہے +

... شہد کا
شربت حاضر کیا آپنے نہ پیا اور کہا کہ مینے حق سبحانہ
سے سنا ہے کہ فرماتا ہے اذہبتم طیباتکم فی
حیوتکم الدنیا واستمتعتم بہا جوان نے عرض کیا
کہ یہ آیت حق مین نہین اسکا شروع تو پڑھیے۔
ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذہبتم
طیباتکم فی حیوتکم الدنیا آیا ہم انمین ہین
یہ سنکر حضرت نے شربت پی لیا اور فرمایا کہ تمام آدمی
فقہ مین عمر سے زیادہ ہین۔ اسیطرح ایکدن آپنے
خطبہ مین فرمایا کہ جو عورت رسولخدا کی ازواج سے
زیادہ مہر لیگی مین اوس سے واپس لیلونگا ایک عورت
کھڑی ہوئی اور کہا کہ حق تعالی نے آپکو یہ اختیار
نہین دیا خدای عز وجل فرماتا ہے واتیتم احدٰہن
قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا یہ سنکر فرمایا کہ
کیا تم تعجب نہین کرتے ہو اوس امام سے جسنے خطا کی اور
اوس عورت سے جو صواب پر پہونچی تمہارے امام سے
اوسنے مباحثہ کیا اور اوسپر غالب ہوئی۔ ایسے ہی ایک
رات بطور عسس کے پھر رہے تھے ایک گھر پہ گذر ہوا جہان
کچھ آواز سنی جس سے شک پیدا ہوا اور دیوار کود کر
اندر پہنچے تو ایک مرد کو پایا جسکے پاس ایک عورت اور
شراب کی مشک تھی کہنے لگے ای دشمن خدا کیا تو نے
گمان کیا تھا کہ خدا تیری پردہ پوشی کریگا حال انکہ تو
گناہ کر رہا ہے اوسنے عرض کیا آپ جلدی نکرین اگر
مینے ایک خطا کی تو آپنے تین خطائین کین خدا تعالی نے

...تحديد + مر عمر
...عو ظمآن فاستسقاه
... ولم يشرب وقال
اني سمعت الله سبحانه يقول اذهبتم
طيباتكم في حيوتكم الدنيا واستمتعتم
بها فقال الفتى انها والله ليست لك
اقرأ يا امير المومنين ما قبلها ويوم يعرض
الذين كفروا على النار اذهبتم طيباتكم
في حيوتكم الدنيا افنحن منهم فشرب وقال
كل الناس افقه من عمر۔ وخطب عمر
فقال لا يبلغني ان امرأة تجاوز صداقها
زوجات رسول الله الا ارتجعت ذلك
منها فقامت اليه امرأة فقالت والله
ما جعل الله ذلك لك انه تعالى يقول و
آتيتم احدٰهن قنطارا فلا تاخذوا
منه شيئا فقال عمر الا تعجبون من امام
اخطأ وامرأة اصابت ناضلت امامكم
فنضلته۔ وكان (عمر) يعس ليلة فمر بدار
سمع فيها صوتا فارتاب وتسور فوجد
رجلا عند امرأة وزق خمر فقال يا عدو
الله اظننت ان يسترك وانت على معصية
فقال لا تعجل يا امير المومنين ان كنت
اخطأت في واحدة فقد اخطأت في
ثلث قال الله تعالى لا تجسسوا وقد
تجسست وقال واتوا البيوت من
ابوابها وقد تسورت وقال اذا دخلتم

دو العا فا الیدت ...

معنی بیت یہ سنتی ہی اوسکو جہڑکا کہ تو وہی ہی اور کہڑی ہوگئی اور آستین چڑہا کر اوسکی کوری مارنی
یہانتک کہ اوسکا عمامہ گر گیا دیکہا تو اوسکی سر پر بال ہین قسم کہا کر کہا کہ اگر مین تیرا سر منڈا ہوا پاتا تو
ضرور تیری سر پر بہی مارتا پہر اوسکو ایک مکان مین قید کیا اور ہر روز نکالتا تہا اور مارا کرتا تہا اور جب وہ
اس ہر روز کی مار مارسے اچہا ہوا تو سو کوڑے اور مارے الی آخر القصہ۔

ایک شخص نے مصحف مجید لکہا اور ہر آیت کی پاس اوسکی
تفسیر بہی لکہی خلیفہ صاحب نے اوس قرآن کو مقراض سے پارہ
پارہ کیا۔ خلیفہ صاحب کا مقولہ ہی کہ کہڑی ہو کر پیشاب
کرنا دبر کی خوب حفاظت کرتا ہی اور بیٹہکر پیشاب
کرنا دبر کو سست اور ڈہیلا کرتا ہی اور سب سے زیادہ
لطف کی بات تو یہہ ہی جو اکابر اہلسنت نے معتبر کتابون
مین نقل کی ہی کہ خلیفہ صاحب کو آبدست لینا بہی
نہ آتا تہا چنانچہ ایک بار سفر مین اصحاب جناب رسالتمآب
نے انکو آبدست کرتی دیکہہ پایا تو خوب قہقہہ اڑایا۔

جامع کبیر سیوطی :عن عامر الشعبی قال
کتب رجل مصحفا و کتب عند کل آیۃ
تفسیرھا فدعا بہ عمر فقرضہ بالمقراضین
کنز العمال :عن عمر قال البول قائما احصن
للدبر والبول جالسا ارخی للدبر۔ جامع کبیر
عن الزہری ان عمر بن الخطاب اتی الغائط و
ھو فی سفر ثم استطاب بالماء بین رجلتین
فجعل اصحاب رسول اللہ یضحکون و یقولون
توضأ کما توضأ المرأۃ ۔ فقط ۔

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ المفضل المنعام ذی الجلال والاکرام علی ان حلیت بحلیۃ الاتمام وحشت
بحناء الاختتام عروس ھذہ الرسالۃ الشریفۃ الطریفۃ المطبوعۃ عند الاعلام۔
المقبولۃ لدی ارباب العقول والافہام خرائدہا فی سواد الارقام حور مقصورات
فی الخیام الموجبۃ لافحام ذوی الخصام والجام النواصب اللئام المشتملۃ علی اقوال
العوام کالانعام فی الثقلین کتاب اللہ العلام وعترۃ نبیہ المقام علیہ وعلیہم
الصلوۃ والسلام وعلی علام اعلام بعض ائمتہم الملومین بکل ملام سیما امام مہم الہمام الکوفی المخصوص عندھم
بالاعظام والمحتویۃ علی ذکر نبذ من المسائل الحلال والحرام المتعلقۃ بالطہارۃ والصلوۃ والزکوۃ والصیام
...کیکۃ الخائبۃ عن الاستحکام العاریۃ عن الاحکام المضحکۃ لعبدۃ الاصنام علی ملۃ الاسلام المبنیۃ علی فاسدۃ الاوہام المعمولۃ فی ما بین
...تبہم المتداولۃ والصحاح السقام فی کل موضع ومقام بالاہتمام التام والتصحیح التام فی الحادی والعشرین من المحرم الحرام سنۃ ۱۳۱۰ من ہجرۃ خیر الانام
...قیام الساعۃ وساعۃ القیام والمرجو من الاحبۃ العظام والاخلاء الفخام دعاء الخیر واصلاح الاسقام الواقعۃ حین الارقام والعفو عن التقصیرات
... [illegible] الاقلام ... عام والمحشو ... ذی العقل الذی ... [illegible]

اشتہار ۔ یہہ کتاب شیعہ سنی کو ... پہونچی ہی اہلسنت اسکو ندیکہین ۔ ... علی اللہ التوکل وبہ الاعتصام ۔ فقط